آرین پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی

نے

حسب ذیل کام شروع کئے ہیں

بک ڈپو - آرین لٹریچر کی خصوصاً مقابلتاً سستی کتابیں کمپنی سے مل سکتی ہیں۔ جہاں ایک روپیہ کے خریدار کو بھی کمیشن دیا جاتا ہے

آڑھت - آپ کمپنی کی معرفت لاہور میں ہر قسم کے مال کی خرید و فروخت کر سکتے ہیں

قرضہ - زیور وغیرہ گروی رکھنے یا کافی ضمانت دینے پر کمپنی سے قرض مل سکتا ہے

نیلام - گاڑی - گھوڑا - بائیسکل - فرنیچر و دیگر ہر قسم کا مال و اسباب کمپنی کی معرفت ہو سکتا ہے۔ عموماً ایک ماہ میں دو دفعہ کمپنی کے بنگلہ پر نیلام ہوتا ہے کمپنی کے آرڈر پر نیلام سے جو کچھ آپ چاہیں۔ خرید کر ارسال کر سکتی ہے۔

جنرل سپلائنگ ایجنسی - آپ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز جو لاہور میں دستیاب ہو سکتی ہو کمپنی کی معرفت منگوا سکتے ہیں۔ بلکہ آپ جرمن - آسٹریلیا - جاپان - فرانس - امریکہ وغیرہ وغیرہ ملکوں سے بھی ہر قسم کی مشینیں و دیگر ہر ایک قسم کا مال برائے تجارت منگوا سکتے ہیں *

المشتہ

منتھ اداس پور

منیجنگ ڈائرکٹر آرین پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی

نوٹس

خاص و عام کی آگاہی کے لئے اعلان دیا جاتا ہے۔ کہ مترجم نے اِس کتاب کا حق کاپی رائٹ لالہ تولارام صاحب اڈیٹر آریہ پتر کا لاہور کے نام منتقل کر دیا ہے۔ اِسلئے آئندہ مترجم کو اس کتاب سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہوگا۔ لالہ صاحب موصوف کو اب وہ تمام اختیارات کتاب ہذا کے متعلق حاصل ہیں جو پیشتر مترجم کتاب ہذا کو حاصل رکھتے تھے۔

بمشتہر

نہال سنگھ مترجم رگوید آدی بھاشیہ بھومکا ۲۹ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء

آریہ سماج کے نیم

۱ سب ستّ وِدّیا اور ستّ وِدّیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں اُن سب کا آدی مول پرمیشور ہے۔
۲ ایشور سچدانند سروپ نراکار۔ سروشکتیمان۔ نیاکاری۔ دیالو اجنما۔ انت بلوکار۔ انادی۔ انوپم۔ سروآدار سرویشور۔ سروویاپک۔ سروانتریامی اجر۔ امر۔ ابھے۔ نِت پوتر اور سرشٹی کرتا ہے اُسی کی اُپاسنا کرنی یوگیہ ہے۔
۳ ویدست وِدّیاؤں کا پُستک ہے وید کا پڑھنا پڑھانا اور سُننا سُنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے۔
۴ ست کے گرہن کرنے اور اَست کے چھوڑنے میں سدا اُدیت رہنا چاہئے۔
۵ سب کام دھرمانوسار ارتھات ستّ اور اَست کو وچار کر کرنے چاہئیں۔
۶ سنسار کا اُپکار کرنا آریہ سماج کا مکھیہ اُدیش ہے ارتھات شاریرک آتمک اور سماجک اُنّتی کرنا۔
۷ سب سے پریتی پوروک دھرمانوسار یتھایوگیہ برتنا چاہئے۔
۸ اوِدّیا کا ناش اور وِدّیا کی وِردھی کرنی چاہئے۔
۹ پرتیک کو اپنی ہی اُنّتی سے سنتُشٹ نہ رہنا چاہئے کِنتو سب کی اُنّتی میں اپنی اُنّتی سمجھنی چاہئے۔
۱۰ سب منشیوں کو سماجک سروہتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہئے اور پرتیک ہتکاری نیم میں سب

خاتمہ

ہوا پورا دیباچہ تفسیر کا ہے نسخہ یہ ویدوں کی اکسیر کا
بیاں سب مطالب ہوئے وید کے معمّے اشارے بھرے بھید کے
پڑھے گا جو دل سے سراپا اُسے ملے گا نہایت بڑا سکھ اُسے
مُرادیں سبھی اس کی بر آئیں گی تدابیر سب سکھ کا پھل لائینگی
لگا دل سے ایشور کا اب میں دھیان ق چھپے بھید ویدوں کے تا ہوں عیاں
شروع وید منتروں کی تفسیر کو ہوں کرتا صداقت کی تشہیر کو
ہے منتروں کے عُنوان سے یہ عیاں کیا اُن میں کس بات کو ہے بیان
جلی اصلی منتروں کو اوّل لکھا جُدا ان کے لفظوں کو پھر کر دیا
ہے لفظوں کے معنی کو آگے دیا دیا جملہ پھر ایک اُس کا بنا
ہے مطلب لکھا سب کے آخر میں یہ ترتیب رکھتی[1] ہے تفسیر میں

विश्वानि देव सवितर्दुरितानि परासुव।
यद्भद्रं तन्न आ सुव ॥ य० अ० ३० । म० ३ ॥

"اے منوتر بالذات خالق جہان و مالک کائنات! ہمارے تمام دُکھوں۔ عیبوں اور جہالت کو دور کیجئے اور جو ہماری بہبودی۔ بہتری اور راحت کی بات ہو وہ ہمیں عطا کیجئے"

[یجُروید۔ ادھیائے ۳۰۔ منتر ۳]

شری مت پرمی وراجکا چاریہ شری یُت سوامی دیانند سرسوتی جی کا تصنیف کیا ہوا سنسکرت اور آریہ بھاشا ہر دو زبانوں سے آراستہ اور مستند حوالوں سے پیراستہ رگ وغیرہ چاروں ویدوں کی تفسیر کا دیباچہ ختم ہوا۔

[1] اس سے پایا جاتا ہے کہ وید بھاشیہ (تفسیر وید) میں صرف سنسکرت بھاوارتھ تک سوامی جی کا ہے اُس سے آگے جو سنسکرت بھاشا میں ترجمہ کیا گیا ہے وہ سوامی جی کا نہیں ہے کیونکہ سوامی جی نے یہاں بھاشا کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ مترجم

۱۰۔ ویشیشک شاستر۔ پہلا عدد ادھیائے کا۔ دوسرا آہنیک کا اور تیسرا سُوتر کا ہے۔ مثلاً ۱۲۱۲۱ वै०

۱۱۔ نیائے شاستر۔ پہلا عدد ادھیائے کا۔ دوسرا آہنیک کا اور تیسرا سُوتر کا ہے۔ مثلاً ۱۲۱۲۱ न्या०

۱۲۔ یوگ شاستر۔ پہلا عدد پاد کا اور دوسرا سوتر کا ہے۔ مثلاً ۲۱۱ यो०

۱۳۔ سانکھیہ شاستر۔ پہلا عدد ادھیائے کا اور دوسرا سوتر کا ہے۔ مثلاً ۱۲۱ सां०

۱۴۔ ویدانت شاستر یا اُتر میمانسا۔ پہلا عدد ادھیائے کا۔ دوسرا پاد کا اور تیسرا سُوتر کا ہے۔ مثلاً ۱۲۱۲۱ वे०

یہ چھ شاستروں کی علامتیں ہوئیں۔ اب اس سے آگے چھ انگوں کی علامتیں لکھی جاتی ہیں۔ ان میں سے اوّل ویاکرن (علم صرف ونحو) جس میں حسب ذیل کتابیں شامل ہیں۔

۱۵۔ اشٹادھیائی۔ پہلا عدد ادھیائے کا۔ دوسرا پاد کا اور تیسرا سُوتر کا ہے۔ مثلاً ۱۲۱۲۱ अ०

مہابھاشیہ کا حوالہ بھی اشٹادھیائی کے سُوتروں کے پتہ سے دیا جائیگا یعنی جس سُوتر پر بھاشیہ (شرح) ہوگا۔ شرح کو لکھ کر اُس سُوتر کا پتہ لکھ دیا جائیگا۔

۱۶۔ نگھنٹو۔ پہلا عدد ادھیائے کا اور دوسرا کھنڈ کا۔ مثلاً ۱۲۱ निघं०

۱۷۔ نرکت۔ پہلا عدد ادھیائے کا اور دوسرا کھنڈ کا۔ مثلاً ۱۲۱ निरु०

۱۸۔ تیتریہ آرنیک۔ پہلا عدد پرپاٹھک کا اور دوسرا انوواک کا ہے۔ مثلاً ۱۲۱ तै०

تمام حوالوں کے آگے حسب بالا علامتیں رکھی جائینگی۔ تاکہ اُن کا پتہ اصلی کتاب میں لگ سکے۔ اور جس کسی کی خواہش ہو اُس پتے سے اُن حوالوں کو اصلی کتابوں میں دیکھ لیوے۔ اگر مندرجۂ بالا کتابوں کے علاوہ کسی اَور کتاب کا حوالہ لکھا جائیگا تو اوّل ایک بار اُس کا پورا پورا پتہ درج کیا جائیگا اور پھر اُسکے بعد بطریق بالا اُسکے لئے علامتیں رکھی جائینگی۔

علاماتِ متعلقہ تفسیر وید کا مضمون ختم ہوا

علامات مستعملہ تفسیر وید کا بیان

اب ہم اُن علامتوں کو بیان کرتے ہیں جو وید کی تفسیر میں استعمال کی جائینگی۔
رگ وغیرہ چاروں وید، چھ شاستر، چھ انگوں، چار براہمنوں اور تیتریہ آرنیک کا جہاں کہیں حوالہ لکھا جائیگا وہاں ان کے لئے حسب ذیل علامتیں لکھی جائینگی۔

۱۔ رگوید۔ اس میں پہلا عدد منڈل کا۔ دوسرا سُوکت اور تیسرا منتر کا جاننا چاہیئے۔ مثلاً ऋ० १।१।१ ۲۔ یجروید۔ پہلا عدد ادھیائے کا اور دوسرا منتر کا ہوگا۔ مثلاً य० १।१।१

۳۔ سام وید کے پُورواَرچک کے حوالہ میں پہلا عدد پرپاٹھک کا۔ دوسرا دشتی کا اور تیسرا منتر کا ہوگا۔ مثلاً साम०पू० १।१।१ اور اُتراَرچک کے حوالے میں پہلا عدد پرپاٹھک کا اور دوسرا منتر کا ہوگا۔ واضح رہے کہ اُتراَرچک میں دشتی کی تقسیم نہیں ہے بلکہ پُرپاٹھک ہیں اور ہر پُرپاٹھک کے نصف حصہ میں منتروں کی شمار ختم ہو جاتی ہے اور اُس سے آگے پھر نئی شمار شروع ہو جاتی ہے۔ اُن میں سے پہلے حصہ کا نام پُوراَردھ پرپاٹھک اور دوسرے کا نام اُتراَردھ پُرپاٹھک ہوتا ہے۔ مثلاً साम०उ०१पू०१ اور साम०उ० १ उ० १

اِن دونوں قسم کی علامتوں کی تفصیل اس طرح ہے۔ حرف उ० سے اُتراَرچک مُراد ہے۔ پہلے عدد سے پہلا پُرپاٹھک مُراد ہے اور पू० سے اُس پُرپاٹھک کا پُوراَردھ مُراد ہے۔ اور اُس سے اگلا عدد منتر کا ہے۔ یہی صورت دوسری علامت کی سمجھنی چاہیئے صرف اِتنا فرق ہے کہ اُس میں دوسرے حرف उ० سے پہلے پُرپاٹھک کا اُتراَردھ مراد ہے اور آخری عدد اس میں بھی منتر ہی کا ہے۔

۴۔ اتھروید۔ پہلا عدد کانڈ کا دوسرا اَوزگ کا۔ اور تیسرا منتر کا سمجھنا چاہیئے۔ مثلاً अथर्व० १।१।१

۵۔ ایتریہ برہمن۔ پہلا عدد پنچکا کا اور دوسرا کنڈکا کا ہے۔ مثلاً ऐ० १।१।१

۶۔ ششتپتھ برہمن۔ پہلا عدد کانڈ کا۔ دوسرا پُرپاٹھک کا۔ تیسرا برہمن کا اور چوتھا کنڈکا کا ہے۔ مثلاً श० १।१।१।१

۷۔ چھاندوگیہ برہمن۔ پہلا عدد پُرپاٹھک کا۔ دوسرا کھنڈ کا تیسرا منتر کا ہے مثلاً छा० १।१।१।१

اس کے علاوہ سام وید کے اَور کئی براہمن ہیں اُنمیں سے جسکا حوالہ لکھا جائیگا۔ اُسکی علامت وہیں درج کر دیجائیگی

۸۔ گوپتھ برہمن۔ پہلا عدد پرپاٹھک کا اور دوسرا برہمن کا ہے۔ مثلاً गो० १।१।१

۹۔ میمانسا شاستر۔ پہلا عدد ادھیائے کا۔ دوسرا پاد کا اور تیسرا سُوتر کا ہے۔ مثلاً मी० १।१।१

اُچھلتا ہُوا خوشنما معلوم ہُوا۔" (یہ دوسرا ترجمہ اگرچہ موزون ہے مگر اصلی مضمون سے غیر متعلق ہونیکی وجہ سے بے ربط ہے)۔

اِسی طرح اور بھی بہت سے النکار ہیں اُن سب کو یہاں نہیں لکھا جاتا۔ مگر جہاں جہاں وہ آئینگے۔ اُن کی وہیں تشریح کردی جائیگی۔

لفظ آدِت کے ۹ معنے

رگوید۔ منڈل ۱۔ سوکت ۸۹۔ منتر ۱۰ میں لفظ "آدِت" کے کئی معنی بتائے ہیں جو حسب ذیل ہیں:-

"دیَو" (آفتاب کی روشنی)۔ اَنتَرِکش (خلا بالائے زمین) ماتا (ماں)۔ پِتا (باپ)۔ پُتر (بیٹا) وِشوَدیوَا (عالم) پنچ جنتا (نوع انسان)۔ جات (فرزند یا مخلوق) اور جنِتوَ (خالق یا آفریدگار) اِسلئے ہم وید منتروں کی تفسیر میں لفظ "آدِت" کے مذکورۂ بالا معنی لیوینگے۔ اس منتر کو یہاں اِس وجہ سے لکھدیا کہ اُس کو بار بار سب جگہ نہ لکھنا پڑے۔

اَلنکار کا مضمون ختم ہُوا

مثال اوّل "یہ شخص نو کمبل والا ہے" اس مثال میں لفظ "نو" کی وجہ سے دو معنی پیدا ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ اس شخص کے پاس نو کمبل ہیں یا کہ اُس کے پاس نیا کمبل[1] ہے۔

مثال دوم श्वेतो धावति اس میں پہلا لفظ دو معنی ہے۔ شوئیت سے سفید رنگ کا آدمی مراد لیں تو یہ معنی ہونگے "سفید رنگ کا آدمی دوڑتا ہے" اور اگر لفظ श्वेतः (شوئیتہ) کو श्वा (شوا بمعنی کتا) اور इत (ایت بمعنی یہاں سے) کا مرکب سمجھیں تو یہ معنی ہونگے کہ "کتا یہاں سے بھاگتا ہے"

مثال سوم अलंदुसा i यावा اس میں بھی اگر अलं (الم بمعنی طاقتور) اور दुव (بمعنی بھوسہ) لیا جاوے تو یہ معنی ہونگے کہ "بھوسہ کا لانے والا طاقتور ہے" اور اگر अलंदुस (الندس بمعنی توتنبی) کو ایک لفظ خیال کیا جاوے تو "توتنبیوں کا لانیوالا" معنی ہونگے۔

اسی طرح ० अग्निमीले (رگوید منتر اوّل) وغیرہ میں بھی سمجھنا چاہیئے۔ یعنی اُس میں اگر अग्नि (اگنی) کو بمعنی ایشور لیویں تو یہ معنی ہونگے کہ "ہم ایشور کی ستُتی (حمد و ثنا) کرتے ہیں" اور اگر اس سے معمولی آگ مراد لیں تو یہ معنی ہونگے کہ "ہم آگ کی تعریف بیان کرتے ہیں"

۲۔ اَپرکرت انیک وِشے (جس میں کوئی ایسا لفظ آوے کہ جس کے دوسرے معنی لیویں تو بے ربط یا خلافِ قیاس بات پیدا ہو۔)

مثلاً हरिणात्वद्बलंतुल्यं क्षतिनाहितशक्तिना اس مثال میں لفظ ہری (हरि) کے دو معنی ہیں۔ شیر اور ایشور۔ اگر شیر ترجمہ کریں تو یہ معنی ہوتے ہیں "تیری قوت پُر طاقت شیر کے برابر ہے۔" دوسرے معنی لیویں تو بات بے ربط ہو جاتی ہے۔ یعنی یہ معنی ہوتے ہیں کہ "صاحب قوت ہری (ایشور) کے برابر تیری قوت ہے" (جو صریح جھوٹا مبالغہ ہے)

۳۔ اَپرکرتا اَپرکرت انیک وِشے (جس میں ایک ہی لفظ کے دوسرے معنی ایسے ہو سکتے ہوں جو موزوں مگر بے ربط ہوں) مثلاً हमी पति उच्चरन्भरि यानाद्यः शुशुभे वाहिनी पति: ॥ اس میں لفظ वाहिनी पति (واہنی پتی) کے دو معنی ہیں۔ سپہ سالار اور سمندر۔ کیونکہ واہنی پتی کے معنی واہنی کا مالک ہیں۔ اور لفظ واہنی کے معنی فوج اور دریا ہیں۔ پس فوج کا مالک سپہ سالار اور دریاؤں کا مالک سمندر پہلے معنی لئے جاویں تو یہ مطلب ہوگا کہ "بہت سی سواریوں والا سپہ سالار اچھلتا ہوا بہت خوشنما معلوم ہوا" اور دوسرے معنی لیں تو یہ مطلب ہوگا کہ "بہت سی سواریوں (جہازوں وغیرہ) سے بھرا ہوا سمندر

[1] لفظ نو سنسکرت میں نو اور نیا دونوں معنی رکھتا ہے اور یہ اتفاق کی بات ہے کہ فارسی کے لفظ نو بمعنی نیا اور اردو کے لفظ نو (عدد) میں تخنیس خطی ہے۔ مترجم

رُوپکالنکار اب اس سے آگے رُوپک النکار (استعارہ یا تلازمہ) کا بیان کیا جاتا ہے۔
رُوپک النکار اُسے کہتے ہیں کہ جس میں اُپمان (مُشبّہ بہ) اور مُشبّہ کے درمیان تمیز نہ ہو سکے یا مُشبّہ مُشبّہ کے ساتھ تدرُوپ (ایک ذات) ہو جاوے۔ اِن دونوں طریق سے اُپمے یہ (مُشبّہ) کا اثر کم یا بیش یا متوسط قائم رہنے کی وجہ سے چھ قسمیں ہو جاتی ہیں۔ جو یہ ہیں :-

۱- ادھکا بھید رُوپک (جس میں مشبہ بہ کو اس طرح بیان کیا جاوے کہ مُشبّہ سے بالکل تمیز نہ ہو سکے)۔ مثلاً یہ شخص سچ مچ سورج ہے۔ کیونکہ وہ شک و شبہ کی تاریکی کو (علم کے نور سے) دیتا ہے یعنی مُراد یہ ہے کہ پورا عالم فاضل ہے۔

۲- نیُونا بھید رُوپک (جس میں مُشبّہ بہ کو اس طرح بیان کیا جاوے کہ مُشبّہ سے قدرے تمیز ہو سکے) مثلاً یہ شخص ہُو بہُو تنچلی ہے۔ اگرچہ اُس نے بھاشیہ (شرح) نہیں لکھا ہے (اُردو مثال = نواب بے ملک)

۳- اُونبھیا بھید روپک (جس میں مُشبّہ بہ کو اس طرح بیان کیا جاوے کہ مُشبّہ سے کچھ تمیز ہو سکے اور کچھ نہ ہو سکے) مثلاً آج[1] راجہ عدل گستری کے ساتھ رعیت کی حفاظت کرتا ہے۔

۴- اَدھک تادرُوپیہ روپک (جس میں مُشبّہ بہ کو مُشبّہ کے ساتھ بالکل ہم ذات کر دیا جاوے) مثلاً جب سُورج علم حاصل ہو گیا تو پھر عیش جہانداری سے کیا سروکار۔

۵- نیُون تادرُوپیہ رُوپک (جس میں مُشبّہ بہ کو مُشبّہ کے ساتھ کسی قدر ہم ذات کر دیا جاوے) مثلاً یہ نیتی (مصلحت) نہایت نیک اور راحت بخش ہے اور اُس کو اپنی تنویر کے لئے سورج کی حاجت نہیں۔

۶- اُونبھے تادرُوپیہ رُوپک (جس میں مُشبّہ بہ کو مُشبّہ کے ساتھ کچھ ہم ذات کر دیا ہو اور کچھ نہیں) مثلاً بادل میں آئے ہوئے سورج سے یہ علم کا آفتاب علیحدہ ہے یعنی علم کا آفتاب ایسا ہے کہ وہ کبھی بادل میں نہیں آسکتا۔

شلیشا لنکار شلیش النکار وہ صنعت ہے جس میں اس قسم کے الفاظ آویں جن کے کئی معنی ہو سکیں۔ اُس کی تین قسمیں ہیں :-

۱- پُرکرتِ انیک وِشے (جس میں ایک ہی لفظ اس قسم کے کئی معنی رکھتا ہو جن سے کئی مختلف مطلب نکل سکیں۔)

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۲۳۴) اصل اس کی یوں ہے کہ ایک کوا تاڑ کے درخت پر آکر بیٹھا ہی تھا کہ تاڑ کا پھل ٹوٹ کر اُسکے سر پر گرا اور وہ وہیں کھیت رہا۔ گویا "سر مُنڈاتے ہی اولے پڑے"۔ مترجم

[1] اس فقرے میں ابہام ہے یعنی اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ اوّل یہ کہ آج راجہ مثل سابق حفاظت کرتا ہے۔ دوم یہ کہ راجہ نے آج ہی حفاظتِ رعایا کے اصول کی پابندی شروع کی ہے۔ پیشتر ایسا نہیں کرتا تھا۔ مترجم

اَلنکار (صنائع وبدائع) کا بیان

اب اختصار سے اَلنکار (صنائع وبدائع) کی قسمیں لکھی جاتی ہیں۔

اُپمالنکار ان میں سے اول اُپمالنکار (صنعت تشبیہ) کی تشریح کرتے ہیں

۱۔ پُورن اپما (تشبیہ تام) وہ ہے جس میں اُپمے یہ (مُشبّہ) اُپمان (مشبّہ بہ)۔ اُپما واچک (حرف تشبیہ)۔ اور سادھارن دھرم (وجہ تشبیہ) چاروں موجود ہوں۔ اس کی مثال یہ ہے۔

स न : पितेव सूनवेऽग्ने सूपायनो भव ॥ (ऋ० म० १ सू० १ मं० ९)

"اے اگنی (پرمیشور) تو ہماری اس طرح حفاظت کر جس طرح باپ اپنے بیٹے کی حفاظت کرتا ہے۔"

(رگوید منڈل ۱۔ سوکت ۱۔ منتر ۹)

۲۔ اِن چاروں میں سے کسی ایک کو محذوف کر دینے سے آٹھ قسم کے لُپت اُپما (تشبیہ ناتمام) بن جاتے ہیں جو یہ ہیں۔

(۱) واچک لُپتا (جس میں حرف تشبیہ محذوف ہو) مثلاً بھیم بلی یعنے بھیم کے برابر بلی (طاقتور)۔

(۲) دھرم لُپتا (جس میں وجہ تشبیہ محذوف ہو) مثلاً کمل نیتر (نرگس چشم)

(۳) دھرم واچک لُپتا (جسمیں وجہ تشبیہ اور حرفِ تشبیہ دونوں محذوف ہوں) مثلاً پُرش ویاگھر (شیر مرد) یعنی شیر کی مانند طاقتور انسان۔

(۴) واچک اُپمے یہ لُپتا (جس میں حرف تشبیہ اور مُشبّہ محذوف ہوں) مثلاً وِدیا پنڈت تا یَنتے[۱] (علم سے پنڈت ہو جاتے ہیں)۔

(۵) اُپمان لُپتا (جس میں مُشبّہ بہ محذوف ہوتا ہے)

(۶) واچک اُپمان لُپتا (جس میں حرف تشبیہ اور مُشبّہ بہ محذوف ہوں)

(۷) دھرم اُپمان لُپتا (جس میں وجہ تشبیہ اور مشبّہ بہ محذوف ہوں)

(۸) دھرم اُپمان واچک لُپتا (جس میں وجہ تشبیہ مُشبّہ بہ اور حرف تشبیہ تینوں محذوف ہوں) مثلاً کاک تالیہ[۲] (کوّا اور تاڑ کا درخت) اور گرو شیشہ سمّاگم (تعلق اُستادی وشاگردی)

---

[۱] واضح رہے کہ ترجمہ سے یہ صنعت واضح نہیں ہوتی۔ اُردو زبان میں اسکی مثال "آنکھیں پتھرانا" وغیرہ ہیں۔ مترجم

[۲] کاک تالیہ سنسکرت میں ایک ضرب المثل ہے جس کو کسی اتفاقی امر کے واقع ہونے پر استعمال کیا جاتا ہے۔ (دیکھو حاشیہ صفحہ آیندہ)

قیاس کرنے کی صورت یہ ہے کہ اسم میں مصدر کا جزو شروع میں اور علامت اُس سے پرے سمجھی جاتی ہے۔ اور جیسی لفظ کی صورت دیکھے اُسی کے مطابق مصدر اور علامت کا تعلق سمجھ لینا چاہیئے۔ یہ تمام کارروائی उक्थ وغیرہ کے متعلق سمجھ لینی چاہیئے۔

خاص خاص قواعد صرف و نحو متعلقہ وید کا مضمون ختم ہوا

سے مشتق ہوئے ہیں یعنی اُن کی رائے میں تمام الفاظ مصدر سے نکلے ہیں۔ اِسی طرح دیاکرن (علم صرف ونحو) کے مصنفوں میں شکٹائن رشی کے فرزند یعنی شاکٹائن جی بھی الفاظ کو مصدروں سے نکلا ہوا مانتے ہیں مگر جہاں دھاتو (مصدر) اور پرتیہ (علامت) کچھ معلوم نہ ہوتا ہو وہاں کیا کرنا چاہیئے؟ (اس کا جواب یہ ہے کہ) جہاں صاف طور پر مصدر یا علامت معلوم نہ ہو سکے تو وہاں یہ کرنا چاہیئے کہ جس قدر مصدر اور علامتیں ویاکرن میں بیان کی گئی ہیں۔ اُن میں سے کسی علامت کو دیکھ کر مصدر کا اور مصدر کو دیکھ کر علامت کا قیاس کر لینا چاہیئے۔ یعنی نئی علامت یا نیا مصدر بنا لینا چاہیئے مگر یہ کارروائی صرف ان الفاظ کی نسبت کرنی چاہیئے جو دُنیا میں مشہور ہوں یا ویدوں میں پائے جائیں۔ اُن کے معنی جاننے کے لئے لفظ کے ابتدائی حروف میں مصدر اور اُس کے اخیر میں علامت سمجھنی چاہیئے۔ اور اُس سے جو شکلیں یا الفاظ بنیں اُن سے اُن کا اَنوبندھ (تعلق) سمجھ لینا چاہیئے۔ उण् وغیرہ علامتوں کے متعلق یہی ہدایت ہے۔" [شرح تنجلی منی سوتر مذکور پر]

اُن آدی پاٹھ میں تھوڑے سے الفاظ کے لئے उण् وغیرہ علامتیں بتائی ہیں پس لفظ बहुल کے کہنے سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ جو الفاظ بیان نہیں کئے گئے اُن کے لئے بھی علامتیں ہیں۔ اسی طرح علامتوں کو بھی مکمل طور پر یکجا جمع نہیں کیا گیا ہے بلکہ عموماً مختصر طور پر علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ اُن کی نسبت بھی لفظ बहुल کے آنے سے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جس قدر علامتیں بیان ہوئی ہیں اُن کے علاوہ اَور بھی علامتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً किङ् किति علیٰ ہذا جس قدر قواعد سوتروں میں بیان کئے گئے ہیں اُتنے ہی نہیں بلکہ ان کے علاوہ اور بھی قواعد ہیں۔ مثلاً لفظ दण्ड میں علامت ड کی दण्ड سنگیا (اصطلاح) نہیں ہوتی۔ یہ بات بھی बहुल کہہ دینے سے سمجھ لینی چاہیئے۔

اِس مقام پر یہ شک پیدا ہوتا ہے کہ اُن آدی وغیرہ میں جس قدر الفاظ یا مصدر اور پرتیہ بیان کئے گئے ہیں اور نیز سوتروں میں جس قدر قواعد بتلائے گئے ہیں اُتنے ہی کیوں نہ مانے جائیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس لئے کہا گیا ہے کہ نِرُکت یعنی ویدوں کے تمام مشتق الفاظ اور رُوڑھی یعنی ویدوں کے سوائے دُنیا بھر کے تمام جامد الفاظ صحیح ثابت ہو سکیں۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو وہ بخوبی ثابت نہیں ہو سکتے تھے۔ نِرُکت کے مصنف اسموں کو مصدروں سے نکلا ہوا بتاتے ہیں۔ اور شاکٹائن جی بھی ایسا ہی مانتے ہیں اور جو لفظ کسی خاص مصدر یا علامت سے نہ بن سکتا ہو تو وہاں مصدر کو دیکھ کر علامت کا اور علامت کو دیکھ کر مصدر کا قیاس کر لینا چاہیئے ایسا

[وارتک سوتر مذکور پر]

یہاں دراصل निरुक्तकारमतवरे چاہیئے تھا۔ اس وارتک سے ویدوں میں वर्ण (حرف) کا لوپ اختیاری ہونا ایک قاعدہ استثنائی ہے۔

"च سے شروع ہونے والے مصدروں کے च کی جگہ ष آجاتا ہے" [اشٹادھیائی ۸-۲-۳۶]

"ویدوں کے اندر च اور ज مصدروں کے च کی جگہ ष ہوجاتا ہے" [وارتک] مثلاً मनदस्य गर्भाणि

"ویدوں کے اندر اگر سمبودھن (ندا) میں ایسا لفظ آوے جسکے آخر میں मन् اور वस् ہوں تو اُن کی جگہ क ہوجاتا ہے" [اشٹادھیائی ۸-۳-۱] مثلاً गोमः । हरिवः । सीषः ।

"पर پُرتیا (رے) سے پرے وِسرجنیہ کی جگہ وِسرجنیہ کا لانا اختیاری ہے" [اشٹادھیائی ۸-۳-۳۶]

اگر शर سے پرے पर پُرتیا (رے) کا کوئی حرف ہو اور اُس کے قبل وِسرجنیہ ہو تو اُس وِسرجنیہ کا لوپ (حذف) اختیاری امر ہے" [وارتک سوتر مذکور پر] مثلاً उच्चायाताः । कृताः स्थाताः

اس سوتر سے ویدوں میں بھی वायवस्थ وغیرہ لفظ وِسرگ کے بغیر دیکھے جاتے ہیں اسلئے یہ قاعدہ عام ہے۔

वच وغیرہ علامتوں کے اعداد اور اُنکا نامکمل ہونا

فعلِ حال اور سنگیا میں مصدروں پر اکثر उस وغیرہ علامتیں لگائی جاتی ہیں" [اشٹادھیائی ۳-۳-۱]

"اس سوتر میں لفظ बहुल (اکثر) کی حسب ذیل وجوہات ہیں:-

(۱) یہ کہ پُرکرتی یعنی الفاظ اپنی ابتدائی صورتوں میں نہایت کثرت سے دیکھے جاتے ہیں پس उस وغیرہ علامتیں صرف تھوڑے سے الفاظ کے لئے دیکھی جاتی ہیں نہ کہ تمام الفاظ کے لئے۔

(۲) عموماً उस وغیرہ علامتوں کا مختصر انتخاب کیا گیا ہے۔ یعنی جس قدر علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ وہ اُن کا ایسا مجموعہ ہے جو عموماً کارآمد ہوتا ہے۔ تمام کو بیان نہیں کیا گیا۔

(۳) اُن سے جو صورتیں یا نئے لفظ پیدا ہوتے ہیں اُن کے لئے تمام قاعدے بیان نہیں کئے گئے یعنی قواعد نامکمل ہیں۔ سب کی تشریح بالکل مکمل نہیں ہے۔

پس बहुल کہنے کی یہ تین وجہ ہیں یعنی (۱) نامکمل تعداد الفاظ کے لئے उस وغیرہ علامتوں کا دیکھا جانا (۲) الفاظ کا نامکمل مجموعہ اور (۳) اُن کے مشتقات کا نامکمل بیان۔

چونکہ نگم یعنی ویدوں کے الفاظ اور رُوڑھی یعنی الفاظِ جامد کا مکمل بیان کرنا مقصود ہے۔ (اس لئے پاننی آچاریہ نے الفاظ کی کثرت دیکھ کر لفظ बहुल لکھا ہے) تو پھر تکمیل کس طرح ہوسکتی ہے؟

تمام اسم مصدر نہیں لکھے ہیں

(اسکے جواب میں) یاسک آچاریہ نرُکت میں لکھتے ہیں کہ اسم دھاتج یعنی مصدروں

" सप کی جگہ अयाच اور अयार یہ تین علامتیں بھی آجاتی ہیں۔" [واریک]

(۱۴) आङ کی مثال प्रवाहुव یہاں مفعول معہ واحد کی علامت आङ سے अम् بدل گئی ہے

دراصل प्रवांहुना چاہئے تھا۔

(۱۵) अयाच् کی مثال स्वप्नयावा वसेचनम یہاں بھی مفعول معہ کی علامت अयाच् سے

بدل گئی ہے۔ دراصل स्वप्नम چاہئے تھا۔

(۱۶) अयार کی مثال सनः सिंधुमिव नावया یہاں بھی مفعول فیہ واحد کی علامت

अमुक سے بدل گئی ہے۔ دراصل नावा چاہئے تھا۔

"اسم فاعل جمع کی علامت जस کے بعد علامت अम् आ जاتی ہے۔" [اشٹادھیائی ۷-۱-۵۰]

مثلاً विश्वेदेवास یہاں دراصل विश्वेदेवा کی جگہ विश्वेदेवा सआगत چاہئے تھا۔ اسی طرح

देव्यास: وغیرہ میں بھی سمجھنا چاہئے۔

متفرق قواعد "ویدوں میں छन्द بھی آجاتا ہے۔" [اشٹادھیائی ۷-۳-۹۷]

ویدوں میں جہاں کہیں छन्द کا آگم دیکھا جاتا ہے وہ اسی سوتر سے ہوتا ہے۔

"ویدوں کے اندر اگر शप् پرے ہو تو مصدر کے ابھیاس کی جگہ اکثر इ آجاتی ہے۔"

[اشٹادھیائی ۷-۴-۷۸]

"علامت मतुप کے म کی جگہ व آجاتا ہے۔ اگرچہ عام طور پر ایسا نہیں ہوسکتا۔ مثلاً देवान

[ایضاً ۸-۲-۱۵]

" रूप مصدر میں گن ہونے پر اور نیز جو ऋ کے اندر र् ہے اُن دونوں کی جگہ ल् آجاتا ہے۔"

[ایضاً ۸-۲-۱۸]

"سنسکرت اور ویدوں میں कपिलका وغیرہ لفظوں کی نسبت بھی یہ قاعدہ وِکلپ سے کہنا چاہئے تھا۔

یعنی اس لفظ میں र् کی جگہ ल् کر لینا اختیاری امر ہے [واریک سوتر مذکور پر] مثلاً कपिलका

یا कपिरका وغیرہ

"اگر ह سے شروع ہونیوالی علامت پرے ہو تو स کا لوپ (حذف) ہوجاتا ہے۔"

[اشٹادھیائی ۸-۲-۲۵]

کیا یہاں स کو اسلئے ات کیا ہے کہ घस کی جگہ भस ہوسکے؟ نہیں یہ بات نہیں ہے کیونکہ

"ویدوں کے اندر वर्ण (حرف) کا لوپ وِکلپ سے ہوتا ہے یعنی اختیاری ہے مثلاً अकर्तारमछवरो

(۳) धीतो। मती پوے سوب رہا کی مثال ہے۔ یہاں مفعول معہ واحد کی علامت حرف قبل سے بدل گئی ہے۔ دراصل धीत्वामत्वा ہونا چاہیئے تھا۔

(۴) आत کی مثال उभा वन्तारा اس میں اسم فاعل یا اسم مفعول کے تثنیہ کی جگہ आत ہوگیا ہے دراصل उभौ यन्तारौ چاہیئے تھا۔

(۵) ये کی مثال न युष्मे बाजबन्धवः یہاں اسم فاعل جمع کی علامت ये سے بدل گئی ہے دراصل यूयं बाजबन्धवः چاہیئے تھا۔

(۶) या کی مثال उरया یہاں तृतीया (مفعول معہ) واحد کی علامت टा کی جگہ या آگیا ہے دراصل उरुणा چاہیئے تھا۔

(۷) ङा کی مثال नाभापृथिव्याः اس مثال میں مفعول فیہ واحد کی علامت ङा سے بدل گئی ہے دراصل नाभौ पृथीव्याः چاہیئے تھا۔

(۸) डया کی مثال अनुष्टभा یہاں مفعول معہ واحد کی جگہ डया ہوگیا ہے۔ دراصل अनुष्टुभा چاہیئے تھا۔

(۹) याच کی مثال साधुया یہاں اسم فاعل واحد کی علامت याच سے بدل گئی ہے۔ دراصل साधु ہونا چاہیئے تھا۔

(۱۰) आल کی مثال वसन्ता यज्ञेत یہاں مفعول فیہ واحد کی علامت आल سے بدل گئی ہے دراصل वसंते چاہیئے تھا۔

तिङ کی جگہ तिङ یعنی فعل کے ایک صیغہ کی جگہ دوسرا صیغہ آجاتا ہے۔" [واراتک سوتر مذکور پر] بھی ایک جدا قاعدہ ہے۔

" सुप کی جگہ ङिया ङया اور ङे یہ تین علامتیں بھی آجاتی ہیں۔" [واراتک سوتر مذکور پر]

(۱۱) दया کی مثال वार्विया परिजमन یہاں مفعول معہ واحد کی علامت کی جگہ दया آگیا ہے دراصل दारुणा چاہیئے تھا

(۱۲) सुपातु या ا सुचेचिया सुमिनियानआप श्रीव-घयः सन्तु کی ङि पाच् مثال ان مثالوں میں ترتیب وار सुगाचिया सुचेचिना सुमिया: چاہیئے تھا۔

(۱۳) ङे کی مثال दृतिं न शुष्कं सरसी शयानम یہاں مفعول فیہ واحد کی جگہ ङे آگئی ہے دراصل सरीसृयानमु چاہیئے تھا۔

(حرکتِ مقصورہ) آجاوے" [ایضاً ۶-۱-۱۲۷]

" ویدوں میں इषा اور ऊर्जा وغیرہ لفظوں کے اندر صرف پر کرتی بھاؤ دیکھا جاتا ہے [وارتک سے تربالا پر یعنی اُن میں ہر سُوتر نہیں ہوتا۔ مثلاً इषा ऊर्जा इमिरे اس مثال میں اگرچہ پر کرتی بھاؤ نہیں ہونا چاہیئے تھا تاہم ہوگیا"

سماس کے خاص قواعد

"سب دو دیوتاؤں کا دَوَنْدو سماس[1] ہوتا ہے تو پہلے لفظ کی جگہ आनङ् آجاتا ہے اور ङित् ہونیکی وجہ سے یہ आनङ् صرف آخر کے حرف کی جگہ آتا ہے" [اشٹادھیائی ۶-۳-۲۶]

مثلاً सूर्य्या चन्द्रमसौधाता यथा पूर्वमकल्पयत् इन्द्राहबृहस्पती وغیرہ۔

اس سُوتر پر دو وارتک ہیں (۱) دو دیوتاؤں کے دَوَنْدو سماس میں جب لفظ واپو پہلے یا پیچھے آوے تو یہہ قاعدہ عاید نہ ہوگا۔ مثلاً (۱) अग्निवायू । वायवाग्नी (۲) برہم۔ پُرجاپتی وغیرہ کے سماس میں بھی یہ قاعدہ عاید نہیں ہوتا۔ مثلاً ब्रह्म प्रजापती । शिव वै अवयौ । स्कन्दविशाखौ ।

ان دونوں وارتکوں سے سُوتر میں بتایا ہُوا आनङ् آدیش نہیں ہوتا۔ یہ قاعدہ بھی عام ہے۔

"دو فعل لازمی کے صیغۂ جمع غائب میں علامت झ् کی جگہ रट् آجاتا ہے" [اشٹادھیائی ۷-۱-۸]

مثلاً देवा अदुह्रे

وِبھکتیوں کے لئے خاص قواعد

" ویدوں میں اکثر भिस् کی جگہ ऐस् ہوجاتا ہے (یعنی भिस् کی جگہ ऐस् کرنا امر اختیاری ہے لازمی نہیں) [اشٹادھیائی ۷-۱-۱۰]

مثلاً देवैर्मानुषेभ्यः

"ویدوں کے اندر सुप् یعنی सु وغیرہ اکیس[2] علامتوں کی جگہ جنکو سات وِبھکتی کہتے ہیں सुप् آجاتے ہیں یعنی کسی کی جگہ کوئی علامت لگ جاتی ہے اور पूर्व सवर्ण लुक् حرف قبل میں بدل جانا) आत् या ङा याङ् اور आङ् یہ بھی آجاتے ہیں" [اشٹادھیائی ۷-۱-۳۹]

(۱) सुप् کی مثال: बहवश्चन्द्रमसो गन्धर्वाः यस्मिन् तस्मात् इमे लोकाः न्यञ्चः इस مثال میں اسم فاعل جمع کی علامت जस् کی جگہ اسم فاعل واحد کی علامت सु آئی ہے۔ دراصل न्यञ्चान् چاہیئے تھا۔

(۲) लुक् کی مثال परमे व्योमन् یہاں ضمیر مضاف الیہ واحد کی علامت کا लुक् ہوگیا ہے دراصل व्योम्नि ہونا چاہیئے تھا۔

---

[1] دَوَنْدو سماس وہ مرکب ہے جس میں دو یا دو سے زیادہ اسم اکٹھے آویں اور اُن کے اخیر میں صرف ایک وِبھکتی لگائی جاوے۔ م

[2] واضح رہے کہ یہی سات وِبھکتیاں وحدت، تثنیہ اور جمع کی گردان سے اکیس ۲۱ ہوجاتی ہیں۔ مترجم

اس سُوتر پر جو مہابھاشیہ میں شرح دی ہے اُسکے بموجب यतुप् وغیرہ علامتیں الفاظ وید اور نیز دیگر الفاظ پر مذکورہ بالا سات معنی میں آتی ہیں "بہولم چھندسی" سُوتر پر پرکرتی (مصدر) پُرتیہ (علامت) خاص صورتوں کو بتانے والے بہت سے وارتک (قواعد تتمہ) ہیں۔ اُن کو اپنے اپنے موقع پر بیان کیا جائیگا "ویدوں کے اندر ایسے تت پُرش سماس کے اخیر میں جو پُنسک لنگ میں ہو اور جس کے اخیر میں अच् یا अत् ہو۔ علامت टच् ایزاد ہوگی" [اشٹادھیائی - ۵-۴-۱۰] "اس سُوتر میں وِکلپ کہنا چاہیئے تھا یعنی ایسا کرنا اختیاری امر ہے چاہے کریں یا نہ کریں"۔ وارتک سُوتر مذکور پر] مثلاً ब्रह्मसामा। ब्रह्म साम। देवच्छंदस्। देवच्छंदः।

مصدروں کا شیر المعنی ہونا

"مصدروں کے کئی کئی معنی بھی ہوتے ہیں مثلاً वपि (بیج بونا) مصدر کسی موقع پر کاٹنے کے معنی بھی دیتا ہے۔ مثلاً केशान् वपति (بالوں کو کاٹتا ہے) केशः مصدر کے معنی مُشتی (تعریف کرنا) ہیں۔ مگر تحریک کرنے یا اُکسانے کے معنی میں بھی آتا ہے مثلاً तिग्मकेशो रोहितो (گرمی پیدا ہو کر بارش کو تحریک دیتی ہے وغیرہ) रोति کے معنی جو چیز پہلے نہ ہو اُس کو ظاہر کرنا دیکھے جاتے ہیں اور جھکنی کرنے یا کاٹنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ مثلاً पादौ कुरु (پھینک دو۔ دُور کرو)۔ पादौ कुरु (دونوں پانوں کو ملو)۔ یہی مصدر ڈالنے یا گرانے کے معنی بھی دیتا ہے۔ مثلاً कटे कुरु (چٹائی پر ڈالو)۔ घटे कुरु (گھڑے میں ڈالو) رکھنے کے معنی بھی دیتا ہے۔ مثلاً अस्मान् मितः कुरु (پتھر کو یہاں رکھو)"

[پتنجلی مُنی کی شرح اشٹادھیائی ادھیائے ۶ - پاد ۱ - سُوتر ۹ - پر]

یہ شرح مہابھاشیہ کی سمجھنی چاہیئے۔ مصدروں کے جس قدر معنی دھاتو پاٹھ میں درج ہیں۔ اُن کے علاوہ بھی اُن کے کئی کئی معنی ہوتے ہیں۔ یہ تین مصدر یہاں صرف نمونہ کے طور پر دکھلائے گئے ہیں۔

چند متفرق قواعد

"ویدوں کے اندر پُنسک لنگ میں جو علامت जस् ہو اُس کی جگہ علامت शि آتی ہے اُس کا اکثر لوپ (حذف) ہو جاتا ہے" [اشٹادھیائی ۶-۱-۱۰۷] مثلاً विश्वानि भुवनानि کی جگہ विश्वा भुवनानि ہو جاتا ہے۔

"ویدوں میں اکثر مصدروں کا ایسی جگہ بھی سُپ پرتیاہار (مرکب کا مفرد سے بدل) ہو جاتا ہے۔ جہاں عموماً ایسا نہیں کیا جاتا" [اشٹادھیائی ۶-۱-۳۴] مثلاً सुमने وغیرہ۔

"شاکلیہ آچاریہ کی رائے میں इक् پُرتیاہار سے پرے جو اسوَرن (غیر ہمجنس) यण् حرف علت آوے تو इक् کو پُرکرتی بھاؤ ہو۔ یعنی اپنی اصلی صورت میں قائم رہے۔ اور اُس کی جگہ ہر سوَ

کسون علامتیں ایزاد کی جاتی ہیں"۔ [اشٹادھیائی ۳-۴-۱۳] مثلاً

(तोसुन्) ईश्वरो भि चरितोः । (कसुन्) ईश्वरो विलिखः ॥

"तव کے بھاؤکرم میں خصوصاً अर्ह (لائق یا قابل) وغیرہ دو معنی ہوتے ہیں۔ جب ویدمیں ہوں تو مصدروں پر। तवै । कैन् । कैन्य । त्वन्। یہ چار علامتیں ایزاد ہوتی ہیں"۔

[اشٹادھیائی ۳-۴-۱۴]

मिधातवै। (कै न्) मावगाहै । (कै न्य) दिहचैरयः । मुमुक्षैरयः । (त्वन) कर्त्वैहवि : स्त्रीलिंग (تانیث) میں اگر کوئی ایسا بہوبریہی[1] پراتی پدک (لفظ بلا ایزادی علامت) آوے۔ جس کی اُپدھا یعنی آخری حرف سے پہلا حرف محذوف ہوگیا ہو اور جس کے آخر میں अत् ہو تو اسپر سنگیا (اصطلاح) اور نیز ویدوں کے اندر ہمیشہ علامت ङीप् لگتی ہے"۔ [اشٹادھیائی ۴-۱-۲۹]

مثلاً गौ पंचदाम्नी । एक दाम्नी

"ویدوں کے اندر تانیث س्त्र وغیرہ پراتی پدکوں پر ہمیشہ علامت ङीष لگائی جاتی ہے"۔

[اشٹادھیائی ۴-۱-۴۶] مثلاً बह्वीषु चित्का ग्रपिवन् ।

"سپتمی سمرتھ پراتی پدک پر भव کے معنی اور نیز ویدوں میں علامت यत् لگائی جاتی ہے"۔

[ایضاً ۴-۴-۱۱۰]

یہ यत् اور च وغیرہ علامتوں کا اپ واد یعنی قاعدہ معکوس ہے۔ مثلاً सतिद्यमनेतेपिभवंति मेध्याय च विद्युत्वायवचनम: । [شرح]

اس سوتر سے لیکر اس پاد کے اخیر تک جس قدر ویدوں میں خاص علامتوں کے لگانیکے متعلق سوتر ہیں۔ اُن کو یہاں نہیں لکھتے۔ اُن کی مثال جہاں جہاں منتروں میں آئیگی وہیں اُن کو لکھدیا جاویگا۔

"ویدوں میں پرتھما وبھکتی (حالت فاعلی) کے سمرتھ (معنی رکھنے والے) پراتی پدکوں پر भूमा وغیرہ معنوں میں اکثر इनि علامت ایزاد ہوتی ہے"۔ [اشٹادھیائی ۵-۲-۱۲۲]

مثلاً भूमादयः

بھوم[1] (کثرت) نندا[2] (مذمت)۔ پرشنسا[3] (مدح) نتیہ یوگ[4] (تعلق دوامی)۔ آتی شے[5] (شدت) سمبندھ (تعلق یا اضافت) کے معنی میں اور نیز جہاں یہ کہا جاوے کہ اُس میں یا اُس کا अस्ति (ہے) اتنے معنوں میں علامت मतुप् وغیرہ لگائی جاتی ہیں"۔ [اشٹادھیائی ۵-۲-۹۴]

[1] بہوبریہی کی تعریف کے لئے دیکھو صفحہ ۱۹۱۔ نوٹ۔ مترجم

तरति । तरात्ति । तरत् । तरात् तरिषति । तरिषाति । तरिषत् तरिषात् । तारिषति । तारिषाति । तारिषत् तारिषात् । तरसि । तरा तरः । तरः तरिषसि । तिरषासि । तरिषः । तारिषसि । तारिषासि । तारिषः । तारिषाः । तरामि । तराम् । तारिषामि । तारिषाम् । तारिषामि । तारिषाम्

اسی طرح تمام مصدروں سے لیٹ (مستقبل) کی گردان سمجھنی چاہیئے۔" [شرح]

"لیٹ (مستقبل) میں ضمیر متکلم کا स بھی اکثر محذوف ہو جاتا ہے۔" [اشٹادھیائی ۳-۴-۹۸]

مثلاً करवाव । करवाव: । करवाम् । करवामः :

علامتوں کا بیان

"ویدوں کے اندر علامت तुमुन् کے معنی میں تمام مصدروں پر । सेन् । असे । असेन् । कसे । कसेन् । अध्यै । अध्यैन् । काध्यै । काध्यैन् । शध्यै । शध्यैन् । तवै । तवेङ् । तवेन् ॥ یہ پندرہ علامتیں لگتی ہیں۔" [اشٹادھیائی ۳-۴-۹]

"یہ قاعدہ ویدوں سے مخصوص ہے۔ ان سب علامتوں میں ए اور ऐ اَدْیہ یعنی غیر متغیر ہیں اور سب کے آخر میں حرف न سُوَر کے لئے لگایا گیا ہے اور क اسلئے لگایا ہے کہ گُن اور وردھی نہ کی جاوے اور ङ کے لگانے سے بھی یہی مُراد ہے اور त اسلئے لگایا گیا ہے کہ ञित् کیا جاوے۔ مثلاً

(ै) वक्षेरयः । (सेन्) तावासमेषेस्थानाम् । (असे । असेन्) कृत्वेदचावजीवसे । (कसे सेन्) शियसेT (अध्यै अध्यैन) कर्मण्यण्यचारध्यै । (काध्यै) इन्द्राग्नी आहु वध्यै (ध्यैन्) शियध्यै । (शेध्यै । शेध्यैन्) शिवध्यै । सहमादयध्यै ।

(یہاں शिव ہونیکی وجہ سے शित् آیا ہے)

(तवै) सोममिन्द्राय पातवै । (तवेङ्) दशमे मासि सूतवे । (तवेन्) स्वर् देवेषुगन्तवे ।

[شرح]

"جب तुमुन् مصدر سے کوئی فعل اُپ پَد (فعل ثانی) کے طور پر آوے تو تمام مصدروں پر علامت तुम् کے معنی میں ویدوں کے اندر कमुल اور कमुल یہ دو علامتیں لگینگی۔"

[اشٹادھیائی ۳-۴-۱۲]

"حرف ङ بردھی کے لئے آیا ہے اور क اسلئے لگایا گیا ہے کہ گُن اور بردھی نہ کی جاوے اور آخر میں حرف न سُوَر کے لئے لگایا ہے۔ مثال अतिनवेदेवाविभाजं नायनुम् اس مثال میں विभाजं عام طور پر विभक्तुम् ہوتا ہے۔" [شرح]

"ویدوں میں اگر शेष اُپ پَد (لفظ ثانی) ہو تو तुम् کے معنی میں مصدروں پر तोसुन् اور

میں علامت **युच्** دیکھی جاتی ہے"۔ [اشٹادھیائی ۳-۳-۱۳۴] مثلاً **सुदोहनमाक्षणोद्ब्रह्मणे गाम्**

ویدوں میں ماضی سب زمانوں میں آتی ہے

"ویدوں کے اندر مصدروں پر لُنگ (ماضی قریب) لنگ (ماضی بعید) اور لِٹ (ماضی مطلق) کی علامتیں اکثر تمام زمانوں کے لئے آجاتی ہیں"۔ [اشٹادھیائی ۳-۴-۶]

لُنگ کی مثال: **अकरं** اِس مثال میں **अर्हतेभ्योऽकरं नमः** (کیا ہے) ماضی قریب ہے مگر اس کے معنی سب زمانوں میں آسکتے ہیں۔ لنگ کی مثال: **अग्निमद्यहोतारमहरीतायं यजमानः** مثال میں **अग्रभीत्** (قبول کیا تھا) ماضی بعید ہے۔ مگر اس کے معنی دیگر زمانوں میں بھی آسکتے ہیں۔

لِٹ کی مثال **अयममार** اس مثال میں **ममार** (مرا) ماضی مطلق ہے۔ مگر دیگر زمانوں میں بھی معنی ہوسکتے ہیں"

ویدوں میں مستقبل اور مضارع کیلئے خاص قواعد

"ویدھی (امر) اور ہیتو۔ ہیتومت (شرط جزا) وغیرہ جتنے معنوں میں لِنگ (مضارع) آتا ہے۔ اُنہیں معنوں میں مصدر سے ویدوں میں اکثر لیٹ (مستقبل) آتا ہے۔ یہ قاعدہ صرف ویدوں سے خصوصیت رکھتا ہے" [اشٹادھیائی ۳-۴-۷] مثلاً **जीवति शरदः शतम्**

"ویدوں میں لیٹ (مستقبل) اُپ سموا د (عہد یا اقرار) اور آشنکا (شک یا احتمال) کے موقعہ پر استعمال کیا جاتا ہے" [اشٹادھیائی ۳-۴-۸] اُپ سموا د کی مثال **अहमेव पशूनामीयै**

آشنکا کی مثال **नेज्जिघ्रन्तो नरकं पताम**

"ویدوں میں لیٹ (مستقبل) پر **चट्** اور **चाट्** دونوں علامتیں ایزاد کرنے سے یکساں اثر رہتا ہے جہاں **चट्** ہوتا ہے وہاں **चाट्** نہیں ہوتا اور جہاں **चाट्** ہوتا ہے وہاں **चट्** نہیں ہوتا"۔ [اشٹادھیائی ۳-۴-۹۴]

"لیٹ (مستقبل) میں جب حرف **आ** آوے تو اُس کی جگہ **ऐ** ہوجاتا ہے"۔ [اشٹادھیائی ۳-۴-۹۵]

"اس سُوتر سے ویدوں کے اندر آتمنے پد (فعل لازمی) میں لیٹ (مستقبل) کے ضمیر غائب اور حاضر تثنیہ میں جو حرف **आ** آتا ہے اُس کی جگہ **ऐ** ہوجاتا ہے مثلاً **मन्थयैतो मंच यैथे** (شرح) جہاں اوپر کے سُوتر میں **आ** کی جگہ **ऐ** ہونا بتایا گیا ہے۔ اُسے چھوڑ کر لیٹ (مستقبل) میں جہاں **ए** آوے اُس کی جگہ بھی اکثر **ऐ** آجاتی ہے" [اشٹادھیائی ۳-۴-۹۶] مثلاً **अहमेव पशूनामीयै**

इयेव इयै گویا **इये** اور **इयै** دونوں صحیح ہیں۔

"پرسمئی پد (فعل متعدی) میں لیٹ (مستقبل) کے اندر جہاں **इ** آوے اُسکا اکثر لوپ (حذف) ہوجاتا ہے" [اشٹادھیائی ۳-۴-۹۷]

"یعنی لیٹ (مستقبل) میں **तिप्** ضمیر واحد غائب **सिप्** (ضمیر واحد حاضر) اور **मिप्** (ضمیر واحد متکلم)

[اشٹادھیائی ۳-۲-۱۰۵]

"اِس سُوتر سے ویدوں کے اندر ماضی مُطلق میں علامت लिट् لگائی جاتی ہے مثلاً यद्द यांवा द्दयि वीव्राततान [شرح]

"ویدوں کے اندر مذکورۂ بالا علامت लिट् کی جگہ اکثر علامت कानच् آجاتی ہے" [اشٹادھیائی ۳-۲-۱۰۶]

"ویدوں میں مذکورۂ بالا लिट् کی جگہ اکثر علامت क्वसु بھی آجاتی ہے" [اشٹادھیائی ۳-۲-۱۰۷]

"ویدوں میں اُن مصدروں پر جن کے آخر میں علامت क्व لگی ہوئی ہو۔ اُس فعل کی عادت۔ خاصیت یا مہارت ظاہر کرنے کے لئے علامت ण्वु ایزاد کی جاتی ہے" [اشٹادھیائی ۳-۲-۱۷۰]

"ویدوں میں اکثر علامت क्त्य اور ल्युट् بھی لگ جاتے ہیں یعنی جہاں جہاں ان علامتوں کے ایزاد ہونے کا قاعدہ بتایا ہے۔ ان کے علاوہ اَور جگہ بھی ہو جاتے ہیں" [اشٹادھیائی ۳-۳-۱۱۳]

"क्त्य اور ल्युट् کہنا چاہیئے تھا" [وارتک سوتر مذکور پر]

"یعنی اکثر क्त्य بھی ہو جاتا ہے: पादाभ्यांहियते पादहारकः اس قاعدے سے مصدر میں क्त्य نام والی علامت کارک میں ویدوں اور نیز دوسری جگہوں پر بھی دیکھی جاتی ہے۔ گویا یہ قاعدہ کُلّیہ الفاظِ وید اور نیز دیگر الفاظ کے لئے یکساں ہے" [شرح]

"ویدوں میں جب गति یعنی حرکت یا رفتار کے معنی رکھنے والے مصدروں پر इच्छत् یعنی کمی یا بیشی کے معنی رکھنے والا उपपद (زائد لفظ) لگایا جاوے تو اُس پر علامت युच् ایزاد کی جاوے" [اشٹادھیائی ۳-۳-۱۲۹] مثلاً: सूपसदनोग्निः

"ویدوں میں حرکت یا رفتار وغیرہ معنی رکھنے والے مصدروں کے علاوہ دیگر مصدروں میں بھی صورت مذکور

तक्षति کاٹتا ہے) واحد آیا ہے۔ دراصل तक्षन्ति کاٹتے ہیں) جمع چاہیئے تھا۔ کیونکہ اُسکا فاعل ये (جو لوگ) جمع میں ہے۔

(۳) विष्टुमीजः युधितमस्य वर्ण व्यत्यय اس مثال میں युधितम् دراصل युधितम् تھا یعنی حرف ध کی بجائے भ ہوگیا۔

(۴) मधोस्तृप्ता इवासते लिङ् व्यत्यय یعنی تذکیر و تانیث کا بدل مثلاً اس مثال میں मधोः دراصل मधुना ہوجانا چاہیئے تھا۔ گویا تانیث کی بجائے تذکیر ہوگئی۔

(۵) वियुवाते आधारावीरेरन्नमि پُرुष व्यत्यय یعنی ضمیر کا اول بدل ہوجانا۔ مثلاً اسمیں (وہ جُدا ہووے) یعنی ضمیر واحد غائب کی جگہ विद्याम (تُو جُدا ہو) یعنی ضمیر واحد حاضر آئی ہے۔

नी न धास्यमानेनाग्नयः सोमेन यक्ष्यमाणेन (۶) काल व्यत्यय یعنی زمانہ کا تغیر و تبدل مثلاً اس مثال میں यक्ष्यमाण (آیندہ رکھے جانے والی آگ) اور आधास्यमान (زمانہ آئندہ میں یگیہ کی جانے والی) دراصل आधाता (زمانہ ماضی میں رکھی گئی) اور यष्टा یگیہ کیا گیا) ہونا چاہیئے تھا۔

(۷) ब्रह्मचारिणमिच्छते आत्मनेपद व्यत्यय یعنی فعل میں تغیر کرکے لازمی بنالینا۔ مثلاً اس مثال میں इच्छते فعل حال لازمی آیا ہے۔ دراصل فعل متعدی یعنی इच्छति (خواہش کرتا ہے) آنا چاہیئے تھا

(۸) प्रतीपमन्यऊर्मिर्युध्यति परस्मैपद व्यत्यय یعنی فعل کو بدل کر متعدی بنالینا مثلاً اس مثال میں युध्यति فعل متعدی آیا ہے۔ دراصل لازمی یعنی युध्यते ہونا چاہیئے تھا۔

(۹) स्वर व्यत्यय یعنی سُور کا تغیر و تبدل ہوجانا۔

(۱۰) वर्तृव्यत्यय یعنی فاعل کا تغیر و تبدل ہوجانا۔

(۱۱) यङ् व्यत्यय یعنی علامت यङ् کا (جس کے فعل پر ایزاد کرنے سے معمول۔ عادت یا بار بار واقع ہونے کے معنی پیدا ہوجاتے ہیں)۔ تغیر و تبدل ہوجانا۔

भवति کی جگہ स्यात् ہوجانے کی دو مثالیں आधाता اور यष्टा ہیں جو فعل مستقبل ضمیر واحد غائب میں آئے ہیں۔ گویا ان میں علامت तासि بدل کر स्य ہوگئی ہے" [شرح]

"ویدوں میں اگر اگلا لفظ कर्म ہو تو हन् مصدر پر اکثر علامت क्विप् ایزاد کی جاتی ہے"

[اشٹادھیائی ۳-۲-۸۸]

"اس سُوتر سے ویدوں میں اکثر علامت क्विप् ایزاد کی جاتی ہے مثلاً मातृघातः मातृघातः [شرح]

"ویدوں میں بھوت کال (فعل ماضی) کے اندر مصدر پر علامت लिट् ایزاد ہوتی ہے"

وغیرہ علامتیں क्विप

"ویدوں میں (وغیرہ مصدروں میں) علامت श्प् اکثر लुक् (غائب) ہوجاتی ہے"۔
[ایضاً ۲-۴-۳-۷] مثلاً अद् इत्तहनति ॥ अहिः शयते وغیرہ مصدروں کے علاوہ भू وغیرہ
مصدروں میں بھی ایسا ہوجاتا ہے مثلاً عام سنسکرت میں चाध्वं نو देवा کی جگہ चायध्वं آتا ہے[1]
"ویدوں میں کثر علامت श्प् علامت श्ल् سے بدل جاتی ہے"۔ [اشٹادھیائی ۲-۴-۷۶]
مثلاً पूर्णा विवष्टि ॥ ददाति प्रियाणि धत्ते प्रियाणि وغیرہ"۔ [شرح] जनिमा विवक्ति

فعل مستقبل کے لئے خاص قاعدے

"اگر लेट् (فعل مستقبل) پرے ہو تو اکثر مصدر پر علامت सिप् ازاد کی جاتی ہے"۔
[اشٹادھیائی ۳-۱-۳۴]

"ویدوں میں مذکورہ بالا علامت सिप् اکثر विकल्प् ہوجاتی ہے۔ یعنی اُس کو سمجھ کر इट् ازاد
کیا جاتا ہے"۔ [وارتک سوتر بالا پر]

مثالیں सविता धर्म्म साविषत् ॥ प्राण आयंषि یہ قاعدہ लेट् (فعل مستقبل) سے مخصوص ہے۔

فعل امر کے لئے خاص قاعدے

"ویدوں میں हि پرے ہو تو हना کی بجائے घ्नच् اور शायच् یہ دو علامتیں
آجاتی ہیں"۔ [اشٹادھیائی ۳-۱-۸۴]

"ویدوں میں शायच् سب جگہ کہنا چاہیئے"۔ [وارتک سوتر مذکور پر]
मन्द्रोऽस्क शायत् । योऽस्क शायत् हि پرے ہو یا نہ ہو مثلاً उन्मथा
"سب جگہ سے یہ مراد ہے کہ چاہے हि پرے ہو یا نہ ہو مثلاً उन्मथा शायत् وغیرہ"۔ [پتنجلی مُنی کی شرح سوتر مذکور پر]
یہ قاعدہ فعل متعدی کے लोट् (فعل امر) صیغہ واحد حاضر سے خصوصیت رکھتا ہے۔

ویدوں کے ۱۱ دیتیے

"ویدوں میں اکثر व्यत्यय ہوجاتا ہے"۔ [اشٹادھیائی ۳-۱-۸۵]
" व्यत्यय تغیر وتبدل کو کہتے ہیں مثلاً भवति کی بجائے स्यात् ہوجانا وغیرہ۔
ویدوں میں حسب ذیل व्यत्यय یعنی تغیر وتبدل ہوتے ہیں :-
(۱) दक्षिणाया युक्ता माता सीदरि दक्षिणाया मुप् व्यत्यय یعنی دہکتی کا بدل جاتا ہے اس مثال میں
दक्षिणाया (دائیں طرف کا) ششٹھی (مضاف الیہ) ہے۔ دراصل سپتمی (مفعول فیہ) یعنی दक्षिणायाम्
(دائیں طرف میں) چاہیئے تھا۔
(۲) चषाल ये अश्वयुपायतश्चन्ति तिङ् व्यत्यय یعنی فعل میں تغیر وتبدل ہوجاتا ہے اس میں

[1] دیکھو وید انگ پرکاش حصہ آکھیا تک صفحہ ۱۱۵۔ مترجم۔

"گتی اور اُپ سرگ مصدر سے پہلے آتے ہیں"۔ [اشٹادھیائی اودھیائے ۱-پاد ۴-سوتر ۸۰]

فعل اور اُپ سرگ میں فاصلہ ہوجانا۔

"ویدوں میں مصدر اور اُپ سرگ (حرفِ ربط قبل فعل) میں اکثر[۱] فاصلہ بھی ہوجاتا ہے" [وارتک سوتر مذکور پر]

مثلاً आयातम् उप فعل आयातमुपनिष्कृतम् اس میں حرف उप مصدر سے پہلے آنا چاہیئے تھا مگر پیچھے آیا اور فعل उपप्रयोराजागतम् اس میں حرف उप आगतम् کے درمیان فاصلہ ہوگیا ہے۔ پس اِس وارتک (قاعدہ تمتہ) کے بموجب اُپ سرگ اور کریا آگے پیچھے دور فاصلے پر بھی آجاتی ہے۔

ششٹھی اور چتُرتھی کا بدل

"ویدوں میں ششٹھی (مضاف الیہ) اکثر چتُرتھی (مفعول لہٗ) کے معنی میں آجاتی ہے [اشٹادھیائی ۲-۳-۶۲]

"ویدوں میں اکثر چتُرتھی (مفعول لہٗ) ششٹھی (مضاف الیہ) کے معنی بھی دیتا ہے"۔ [وارتک سُوتر مذکور پر]

مثال: तस्यै खर्वं पिबति तस्यै खर्वं नायतेतिघोराच्चि: (اُس کے لئے) چتُرتھی (مفعول لہٗ) ہے۔ مگر तस्य (اُسکا) یعنی مضاف الیہ کے معنی دیتا ہے"۔ [شرح تنجلی مُنی سُوتر مذکور پر]

[مثال[۲] دوم] दार्ष्वाटस्ते वनस्पतीनाम् اس میں वनस्पतीनाम् (نباتات کا) ششٹھی (مضاف الیہ) ہے۔ مگر वनस्पतिभ्य: (نباتات کے لئے) یعنی چتُرتھی (مفعول لہٗ) کے معنی دیتا ہے"]

اس قاعدہ سے چتُرتھی کے معنی میں ششٹھی اور ششٹھی کے معنی میں چتُرتھی دونوں ہوسکتی ہیں۔ مہابھاشیہ کے مصنف نے برہمنوں کی طرز عبارت کو ویدوں کی مانند خیال کرکے اُن کی مثال دی ہے ورنہ برہمنوں اور ویدوں کے ایک ہونے کی صورت میں برہمنوں اور چھندوں (ویدوں) کیلئے جداگانہ[۲] قواعد لکھنے فضول تھے

اَد مصدر کے لئے قاعدہ خاص

"ویدوں میں اکثر अद् (کھانا) مصدر کی جگہ घस्लृ آدیش ہوجاتا ہے یعنی अद् کا بدلکر घस्लृ بن جاتا ہے" [اشٹادھیائی ۲-۴-۳۹] مثلاً घस्तां चयनम्। सविश्चमो। अत्तामद्यम् व्यतीमदउद्भतम्।

---

[۱] لفظ اکثر سے وِکلپ مراد ہے یعنی جو قاعدہ یہاں بیان کیا گیا ہے وہ اختیاری یا استثنائی ہے۔ لازمی یا کلی نہیں ہے۔ جہاں ہم نے کسی سُوتر وغیرہ کے ترجمہ میں لفظ اکثر لکھا ہے۔ اس سے یہی مراد سمجھنی چاہیئے۔ مترجم

[۲] دیکھو ویدانگ پرکاش مصنفہ سوامی دیانند سرسوتی۔ حصہ کارکیہ۔ طبع اول صفحہ ۲۳۔ مترجم

[۳] اس سُوتر سے اوپر ایک سُوتر آتا ہے جس میں برہمنوں کے لئے خاص قاعدہ بیان کیا ہے۔ اگر اس سُوتر میں لفظ چھند سے برہمن مُراد ہوتی۔ تو یہ کہنا کہ چھند میں ایسا ہوتا ہے فضول تھا کیونکہ پانی کے قاعدہ کے بموجب کسی کتاب کا حوالہ دینے کے بغیر بھی یہاں برہمن ہی سمجھا جاتا۔ کیونکہ اوپر سے برہمن کی اَنوُرتی چلی آتی ہے۔ مترجم

خاص خاص قواعد صرف ونحو متعلقہ وید

اب ہم صرف ونحو کے اُن قواعد کو درج کرتے ہیں جو عموماً چاروں ویدوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

ایک ہی لفظ کی دو اصطلاحیں

"دو ویدوں میں دو دو اصطلاحیں پائی جاتی ہیں مثلاً रायस्पोषमास ऋक्वतागणेन اس میں لفظ ऋक्वता کے اندر پدستنگیا (اصطلاح) کے ہونے سے त کی جگہ क ہوا ہے اور چونکہ اُس کی म संगिया بھی ہے اسلئے ग کی جگہ क نہیں ہوا۔ صرف ऋक्वता رہا"

[تیتجلی مُنی کی شرح۔ اشٹادھیائی ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۱ پر]

اس طرح ایک ہی لفظ میں म اور پدد و اصطلاحیں مان کر کارروائی کرنا ویدہی سے خصوصیت رکھتا ہے اور کہیں ایسا نہیں ہوتا۔

"پراتی پدک یعنی علامات ایزاد ہونے سے پیشتر کسی لفظ کے جو معنی ہو سکتے ہوں اُنکی پابندی کی جائیگی۔

معنی مقدم ہیں

گویا وِبھکتی کی علامت کو مقدم نہیں سمجھا جائیگا۔ بلکہ جس وِبھکتی کو مان کر قرینِ عقل معنی پیدا ہوں اُسی وِبھکتی کو لیا جائیگا" [ایضاً سوتر ۵۶ پر]

پس اس کے بموجب معنی کو مقدم رکھا جائیگا نہ کہ وِبھکتی کو۔

"معنی کے ظاہر کرنے کے لئے لفظ استعمال کیا جاتا ہے" [ایضاً سوتر ۴۴ پر]

یہ قاعدہ کُلیہ الفاظ وید اور نیز دیگر الفاظ پر یکساں عائد ہے۔

ہم معنی الفاظ

"بہت سے الفاظ ہم معنی ہوتے ہیں مثلاً اِندر۔ شکر۔ پُرُوہُوت۔ پُرندر۔ کندُو۔ کوشٹھ کُسُول (ان سب کے معنی "بجلی" ہیں) اور ایک ہی لفظ کے کئی معنی ہوتے ہیں۔ مثلاً اکش (بمعنی دُھری چُول۔ آنکھ۔ پہیہ۔ گاڑی۔ پاسہ۔ سانپ۔ روح۔ علم۔ وغیرہ)۔ پاد (پاؤں۔ کرن۔ جڑ۔ ایک چوتھائی۔ ستون وغیرہ) ماش (ماشہ۔ لوبیا۔ بیوقوف۔ دال وغیرہ)" [ایضاً۔ اشٹادھیائی ادھیائے ۱۔ پاد ۲۔ سوتر ۴۵ پر]

یہ قاعدہ بھی کُلیہ ہے۔ مثلاً ویدوں میں اگنی وغیرہ الفاظ (الیشور۔ آگ۔ بجلی۔ علم حرارت وغیرہ) کئی معنی دیتے ہیں اور اسی طرح بہت سے الفاظ ہم معنی ہیں۔

---

۱ وِبھکتی اُس علامت کو کہتے ہیں جو فاعل مفعول وغیرہ بنانے کے لئے اِسم کے آخر میں لگائی جاویں۔ سنسکرت میں سات وِبھکتیاں ہوتی ہیں۔ پرتھما (فاعل)۔ دوتیا (مفعول بہ) ترتیا (مفعول معہ)۔ چترتھی (مفعول لہٗ) پنچمی (مفعول منہ)۔ ششٹھی (مضاف الیہ) سپتمی (مفعول فیہ)۔ مترجم

[مہابھاشیہ - ادھیائے ۱ - پاد ۲ - "اُچ چیسُرُدات" وغیرہ سُوتروں کی شرح میں]

اسی طرح شترج (کھرج) وغیرہ بھی سات ہیں :-

"[۱] شترج - رشبھ - گاندھار - مدھیم - پنچم - دھیوت - نشاد" [پنگل سوتر ادھیائے ۳ - سوتر ۶۴]

ان میں سے ہر ایک کی تعریف گاندھرو وید میں لکھی ہے[۳]۔ یہاں کتاب کی ضخامت بڑھ جانے کی وجہ سے نہیں لکھ سکتے۔

وید کے سُوروں کی بحث ختم ہوئی

(بقیہ حاشیہ متعلقہ صفحہ ۲۱۷) ایک تار بندھا جاتا ہے کہ تینوں ایک ہی سُنائی دیتے ہیں یعنی اُن کے درمیان تمیز نہیں ہوتی۔ پس اسی کو ایک شُرتی کہتے ہیں۔ دیکھو اشٹادھیائی ادھیائے ۱ - پاد ۲ - سُوتر ۳۲ - مترجم

[۲] یاگیہ ولکیہ شکشا میں لکھا ہے کہ

उच्चौ निषाद गान्धारौ नीचा ऋषभ धैवतौ ।
शेषास्तु स्वरिता ज्ञेयाः षड्ज मध्यम पञ्चमाः ॥ ८ ॥ ८ ॥

نشاد اور گاندھار اُدات ہیں۔ رشبھ اور دھیوت۔ اُنُدات ہیں اور شترج۔ مدھیم اور پنچم۔ سوَرِت میں گائے جاتے ہیں۔ مترجم۔

[۳] دیکھو پنڈت تلسی رام سوامی کرت سام وید بھاشیہ کا اُپودگھات صفحہ ۸۔ مترجم۔

وید کے سوروں پر بحث

چونکہ وید کے معنی کرنے میں سور بھی کارآمد ہوتے ہیں اسلئے اب اختصار سے اُن کا بیان کیا جاتا ہے۔

سور کی قسمیں اور اُنکے ادا کرنیکا طریق

سور دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اُدات[1] وغیرہ۔ شرتج[2] وغیرہ۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی سات سات قسمیں ہیں۔ ان میں سے اُدات وغیرہ کی تعریف مہابھاشیہ کے مصنف پتنجلی مُنی کے مطابق نیچے لکھتے ہیں "جو خود بلا امداد غیر ظاہر یا ادا ہو سکیں اُن کو سور کہتے ہیں"۔

آواز کو اُونچا کرنے کے تین ذریعے ہیں۔ آیام۔ وارُنیہ۔ اَنُتا۔

آیام[1] اعضاء کے سُکیڑنے یا سمیٹنے کو کہتے ہیں۔

وارُنیہ[2]۔ آواز کی کرختگی یا رُوکھے پن کو کہتے ہیں۔

اَنُتا۔ حلق کی تنگی کو کہتے ہیں۔

یہ تدبیریں لفظ کو بلند آواز سے بولنے کی ہیں اور اس طریق سے بولنے کو اُدات کہتے ہیں۔

آواز کو نیچا یا ہلکا کرنے کی تدبیریں یہ ہیں:۔ اَنُودَ سرگ[1]۔ مارُدَو[2]۔ اُرُتا[3]۔

اَنُودَ سرگ۔ اعضاء کے ڈھیلے چھوڑنے کو کہتے ہیں۔

مارُدَو۔ سُر کی ملائمی۔ نرمی اور خوش الحانی کو کہتے ہیں۔

اُرُتا۔ حلق کے پھیلانے کو کہتے ہیں۔

یہ تدبیریں آواز کو ہلکا کرنے کی ہیں اور اس طریق سے بولنے کو اَنُدات کہتے ہیں۔

ہم لوگ تین قسم کے سُروں میں بولتے ہیں۔ یعنی کبھی اُدات۔ کبھی اَنُدات اور کبھی اِن دونوں کو ملا کر۔ اُس کی ایسی مثال ہے کہ جیسے سفید رنگ والی شے کو سفید اور سیاہ رنگ والی کو سیاہ کہتے ہیں۔ اور جس میں یہہ دونوں رنگ ہوں تو اُس کی ان دونوں سے مختلف ایک تیسری اصطلاح ہو جاتی ہے۔ یعنی چتلا یا آسمانی۔ اسی طرح یہاں بھی سمجھو کہ اُدات وہ ہے۔ جو اونچا ہو۔ اَنُدات وہ ہے جو نیچا ہو اور جس میں یہہ دونوں گُن پائے جائیں تو اُس کی تیسری اصطلاح سوَرت ہوتی ہے۔ یہی سور تفصیل بعض (تر) کر دینے سے سات ہو جاتے ہیں۔ یعنی اُدات (اونچا)۔ اُداتتر[2] (زیادہ اونچا)۔ اَنُدات[3] (نیچا) اَنُداتتر[4] (زیادہ نیچا) سوَرت[5] (مُتوسط) سوَرت اُدات (متوسط مگر کچھ اونچا) ایک شرت[5a]

[5a] جب کسی کو دور سے بآواز بلند پکاریں تو اُس وقت اُدات۔ انداتت اور سوَرت تینوں کا اس طرح (دیکھو حاشیہ ۲۱۸)

الفاظ وید کے متعلق چند خاص قواعد مندرجۂ نرکت

ویدوں میں مندرجۂ ذیل قواعد کلیہ کا سب جگہ لحاظ رکھا گیا ہے۔

ویدوں میں ضمیروں کا خاص استعمال

"تمام مستند تین قسم کے معنی یا مضمون کو بیان کرتے ہیں۔ بعض پروکش (غائب) بعض پرتیکش (حاضر) اور بعض آدھیاتم (روحانی) مضمون کو۔ ان میں سے پہلے کے لئے پرتھم پرش (ضمیر غائب)۔ دوسرے کے لئے مدھیم پرش (ضمیر حاضر) اور تیسرے کے لئے اتم پرش (ضمیر متکلم) استعمال کی جاتی ہے۔ ان میں سے بھی ضمیر حاضر کے متعلق دو قاعدے ہیں۔

(۱) جہاں مضمون ایک ظاہر و محسوس شے ہے وہاں ضمیر حاضر استعمال کی جاتی ہے۔ اور (۲) جہاں وہ شے جس کی تعریف و تشریح کرنا مطلوب ہے غائب و غیر محسوس ہے مگر تعریف و تشریح کرنے والا موجود و حاضر ہے تو وہاں بھی ضمیر حاضر ہی استعمال کی جاتی ہے۔

غرض یہ ہے کہ (سنسکرت کی) ویاکرن (علم صرف و نحو) میں تین ضمیریں ہوتی ہیں۔ جن کے نام ترتیب وار حسب ذیل ہیں:-

(۱) پرتھم پرش (ضمیر غائب)۔ (۲) مدھیم پرش (ضمیر حاضر) اور (۳) اتم پرش (ضمیر متکلم)۔ ان میں سے ضمیر غائب جڑ (بیجان یا غیر ذی شعور) اشیاء کے لئے آتی ہے اور چیتن (ذی روح یا ذی شعور) کے لئے ضمیر حاضر و متکلم آتی ہیں۔ یہ قاعدہ کلیہ الفاظ وید اور نیز اُس کے علاوہ دیگر الفاظ کے لئے یکساں ہے۔ مگر وید میں یہ نئی بات ہے کہ اُن بے جان یا غیر ذی شعور اشیاء کے لئے بھی جو موجود و ظاہر ہیں ضمیر حاضر استعمال کی جاتی ہے۔ یہاں سمجھنا چاہیئے کہ بے جان یا غیر ذی شعور اشیاء سے اُپکار یعنی مناسب فیض و فائدہ حاصل کرنیکے لئے اُن کو واضح طور پر بیان کرنا مطلوب ہے۔" [نرکت ادھیائے۔ کھنڈ ۱ و ۲]

اس قاعدہ کو نہ سمجھ کر سایں آچاریہ وغیرہ وید کے مفسروں نے اور اُن کی دیکھا دیکھی ایلیان بورد یپ نے اپنی اپنی زبان میں ترجمے کرتے ہوئے وید کے معنی کو بگاڑ کر یہ غلط بیانی کی ہے کہ ویدوں میں بیجان یا غیر ذی شعور اشیاء کی پوجا (پرستش) لکھی ہے۔

الفاظ وید کے متعلق چند خاص قواعد مندرجۂ نرکت کا مضمون ختم ہوا

کے متعلق) دونوں علوم کا بیان ہو سکے۔ ایشور نے اگنی وغیرہ الفاظ یہ سوچ کر استعمال کئے ہیں کہ تھوڑے ہی عرصہ تک پڑھنے پڑھانے اور تھوڑی ہی محنت کرنے سے انسان تمام علوم میں ماہر ہو جاویں۔ پرمیشور بڑا رحیم ہے۔ اُس نے آسان و مختصر لفظوں میں تمام علوم کے اُصول کو بیان کر دیا ہے۔ دُنیا میں جو اگنی وغیرہ لفظوں کے معنی (آگ وغیرہ) مشہور ہیں اُن سے بھی ایشور کی قُدرت کا نشان ملتا ہے۔ گویا یہ (آگ وغیرہ) تمام اشیاء اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ ایشور ہے) چاروں ویدوں میں جس قدر علوم ہیں اُن میں سے قدرے قلیل اس دیباچہ میں اختصار کے ساتھ بیان کئے گئے۔ اس کے بعد ہم منتروں کی تفسیر کرینگے۔ اور جس منتر میں جس علم کا بیان ہے اُس کو منتر کی تفسیر کرتے ہوئے اُسی موقع پر بخوبی ظاہر کیا جاویگا۔

ویدوں کے متعلق چند سوالوں کے جوابکا مضمون ختم ہوا

لیتے ہیں۔ ہوا تمام اشیاء مجتمع کو اُٹھانیوالی اور آگ سے تعلق رکھنے والی ہے اور سب کو قائم رکھنے کی وجہ سے ایشور کا نام بھی وایو ہے۔ پھر جس طرح لفظ "اِندر" سے ایشور کا صاحب قُدرت ہونا مفہوم ہوتا ہے۔ اِسی طرح اس لفظ سے ہوا (یا بجلی) مُراد ہے۔ کیونکہ اس سے بھی انسانوں کو نہایت اعلےٰ حشمت و دولت حاصل ہوتی ہے۔ اِس لئے لفظ اِندر کو وایو کے بعد رکھا ہے۔ لفظ اَشوِی سے علم صنعت یعنی سواریوں کو خود رفتار وغیرہ بنانے کے علم میں پانی آگ اور معدنیات ارضی و حرارت و روشنی وغیرہ مقدم اور غیر مقدم سامان مراد ہیں۔ اِسلئے لفظ اَشوِی بمعنی پانی اور بھاپ وغیرہ۔ ویدوں میں اگنی (آگ) اور وایو (ہوا) کے بعد آیا ہے۔ علےٰ ہذا لفظ سَرسوَتی سے ایشور کے علم کا غیر متناہی ہونا اور اُس کے لفظ و معنی اور اُن کے ربط سے وابستہ ویدوں کا اُپدیشٹا (ملہم) ہونا وغیرہ گُن ظاہر ہوتے ہیں اور اس لفظ سے زبان کا کمال بھی مراد ہے۔ الغرض اِن ہی وجوہات سے اگنی۔ وایو۔ اِندر۔ اَشوِی اور سَرسوَتی وغیرہ لفظوں کو ترتیب وار لیا ہے اِسلئے سب انسانوں کو ویدوں کے الفاظ کی نسبت ہر جگہ یہی اُصول سمجھنا چاہیئے۔

ویدوں میں اگنی وایو وغیرہ سے ایشور مُراد ہے۔

سوال۔ ویدوں کے شروع میں اگنی وایو وغیرہ الفاظ کے استعمال سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ ویدوں میں اِن لفظوں سے آگ۔ ہوا وغیرہ دُنیوی چیزیں ہی مُراد ہیں۔ کیونکہ شروع میں لفظ ایشور کو استعمال نہیں کیا۔

جواب۔ مہامنی پتنجلی جی مصنف مہابھاشیہ نے "لَن" सूत्र سوتر کی شرح میں لکھا ہے کہ "جس صورت میں ویاکھیان (شرح) کے ذریعہ سے منتروں کے لفظ لفظ کے معنی کو مشرح کر دیا گیا ہے تو پھر کوئی شک و شُبہ نہیں رہ سکتا"۔ پس اِس بارہ میں تمام شکوک خود بخود رفع ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وید اور ویدوں کے انگوں اور اُپانگوں اور برہمنوں وغیرہ میں لفظ اگنی کی شرح ایشور اور آگ دونوں طرح سے موجود ہے اگر لفظ ایشور استعمال کیا جاتا تو پھر بھی شرح کے بغیر شک رفع نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ لفظ ایشور سے پرماتما کے علاوہ صاحب قُدرت راجہ بھی مُراد ہے۔ اور کسی آدمی کا نام بھی ایشور ہو سکتا ہے؟ پس اِس صورت میں یہ شک پیدا ہوتا کہ ایشور سے اِن دونوں کے منجملہ کس سے مُراد لینی چاہیئے۔ اُس صورت میں شرح ہی سے شک رفع ہو کر یہ معلوم ہوتا کہ یہاں لفظ ایشور سے پرماتما مراد ہے۔ اور یہاں راجہ وغیرہ انسان۔ اسی طرح یہاں بھی لفظ اگنی کے دونوں معنی لینے میں کچھ ہرج نہیں ہے اگر ایسا نہ کیا جاتا تو کروڑوں شلوک اور ہزاروں کتابیں بنانے سے بھی علم کا بیان میں آنا ممکن نہ تھا اِسی وجہ سے ایشور نے اگنی وغیرہ الفاظ کو استعمال کیا ہے تاکہ تھوڑے سے لفظوں اور چھوٹی چھوٹی کتابوں کے ذریعہ سے وَیوہارِک (دُنیوی کاروبار کے متعلق) اور پارمارتھک (مقاصد اعلےٰ

کہ اُس سے علم و معرفت حاصل ہوا اور اُس علم و معرفت کے بموجب عمل کیا جاوے جو لوگ اس طرح علم حاصل کر کے اُس پر عمل کرتے ہیں اُن کو رشی کہتے ہیں۔ کیونکہ اُنہیں کو کشف حاصل ہوتا ہے۔ جو لوگ اس طرح تمام علوم کو قرار واقعی حاصل کر کے رشی ہوتے۔ اُنہوں نے دوسرے لوگوں کو جنہیں ویدوں کا علم حقیقی نہیں تھا اپنے اُپدیش (تعلیم) سے ویدمنتروں کا علم عطا کیا اور اُن کے معنی کو ظاہر کیا تاکہ وید کے معنی کا ہمیشہ رواج رہے۔ جو لوگ ویدوں کو پڑھنے اور اُس کے اُپدیش (ہدایت سُننے) سے عاری ہیں۔ اُن کو وید کے معنی کا علم عطا کرنے کے لئے یہہ نگھنٹو اور نرکت نام کی کتابیں بنائی گئی ہیں۔ تاکہ سب لوگ ویدوں اور وید کے انگوں کا صحیح صحیح علم حاصل کر سکیں۔ نگھنٹو میں یہ مضمون ہے کہ جو مصدر ہم معنی ہیں یا ایک ہی فعل کو ظاہر کرتے ہیں یا جس قدر معنی ایک ہی لفظ سے ظاہر ہوتے ہیں اُن سب کو بیان کر دیا گیا ہے۔ اکثر ایک ہی معنی کے کئی اسم ہوتے ہیں اور بعض اوقات ایک اسم کے کئی معنی ہوتے ہیں۔ جس منتر میں جن قابلِ بیان و تشریح طلب مضامین یا اشیا کی خصوصیت کے ساتھ تعریف و تشریح کی جاوے اُنہیں کو اس منتر کا دیوتا جاننا چاہیئے اور جو منتر سے باہر کسی شے یا مضمون کا حوالہ یا اشارہ کیا جاوے وہ بھی نگھنٹو کی تشریح میں شامل ہے۔" [نرکت ادھیائے ۱ کھنڈ ۲۰]

پس یہہ ہرگز نہ سمجھنا چاہیئے کہ کسی انسان نے منتروں کو بنایا ہے۔ بلکہ جس جس رشی نے جس جس منتر کے معنی کو ظاہر کیا ہے۔ اُس اُس رشی کا نام اُس اُس منتر کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ اور جس منتر کا جو مضمون ہے وہی اُس منتر کا دیوتا سمجھنا چاہیئے۔ دیوتا منتر کے معنی کو عیاں کرتا ہے۔ گویا اُس کی کُنجی ہے۔ اِسی وجہ سے منتر کے ساتھ اُس کا دیوتا لکھا جاتا ہے۔ اِسی طرح ہر منتر کے ساتھ اُس کا چھند (بحر) لکھا جاتا ہے۔ تاکہ اُس کا بھی علم ہو جائے اور جس جس منتر کو جس جس سُور سے ساز میں گایا جا سکتا ہے اُس اُس شرح وغیرہ سُور کو اُس کے ساتھ لکھ دیا ہے۔ یہ باتیں سب کے جاننے کے لائق ہیں۔

ویدوں میں اگنی وغیرہ کی ترتیب اور منشاء

سوال۔ ویدوں میں اگنی۔ وایو۔ اِندر۔ اشوی اور سرسوتی وغیرہ الفاظ ترتیب وار کیوں آتے ہیں؟

جواب۔ علوم کے تقدم و تاخر کو جتلانے کے لئے اور نیز اِس غرض سے کہ ہر علم سے جو نتائج لازمی (اقوشتگی) پیدا ہوتے ہیں۔ اُن کو بطور نتائج علمی بیان کیا جاوے۔ مثلاً لفظ اگنی سے ایشور اور آگ دونوں مُراد ہیں۔ جس طرح لفظ اگنی سے ایشور کا علم اور اُس کا مُحیطِ کُل ہونا وغیرہ گُن عیاں ہوتے ہیں۔ اُسی طرح اس لفظ سے ایشور کی پیدا کی ہوئی آگ بھی مقدم طور پر مراد لی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ صنعت کے کاروبار میں سب سے مقدم اور نہایت کارآمد ہے۔ علیٰ ہذا جس طرح ایشور کا مستظہرِ کل اور قادرِ مطلق وغیرہ ہونا لفظ وایو سے عیاں ہوتا ہے۔ اُسی طرح علم صنعت میں اُس سے ہوا مراد ہے جو آگ کی معاون ہے۔ اسلئے اُسے دوسرے درجے

جواب۔ جبتک گُن (عرض) اور گُنی (جوہر) کا قرار واقعی علم نہیں ہوتا تب تک اُس کا سنسکار (اثر وخیال) اور پُرتی (شوق و رغبت) پیدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ جب تک یہ نہو طبیعت نہیں لگتی اور طبیعت کے لگے بغیر اُسمیں عکمہ حاصل نہیں ہوتا پس چونکہ رگ وید میں علوم کا بیان ہے اسلئے اُس کو اوّل شمار کرنا واجب ہے اور جب اشیاء کے گُنوں کا علم ہو جاتا ہے تب اُس پر کاربند ہو کر اور اُس سے مناسب فیض و فائدہ حاصل کر کے تمام دُنیا کی بھلائی کرنی چاہیئے اور چونکہ یجُر وید میں اُسی بات کا بیان ہے اسلئے وہ دوسرے درجے پر شمار ہوتا ہے سام وید میں اس بات کا بیان ہے کہ گیان (علم) اور کرم کانڈ (عمل) اور نیز اُپاسنا (عبادت) سے کس قدر اور کس طرح ترقی اور عروج حاصل ہو سکتا ہے اور اُن سے کیا پھل (ثمرہ) ملتا ہے اسلئے اُس کو تیسرے درجے پر شمار کیا گیا۔ اور اتھر وید سے پہلے تین ویدوں میں بیان کئے ہوئے علوم کی حفاظت خاص مقصود ہونیکی وجہ سے اس کو چوتھے درجے پر گنا جاتا ہے۔ پس گُن گیان (علم طبیعات) کرم (ہدایت استعمال) و گیان (معرفت الٰہی) اور ان سب علوم کی ترقی اور حفاظت کا باہم مسلسل تعلق ہونے کی وجہ سے رگ وید یجُر وید سام وید اور اتھر وید۔ ان چار سنہتاؤں کو ترتیب وار گنایا جاتا ہے۔ اور اُن کے نام رکھنے میں بھی اسی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے "رچ ऋच् بمعنی دُستُتی" (تعریف کرنا) سے رگ اور یجُ यज् بمعنی "دیو پوجا" (ایشور کی عبادت) سنگتی کرن" (باہم ملانا) اور دان" (دینا) سے یجُر۔ اور سان ٹُوں सान्त्वन् بمعنی "سنتی و تشفی دینا" سے سام بنتا ہے سام شو مصدر بمعنی "مرنا" سے بھی بنتا ہے اتھرو تِ अथर्वति بمعنی "چرتِ" (شک کرتا ہی) سے اَ ث مع پُرتِ شدھ" (نفی) کا ایزاد ہو کر اتھرو بنتا ہے"۔ [نرکت ادھیائے ۱۱۔ کھنڈ ۱۸]

چرتِ" "چرْ चर् " مصدر سے بنتا ہے جسکے معنی شک کرنا ہیں۔ اسلئے لفظ اتھرو سے شکوک کا رفع کرنیوالا مُراد ہے پس یہ یقین رکھنا چاہیئے کہ مصدری معنی کے لحاظ سے بھی ویدوں کا شمار اسی ترتیب سے ہونا مُناسب ہے۔

منتروں کے رشی دیوتا چھند اور سُور کیا ہیں؟

سوال۔ ہر منتر کے رشی۔ دیوتا۔ چھند اور سُور کیوں لکھے جاتے ہیں؟

جواب۔ ویدوں کا ایشور کی طرف سے الہام ہونے کے بعد جس جس رشی کو جس جس منتر کے معنی کا کشف حاصل ہُوا۔ اُس اُس منتر کے اوپر اُس اُس رشی کا نام لکھا گیا۔ چونکہ ایشور کا دھیان کرنے۔ اُس کی رحمتِ خاص اور بڑی بھاری کوشش سے منتر کے معنی کا انکشاف ہوتا ہے اسلئے اُس بڑے بھاری فیض کی یادگار کے لئے اُس اُس رشی کا نام لکھنا مناسب ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

"جو انسان معنی کے علم کے بغیر سُنتا یا پڑھتا ہے اُس کا سُننا اور پڑھنا بے سُود ہے۔ کلام کا فائدہ یہی ہے

ویدوں کے متعلق چند سوالوں کے جواب

ویدچار کیوں ہیں؟ **سوال**۔ ویدوں کو چار حصّوں میں کیوں تقسیم کیا ہے؟

جواب۔ جُدا جُدا اُصولِ علمی بتلانے کے لئے۔

سوال۔ وہ کیا ہیں؟

جواب۔ مثلاً علم موسیقی میں تین طرح کی تقسیم ہے یعنی گانے اور قرأت میں ودرت[۵۱] مدھیم۔ بلمبت۔ یہ تین تقسیم ہوتی ہیں جتنی دیر میں ہرسوسوار (حرکاتِ مقصورہ) ادا ہوتے ہیں اُس سے دُگنی دیر میں ویرگھ سوار (حرکات ممدودہ) اور اُس سے تگنی دیر میں پلُت سوار (حرکات دراز) بولے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے (یعنی قرأت کی سہ گانہ تقسیم کے باعث) ایک ہی منتر بعض دفعہ چاروں سنہتاؤں (ویدوں) میں آتا ہے چنانچہ کہا ہے کہ "رگوید سے سنّتی یعنی اشیاء کی ماہیت کا اور یجُروید سے اُن کے استعمال کا علم حاصل کرتے ہیں اور سام وید سے گاتے ہیں"۔ رگوید میں تمام موجودات کے گُنوں کو بیان کیا ہے یجُروید میں اُن اشیاء سے جن کے گُن بتائے گئے ہیں۔ بذریعہ عمل بیشمار علمی فوایدحاصل کرنیکی ہدائت ہے۔ سام وید میں گیان (علم و معرفت) اور کریا (عمل) دونو پر نظر تعمق سے غور کرکے علم کو نتیجہ کی حد تک پہنچا دیا ہے اور جس قدر تینوں ویدوں میں علم اور اُس کے نتیجہ پر غور کیا گیا ہے اُس کی تکمیل اتھروید میں کیگئی ہے تاکہ اُن کی بخوبی حفاظت اور ترقی عمل میں آوے۔

الغرض انہی وجوہات سے ویدوں کی چار حصّوں میں تقسیم کی گئی ہے۔

سوال۔ ویدوں کی چار سنہتائیں بنانیکا کیا مقصد ہے؟

جواب۔ یہ اسلئے کیا گیا ہے کہ علمی اصول کو بتانے والے منتروں کے مضمون کے لحاظ سے ترتیب قایم ہے اور تقدیم اور تاخیر کے سلسلہ سے وہ علوم حواس کے اندر بیان کئے گئے ہیں جن سے آسانی حاصل ہوجاویں اسی وجہ سے سنہتائیں بنائی گئی ہیں۔

ویدوں کی اندرونی تقسیم اور اُن کی ترتیب و شمار

سوال۔ ویدوں میں اُشٹک۔ منڈل ادھیائے سوکت۔ شٹک۔ کانڈ۔ ورگ۔ دشتی ترک[۵۲]۔ پرپاٹھک اور انوواک کی تقسیم کیوں کی گئی ہے؟

جواب۔ اُشٹک وغیرہ کی ترتیب اسلئے رکھی ہے کہ پڑھنے پڑھانے میں آسانی رہے اور نیز منتروں کی شمار اور ہر علمی مضمون کی تقسیم بہ آسانی معلوم ہوسکے۔

سوال۔ رگ وید پہلے یجُروید دوسرے سام وید تیسرے اور اتھروید چوتھے درجے پر کیوں گنا جاتا ہے؟

---

۵۱ شاید یہ وہی تقسیم ہے جو گانیوالوں کی اصطلاح میں دگن (جلت) دگن۔ اور ٹھان نامزد کی جاتی ہے۔ مترجم

۵۲ سام وید میں جو شوکت صرف ۳ منتروں کا ہوتا ہے اُسے ترک کہتے ہیں۔ مترجم

کہ سُوریہ ہیں: ۱ترچ۔ ۲رشبھ۔ ۳گاندھار۔ ۴مدھیم۔ ۵پنچم۔ ۶دھیوت۔ ۷نشاد۔ [بنگل شاستر ادھیائے ۳ سُوتر ۹۴]
ہم بنگل آچاریہ کے سُوتروں کے مطابق ہر چھند کے ساتھ اُس کا سُور بھی لکھینگے کیونکہ آجکل جس جس چھند (بحر) کے جو جو منتر ہیں اُن کو اپنے اپنے سُور کے مطابق ساز و سرود کے ساتھ نہیں گایا جاتا۔

اسی طرح علم طب وغیرہ کی خاص تشریح ویدوں کے اُپ ویدوں یعنی آیُروید وغیرہ میں موجود ہے۔ ان مضمونوں کے

ہر منتر کی تفسیر میں علمی مضامین کی تشریح کردی گئی ہے

متعلق خاص خاص مطالب کو ہم عموماً ویدمنتر کی تفسیر لکھتے وقت ظاہر کرینگے۔ جب اس طرح ویدوں کے مطالب ظاہر ہو جائینگے اور اُن کا واقعی علم بخبتہ دلائل کے ساتھ حاصل ہو جائیگا تب عوام الناس کے تمام شکوک مٹ جائینگے۔

تفسیر سنسکرت اور بھاشا میں مع حوالہ صرف ونحو کیگئی ہے

ہم ویدکے منتروں کی تفسیر سنسکرت اور پراکرت (ہندی) دونوں بانوں میں لفظی معنوں کے ساتھ معہ حوالہ لکھینگے اور جہاں جہاں ویاکرن (صرف ونحو) وغیرہ کے حوالہ کی ضرورت ہوگی اُسکو برابر درج کیا جائیگا تاکہ اس زمانہ میں جبکہ رویدوں کی منشا سے خلاف اور قدیم تفسیروں کے مخالف غلط و باطل ترجمے جاری ہیں اُنکا رواج چھوڑ کر عوام الناس کو صحیح تفسیر کے دیکھنے سے ویدوں کی عقیدت و رغبت پیدا ہو۔

سائن آچاریہ وغیرہ نے جو زمانہ سازی کے خیال سے دُنیا میں عزت حاصل کرنیکے لئے اپنی اپنی مرضی کے مطابق

مروجہ مترجموں کی غلطیاں دکھائی گئی ہیں

تفسیر لکھ کر مشہور کی ہیں اور اُن سے جو بڑا بھاری نقصان پہنچا ہے اور نیز اُن کی وجہ سے جو ملک یورپ کے لوگوں کو ویدوں کی نسبت شک اور مغالطہ پیدا ہوا ہے۔ اُس کو دور کرنیکے لئے ہم سنہتا کے منتروں کے صحیح صحیح معنی و مطالب کو شاستروں کے مطابق جہانتک عقل کی رسائی ہے ظاہر کرینگے جب ایشور کے فضل و کرم سے ہماری یہ تفسیر وجود رشی مُنی۔ مہرشی۔ مہامُنی آریوں کی بنائی ہوئی ایتریہ براہمن وغیرہ ویدوں کی صحیح تفسیروں کے حوالے سے کیگئی ہے مشہور ہو جائیگی۔ تب اُمید ہے کہ عوام الناس کو بڑا بھاری سُکھ حاصل ہوگا۔

بعض منتروں کے کئی کئی ترجمے کئے گئے ہیں

اس تفسیر میں جس جس منتر کے پار مارتھک (اعلیٰ مقصد انسانی) کو بیان کرنیوالے) اور ویاوہارک (دُنیوی کاروبار کو بیان کرنیوالے) دو دو ترجمے شلیش النکار (صنعت کثیر المعانی) وغیرہ کے بموجب کسی حوالے سے ہونے ممکن ہوں گے تو اُسکے دونوں ترجمے کئے جائینگے۔ مگر ایسا کوئی بھی منتر نہیں ہے جسمیں ایشور کا بالکل تیاگ (ترک تعلق) ہو۔ کیونکہ وہ علت فاعلی ہے ایشور اس کائنات معلول کے جزو جزو میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ کوئی معلول شے ایسی نہیں جسکے ساتھ ایشور کا تعلق نہ ہو۔ جہاں محض ویاوہارک ترجمہ ہوگا وہاں بھی صنعت ایزدی کے مطابق ہونے اور مٹی وغیرہ جوہروں کے قیام الناس سے ایشور ہی کا تعلق سمجھنا چاہیئے۔ اسی طرح جہاں صرف پارمارتھک ترجمہ کیا جائیگا اُس میں اشیاء معلول کے تعلق کی وجہ سے دوسرا ترجمہ بھی آجائیگا۔

اصول تفسیر ہذا کا مضمون ختم ہوا

اُصول تفسیر ہذا کا بیان

کرم کانڈ وغیرہ اور دنیوگ کی تفصیل نہیں کی گئی۔

اس تفسیر میں ہم کرم[1] کانڈ (علی فرائض) کو الفاظ کے معنی میں بیان کرینگے۔ مگر جو منتر کرم کانڈ سے تعلق رکھتے ہیں اُن کے بموجب اگنی ہوتر سے لیکر اشومیدھ تک جو جو کارروائی کرنا فرض ہے اُس کو ہم اس تفسیر میں مفصل درج نہیں کرینگے۔ کیونکہ کرم کانڈ کی ہدایتیں (برتیہ) اور شتپتھ براہمن پورومیمانسا شاستر اور شرُوت سوتروں میں بخوبی درج ہے اُن کو دوبارہ بیان کرنے سے آنارش[2] کتابوں کی مانند تکرار عبارت اور پیسے کو پیسنے کی مثال صادق آجائیگی۔ اسلئے اُسی دنیوگ (ہدایت عملی) کو ماننا مناسب ہے۔ جو قرین عقل ویدوں سے ثابت یعنی منتروں کے معنی سے نکلتی اور خود اُن میں بیان کی گئی ہیں۔ اسی طرح اُپاسنا کانڈ یعنی عبادت کے مضمون کو بھی صرف الفاظ وید کی منشاء کے مطابق بیان کرینگے۔ کیونکہ اس مضمون کا مجموعی و مکمل بیان پاتنجل یوگ شاستر وغیرہ میں مل سکتا ہے۔

یہی کیفیت گیان کانڈ کی سمجھنی چاہیئے۔ کیونکہ اس مضمون کی خاص تشریح سانکھیہ شاستر، ویدانت درشن اور اُپ نیشد وغیرہ میں مل سکتی ہے۔

اِن تینوں کانڈوں (مضمونوں) کے علم سے جو نیشتی (کمال و مہارت) اور اُپکار (فیض و فائدہ) حاصل ہوتا ہے اُسی کو وگیان کانڈ کہتے ہیں۔

اِن چاروں کانڈوں کی مفصل تشریح مذکورہ بالا کتابوں میں ویدوں کے مطابق کی گئی ہے۔ اُنکی بابت بخوبی تحقیق و تصدیق کرکے جہانتک وید کے منشاء کے مطابق ہو قبول کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جس کی جڑ نہ ہوگی اُسکی شاخیں وغیرہ بھی نہ ہونگی۔

منتروں کے چھند اور سُور بھی لکھے گئے ہیں

دیاکرن (علم صرف و نحو) وغیرہ ویدانگوں کے ذریعہ سے وید کے الفاظ کے اُدات (بلند) وغیرہ سُور (سر یا لہجہ) کا علم اور قرارت کا طریقہ بھی سیکھنا چاہیئے چونکہ یہ مضمون مذکورہ بالا کتابوں میں مکمل اور صحیح صحیح درج ہے اسلئے ہم اُس کو یہاں بیان نہیں کرتے۔ اسی طرح چھندوں (بحروں) کا بیان اور تشریح جس طرح عروض کی کتاب یعنی پنگل سوتروں میں درج ہے اُسی طرح ماننی چاہیئے سُور رسات ہوتے ہیں چنانچہ لکھا ہے

---

[1] وہ کتابیں جو رشیوں کے اصول کے مطابق یا خود رشیوں کی بنائی ہوئی نہ ہوں۔ مترجم

[2] مراد یہ ہے کہ جس بات کی جڑ وید میں نہیں ہے اُس کی تشریح بھی ان کتابوں میں نہ ہونی چاہیئے اور اگر اُن میں کوئی ایسی بات ہے جس کا اشارہ ویدوں میں نہیں پایا جاتا تو وہ ماننے کے لائق نہیں۔ مترجم

تخت نشین نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ وہ سلطنت نہیں کر سکتے۔" [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۳ ادھیائے ۲ براہمن ۲ کہ
اس شتپتھ براہمن کی شرح سے مہی دھر کا ترجمہ بالکل برعکس ہے۔

उत्सक्थ्या अवगूदंवेहि समंजिंचारया हृषन्। यस्त्रीणां जीव भोजनः ॥ यजु०
२३, मं० २१ ॥ [یجروید۔ ادھیائے ۲۳ منتر ۲۱]

ترجمہ مہی دھر "بیجمان (مردیکہ درخانہ اش یگیہ یعمل آید) اسپ را خطاب میکند۔ اے اسپ نطفہ انداز!
زنِ من کہ ساتھائے خود را افراختہ است نطفہ بینداز! دعضو خود در اندام او داخل کن۔ آں عضو کہ را
زنان است واز دخولش در اندام خویش زنان محظوظ می شوند در اندامش بران!"

صحیح ترجمہ "اے تمام مرادوں کے عطا کرنیوالے عالم (سبھا دھیکش (میر انجمن یا راجہ)! تو رعایا کے
معرفت۔ راحت۔ انصاف۔ اور روشنی کو ترقی دے۔ جو بدکار عورتیں حرامکاری کریں تو اُن کو سر نیچے ا
اوپر کر کے سزا دے یا قید خانہ میں بھیج دے۔ عورتوں میں جو کوئی بدکار عورت ہوتی ہے تو اُسکو سز
دیتا ہے۔ تو جیو بھوجن یعنی لوگوں کو جان سے مار ڈالنے والے خونخوار ڈاکوؤں کو سزا دے"

مہی دھر کی تفسیر وید دیپ نامی کی اسی قدر تردید سے دانشمند لوگ تمام کی تردید سمجھ لینگے جب
کی تفسیر کرینگے اُس وقت اُن کے ساتھ مہی دھر کے ترجمہ کی اور غلطیاں بھی ظاہر کرینگے جبکہ ملک
کے باشندوں یعنی سائن و مہی دھر وغیرہ کی تفسیروں میں ایسی ایسی غلطیاں موجود ہیں تو ملک یو
باشندوں کی تفسیروں میں جنہوں نے اُنہیں کے مطابق اپنے اپنے ملک کی زبان میں ترجمہ کیا
ہونگے وہ بیان کے محتاج نہیں۔ جب سائن۔ مہی دھر وغیرہ کے ترجمے کی یہ کیفیت ہے تو اُس کی مدد
ترجمے اس ملک کی زبان یا یورپ کی زبانوں میں ہوئے ہیں اُن کی غلطیوں کا کیا شمار ہو سکتا ہے۔ اس بار
راستی شعار لوگ بخوبی سوچ سکتے ہیں۔ آریہ لوگوں کو ایسے ترجموں کی مدد لینا بالکل مناسب نہیں ہے کیونکہ
بھرسہ کرنے سے ویدوں کے سچے مطالب مٹی میں مل جاتے ہیں۔ اور سچ کی جگہ جھوٹ کا رواج ہو
اسلئے اُن ترجموں کو ہرگز بھی صحیح نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ یقین رکھنا چاہیئے کہ وید سراپا علوم حقیقی سے پُر
اُن میں جھوٹ کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ جب چاروں ویدوں کی تفسیر مکمل ہو کر چھپ جائیگی اور
دانش لوگوں کے زیر مطالعہ آئیگی۔ تب عوام الناس اس بات کو خود بخود سمجھ جائینگے۔ اور سب پر
روشن ہو جائیگی کہ پرمیشور کے بنائے ہوئے ویدوں کے برابر کوئی دوسرا علم نہیں ہے۔

تفسیر بذا کی ضرورت پر بحث ختم ہوئی ۔

بہ معنی دھر "چوں بازیچہ کناں دیوار (کار پردازانِ ہوم) للام گو یعنی عضو خود را در اندام زن داخل میکنند
ل منی در رحم زن مے شود۔ وقتیکہ شاں با عضو خود بازیچہ مے کنند یعنی آنرا در اندام زن داخل میکنند
دو ساق زن نمایاں می شوند۔ بوقت مجامعت جملہ اعضائے زن زیر اعضائے مرد پوشیدہ میشوند صرف ساق
ن عریاں ہی ماند از دشناخت میشود کہ ایں زن ہست" للام راحت رامے گویند و چیزے کہ در راحت بدست
د آں للام گو یعنی عضو مرد است یا کہ للام نیلوفر رامے گویند و چوں وقت دخول عضو ایستادہ با شاخ
فر مشابہت دارد۔ زاں ہم آں را للام گو مے نامند۔

ج ترجمہ "عالم پر تکیش (علم الیقین وغیرہ) سے پیدا ہونے والے علم حقیقی کو حاصل کر کے قسم قسم کے اعلے
اف بخشنے اور راحت پہنچانے والے علم کے سرور میں محو و مستغرق ہوتے ہیں اور رعیت کو بھی اُسی
ت سے بہرہ یاب کرتے ہیں جس طرح عورت اپنی ران کو ہمیشہ کپڑے سے چھپائے رکھتی ہے اسی طرح
وں کو چاہئے کہ رعیت کو ہمیشہ امن و راحت کے دامن میں چھپائے رکھیں"

यद्धरिणो यवमत्ति न पुष्टपशु मन्यते । शूद्राय दर्य्यजारा म पोषाय धनायति

य० अ० २३, मं० ३० ॥ [ید۔ ادھیائے ۲۳ منتر ۳۰]

ہی دھر "کشتا (مردیکہ پدرش کشتری و مادرش شودر بود) باز ن خود میگوید کہ چوں زن شودر با مرد
فعل شنیع بکند یا مرد دیشیہ باز ن شودر زنا کند شودر ازاں خوش و سرفراز نے شود و منی پندارد
ان با دیشتہ مجامعت کردہ سرفراز شد بلکہ بخیال ایں امر کہ زنش فاحشہ گردید رنجیدہ میشود۔ زن
شتا رامے گوید چوں مرد شودر باز ن خاندان دیشیہ فعل قبیح بکند مرد دیشیہ آنرا باعث سرفرازی خود
پندارد و نے فہمد کہ زن من سرفراز نشدہ بلکہ بخیال ایں امر کہ زن من با مرد ذلیل یعنی شودر خراب شدہ آزردہ میشود"

ج ترجمہ "رعیت یو (اناج) ہے اور مطلق العنان راجہ ہرن کی طرح عمدہ عمدہ چیزوں کو چرنے والا ہوتا
جس طرح ہرن کھیت کے اناج کو چر کر خوش ہوتا ہے۔ اسی طرح مطلق العنان راجہ ہمیشہ اپنے ہی سکھ
ہتا ہے۔ وہ اپنی راحت کے لئے اپنی رعیت کو کھاتا ہے جس طرح گوشت خوار موٹے تازے جانور
کھ کر اُس کے گوشت کھانے کی خواہش کرتے ہیں اور اُس فربہ جانور کا زندہ رہنا نہیں چاہتے اسیطرح
ق العنان راجہ اپنی راحت کو مقدم سمجھ کر ہمیشہ یہ نیت رکھتا ہے کہ رعیت میں کوئی مجھ سے زیادہ نہ بڑھنے
ے اسلئے ایک مطلق العنان راجہ کے ماتحت رعیت سرسبز نہیں رہ سکتی اور نہ اُسکی کسی قسم کی حفاظت ہوتی ہے
اگر کسی شودر کی عورت بدکار ہو جائے تو شودر خوش نہیں ہوتا۔ اسیطرح جب ایک مطلق العنان راجہ رعیت کی حفاظت
کرتا تو رعیت پنپنے نہیں پاتی۔ اسی وجہ سے دیشیہ عورت کے بزدل بیٹے یا شودر کی جاہل اولاد کو کبھی

مئی دھر کا ترجمہ اس ترجمہ سے بالکل خلاف ہے اسلئے اُسے کسی کو نہ ماننا چاہیئے۔

क्षुध्यमे वा सुच्छावय शिरो भाव ए हरन्निव। अथास्यै मध्य मेधतां शीते पुनर्न्निव ॥ य० अ० २३, मं० २६ ॥ [یجُروید ادھیائے ۲۳۔ منتر ۲۶]

ترجمہ مئی دھر "اندام زن را از دست کشیدہ فراخ بکند تا کہ آں کُشادہ شود۔ بمثل آنکہ مرد کاشتکار سر و غلہ افشاں را بالا گرفتہ مے جُنباند تا کہ دانہ از علف جُدا شود"۔

صحیح ترجمہ "اے انسان! تو اس سلطنت کے لئے اقبال و حشمت کو ترقی دے جب سلطنت کی سبھا کے ذریعہ سے کی جاتی ہے تو سلطنت اس طرح عروج حاصل کرتی ہے جس طرح کوئی بھاری بوجھ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاوے۔ شُبھ رُعب سلطنت سے سبھا کے انتظام سے قلمرو میں شُبھ (اقبال و حشمت عروج دیکر سلطنت کو بے نظیر بنانا چاہیئے۔ اس اصول پر عمل کرنے والا انسان دنیا میں پُر اقبال و حشمت سلطنت کو ترقی کے اعلیٰ زینہ پر پہنچاتا ہے شُبھ سلطنت کا مرکز ہے۔ اسلئے مذکورہ بالا شُبھ یعنی سا خورد و نوش اور کار آمد قیمتی اشیاء کی کثرت عظیم الشان سلطنت کا نشان اور باعث استقامت د عمدہ سبھاؤں کے ذریعہ سے سلطنت میں اعلیٰ درجے کا سامان راحت پیدا کرنا چاہیئے۔ حفاظت کو شپتھ کہتے ہیں پس عمدہ سبھاؤں کے ذریعہ سے سلطنت کی حفاظت کرنی چاہیئے"۔

[شتپتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۳۔ کنڈکا ۴]

यदस्या अष्टहु सेवा: क्षुधस्थूलम् पातसत। मुष्का विदस्या राजतो गोशफे शक्त ाविव ॥ य० अ० २३, मं० २८ ॥ [یجُروید۔ ادھیائے ۲۳۔ منتر ۲۸]

ترجمہ مئی دھر "چوں در اندام تنگ عضو خورد و فربہ داخل مے شود خُصیتان بر لب اندام نہانی مے یونہ ضیق اندام نہانی و فربہی عضو خُصیتاں بیروں ہمی مانند بمثل آنکہ در نشان سُم گاؤ پُر از آب دو ما سیمیں بیتاب و مضطرب باشند"۔

صحیح ترجمہ[1] "جو راجہ جُرم و خطا سے پاک رعیت کے تمام چھوٹے اور بڑے کاموں کو شرف توجہ بخشتا یعنی خود اُن پر نگرانی رکھتا ہے تو اُس کے راج میں چوہوں کی طرح نقصان کرنے والے چور یا سبھا (اراکین سبھا) اور خود غرض لوگ مثل ماہی بیتاب اس طرح ناچتے ہیں جس طرح گائے کے کُھر سے زمین گڑھا ہو کر پانی بھر جائے اور اُس میں دو مچھلیاں تڑپتی ہوں"۔

यद्देवासो ललामगुं प्रविष्ठीमितमाविष: । सकक्षनादे दिश्यते नारी सत्य ाचि भुवोयथा ॥ य० अ० २३, मं २८ ॥ [یجُروید۔ ادھیائے ۲۳۔ منتر ۲۹]

[1] اس منتر کا ترجمہ سوامی جی نے ویدبھاشیہ بھومکا میں نہیں کیا ہے مگر ہندی یجُروید بھاشیہ سے لکھدیا ہے مترجم۔

ھر میگوید کہ اندریں منتر لفظ "پُن" ☬ در معنی تولید است و لفظ "مَنتی" ☬ معنی رفتار یا دخول دارد
ترجمہ "جس طرح باز کے سامنے کم جثہ پرندوں کا کچھ زور نہیں چلتا اسی طرح راجہ کے مقابلہ میں رعایا
ی ہے۔ راجہ بالیقین سلطنت کے قیام اور امن و امان کے انتظام کے لئے ہمیشہ رعایا سے روپیہ لیتا ہے
بھ (صاحب دولت) کہتے ہیں اور سلطنت کو پس (مُشت یا عصا) کہتے ہیں۔ کیونکہ سلطنت کی
رعایا محسوس کرتی ہے۔ حاکمانِ سلطنت رعایا کو ہر طرف سے تکلیف دیتے ہیں۔ جہاں سلطنت میں
(مطلق العنان) راجہ ہوتا ہے۔ وہ رعیت کو فنا کر ڈالتا ہے۔ اسلئے ایک شخص کو ہرگز راجہ نہیں
ہیئے بلکہ رعایا کو چاہیئے کہ سبھا و ستکش (میر انجمن) کو جو سبھا کے تابع اور نیک چلن اور اوصاف
سے بہرہ مند عالم ہو۔ اپنا راجہ سمجھیں" [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۳۔ کنڈکا ۶]
ھر نے اس صحیح تفسیر سے بالکل برعکس ناشائستہ ترجمہ کیا ہے جو قابلِ غور ہے۔

माता च ते पिता च तेऽग्रे ब्रह्मन्य रोहतः प्रतिलोमोति ते पिता गर्भमुष्टि
ए खयत् ॥ य० अ० २३, मं० २४ ॥ [یجروید ادھیائے ۲۳ منتر ۲۴]

فہی وھر" بَرہما (بزرگترین مہتمم یگیہ) تن یجمان را میگوید۔ "اے مَہشی (زنِ یجمان)! چوں
ر تو بالائے درخت یعنی بر پلنگ چوبی کہ آں ہم از چوب درخت حاصل مے شود خفتند و پدر تو شال
نضو خود را در جسم مادرت داخل کرد و ازاں پیدائش تو بظہور آمدہ۔ باز عضو خود را ایستادہ کرد۔ اشار
من با تو خواہش مجامعت دارم۔ بریں زن یجمان ہم میگوید کہ تو ہمچنیں زائیدی"۔
ترجمہ "اے انسان! یہ زمین اور علم تیری ماں کی مثال ہے۔ کیونکہ زمین نباتات وغیرہ بیشمار اشیاء
معرفت پیدا کرنے کی وجہ سے ماں کی مثال نازکرنے والے ہیں اور یہ سورج یا عالم اور ایشور تیرے باپ
ں ہیں۔ کیونکہ یہ محنت و تدبیر کی عادت سکھانے اور تمام سکھوں کو دینے اور حفاظت و پرورش کرنے
ہیں۔ اُنہیں کے ذریعہ سے جیوسورگ یعنی سکھ کی حالت یا درجہ کو حاصل کرتا ہے۔ شری یعنی علم وغیرہ
وصاف اور جواہرات وغیرہ عمدہ تحائف اور اقبال و حشمت سلطنت کے جزوِ اعظم ہیں۔ شری انسان
ت بخشتی ہے اور وہی سلطنت کا اعلےٰ زیور اور راحتِ عظیم کا باعث ہے۔ رعیت کو گبھ یعنی اقبال
ت پیدا کرنے والی اور کاروبارِ سلطنت کو مشٹی (مُشت) کہتے ہیں یعنی جس طرح انسان مٹھی میں روپیہ
تا ہے۔ اسی طرح اگر ایک مطلق العنان راجہ ہو تو ظلم و تعصب سے اپنی راحت کے لئے رعیت کا تمام مال و
ضبط کر لیتا ہے۔ چونکہ ایسا راجہ رعیت کا ناک میں دم کر دیتا ہے اسلئے اس کو وِشنگھا تک (قاتل رعایا)
یں"۔ [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۳۔ کنڈکا ۷]

کو بڑھانا چاہیئے۔

جو لوگ مذکورۂ بالا گرہد یعنی مستظہر کل پرمیشور کو جانتے ہیں۔ اُن کے پران (نفس) اور اُن کی طاقت۔ ہمت۔ اور حوصلہ وغیرہ میں زوال نہیں آتا۔ ہر انسان کو یہ خواہش کرنی چاہیئے کہ میں اُس کی معرفت حاصل کروں۔

رعایا کو پشو کہتے ہیں۔ تمام کائنات ایشور کی قدرت سے پیدا ہوتی ہے۔ جو شخص رعایا کے اندر علم و معرفت ہوتا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس تمام کائنات کے اندر ایشور موجود یا حاظر و ناظر ہے۔

गणानांत्वा० [شَشَ پنچھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۲ کنڈکا ۴ و ۵

"گنانام توا" الخ منتر کا ترجمہ اختصار سے بیان کیا گیا۔ مہی دھر کا ترجمہ اس سے بالکل اُلٹا ہے

ता उभौ चतुरश्रद: सप्तसारथाव स्वर्गे लोके प्रोर्णुवाथा वृषावाजी रेतोधारेतो धात् ॥ य० अ० २३, मं० २० ॥

[یجروید ادھیائے ۲۳۔ منتر ۲۰]

ترجمۂ مہی دھر "اسپ عضو خود در جسم زن مے افگند (وِرشا اسپ را میگویند) زن عضو اسپ خود کشیدہ در جسم خود داخل میکند"

صحیح ترجمہ "ہم دونوں (راجہ اور رعیت) دھرم۔ ارتھ (دولت) کام (مراد) موکش (نجات) ان کو ہمیشہ باہم مل کر ترقی دیویں تاکہ ہم سورگ (راحت اعلیٰ) اور دیکھنے اور بھوگنے کے لائق آنند کو اور تمام جانداروں کو سکھ دیویں جس راج میں حیوان سیرت جابروں اور ظالموں کو تعلیم و تادیب اور وغیرہ سے درست کیا جاتا ہے وہی پرامن و راحت ملک سورگ کہلاتا ہے۔ اسلئے راجہ اور رعیت کو چاہیئے کہ اپنے سکھ کے لئے وِرشا یعنی علم وغیرہ نیک گنوں کے عطا کرنے والے واحد (صاحب علم انسانوں) کو امداد دیں اور اُن سے ہمیشہ علم اور قوت حاصل کریں۔ یہی تاتپریہ منتر کا منشاء ہے" [شَشَ پنچھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۲۔ کنڈکا ۵]

यक्कासको अकुन्तिकाक्ष्ल गिति वंचति । आहन्तिगर्भमेषामोनि गल्गलीति रक्षा ॥ य० अ० २३, मं० २२ ॥

[یجروید۔ ادھیائے ۲۳۔ منتر ۲۲]

ترجمۂ مہی دھر "اوھور یو یعنی کار پردازان نگہبان زنانی دوشیزگان بانگشت ہائے خود شکل اندام ناخنہ بطریق تمسخر میگویند کہ بوقت زود گامئے زنان آواز ہلہلامے خیزد۔ وقتیکہ عضو مرد مثل کنجشک در زن میرود زن آنرا در جسم خود فرو مے خورد و ازال میکند۔ در آنوقت آواز گلگلامے خیزد۔ دوشیزگان ہائے خود صورت عضو مردی نمائند و اوھور یو را میگویند کہ روزن حشفہ بارو تو مشابہت دا

ے یعنی جس طرح گھوڑے کے مقابلہ میں بکری وغیرہ دیگر حیوانات کمزور ہوتے ہیں۔ اسی طرح راجہ کی سبھا
ابلہ میں ووٹ یعنی رعیت کمزور ہوتی ہے۔ سلطنت کے نشان ہرنیہ یعنی سونا وغیرہ زر و دولت اور
لال یا عدل و انصاف ہیں"۔ [شتپتھ برہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۱۱۔ کنڈکا ۱۴ تا ۱۷]
راج اور پرجا (رعیت) کا مقابلہ انکار (استعارہ) میں کیا ہے۔ اس حوالے میں لفظ جمدگنی پر مشتمل
ف آیا ہے۔ اس کی نسبت نرکت کا حوالہ درج کیا جاتا ہے۔
ج وغیرہ روشنی کرنے والے اجرام اسی پرمیشور کی قدرت سے روشن ہیں۔ اس پرمیشور کے بنائے ہوئے
ہ اجرام اور نیز اس کے باندھے ہوئے قانون کو دیکھکر ان کے مسبب یعنی ایشور کی عظمت ظاہر
ہ۔ اسی وجہ سے اس پرمیشور کو جمدگنی کہتے ہیں"۔ [نرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۲۴]
یو اور ایشور کے درمیان مالک اور مملوک کے تعلق کو بیان کرتے ہیں۔
ان صرف اپنی قوت سے سورگ لوک یعنی پرمیشور کو بآسانی نہیں جان سکتا۔ بلکہ ایشور ہی کے فضل و
ے جان سکتا ہے"۔ [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۱۲۔ کنڈکا ۱]
کا نام اشو بھی ہے چنانچہ کہا ہے کہ
ایشور ہی اشو ہے"۔ [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۳۔ براہمن ۸۔ کنڈکا ۸]
ایشور تمام کائنات میں سمایا ہوا اور سب جگہ حاضر و ناظر ہے اسلئے اسے اشو کہتے ہیں۔
لطنت کو اشومیدھ کہتے ہیں۔ راجہ بذریعہ انتظام سلطنت (دنیا میں) انصاف کا اجالا کرتا ہے جس کا
ے ثمرہ کشتریوں اور حاکمان سلطنت کو ملتا ہے۔ راجہ محض رعیت کی راحت و بہبودی کے لئے اس سے
ے حکم یا قانون کی اطاعت کراتا ہے۔ اسلئے سلطنت ہی کا نام اشومیدھ ہے۔ سلطنت کی رونق زر
لت سے ہے۔ اگر سلطنت زر و دولت سے مالا مال ہوگی تو سلطنت ہی کا عروج و استحکام متصور ہے نہ کہ
یا کا۔ کیونکہ رعیت صرف اسی صورت میں عروج پا سکتی ہے جبکہ آزادی حاصل ہو۔ جہاں ایک مطلق
ان راجہ ہوتا ہے وہاں رعیت پر ظلم ہوتا ہے۔ اسلئے رعیت کے صلاح و مشورہ کو انتظام سلطنت میں
ں ہونا چاہیئے"۔ [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۱۱۔ کنڈکا ۵ تا ۱۷]
غرض استحکام سلطنت عورتوں کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کو علم و تربیت سے آراستہ کریں۔ اس نیک کام کو
م سمجھنا چاہیئے۔ عالموں کو اس امر کا انسداد کرنا چاہیئے۔ کہ اس بارہ میں تساہل یا غفلت نہونے پاوے
لوگ حکم عدولی کریں ان کو تدارک کرنا چاہیئے اس طرح تین بار موقع دینا چاہیئے تاکہ حفاظت سلطنت
بی کے ساتھ عمل میں آسکے بالغرض روزمرہ تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے روحانی اور جسمانی

गणानांत्वा गणपतिꣳहवामहे प्रियाणांत्वाप्रियपतिꣳ हवामहे निधिनांत्वा निधिपतिꣳहवामहे वसोमम। आहमजानिगर्भधमात्वमजासि गर्भधम् ॥ यजुः १० २३ मं० १९ ॥

[یجروید - ادھیائے ۲۳ - منتر ۱۹]

اس منتر کی تفسیر میں مہی دھر نے لکھا ہے کہ اس منتر میں لفظ "گن پتی" سے گھوڑا مراد لینی چاہئے اُس نے اس منتر کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔

ترجمۂ مہی دھر "مہشی (زن بجان) روبروئے جملہ مہتمانِ یگیہ در مکانِ یگیہ نزدِ اسپ اُفتا اے اسپ! من در رحمِ خود نطفۂ تو کنزد حمل قرار ے یابد بیگیرم۔ تو ہم آں نطفہ را در رحمِ من بینداز"

صحیح ترجمہ "ہم تجھ گنوں (مجموعۂ اشیا یا مختلف انواع و اجناس معدود) کے پتی (محافظ و مالک) کو مدعو اور تسلیم کرتے ہیں۔ ہم تجھ تمام پریہ (دوستوں وغیرہ اعزا اور نیز پوشن وغیرہ اشیاء مرغوبہ) پتی (مالک و محافظ) کو بلاتے اور تجھ نِدھی (علم و دولت وغیرہ خزانوں) کے پتی (مالک و محافظ) کو پکارتے ہیں۔ اے وسو (محیطِ کل پرمیشور)! یہ تمام کاروبارِ عالم اور روئے زمین تیری قدرت میں اس طرح قائم ہے جیسے ماں کے پیٹ میں بچہ ہو۔ ایسی عنایت کر کہ ہم تجھ گربھدھ (پشت و پناہ) پرمیشور کو تمام و کمال جان سکیں۔ اے بھگون! تو علیم کل و خبیر مطلق ہے (لفظ گربھدھ کے دوبارہ آنے سے یہ مراد ہے) کہ ہم تجھ کو پرکرتی (مادہ کی حالتِ اوّلیں) اور پرمانو (ذروں) وغیرہ حاملانِ عالم کا بھی پشت و پناہ مانتے ہیں۔ تیرے سوائے اور کوئی دوسرا پشت و پناہِ عالم نہیں ہے"

جس میں تمام عالم بسا ہوا ہے یا جو تمام عالم کے اندر سمایا ہوا ہے اُسے وسو کہتے ہیں اسلئے یہ پرمیشور کا دیکھو ایتریہ اور شت پتھ براہمن میں بھی لفظ "گنپتی" کا ترجمہ اس طرح کیا ہے :-

"گنانام تُوا ० "الخ منتر میں برہمنسپتی یعنی ویدوں کے پتی (مالک و محافظ) پرمیشور کا بیان ہے کیونکہ برہم (پرمیشور) کو برہسپتی کہتے ہیں۔ اُسی برہم (ایشور یا وید) کے اُپدیش (ہدایت) کے ذریعہ سے سچی ہدایت کرنیوالا اور عالمِ طبیب اِس جیو یا یجمان (یگیہ کرنیوالے) کو ادویات سے تندرست کرتا ہے یجمان اپنی آتما سے طبیب کو چاہتا ہے۔ پرمیشور جو سب جگہ محیط و بسیط ہے اُس کو پرتھ کہتے ہیں پرکرتی اور آکاش وغیرہ بسیط اشیاء اُس کی قدرت سے قائم ہیں اسلئے اُس کو پرتھ بھی کہتی ہیں۔ ان یہ دونوں نام اُسی پرمیشور کے ہیں" [ایتریہ براہمن پنچکا ۱۔ کنڈ کا ۲۱]

"محافظِ مخلوقات پرمیشور کا نام جمد گنی ہے اور اُسی پرمیشور کو اشومیدھ کہتے ہیں (یہ ایک معنی ہوئے دوسرے معنی یہ ہیں کہ) کشتری بمنزلہ اشو (گھوڑا) ہے اور وِٹ یعنی رعیت بمنزلہ دیگر پشو (حیوانات)

وغیرہ صفتوں کے ساتھ مل کر پھر اصلی شئے یعنی برہم کی صفت بنتا ہے اس طرح موصوف ہر صفت کے ساتھ بار بار
آگا۔ جاتا ہے نہ کہ صفت مثلاً اگر ایک ہی موصوف کی ایک لاکھ صفتیں ہوں تو موصوف کو بار بار ہر صفت کے ساتھ
جائیگا مگر صفت صرف ایک ہی بار لیجاویگی چنانچہ اس منتر میں پرمیشور نے لفظ "اگنی" کو دو بار کہا ہے تاکہ
ت موصوف کی تمیز ہو سکے۔ سائن آچاریہ اس بات کو نہیں سمجھا اور اسی وجہ سے غلطی کی۔ نرکت
ف نے بھی لفظ "اگنی" کو صفت موصوف کے طریق پر بیان کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ
ں "اگنی" کو بزرگ جلیل آتما (پرمیشور) کہتے ہیں۔ اسی ایک آتما (پرمیشور) کو دانشمند کئی
ں سے پکارتے ہیں۔ مثلاً اندر، متر، ورن وغیرہ" [نرکت ادھیائے ۷، کھنڈ ۱۸]
لئے "اگنی" اس واحد مطلق واجب الوجود برہم کا نام ہے۔ پس جاننا چاہئے کہ "اگنی" وغیرہ سب
ر کے نام ہیں اسکے علاوہ (سائن آچاریہ نے ایک مقام پر لکھا ہے کہ)
سلئے پرمیشور ہی کو ان سب ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ مثلاً پروہت راجہ ہی کی خیر مناتا ہے"
(وہی لکھتا ہے کہ) "یا اس سے وہ آگ مراد ہے جو نگیہ کے متعلق پہلے حصہ میں بشکل آہوَنیہ وغیرہ رکھی جاتی
ہے" یہاں اجتماع ضدین ہے۔ کیونکہ اگر سب ناموں سے پرمیشور ہی پکارا جاتا ہے تو پھر اسی مقام پر
ں لفظ سے ہوم کرنیکا ذریعہ یعنی آہوَنیہ نام سے رکھی ہوئی مادی آگ کیوں مراد لی جاتی ہے؟
ین آچاریہ کی یہ بات محض غلطی پر مبنی ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ سائن آچاریہ کی یہ مراد ہے کہ اگرچہ وہاں
ر وغیرہ کو پکارتے ہیں مگر چونکہ اندر وغیرہ کو پرمیشور ہی کا روپ مانا جاتا ہے۔ اسلئے اختلاف نہیں
ے۔ اس کا جواب ہم یہ دیتے ہیں کہ اگر اندر وغیرہ ناموں سے پرمیشور ہی کو پکارا جاتا ہے تو پھر پرمیشور
ندر وغیرہ کے روپ میں ماننا واجب نہیں ہے۔ کیونکہ ایشور کو "اج ایک پات"[۱] یعنی غیر مولود کہا ہے
سپریگا چھکر مکایم"[۲] الخ منتر میں پرمیشور کو پیدا ہونے اور شکل صورت یا جسم اختیار کرنے وغیرہ سے
ستثنیٰ بیان کیا ہے۔ اسلئے سائن آچاریہ کا بیان غلط ہے۔ الغرض سائن آچاریہ کی تفسیر میں اس قسم
کی اور بہت سی غلطیاں ہیں۔ آگے جہاں جس منتر کی تفسیر کی جاویگی وہیں سائن کی تفسیر کی غلطیاں بھی
دکھائی جائینگی۔

ی دھر کی غلطیاں اسی طرح مہی دھر نے بھی ویدوں کے نام کو داغ لگانیوالی نہایت غلط وید دیپ نام تفسیر
لکھی ہے اس کی غلطیوں پر بھی یہاں ایک سرسری نظر ڈالی جاتی ہے۔

---

[۱] رگ وید۔ منڈل ۷۔ سوکت ۳۵۔ منتر ۱۳۔ مترجم

[۲] یجروید۔ ادھیائے ۴۰۔ منتر ۸۔ مترجم

تفسیر ہذا کی ضرورت پر بحث

سوال - آپ کوئی نئی تفسیر لکھتے ہیں یا جو تفسیر قدیم آچاریہ لکھ چکے ہیں اُسی کو بیان کرتے ہیں؟ اگر پ
تفسیر کو بیان کرتے ہیں تو بمصداق آنکہ پسے کو پسنا فضول ہے۔ کوئی بھی اس کو نہیں مانیگا۔

یہ تفسیر قدیم رشیوں کی
منشاء کے مطابق ہے

جواب - قدیم آچاریوں کی کی ہوئی تفسیر کو ظاہر کیا جاتا ہے جو قدیم عالموں یعنی برہ
سے لیکر یاگنیہ ولکیہ - واتسیایین اور جیمنی تک رشیوں نے ایتریہ اور شتپتھ وغ
تفسیریں لکھی ہیں - نیز پانی - پتنجلی اور یاسک وغیرہ مہرشی لوگ جو ویدوں کے مضامین کی تشر
ویدانگ کے نام سے کر چکے ہیں - نیز جیمنی وغیرہ رشیوں نے جو ویدوں کے اُپانگ یعنی چھ شا
لکھے ہیں اور جو اُپ وید اور ویدوں کی شاکھائیں بنائی جا چکی ہیں اُنہیں سے انتخاب کر کے
معنی کو ظاہر کیا جاتا ہے - کوئی نئی بات بلا حوالے اپنی طرف سے نہیں لکھی جاتی -

سوال - اِس سے کیا فائدہ ہوگا؟

مروجہ تفسیریں
غلط ہیں -

جواب - راون - اُوٹ - سایں - مہی دھر وغیرہ جس قدر ویدوں کے خلاف تفسیر
کر گئے ہیں اور نیز جو انگلستان و جرمنی کے رہنے والوں اور دیگر اہل یورپ نے اُنہیں
مطابق اپنے اپنے ملک کی زبان میں کچھ کچھ ترجمہ کیا ہے اور نیز جو بعض آریاورت کے لوگوں نے اُ
سے ملتے جلتے پراکرت (ہندی وغیرہ) زبانوں میں ترجمے کئے ہیں یا اب کرتے ہیں وہ سب غلط
سے پُر اور اصل سے دُور ہیں - جب اِن تفسیروں کی غلطیاں دکھائی جائینگی تو سجن (راستی پسند) لوگ
دلوں میں یہ بات بخوبی ذہن نشین ہو جائیگی اور سب اُن کو چھوڑ دینگے - چونکہ یہاں گنجایش نہیں -
اسلئے اُن کی غلطیاں صرف بطور "مشتے نمونہ از خروارے" دکھائی جاتی ہیں -

سایں آچاریہ
کی غلطیاں

سائن آچاریہ نے ویدوں کے اعلیٰ مطالب کو نہ سمجھ کر یہ کہا ہے کہ "تمام وید صرف کریا
(اعمال یا رسوم) کو بیان کرتے ہیں" - یہ بالکل غلط ہے - کیونکہ اُن میں تمام علوم موجود
چنانچہ ہم اِس بارہ میں مختصر طور پر پیشتر لکھ چکے ہیں جس سے اُس کا بیان غلط ثابت ہوتا ہے -
سایں آچاریہ نے "اِندُرم مِترم" الخ[1] کا ترجمہ غلط کیا ہے - چنانچہ اُس نے اس منتر
"اِندر" کو موصوف بتایا ہے اور "مِتر" وغیرہ کو اُس کی صفت مانا ہے حالانکہ لفظ "اگنی" موصوف ہے اور

[1] دیکھو رگ وید منڈل ۱ سوکت ۱۶۴ منتر ۴۶ - مترجم

اور معرفت کے بغیر کسی کو سچّا علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ جس قدر سچّا علم اور معرفت روئے زمین پر
ی کتاب یا کسی کے سینہ میں موجود ہے یا پہلے ہو چکا یا آیندہ ہو گا۔ وہ سب وید ہی سے نکلا ہے
ونکہ تمام علم و معرفت حقیقی کو ایشور نے ویدوں کے اندر بھر دیا ہے اور اُسی سے باقی سب جگہ
پائی کی روشنی پھیلی ہے۔ اس لئے ہر انسان کو ویدوں کے معنی کا علم حاصل کرنیکے لئے
ت و کوشش کرنی چاہیئے۔

پڑھنے اور پڑھانیکا بیان ختم ہوا

بیوی لباس حُسن افروز زیب تن کئے ہوئے خاوند کو اپنے جسم کی بہار دکھاتی ہے۔"
[رگ وید۔ منڈل ۱۰۔ سوکت ۷۱۔ منتر ۴]

معنی کے علم کے ساتھ پڑھنے والے کو علم کی پوری کیفیت یعنی ایشور سے لیکر مٹی تک تمام اشیاء کا کامل علم اور معرفت حاصل ہوتی ہے۔

"جو شخص تمام جانداروں کے ساتھ محبت سے پیش آتا ہے اور تمام کمال علم سے بہرہ مند ہو کر دھ کی پابندی اور ایشور کی معرفت سے موکش کے ثمرہ کا مستحق ہو چکا ہے۔ اُس کو راحت رسان کامل اور خیر خواہِ کُل کہتے ہیں۔ ایسے عالم کو کوئی شخص کسی معاملہ میں نقصان نہیں پہنچاتا کیونکہ وہ ہر دلعزیز ہوتا ہے۔ اسی طرح معنی کے علم کے ساتھ پڑھے ہوئے شخص کو کوئی شخص خواہ کیسا ہی سخت جرح کے سوال جواب کرنے والا فتنہ انگیز سخت مخالف نکتہ چین اور معترض حریف کیوں نہ ہو تنگ یا لاجواب نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اُس کی زبان سچے علم سے آراستہ۔ حاضر جواب اور نیک اوصاف سے پیراستہ ہوتی ہے (منتر کے اس نصف حصہ میں عالم کی تعریف کی گئی اب دوسرے حصہ میں جاہل کی تعریف کرتے ہیں) وہ جاہل جو ایسے لوگوں کی ہدایت پر چلتا ہے جو کرم (عمل اُپاسنا (عبادت) کی پابندی نیک اطوار اور علم سے محروم دھرم اور ایشور کے علم و معرفت اور تربیت سے معرّی ہیں وہ تعلیم و تربیت سے محروم اور وہم و مغالطہ میں پڑا ہوا اندھیرے دُنیا میں مکر و فریب کی باتیں کرتا رہتا ہے۔ وہ اس جسم انسانی میں اپنی یا دوسرے کی کچھ بھلائی نہیں کر سکتا۔"
[رگ وید۔ منڈل ۱۰۔ سوکت ۷۱۔ منتر ۵]

اسلئے معنی سمجھ کر پڑھنا نہایت عمدہ اور افضل ہے۔

تکمیل تعلیم وید کے لئے ضروری کتابیں

انسان کو ویدوں کے معنی کا علم حاصل کرنے کے لئے وِیاکرن (علم صرف و نحو) یعنی اشٹ دھیائی اور مہابھاشیہ پڑھنا چاہیئے۔ پھر نگھنٹو۔ نرُکت۔ چھند اور جیوتش جو ویدوں کے انگ ہیں پڑھنا چاہیئے۔ بعد ازاں میمانسا۔ ویَشیشک۔ نیائے۔ یوگ۔ سانکھ اور ویدانت۔ ان چھ شاستروں کو جو وید کے اُپانگ کہلاتے ہیں پڑھنا چاہیئے۔ اُس کے بعد آیُرویَد۔ ستھ پتھ۔ سام اور گوپتھ۔ براہمن کو پڑھ کر وید کے معنی پڑھنے چاہئیں۔ یا ایسی تفسیر پڑھ کر جسے ان تمام کتابوں کے پڑھے ہوئے عالم نے بنایا ہو ویدوں کے معنی کا علم حاصل کرنا۔ کیونکہ کہا ہے کہ جو انسان ویدوں کے معنی کو نہیں جانتا وہ اُس بزرگ و جلیل پرمیشور اور دھرم اور خزینۂ علم کو نہیں جان سکتا۔ وجہ یہ ہے کہ وید تمام علوم کا مخزن ہیں۔ اُن

عوام الناس۔ حواس اور سورج وغیرہ تمام اجرام قائم ہیں۔ اُس کو برہم جاننا چاہیئے جو شخص اُس کو نہیں جانتا ہے اور رفاہِ عام کے کام نہیں کرتا اور نہ ایشور کے حکم پر چلتا ہے وہ ویدوں کو پڑھ کر بھی کیا کریگا ؟۔ اُس کو کبھی ویدوں کے معنی کا علم نہیں ہوتا یعنی اُس کو کچھ فائدہ نہیں ملتا۔ اور جو لوگ اس برہم کو جانتے ہیں وہی دھرم۔ ارتھ (دولت) کام (مراد) اور موکش (نجات) حاصل کرتے ہیں"

[رگ وید۔ منڈل ۱ سوکت ۱۶۴۔ منتر ۱۳۹]

اسلئے ویدوں کو بامعنی ہی پڑھنا چاہیئے۔

"جو شخص صرف وید کی عبارت ہی پڑھنا سیکھا ہے اور اُس کے معنی کو نہیں جانتا وہ پڑھا ہوا ہونے کے باوجود بھی دھرم پر نہیں چلتا۔ وہ شخص ستھانو یعنی کندۂ ناتراش ہے۔ اُس کو غیر ذی شعور کی مثال سمجھنا چاہیئے۔ وہ محض بارکش ہے۔ جس طرح کوئی انسان یا جانور بوجھ سے لدا ہو مگر اُس کو استعمال نہ کر سکتا ہو بلکہ اُس گھی۔ مٹھائی۔ کستوری۔ کیسر وغیرہ اشیاء کو اُس کی پیٹھ پر لدی ہیں۔ دوسرے صاحب نصیب کام میں لائیں۔ بعینہٖ وہی مثال اُس شخص کی ہے جو معنی کے علم کے بغیر پڑھتا ہے اور جو معنی کو جاننے والا ویدوں کے لفظ معنی اور ربط کا علم حاصل کے دھرم پر چلتا ہے۔ وہ وید میں بھرے ہوئے علم و معرفت کو حاصل کر کے پاپ سے آزاد ہو جاتا ہے۔ قبل از مرگ کامل سکھ اور سامان راحت کو نصیب ہوتا ہے اور جسم چھوڑنے کے بعد بھی تمام دکھوں سے آزاد ہو کر موکش (نجات) یعنی پرمیشور کے قرب کو حاصل کرتا ہے۔ [نرکت ادھیائے ۱۔ کھنڈ ۱۸]

اسلئے ویدوں کو معنی کے علم کے ساتھ پڑھنا چاہیئے اور اس میں لکھے ہوئے دھرم پر چلنا چاہیئے۔

"جو شخص وید وغیرہ کو معنی کے علم کے بغیر پڑھتا ہے یعنی صرف عبارت پڑھنا سیکھتا ہے وہ ہرگز علم کے نور سے منور نہیں ہوتا۔ اُس کی ایسی مثال ہے جیسے سوکھا ایندھن موجود ہو مگر آگ نہ ہو یعنی جس طرح آگ کے بغیر خشک لکڑی رکھ دینے سے آگ یا روشنی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اُس کا پڑھنا بھی بے سود ہے" [نرکت ادھیائے ۱۔ کھنڈ ۱۸]

"ایسے لوگ بھی ہیں جو لفظ کو سنتے ہوئے مطلب کو نہیں سمجھ سکتے اور بعض انسان لفظ کو سنتے ہوئے بھی سننے سے معذور یعنی اُس کے معنی سمجھنے سے عاری ہیں۔ جس طرح ایسے لوگوں کو کہنے سننے سے بھی کچھ علم نہیں ہوتا۔ وہی مثال معنی کو سمجھے بغیر پڑھنے والے کی ہے (منتر کے اس نصف حصہ میں اہل کی تعریف کی گئی۔ آگے عالم کی تعریف کرتے ہیں) جو شخص معنی کے علم کے ساتھ ویدوں کو پڑھتا ہے۔ اُس کے سامنے علم اس طرح اپنے حسن و جمال کا لطف دکھاتا ہے۔ جس طرح وفادار

معنی سمجھ کر بامعنی کے فوائد

کہ اِندر کا شتر و (سورج کا دشمن یعنی بادل) تو دونوں کی آخری حرکت کو اُدات یعنی زور سے
چاہیئے۔ کیونکہ اگر شروع کی حرکت کو اُدات کیا جائیگا یعنی اُس پر زور دیا جائیگا تو "بہُو بر
سماس" بن جائیگا۔ یہاں تُلیہ یوگیتا (تجنیس لفظی) کی صنعت سے ایک ہی لفظ کے دو مختلف
یعنی بادل اور سورج پیدا ہوتے ہیں یعنی اگر لفظ ثانی کو مقدم رکھا جائے تو "تت پُرش سماس"
ہوتا ہے اور اگر کسی لفظ غیر کو مقدم رکھا جائے تو "بہُو بریہی سماس" ہوتا ہے۔ اسلیئے جس کو
لفظ سے سورج کا بیان کرنا مطلوب ہو تو اُس کو لفظ "اِندر شترو" "کرم دھاریہ سماس" کے لحا
آخر کی حرکت کو اُدات کرکے یعنی اُس پر زور دیکر بولنا چاہیئے اور جس کی بادل سے مُراد ہے
"بہُو بریہی سماس" کے قاعدے سے پہلی حرکت کو اُدات یعنی زور سے بولنا چاہیئے۔ اِسکے خ
کرنے سے اِنسان کی خطا سمجھی جائیگی"۔ [مہابھاشیہ۔ ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ آہنک ۱]

پس حرکات اور حروف کو باقاعدہ ادا کرنا واجب ہے۔

ہر علم کو با معنی سمجھ کر پڑھنا لازم ہے

اسی طرح بولنے۔ سُننے۔ بیٹھنے چلنے۔ اُٹھنے۔ کھانے۔ پڑھنے۔ سوچنے اور معنی لگا
وغیرہ کی بابت بھی بخوبی تعلیم و تربیت دینی چاہیئے۔ اگر معنی کے علم کے ساتھ پڑھ
تو نہایت اعلےٰ نتیجہ حاصل ہوگا۔ تاہم جو نہیں پڑھتا اُس سے صرف عبارت[۵۱] پڑھ لینے والا اچھ
اور جو لفظ کے معنی اور ربط کے علم کے ساتھ پڑھتا ہے۔ وہ اُس سے برتر ہے۔ اور جو ویدوں کو پڑ
اور اُن کا پورا پورا علم حاصل کرکے نیک اوصاف اور اعمال کی پابندی کے ساتھ سب کی بھلا
مصروف ہوتا ہے وہ سب سے افضل ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں چند حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

مندرجہ ذیل منتر میں معنی کے علم کے بغیر پڑھنے کی ممانعت کی ہے۔

"جس لایزال اعلیٰ و اشرف اور آکاش کی مانند محیط کُل پرمیشور میں رگ وغیرہ چاروں وید قا
(منتر میں رگ تمثیلاً آیا ہے۔ دراصل چاروں ویدوں سے مراد ہے) جس کی ذات سے تما

---

۵۱ "بہُو بریہی سماس" وہ اسم مرکب ہے جس میں دونوں الفاظ صفت واقع ہوں اور دونوں مل کر ایک اور تیسری چیز کی تعریف کرے
اُس مرکب سے ایک ایسی غیر شے مفہوم ہوتی ہے جو مرکب کے الفاظ سے بالکل مختلف ہے۔ مثلاً پیتامبر کے لفظی معنی زرد کپڑا ہیں۔
وہ شخص مراد ہے جو زرد کپڑے پہنے ہوئے ہو۔ گت پُترک (گم کردہ فرزند) سے وہ شخص مراد ہے کہ جس کا لڑکا گم ہو گیا ہو۔
(آفتاب دشمن) سے وہ جس کا دشمن سورج ہو یعنی بادل مُراد ہے۔ مترجم

۵۲ کرم دھاریہ سماس سے وہ مرکب مراد ہے جس میں پہلا لفظ صفت ہو اور دوسرا موصوف مگر بوجہ مرکب ہو جانے کے پہلے لفظ کی
گر گئی ہو۔ یہ مرکب تت پُرش کی ایک قسم ہے مثال کرشن سرپم (کالے سانپ کی بجائے کرشنم سرپم) مترجم۔ ۵۳ دیکھو نوسمرتی ادھیایہ ۱۲ شلو

پڑھنے اور پڑھانے کا بیان

کو اُن کے مخرج سے ہ ادا کرنا چاہیئے۔

جب تعلیم شروع کی جاوے تو شکشا (علم قرأت) کے بموجب ستھان (مخرج) پرمتن (طریق تلفظ) اور سُور (لہجہ) کے علم کے لئے حروف کے ادا کرنے کا طریق ا چاہیئے تاکہ حرکات اور حروف کے ادا کرنے میں غلطی نہ ہووے۔ مثلاً حرف "پ" کے ادا یں دونوں ہونٹوں کو ملانا چاہیئے۔ کیونکہ اس حرف کا مخرج دونوں ہونٹ اور طریق تلفظ اُن کو چھونا ہے۔ وقس علی ہذا۔

ں بارہ میں مہابھاشیہ کے مصنف مہامُنی پتنجلی جی فرماتے ہیں کہ

ب تک حروف کو صحیح مخرج اور تلفظ کے صحیح طریق سے ادا نہ کیا جائے تب تک لفظ صاف اور نہیں نکلتا۔ مثلاً اگر کوئی گانے والا شرُج (کھرج) وغیرہ سُروں کے الاپنے میں لفظ کو بیقاعدہ ے تو وہ اُس کی خطا ہے۔ اسی طرح ویدوں میں بھی صحیح طریق تلفظ کے ساتھ تمام حرکات روف کو اپنے اپنے مخرج سے ادا کرنا چاہیئے۔ ورنہ غلط بولا ہوا لفظ ناگوار یا دلخراش اور بمعنی ہے۔ صحیح طریق سے ادا کرنے کے بجائے بیقاعدہ ادا کیا ہوا لفظ بولنے والے کے قصور کو کرتا ہے اور اُس کو یہی کہا جاتا ہے کہ تو نے غلط بولا۔ غلط بولا ہوا لفظ اپنے اصلی منشا و معنی ظاہر نہیں کرتا۔ مثلاً سَکَل، شَکَل، سَکَرت، شَکَرت۔ لفظ "سَکَل" کے معنی "مکمل" ہیں اور "شَکَل" کے

ے مطلب جاتا ہے

معنی "جزو" ہیں۔ علیٰ ہذا "سَکَرت" کے معنی "ایک مرتبہ" ہیں اور "شَکَرت" کے معنی "فضلہ" ہیں۔ پس اگر "س" کی بجائے "ش" اور "ش" کی بجائے "س" بولا جائے اپنے معنی کو ظاہر نہیں کر سکتا۔ بلکہ ایسا لفظ دلخراش و سینہ فگار ہوتا ہے۔ جس منشا کو ظاہر کے لئے اُسے بولا جاتا ہے۔ وہ اُسے ادا نہیں کر سکتا۔ ایسا لفظ اپنے مالک یعنی بولنے والے کے مطلب کو فوت کر دیتا ہے۔ مثلاً لفظ "اِندر شَتُرو" لہجہ کی خطا سے بالکل معکوس معنی نا ہے۔ اگر لفظ "اِندر شَتُرو" میں "تت پُرُش سَماس" لیا جاوے یعنی اُس کا یہ ترجمہ کیا جاوے

تت پُرُش سَماس" وہ اسم مرکب ہے جس میں پہلے لفظ سے دوسرے لفظ کی تعریف اور اُس کے معنی کی یر ہوتی ہے۔ مثلاً گرام گت (گاؤں کو گیا ہوا)۔ چور بھے (چور سے خوف)۔ اِندر شَتُرو (اندر کا شتر و (کنوئیں کا پانی) وغیرہ۔ مترجم

ورن اور آشرم کا دارومدار گن کرم پر ہے

اور اگر شودر کامل علم اور نیک چلن وغیرہ براہمنوں کی صفات سے موصوف ہو تو وہ براہمن یعنی براہمن کے درجے کو حاصل کرتا ہے یعنی جس قدر براہمن کے حقوق ہیں وہ سب اُسے حاصل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر براہمن بدچلن پاپ کرنیوالا بیعقل۔ جاہل۔ دوسروں کا دست نگر دوسروں کی خدمت وغیرہ کرنے سے شودروں کی صفت رکھتا ہو تو وہ شودرپن یعنی شودر کے درجے کو پاتا اور یہی کیفیت اُن لوگوں کی سمجھنی چاہیئے جو کشتری اور ویشیہ کی اولاد ہوں"۔

[منوسمرتی۔ ادھیائے ۱۰۔ شلوک ۶۵]

گویا جو شخص جس ورن کی صفات و عادات سے موصوف ہو وہ اُسی ورن کا مستحق ہوتا ہے چنانچہ یہی آپستمبھ کے سوتروں میں بھی کہی ہے۔

ورن ادل بدل سکتا ہے۔

"سچے دھرم پر چلنے سے شودر درجہ بدرجہ ویشیہ کشتریہ اور براہمن کے ورن کو حاصل کر سکتا ہے یعنی اُن اُن ورنوں کے تمام حقوق حاصل کرتا ہے اور اُس کا ورن بدل جاتا ہے شودر مذکورۂ بالا ورنوں کی تمام باتوں عادات اور چلن کو حاصل کرتا ہے" [آپستمبھ سوتر پٹل ۵ سوتر ۱۰]

اسی طرح پاپ کا چلن اختیار کرنے سے ہر ورن اپنے سے نیچے ورن میں گر جاتا ہے مثلاً براہمن اپنے سے نیچے یعنی کشتری۔ ویشیہ اور شودر کے ورن کو پاتا ہے اور اُس کی جاتی یا ورن حسب مذکور بدلجاتا ہے

[ایضاً سوتر ۱۱]

گویا کسی ورن کے دھرم پر چلنا ہی اُس ورن میں شامل ہونیکا اعلیٰ ذریعہ ہے اور ادھرم اختیار کرنے سے اپنے سے نیچے ورن کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ پس جب یہ کہا جاتا ہے کہ شودر کو نہیں پڑھانا چاہیئے اور نہ اُس کو سُنانا چاہیئے تو اس سے یہی منشا ہے کہ شودر کو عقل اور ذہن نہیں ہوتا اور جب اُس میں علم پڑھنے اور یاد رکھنے اور سوچنے کی طاقت نہیں ہے تو اُس کو پڑھانا اور سُنانا بے نتیجہ و فضول ہے[1]

تحصیل علم کے استحقاق و عدم استحقاق کی بحث ختم ہوئی

[1] بدرجی نے بھی فرمایا ہے کہ ॥ अविज्ञं यास्ति योरक्षन्तमाहुर्मूढ चेतसम् ॥ یعنی جو ایسے شخص کو پڑھاتا ہے جو پڑھ نہیں سکتا اُسے بیوقوف کہتے ہیں۔ مترجم

تحصیلِ علم کے استحقاق و عدم استحقاق پر بحث

ں۔ وید وغیرہ شاستروں (علمی کُتب) کے پڑھنے کا سب کو حق ہے یا نہیں ؟

ب۔ سب کو ہے۔ کیونکہ ایشور نے ویدوں کو کل نوع انسان کے فائدے اور سچے علوم کے ظہور
کے پڑھنے اور | واشاعت کے لئے بنایا ہے۔ پرمیشور نے جو شے بنائی ہے وہ سب کے لئے بنائی ہے
سب کو حق ہے | چنانچہ اس بارہ میں حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

د پرمیشور ہر انسان کو ویدوں کے پڑھنے اور پڑھانے کی ہدایت کرتا ہے :-

ں طرح میں اس رگ وغیرہ چاروں ویدوں کے فیض و بہبودی سے پُر کلام کو سب جنوں یعنی کل جیوؤں
نری اور فائدے کے لئے تلقین کرتا ہوں اُسی طرح تمام عالم اُنہیں کل نوع انسان کو پڑھا دیں۔
ئی یہ کہے کہ منتر میں جَنے بھیہ سے دوِج یعنی پہلے تین وَرن کے لوگ مُراد ہیں۔ کیونکہ وید پڑھنے
ھانے کا حق اُنہیں کو ہے تو اس کا کہنا ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ منتر کے اگلے حصہ میں اسکے
کہا ہے۔ چنانچہ اس سوال کا جواب کہ وید پڑھنے اور سُننے کا کس کس کو حق ہے اس طرح دیا ہے
چاروں وید۔ براہمن۔ کشتری۔ ویشیہ۔ شودر اور شودر سے بھی پرے نیچ لوگوں اور سوایہ یعنی
ں۔ ایٹوں۔ نوکروں اور سب کو پڑھنے اور سُننے چاہئیں جس طرح میں ایشور رورعایت اور طرفداری
کر سب کی بہبودی اور فائدے کی نظر سے عالموں کو اُن کے مرغوب خاطر علم وغیرہ عطا کرتا اور
کا سامان دیکر اُن پر لطف و احسان کرتا ہوں۔ اُسی طرح آپ سب عالموں کو سب کی بھلائی اور بہبودی
رکھ کر سب لوگوں کو کلام وید سُنانا چاہیئے تاکہ ایسا کرنے سے میرے حکم کی تعمیل اور تمہاری دلی مرادیں
ھ پانے کی خواہش پوری ہو۔ جس طرح مجھے اُس سے راحتِ مطلق حاصل ہے۔ اُسی طرح تم بھی اِس سے
ب و خواہ راحت حاصل کرو۔ بالیقین میں تمہیں آشیرباد دیتا ہوں جس طرح میں نے وید کا علم سب کے لئے
ظاہر کیا ہے اُسی طرح تم بھی سب کی بھلائی کرو اور کبھی اسکے خلاف نکرو۔ کیونکہ جس طرح میری نیت
فداری سب کی بہبودی اور فائدے کے لئے ہے اگر اُسی طرح تم بھی کروگے تو میں خوش ہونگا
س کے خلاف کرنے سے۔" [یجروید۔ ادھیائے ۲۶۔ منتر ۲]

منتر کا یہی ترجمہ ٹھیک ہے کیونکہ "برہسپتے آت یدریہ" الخ منتر میں جو اس سے اگلا منتر ہے ایشور کا بیان ہے
ازیں ورن اور آشرم کا مدار بھی صفات۔ اعمال اور چلن پر ہے۔ چنانچہ منو جی نے کہا ہے کہ۔

کو قائم رکھنے والا پرمیشور کونسا ہی ؟ اے عالم ! تو اُس کو بیان کر ایسوال ہی جسکا جواب آگے دیا جا
وہ مالک جہاں جیو وغیرہ تمام موجودات اور سب کے دلوں میں موجود اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تم اس با
جانو" [اتھروید کانڈ ۱۰۔ ادھیائے ۴۔ ورگ ۲۲ منتر ۱]

ानश्चित्र अमुवक्तीसदाशुषः सखा । कयाशचिष्टयावृता ॥ ऋ०अ०२७ मं०३८ ॥

"جو اِس سنسار کے ذریعہ سے اور نہایت نیک اعمال اور گنوں سے آراستہ اور اعلیٰ اوصاف سے پیراستہ ہ
اندر روشن یا جلوہ گر ہوتا ہے وہ عجیب غریب غیبت نہاں قدرت کا مالک عین راحت و قادر مطلق پر
ہمارا سکھا ہو یعنی ہمارے اوپر نظر شفقت رکھے۔ وہ خالق جہان ہمیشہ اپنی عنایت سے ہماری مدد اور حف
کرے اور ہم اُس کو ہمیشہ سچی محبت اور عقیدت سے پوجیں" [یجروید ادھیائے ۲۷ منتر ۳۹]

एवन्न क्रतवे पेशोमर्या अपेशसे समुषद्भिर जायथाः ॥ य० अ० २८ मं० ३० ॥

"اے انسانو! پرمیشور کے ملنے کی خواہش کرنے اور اُس کے حکم پر چلنے والے عالموں کی صحبت
اپنی جہالت کو دور کرنیکے لئے علم و معرفت اور افلاس و ادبار کو دفع کرنیکے لئے عالمگیر حکومت و
سامان راحت اور دولت و حشمت حاصل کرو۔ تم کو اسی طرح اُس خالق جہان ایشور کا علم حاصل ہوگا
[یجروید۔ ادھیائے ۲۹۔ منتر ۳۷]

مُستند و غیر مُستند کتابوں کا مضمون ختم ہُوا

अन्नात्परिस्रुतो रसं ब्रह्मणा व्यपिबत्क्षत्रम्पयः सोमं प्रजापतिः ॥ ऋतेन सत्यमिन्द्रियं विपानꣳशुक्रमन्धसः । इन्द्रस्येन्द्रियमिदं पयोऽमृतंमधु ॥ यजु० अ० १९ मं० ७ ॥

رعیت کی حفاظت کرنیوالا کشتری (راجہ) وید کے جاننے والے براہمنوں کے ساتھ آب حیات کی تاثیر والے سوم وغیرہ ادویات سے بنے ہوئے عقل خوشی دلیری استقلال اور قوت وحوصلہ وغیرہ نیک گنوں کرنے والے رس کو پیتا ہے تب وہ سبھا دھیکش (میر انجمن یا راجہ) وید کے علم کامل سے ماہر ہو کر کے ساتھ فرائض سلطنت کو انجام دیتا ہے۔ اُس کا دل پاک علوم سے بہرہ مند اور قرار یافتہ ہوتا ہے رم کی پابندی کے ساتھ فرایض سلطنت کو انجام دیتا ہے۔ قادر مطلق محیط کل اور سب کے دلوں میں موجود ل ایشور کی عنایت سے اُس کا دل پاک صاف غذا کے استعمال کرنیکا عادی۔ بہت جلد سکھ نے والا اور تمام اشیاء کی معرفت حقیقی سے بہرہ مند موکش کی تدبیر میں کامل۔ راستی اور نیک عادات صوف پُر علم و معرفت ہو کر کاروبار دُنیوی میں کامیابی اور مقصد اعلیٰ یعنی نجات کے سکھ کو حاصل ے۔ پرمیشور حکم دیتا ہے کہ جو کشتری حفاظت رعایا کے کام پر مامور ہو اس کو چاہیئے کہ بطریق ت کی حفاظت کرے۔ اور سلطنت کو آب حیات کی تاثیر رکھنے والے اناج وغیرہ اشیاء خوردنی پُور رکھے تاکہ رعیت کو نہایت سکھ پہنچے۔ کشتری کا یہی فرض ہے"

[یجُروید۔ ادھیائے ۱۹۔ منتر ۷۵]

शन्नोदेवीरभीष्टय आपो भवंतु पीतये शंयोरभिस्रवंतुनः ॥ य० अ० ३६ । मं०

ینی تجلی وراحت بخش عالم آپ: آپ: (محیط کل ایشور) ہمارے اوپر مہربان ہو اور ہم کو حسب دلخواہ ل سامان راحت اور کلیان (بہبودی) عطا کرے۔ وہ محیط کل پرمیشور ہمارے اوپر سکھ کی رے" [یجُروید ادھیائے ۳۶۔ منتر ۱۲]

آپ" "آپلرُ" بمعنی "سرایت کرنا" سے بنتا ہے۔ زبان سنسکرت میں لفظ "آپ" ہمیشہ ث میں آتا ہے اور لفظ "دیوی" دِوُ दिव् مصدر سے بنتا ہے جسکے معنی کریڑا وغیرہ ہیں۔ پہ" کی نسبت ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے:۔

ں آپہ کو برہم یعنی پرمیشور کا نام مانتے ہیں اور اُس پرمیشور میں تمام کرۂ زمین اور عالم محسوس میں ی کائنات فانی اور اس کی علت کو قائم جانتے ہیں۔ اس موجودات کے درمیان تمام کائنات

ھ صفحہ ۴۶ کتاب ہذا۔ مترجم

علاوہ چند اور منتر پڑھا کرتے ہیں جن کو نیچے لکھا جاتا ہے۔

विनमूर्द्धादिवः ककुत्पतिः पृथिव्या अयम् । अपाꣳ रेताꣳसि जिन्वति ॥ य० अ० ३३ । मं० १२ ॥

"اگنی (پرمیشور اور آگ) روشن وغیر روشن اجرام کی حفاظت کرنے والے ہیں اور سب سے افضل اور کل (تمام سمات) میں محیط اور تمام موجودات کے محافظ ہیں (کلّت در اصل کلبھ تھا "وَیتو بھوَلم" سُوتر سے کی جگہ بھ ہو گیا) خالق جہاں پرمیشور پران (نفس) میں یا آگ پانی میں قوت پیدا کرتی ہے۔ آگ بجلی برق و آفتاب کل اشیاء کی حفاظت کرنیوالی اور قوت پیدا کرنے والی ہے" [یجروید ادھیائے ۳۔ منتر ۲

अयस्वाग्ने प्रतिजागृहि त्वमिष्टापूर्त्तꣳसꣳ सृजेथामयंच । अस्मिन्त्सधस्थ अध्युत्तरस्मिन् विश्वे देवा यजमानश्च सीदत ॥ य० अ० १५ मं० ५४ ॥

"اے آگنی (پرمیشور!) ہمارے دلوں کو روشن کیجئے اور تمام جانداروں کو آفتاب علم طلوع کر کے جہال کی تاریکی اور غفلت کے خواب سے بیدار کیجئے۔ اے بھگون! آپ اس جسم میں رہنے والے جیو کو دھرم (دولت) کام (مراد) موکش (نجات) کا مکمل سامان عطا کیجئے۔ آپ ہی اس کو من مانگا سکھ دینے والے ہیں آپ کی عنایت اور خود اس کی محنت سے انسان کی تمام مرادیں بر آئیں۔ آپکے فضل و کرم سے اس لوک اور نیز پرلوک (دوسرے جنم) میں عالموں کی خدمت کے لئے تمام شایقین علم اور یجمان (یگیہ کرنے وا ہمیشہ قائم رہیں تاکہ ہمارے درمیان ہر قسم کا علم رواج و ترقی پاوے" [یجروید ادھیائے ۱۵۔ منتر ۵۴]

اس منتر میں بھی "وَیتو بھوَلم" سُوتر سے غائب کی جگہ حاضر کا صیغہ آیا ہے۔

एषते अतियदर्य्यो अर्हाꣳसि द्विभाति क्रतु मञ्जनेषु । यद्दीदयच्छवस ऋत प्रजात तस्मासु द्रविणं धेहि चित्रम् ॥ य० ॥ अ० ॥ २६ ॥ मं० ३ ॥

"اے وید بزرگ کے مالک و محافظ خالق جہاں پرمیشور! تیرا علم و معرفت وید کے ذریعہ سے حاصل تو یگیہ کرنے والے عالموں اور تمام دنیاؤں میں جلوہ گر ہے۔ تیرا فعل اور احسان و کرم بے پایان ہے۔ سچے کام تیری ہی ذات سے ظہور پاتے ہیں۔ تو قوت عطا کرنیوالا ہے جس علم وغیرہ بے بہا نعمت کو پا کر آ یعنی حاکم۔ راجہ یا اہل تجارت (ویشیہ) نیک لوگوں کے درمیان نام پاتے ہیں اسکو اپنی عنایت سے ہمیں عط

[یجروید ادھیائے ۲۶۔ منتر ۳]

اس منتر میں ایشور سے علم و دولت وغیرہ کے لئے برار تھنا (استدعا) کی گئی ہے۔

ماؤں کے پاس جانا چاہیئے اور اُن کی پُوجا کرنی چاہیئے اور دیوتاؤں کو بُرا کہنا (واجب نہیں) دیوتاؤں
سایہ کو کاٹ کر جانا منع ہے۔ پردکشنا (پرکرما یا طواف) کرنی چاہیئے۔ دیوتاؤں اور براہمن کے پاس
ٹھنا چاہیئے) اور دیوتاگار یعنی دیوتاؤں کے مندر کو توڑنے والوں کو (سزا دینی چاہیئے) علاوہ ازیں
ایتن یا دیوالہ (مندر) کا ذکر آتا ہے۔ وہاں آپ کیا کہینگے؟

س۔ ان مقاموں پر لفظ پُرتمّاسے رکتکار رتی)۔ ماش (ماشہ)۔ سیتک (سیر) وغیرہ وزن
نے کے بٹوں سے مُراد ہے۔ چنانچہ خود منوسمرتی میں لکھا ہے کہ:۔
نلنے کے باٹ (پُرتمان) تمام صحیح اور مقررہ نقش سے منقش ہونے چاہئیں" (منوسمرتی ادھیائے ۸ سلوک ۴۰۳)
مرتی کے اس حوالے میں پُرتمّاسے پُرتمان کا مترادف ہونے کی وجہ سے وزن مراد ہیں۔ پس اس
ت میں فقرہ ہائے بالا سے یہ مُراد ہے کہ جو لوگ وزنوں کو کم و بیش کریں اُن کو سزا دینی چاہیئے۔ اور
مقام پر دیو یعنی عالم پڑھتے پڑھاتے اور رہتے ہیں اُنہیں کو دیوتایتن یا دیوالہ کہتے ہیں۔ لفظ
ور دیوتا باہم مترادف ہیں۔ اسی طرح دیوتاؤں کی پوجا سے عالموں کی عزت اور تعظیم کرنا مُراد ہے۔
اُن کی بدگوئی نہیں کرنی چاہیئے اور نہ اُن کے سایہ کو کاٹ کر نکلنا چاہیئے (یعنی ادب سے دُور
چاہیئے) اُن کی بُود و باش کی جگہ کو ہرگز مسمار نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ اُن کی خدمت میں حاضر رہ کر دھرم
صاف کی باتوں کو سیکھنا اور اُن کو دائیں ہاتھ تعظیم سے بٹھانا اور خود ادب سے اُن کے بائیں ہاتھ
اچاہیئے۔ الغرض جہاں کہیں پُرتمّا۔ دیو۔ دیوتا۔ اور دیوتایتن وغیرہ الفاظ آویں۔ وہاں اُن سے
راد سمجھنی چاہیئے۔

اب کے زیادہ بڑھ جانے کے خوف سے ہم یہاں اس مضمون پر زیادہ نہیں لکھ سکتے مختصر طور پر یہ سمجھ
لینا چاہیئے کہ مُورتی پوجا۔ کنٹھی پہننا۔ تلک لگانا وغیرہ سب باتیں ممنوع ہیں۔

اکی تردید اسی طرح کم عقل لوگ سورج وغیرہ گرہوں (اجرام) کی فرضی پیڑا (تکلیف) قرار دیکر اُس کی
ن (دفعیہ) کے لئے "آکرشنین رجسا ۰ आकृष्णेन रजसा" الخ منتر بتاتے ہیں۔ یہ بھی اُن کا وہم
الطہ ہے۔ کیونکہ ان منتروں سے اس قسم کی کوئی بات نہیں نکلتی۔ چنانچہ ہم آکرشنین رجسا۔
आकृष्णेन रज" الخ کا ترجمہ "کشش ثابین اجسام" کے مضمون میں کر چکے ہیں اور "امم دیوا استپشم
इमं देवा असप" الخ کا ترجمہ "راجہ اور رعیت کے فرائض" کے مضمون میں کیا جا چکا ہے۔ اسکے

رُوید۔ ادھیائے ۳۳۔ منتر ۳۴۔ مترجم
رُوید ادھیائے ۹۔ منتر ۴۰۔ مترجم

غیر مجسم اور محیطِ کُل ہے اسلئے اُس کی مُورتی نہیں ہو سکتی۔ اس حوالے سے مُورتی پوجا (بُت پرستی) کی تردید ہوتی ہے
"کوی (علیم کُل) منیشی (شاہد کُل) پربھو (سب سے افضل) سوئمبھو (قائم بالذات)۔ انادی (ازلی)
پرمیشور اپنی قدیم مخلوقات کے لئے بذریعہ ویدا اور نیز سب کے دلوں میں حاضر و ناظر ہونیکی وجہ سے اعمال کے
مطابق سامانِ راحت عطا کرتا ہے۔ وہ محیطِ کُل قادرِ مطلق۔ اکایم (مُورتی یعنی شکل صورت یا جسم کی
قید سے مُنزہ) بے جراحت ناڑی وغیرہ کے بندھن سے آزاد بے عیب اور پاپ سے مُبرا ہے اُسی ایشور کو
سب کا معبود حقیقی ماننا چاہیئے"۔ [یجروید ادھیائے ۴۰۔ منتر ۸]

اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایشور جسم کی قید اور پیدا ہونے اور مرنے کے جنجال سے مُبرا ہے
کوئی بھی اس سے مُورتی پوجا کو ثابت نہیں کر سکتا۔

سوال۔ ویدوں میں لفظ "پرتما" ہے یا نہیں؟

جواب۔ ہے۔

سوال۔ پھر آپ اس کی تردید کیوں کرتے ہیں۔

لفظ پرتما پر بحث

جواب۔ لفظ "پرتما" کے معنی مُورتی نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے ماپ تول یا پیمانہ ہے
چنانچہ اس بارہ میں حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

"عالم جس طرح برس کی پرتما رشماؤں یا پیمانہ کرتے ہیں اُسی طرح ہم بھی کریں یعنی ایک سال میں جو تین سو ساٹھ
راتیں ہوتی ہیں۔ انہیں سے سال کا پیمانہ ہوتا ہے۔ اسلئے انہیں کا نام پرتما ہے۔ ہر انسان اسی
طرح عمل کرنا چاہیئے کہ جس سے رات قوت افزا ہو اور صاحبِ دولت و حشمت اور دراز عمر پیدا
ہو"۔ [اتھروید کانڈ ۳۔ ورگ ۱۰۔ منتر ۳]

"دو گھڑی (۴۸ منٹ) کا ایک مہورت ہوتا ہے اور ایک سال میں دس ہزار آٹھ سو مہورت ہوتے
اُن کو پرتما کہتے ہیں"۔ [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۰۔ پرپاٹھک ۴۔ براہمن ۴۔ کنڈکا ۲۰]

"جس کو نا تعلیم یافتہ یا ناپاک (انسان کی) زبان بیان نہیں کر سکتی جس سے زبان کا فعل انجام پاتا ہے
اے انسان! تو اُس کو برہم جان اور جو یہ عالم ظاہری نظر آتا ہے وہ برہم نہیں ہے۔ عالم لوگ جس غیر
مجسم۔ محیطِ کُل۔ غیر مولود منتظمِ کُل ہستیِ مطلق یعنی علم و عین راحت وغیرہ صفات سے موصوف پرمیشور کی
اُپاسنا کرتے ہیں۔ تجھے بھی اُسی کی اُپاسنا کرنی چاہیئے نہ کہ کسی اَور کی"۔

[سام ویدی یہ تلوکار اُپ نشد۔ کھنڈ ۱۔ منتر ۴]

سوال۔ کیوں جی! منوسمرتی میں جہاں اس قسم کی باتیں لکھی ہیں کہ جو پرتما کو توڑے (اُس کو سزا دینی چاہیئے)

سمجھ میں آسان چلا آتا ہے۔ علاوہ ازیں ایک پرششت[1] کا حوالہ ہے جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں :۔

सितासिते यत्र संगमे तत्राप्लुतासो दिवमुत्पतन्ति ॥ ५२

بعض لوگ اس عبارت میں "ستاسیتے" سے گنگا جمنا مراد لیتے ہیں۔ اور لفظ "سنگمتھے" سے گنگا اور جمنا کا سنگم یعنی پرياگ کا تیرتھ سمجھتے ہیں۔ جو ہرگز درست نہیں ہے۔ کیونکہ اُن میں نہانے سے منوّر بالذّات پرمیشور یا کُرۂ آفتاب کو نہیں جاتے بلکہ وہاں نہا کر لوگ اپنے اپنے گھر چلے آتے ہیں۔ در اصل اس عبارت میں لفظ "ست" سے اِڑا اور "اَسِت" سے پنگلا اور جہاں یہ دونوں ناڑیاں ملتی ہیں اُسکا نام ششمنا ناڑی ہے جس میں غوطہ لگا کر اعلےٰ درجہ کے یوگی منوّر بالذّات پرمیشور یا موکش کو پاتے ہیں اور علم معرفت کے نور سے منوّر ہو جاتے ہیں۔ اسلئے اُنہیں سے مراد لینا ٹھیک ہے نہ کہ دریائے گنگا و جمنا کے۔ چنانچہ اس بارہ میں ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

"اَسِت سفید و روشن کو کہتے ہیں اور اَسِت اُسکا عکس ہے"۔ [نرکت ادھیائے ۹ - کھنڈ ۲]

یہ دونوں روشن و غیر روشن یعنی سورج و زمین وغیرہ اشیا جہاں ایشور کی قدرت میں باہم ملتے ہیں وہاں غوطہ لگا کر یعنی اُن کے علم حقیقی کو حاصل کر کے انسان پرمیشور یا موکش کو پاتا ہے۔

منتر اور پُران وغیرہ کتابوں میں جو مُورتی پوجا اور نام رٹنے وغیرہ کا طریق لکھا ہے وہ بھی لغو ہے وغیرہ سچی کتابوں میں ایسا کرنے کی ہدایت نہیں ہے بلکہ اُنکی ممانعت کیگئی ہے چنانچہ لکھا ہے۔ کہ

تردید اور اصلی منشا

"جس محیط کُل غیر مولود اور غیر مجسّم پرمیشور کا نام لینا یا یاد کرنا یہی ہے کہ اُس کی اطاعت و فرمانبرداری اور راست گوئی وغیرہ نیکنامی دینے والے دھرم کی پابندی کی جاوے جو ہر نیہ گربھ سورج وغیرہ پُر نور و تجلی اشیا کا مسبب یا پیدا کرنے والا ہے۔ جس سے سب انسانوں کو یہ پرارتھنا (دعا) کرنی چاہیئے کہ ہمیں دُکھ نہ دیجیو۔ جو کبھی کسی سے پیدا نہیں ہوا ہے اور نہ کسی علّت کا معلول ہے اور جو کبھی جنم اختیار نہیں کرتا۔ اُس پرمیشور کی پُرتما (پرتِ ندھ (نائب یا رسول) اور پرتِ کرتِ (تصویر) یا پرتِ مان (وزن) یا پرمان (ماپ تول) یا مورتی (بُت) وغیرہ ہرگز نہیں ہے"۔ [یجروید ادھیائے ۳۲ منتر ۳]

چونکہ پرمیشور کی کوئی نظیر یا مثال نہیں ہے اور وہ مثل صورت یا جسم سے منزّہ ماپ تول کے احاطہ سے خارج

---

[1] ویدوں کے متعلق پرششٹ (تتمہ) کے نام سے چند کتابیں بنی ہوئی ہیں جنمیں اُن باتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ جن کا ذکر شروت سُوتر وں میں رہ گیا تھا۔ اسی طرح ویدوں کے لئے انوکرمنی (अनुक्रमणी) یعنی انڈکس یا ردیف وار فہرست مضامین بنی ہوئی ہے جس میں ہر منتر کا پہلا لفظ اُس کا چھند۔ رشی اور دیوتا لکھا ہے یہ سب کتابیں وید کے اندر شامل نہیں بلکہ ویدوں کے پڑھنے والوں کی آسانی اور امداد کے لئے بعد میں بنائی گئی ہیں۔ مترجم

[2] اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جہاں ست (اِڑا) اور اَسِت (پنگلا) ناڑیاں ملتی ہیں وہاں غوطہ لگانے یعنی دھیان کرنے سے وہ (منوّر بالذّات پرمیشور) کو پاتے ہیں یا کُرۂ آفتاب کو جاتے ہیں۔ مترجم

براہمنوں میں پرمیشور کا نام اُپ نشد پُرش یعنی وہ پرمیشور جس کا علم اُپنشدوں سے حاصل ہوتا ہے یا جس کا اُن میں بیان ہے آیا ہے۔ ایشور کا نام تیرتھیہ اسلئے ہے کہ وہ دُکھ سے پار اُتارنے والے تیرتھوں یعنی اُپ وید۔ اُپ نشد وغیرہ شاستروں کا بھی آتما ہے اور اپنے بھکت (عابد) دھرماتماؤں کو فوراً پار اُتارنے والا ہے۔ اسلئے پرمیشور ہی پرم تیرتھ ہے۔ الغرض تیرتھ وہی ہیں جن کا اوپر بیان کیا گیا۔

سوال جل تھل (تری وخشکی) وغیرہ تیرتھوں سے انسان پار ہو جاتے ہیں۔ پھر آپ انہیں تیرتھ کیوں نہیں مانتے؟

جواب جل تھل ہرگز پار نہیں اُتار سکتے۔ کیونکہ اُن میں پار اُتارنیکی طاقت نہیں ہے۔ خود وہ شئے جسکے پار اُترنا ہے پار اُتارنیکا آلہ نہیں بن سکتی۔ جل تھل وغیرہ میں سے انسان کشتی وغیرہ سواریوں یا ہاتھ پاؤں کے بل سے پار اُتر سکتا ہے۔ گویا جل تھل خود وہ شئے ہیں جن سے پار اُترتا ہے اور پار اُتارنیوالی کشتی وغیرہ ہیں۔ اگر پاؤں سے نہ چلیں یا ہاتھ کا زور نہ لگائیں اور نہ کشتی وغیرہ میں بیٹھیں تو بالیقین انسان اس میں ڈوب جائیں اور سخت تکلیف اُٹھائیں۔ اسلئے وید کے ماننے والے آریوں کے مت میں کاشی۔ پریاگ پشکر اور گنگا۔ جمنا وغیرہ ندیوں یا ساگر (سمندر) وغیرہ کا نام تیرتھ نہیں ہے۔ بلکہ وید کے علم سے بے بہرہ پیٹ کے بندوں اور سمپردائی (فرقہ) والوں نے جن کا یہی روزگار ہے اور جو وید کے راستے سے خلاف چلنے والے کم علم گوتاہ اندیش ہیں اپنی دوکانداری کے لئے اپنی گھڑی ہوئی کتابوں میں اُنکا نام تیرتھ مشہور کیا ہے۔

گنگا یمنا سے کیا مراد ہے؟

سوال۔ دیکھو! ویدوں میں "اِمَم مے گنگے یمنے سرسوتی" الخ منتر کے اندر گنگا وغیرہ ندیوں کا ذکر ہے۔ پھر آپ کس طرح نہیں مانتے؟

جواب۔ ہم مانتے تو ہیں۔ اُن کا نام ندی ہے یعنی گنگا وغیرہ ندیاں ہیں اور ہم اُن کی نسبت اِس مانتے ہیں کہ اُن میں نہانے سے بدن کی صفائی ہو جاتی ہے۔ پس اُن سے اُتنا ہی فائدہ ہے۔ اُن پاپ کو مٹانے یا دُکھ سے پار اُتارنے کی طاقت نہیں ہے۔ کیونکہ تری وخشکی وغیرہ میں اس قسم کی طاقت ہونا ناممکن ہے۔ یہ طاقت تو مذکورۂ بالا تیرتھوں ہی میں ہو سکتی ہے نہ کہ اَور کسی میں۔ اَور بھی سُنئے اِڑا[1] پنگلا۔ سُشمنا۔ کُورم[2] وغیرہ ناڑیوں کا نام بھی گنگا وغیرہ ہے۔ اُن کے اندر یوگ سمادھی (حالتِ مراقبہ) میں پرمیشور کا دھیان لگایا جاتا ہے جس سے دُکھ مِٹ کر مُکتی حاصل ہو جاتی ہے۔ اِن اڑا وغیرہ ناڑیوں میں دھارنا (یوگ کا چھٹا درجہ) حاصل کرنے کے لئے چِت کو قائم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ پرمیشور کا دھیان اُنہیں کے اندر لگ سکتا ہے۔ منتر کا اِشارہ اسی بات کی طرف ہے۔ کیونکہ اس مقام پر اوپر سے پرمیشور

[1] اِڑا ناڑی دھڑکے دائیں پہلو اور ناک کے بائیں نتھنے میں ہوتی ہے اور پنگلا بائیں پہلو اور ناک کے دائیں نتھنے میں اور جہاں یہ دونوں ناڑیاں ملتی ہیں اُس ناڑی کو سُشمنا کہتے ہیں۔ مترجم [2] کُورم کی تشریح دیکھو پرانوں کی تفصیل میں صفحہ ۴۴ پر۔ مترجم

دھرم کے مخالف اور چور وغیرہ ہیں۔ اُن کو اُنکے جرم کے مطابق سزا دینا لازم ہے۔" [چھاندوگیہ اُپنشد]

اس مقام پر وید وغیرہ سچے شاستروں کا نام تیرتھ آیا ہے۔ کیونکہ اُن کے پڑھنے پڑھانے اور اُن میں بتائے ہوئے دھرم پر عمل کرنے اور علم و معرفت حاصل کرنے سے انسان دُکھ کے سمندر سے پار ہو سکتا ہے۔ اُنہیں میں نہا کر انسان پاک و صاف ہو سکتے ہیں۔

"جو دو دوِیار تھی (طالب علم) ایک ہی آچاریہ (اُستاد) سے تعلیم پاتے ہوں اور ایک ہی شاستر کو پڑھتے ہوں اُن کو سمان تیرتھ واسی یعنی ایک ہی تیرتھ (گُرو کُل) میں رہنے والے باہم جماعت وہم سبق کہتے ہیں۔"

[اشٹادھیائی ادھیائے ۴۔ پاد ۴۔ سُوتر ۱۰۸]

یہاں آچاریہ (اُستاد) اور شاستر (علمی کُتب) کا نام تیرتھ آیا ہے۔ ماں باپ اور اتتھی (گھر آئے سادھو مہمان) کی خدمت و تواضع۔ نیک تربیت اور تحصیل علم کا نام بھی تیرتھ ہے۔ کیونکہ اُنکے ذریعہ سے انسان دُکھ کے سمندر سے پار ہوتے ہیں۔ ان تیرتھوں میں غوطہ لگا کر انسان کو پاکیزگی حاصل کرنی چاہیئے۔

"تین تیرتھوں میں نہا کر انسان پاک ہوتے ہیں۔

(۱) جو باقاعدہ پورا پورا علم حاصل کر لیتا ہے وہ اگرچہ برہمچریہ آشرم کو پورا نہ کرے تاہم علم کے تیرتھ میں نہانے سے پاک ہو کر وِدیا سُناتک کہلاتا ہے۔

(۲) جو برہمچریہ کو عمدہ اُصول اور قواعد کی پابندی کے ساتھ پورا کرلے مگر تحصیل علم کی تکمیل کے بغیر گھر واپس آجاوے اُس کو برت سُناتک کہتے ہیں۔

(۳) عمدہ اُصول و قواعد کی پابندی سے برہمچریہ آشرم کو پورا کر کے اور وید شاستر وغیرہ تمام علوم کو مکمل طور پر حاصل کر کے واپس آتا ہے۔ اُس کو وِدیا برت سُناتک کہتے ہیں۔ وہ نہایت اعلیٰ تیرتھ میں نہا کر پاک آتما پاک باطن سچے دھرم پر چلنے والا فاضل اجل اور فیضرسان عالم ہوتا ہے۔"

[پارسکر گرہیہ سُوتر]

"جو پُران (انضباطِ نفس[1]) اور ویدوں کے علم و معرفت وغیرہ تیرتھوں کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اُس تیرتھیہ پرمیشور کے لئے ہمارا نمسکار ہو۔ جو عالم تیرتھوں (ویدوں) کو پڑھنے والے اور راستی شعار نیک چلن اور بطریق بالا برہمچریہ کرنے والے رُدر یعنی اعلیٰ درجہ کے عالم ہیں۔ جن کو علم و معرفت میں ترس حاصل ہے اور جو نیک نصیحت اور ہدایت کی تلوار سے شکوک کے سر کو قلم کرنے والے سچے واعظ ہیں۔ (اُن کے لئے نمسکار ہو)۔" [یجروید ادھیائے ۱۶۔ منتر ۶۱]

---

[1] پُرانایام سے مراد ہے جو یوگ کا چوتھا درجہ ہے۔ مترجم

یاسک آچاریہ جی اسی منتر کی شرح اس طرح کرتے ہیں کہ
"جس قدر یہ کائنات موجود ہے۔ اُس تمام کو وشنو یعنی محیط کُل ایشور نے اپنی صنعتِ کاملہ سے بنایا ہے اور تین قسم کے عالم کو (جس کی تشریح اوپر کیگئی ہے) اسی ایشور نے قائم کر رکھا ہے۔ وشنو پد یعنی مُوکش کو حاصل کرنے کے لئے جیوادر پُران زینہ ہیں جس طرح انسان کا سب سے عمدہ عضو پُرکرتی سے بنا ہوا سر ہے اسی طرح ایشور کی قُدرت جیوادر پُران کے طبقاتِ اعلیٰ میں قائم ہے۔ چونکہ ایشور کی قُدرت غیر متناہی ہے اسلئے وہ جیوادر پُران کے اندر بھی موجود ہے۔ اور چونکہ یہہ سب اُس ایشور کی قُدرت سے قائم ہیں اسلئے ایشور کا نام وشنو پد ہے۔ یہہ تمام عالم محاط و محدود اُس محیطِ کُل پرمیشور کی ذات میں قائم ہے۔ انتر کش (خلا بالائے زمین) میں جس قدر عالم ذرّوں کی حالت میں موجود ہے وہ آنکھ سے نظر نہیں آتا۔ تمام موجودات ظاہری اُنہیں ذرّوں سے اتصال پاکر حالت محسوس میں آتی ہے اور تمام کائنات عالمِ شہود میں آکر پھر (پرلے کے وقت) اُسی ایشور میں سما جاتی ہے۔" [برکت ادھیائے ۱۲۔ کھنڈ ۱۸]

اِس معنی کو نہ جان کر برائے نام فرضی پنڈتوں نے جھوٹی کتھائیں بنا کر مشہور کر دیں۔

سچے تیرتھ کیا ہیں؟ اسی طرح جو تیرتھ آریہ لوگوں کو وید کے منشا کے مطابق ماننے چاہئیں۔ وہ بھی مروجہ تیرتھوں سے مختلف ہیں۔ جو تمام دُکھوں کو چھڑا کر انسان کو سُکھ حاصل کرا سکے۔ اُسی کو تیرتھ ماننا چاہیے۔ آجکل کی جھوٹی کتابوں میں جو جل تھل (خشکی اور پانی) کا نام تیرتھ بتلایا ہے وہ وید کے منشاء سے سراپا خلاف ہے۔ اصلی تیرتھ یہ ہیں:۔

"جو شخص اتی راتر برت[۱] کو جو پُرایہ نیئیہ یگیہ کا جزو ہے پورا کر کے اسنان کرتا ہے اُسے تیرتھ کہتے ہیں۔ اُس تیرتھ میں نہا کر انسان پاک صاف ہو جاتے ہیں۔ اِسی طرح جو اُدے نیئیہ یگیہ[۲] کے متعلق جملہ رفاہِ عام کاموں کو پورا کر کے اسنان کرتے ہیں اُسے تیرتھ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ انسان کو دُکھ کے سمندر سے پار اُتار دیتا ہے۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۲۔ ادھیائے ۴۔ براہمن ۵۔ کنڈکا آدھ]

"انسان کو چاہیئے کہ کسی جاندار کو ایذا نہ دے یعنی سب کے ساتھ دُشمنی کو چھوڑ کر محبت سے پیش آوے مگر جو بات تیرتھوں (ویدوں اور سچے شاستروں) کے خلاف ہے اُن میں سزا دینا فرض ہے۔ مثلاً جس مقام پر مجرم کے لئے سزا دینے کی ہدایت کی گئی ہے اُس کی تعمیل واجب ہے یعنی جو پاکھنڈی وید اور سچے

---

[۱] اتی راتر برت سوم یگیہ کے موقع پر آدھی رات کے قریب یگیہ سے فارغ ہو کر دودھ وغیرہ پینے کو کہتے ہیں۔ مترجم

[۲] پُرایہ نیئیہ یگیہ وہ ہون ہوتا تھا جس میں سوم کے عرق کی آہوتی دی جاتی تھی۔ مترجم

[۳] اُدے نیئیہ یگیہ ہون کے آخری حصہ کو کہتے ہیں۔ مترجم

"گیہ اولاد کا مترادف ہے۔" [رگھنشو۔ ادھیائے ۳۔ کھنڈ ۳]

گویا اپنی اولاد کو عمدہ تعلیم و تربیت دینا اور سچے دل سے اُس کی بہبودی چاہنا سب کا فرض ہے۔ ان باتوں

وشنو پد سے درصل کیا مُراد ہے؟

میں شردھا (اعتقاد) رکھنے اور علم کو حاصل کرنے سے وشنو پد یعنی موکش کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ لفظ وشنو اور گیا کی نسبت غلط فہمی کی وجہ سے بہت کچھ اختلاف معنی واقع ہو گیا ہے چنانچہ مگدھ دیش (ملک بہار) میں سنگ تراشوں نے ایک پتھر پر انسان کے پاؤں کا نشان کندہ کر رکھا ہے جس کا نام خود غرض پیٹ کے بندوں نے وشنو پد رکھ چھوڑا ہے اور اُسی مقام کو گیا کہتے ہیں۔ یہ سب لغو ہے کیونکہ وشنو پد موکش (نجات) کا نام ہے اور نیز پُران (نفس)، گرہ (گھر) اور پُرجا (اولاد) کا مترادف بھی ہے۔ لوگوں کا خیال اس لفظ کی نسبت محض غلط ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں چند حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

"وشنو" یعنی محیط کُل پرمیشور نے اس تمام کائنات کو تین قسم کا بنایا ہے اور پرادھان یعنی پرکرتی (مادہ کی حالت اولیں) اور پرمانو (ذروں) وغیرہ اور نیز اپنی قدرت سے اس تمام عالم کو اور اُسکے اندر جس قدر موجودات ہے اُس تمام کو تین حالتوں یا درجوں میں قائم کیا ہے یعنی جس قدر کثیف یا ثقیل اور غیر روشن عالم ہے۔ اُس تمام کو زمین پر قائم کیا ہے اور جس قدر ہلکا یا لطیف مثل ہوا اور ذرّے وغیرہ ہیں وہ سب انتر کش (خلا بالائے زمین) میں قائم ہیں اور جس قدر پُر نور و روشن مثلاً سورج، گیان اندریہ (قوائے احساس باطنی) اور چیو (ارواح) وغیرہ ہیں اُن سب کو پُر نور آکاش یا روشنی یا حرارت میں قائم کیا ہے۔ اس تین قسم کے عالم کو ایشور نے بنایا ہے۔ اُن میں جس قدر غیر ذی شعور اور علم و احساس سے معرّی کائنات ہے اُس کو شکل ذرات انتر کش (خلا بالائے زمین) میں قائم کیا ہے یعنی تمام کُرے انتر کش (خلا) کے اندر قائم ہیں۔ پرمیشور کا یہ کام قابل تحسین اور شکر کے لائق ہے۔" [یجروید۔ ادھیائے ۵۔ منتر ۱۵]

اس منتر کے اصلی معنی کو نہ سمجھ کر غلط فہمی سے فضول بے معنی کہانی گھڑ لی۔ لفظ وشنو سے محیط کُل پرمیشور مراد ہے جو تمام کائنات کا بنانے والا ہے۔ اُس کا نام پوشا بھی ہے چنانچہ اس بارہ میں نرکت کا مصنف لکھتا ہے کہ۔

"پوشا اُسے کہتے ہیں جو سب جگہ محیط ہو اُسی کو وشنو کہتے ہیں۔ لفظ وشنو وشتی [विशति] (سرایت کرتا ہے) سے بنتا ہے یعنی جو تمام ساکن و متحرک کائنات میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اور ہر جگہ موجود یا حاضر و ناظر اور غیر مجسم ہونے کی وجہ سے سب کے اندر سمایا ہوا ہے۔ اُسی ایشور کو وشنو کہتے ہیں اس بارہ میں مندرجہ ذیل رچا[۱] یعنی منتر شاہد ہے۔" [نرکت ادھیائے ۱۲۔ کھنڈ ۱۷]

---

[۱] اس مقام جس رچا کا نرکت کے مصنف نے حوالہ دیا ہے وہ یجروید کے ادھیائے ۵ کا پندرھواں منتر ہے جس کا ترجمہ اوپر کیا جا چکا ہے۔ مترجم

کشیپ رشی کی کتھا کی اصلیت

اسی طرح کشیپ اور گیا وغیرہ تیرتھوں کی کتھا برہم ویورت وغیرہ کتابوں میں ہے جو ویدوں اور سچے شاستروں سے سراسر خلاف ہے۔ مثلاً لکھا ہے کہ کشیپ رشی۔ مریچ رشی کا بیٹا تھا اُس کے ساتھ دکش پرجاپتی نے اپنی تیرہ لڑکیوں کا بیاہ کر دیا۔ ان میں سے دِتی سے دَیت آدِتی سے آدِتیہ۔ دنو سے دانو۔ کدرا سے سانپ۔ دنتا سے پرند پیدا ہوئے۔ اور اسی طرح کسی سے بندر کسی سے ریچھ کسی سے درخت اور کسی سے گھاس وغیرہ پیدا ہوئی۔" اس قسم کی سخت جہالت سے بھری ہوئیں اور عقل و دلیل سے خالی علم و عقل سے خلاف ناممکن اور لایعنی کتھائیں لکھی ہیں۔ ان کو بھی لغو سمجھنا چاہئے اصل بات یہ ہے کہ :-

"چونکہ اس تمام عالم کو پرمیشور نے بنایا ہے اسلئے اس کو کُورم کہتے ہیں اور کشیپ کُورم کا مترادف ہے۔ اسلئے کشیپ پرمیشور ہی کا نام ہے۔ اس تمام مخلوقات کو اُسی کشیپ یعنی پرمیشور نے پیدا کیا ہے۔ اسلئے اس تمام مخلوقات کو کاشیپیہ کہتے ہیں۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۷۔ ادھیائے ۵۔ براہمن ۱۔ کنڈکا ۵]

علاوہ ازیں نرکت میں لکھا ہے کہ :-

"کشیپ پشیک سے بدل کر بنتا ہے۔" [نرکت ادھیائے ۲۔ کھنڈ ۲]

"پشیک دیکھنے والے کو کہتے ہیں۔ اسلئے علیم کل اور بصیر کل پرمیشور کا نام پشیک ہے۔ چونکہ ایشور نہایت لطیف سے لطیف اشیاء کو بخوبی اور بے شک و شبہ جانتا اور دیکھتا ہے اسلئے اُس کو پشیک کہتے ہیں۔ اوّل اور آخر کے حروف کو باہم بدل کر پشیک سے کشیپ ہنس سے سہنہ اور کرتہ سے ترکہہ بنا لیتے ہیں اس بارہ میں مہابھاشیہ کی شہادت موجود ہے (دیکھو مہابھاشیہ کی شرح "ہے یہ ورت" پر اسلئے مخلوقات کا نام کاشیپیہ ہونا بخوبی ثابت ہے۔

اب اس بات پر بحث کی جاتی ہے کہ گیا میں شرادھ کرنے سے کیا مراد ہے؟

گیا شرادھ کی حقیقت اصلی

"پران ہی طاقت ہے اور طاقت ہی اوج و اقبال ہے۔ پران میں سچائی اور علم و معرفت الٰہی قائم ہے اور اُسی مقام پر ایشور کا وصال ہوتا ہے کیونکہ پرمیشور کا نام بھی پران ہے گائیتری بھی برہم ودیا (علم الٰہی) میں شامل ہے اور علم و معرفت میں ممتاز ہے۔ گائیتری کو گیا کہتے ہیں اور پران (نفس) کو بھی گیا کہتے ہیں۔ اُس گیا میں شرادھ کرنا چاہئے یعنی گیا (پران یا نفس) کے اندر شردھا (صدق دل) سے بطریق سمادھی (مراقبہ) پرمیشور کے ملنے کی نہایت خواہش اور شوق رکھنے والے جیو کو قائم ہونا چاہئے۔ یہی گیا شرادھ کا منشا ہے۔ جو گیا یعنی پران (نفس) کو پار اُتارے اُسے گائیتری کہتے ہیں۔"

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۸۔ براہمن ۱۔ کنڈکا ۶]

اُسی کو دیوا سُرِیدّھ یعنی اجرام کی کشمکش کہتے ہیں۔ علیٰ ہذا نیک نہاد انسان کو دیوا اور بد نہاد کو اُسر کہتے ہیں۔ ان کے مابین بھی باہمی اختلاف طبع کی وجہ سے ہمیشہ ایک قسم کی لڑائی جاری رہتی ہے اسلئے یہ بھی دیوا سُر سنگرام یعنی نیک و بد کی اَن بَن ہے۔ اسکے علاوہ دن کو دیوا اور رات کو اُسر کہتے ہیں۔ اِنکے مابین بھی باہمی تفرقہ ہونے کی وجہ سے ایک قسم کی جنگ جاری ہے۔"

[شَت پتھ براہمن کانڈ ۱۱۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۶۔ کنڈکا ۷ لغایت ۱۲]

"یہ دونوں (دیوا اور اُسر) مالک و محافظِ کائنات پرمیشور کے نزدیک فرزند کی مثال ہیں اور اسی وجہ سے وہ دونوں پرمیشور کے پیدا کئے ہوئے سامان کے حقدار یا وارث ہیں۔"

[شَت پتھ براہمن کانڈ ۱۔ ادھیائے ۷۔ براہمن ۵۔ کنڈکا ۲۲]

ان میں سے اُسر یعنی پُران (نفس) وغیرہ بڑے ہیں کیونکہ وہ ہوا سے پیدا ہوئے ہیں اور ہوا سے ہی بنے ہوئے ہیں اور دیوؤں سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ چنانچہ سب انسان پیدا ہونے پر جاہل ہوتے ہیں بعد میں عالم ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں آگ ہوا کے بعد پیدا ہوئی ہے اور انڈریاں (آلاتِ احساس) پرکرتی (مادہ کی حالتِ اولیں) سے پیدا ہوئی ہیں۔ اسلئے اُسر (عمر کے لحاظ سے) بڑے ہیں اور دیو چھوٹے ہیں۔ دوسری صورت میں سورج وغیرہ دیوتا بڑے ہیں اور زمین وغیرہ اُسر چھوٹے ہیں اور ان دونوں کو محافظِ مخلوقات پرمیشور نے پیدا کیا ہے۔ اسلئے اُن کو پرمیشور کی اولاد یا مخلوقات سمجھنا چاہیئے اِن کے درمیان بھی ایک قسم کی جنگ رہتی ہے۔

[شَت پتھ براہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۳۔ براہمن ۴۔ کنڈکا ۱]

"جو تن پرور خود غرض دغاباز مکار لوگ ہوتے ہیں اُنہیں کو اُسر کہتے ہیں اور جو دوسروں کی بھلائی کرنے والے دوسروں کا دُکھ دور کرنیوالے بے ریا نیک اور دھرم کے پابند انسان ہوتے ہیں اُن کو دیو کہتے ہیں۔ یہ دونوں بھی باہم اختلاف طبع کی وجہ سے برسرِ جنگ رہتے ہیں۔"

[شَت پتھ براہمن کانڈ ۱۰۔ ادھیائے ۵۔ براہمن ۶۔ کنڈکا ۲۰]

"پُران (نفس) کو دیو کہتے ہیں۔" [شَت پتھ براہمن کانڈ ۲۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۳۔ کنڈکا ۱۵]

"یا پُران (نفس) ہی اُسر ہے اور اُسی کی یہ ریاکاری ہے۔" [ایضاً ادھیائے ۶۔ براہمن ۴۔ کنڈکا ۲]

الغرض اسی قسم کے اختلافِ قدرت کا نام دیوا سُر سنگرام ہے۔ ان نہایت اعلےٰ علم و معرفت سے پُر تلازمات کو جو سچے شاستروں (علمی کتابوں) میں درج اور سراسر راست ہیں۔ آجکل کی پُران اور تنتر وغیرہ نئی اور بیہودہ کتابوں میں جھوٹا قصّہ بنا کر لکھا ہے۔ عالموں کو چاہیئے کہ ان جھوٹے افسانوں کو ہرگز نہ مانیں

ہیں اور اسُر جاہل علم سے بے بہرہ اور جہالت کی تاریکی میں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان دونوں کی باہم اَن بَن رہتی اور اسی کو دیوا سُر سنگرام یعنی عالم و جاہل کی نااتفاقی کہتے ہیں۔

"دُنیا میں دو ہی چیزیں ہیں تیسری نہیں ہے یا سچ ہے یا جھوٹ۔ جن میں سچ ہے وہ دیو اور جن میں جھوٹ ہے وہ مُنشیہ کہلاتے ہیں۔ جو انسان یہ عہد کرتا ہے کہ میں جھوٹ کو چھوڑ کر سچ اختیار کرتا ہوں وہ گویا انسان سے دیو بن جاتا ہے۔ بالیقین جو شخص سچ بولتا ہے وہی دیوتا کے عہد پر چلتا ہے اور جو راستی اختیار کرتا ہے وہی نیک نام پاتا ہے۔ جو عالم راستی شعار ہوتا ہے وہ انسانوں کے درمیان دیوتا ہی ہے"

[شتپتھ برہمن کانڈ ۱ ادھیائے ۱۔ براہمن ۱۔ کنڈکا ۴ و ۵ و ۷]

جو انسان سچ بولنے۔ سچ کو ماننے اور سچ ہی پر عمل کرنیوالے ہیں۔ وہ دیو یعنی دیوتا ہیں۔ اور جو جھوٹ بولنے جھوٹ کو ماننے اور جھوٹ ہی پر عمل کرنے والے ہیں وہ انسان اسُر ہیں اُن کے مابین بھی ہمیشہ ایک قسم کی اَن بَن رہتی ہے۔

"انسان کے مَن (دل) کو دیو کہتے ہیں۔ اور پُران (نفس) کو اسُر کہتے ہیں۔ اُن کی بھی آپس میں ضد ہے۔ دل علم و معرفت کے زور سے پُران (نفس) کو زیر کرتا ہے اور جب پران زوروں پر آتا ہے تو دل کو دبا لیتا ہے۔ گویا اُن میں بھی ایک قسم کی لڑائی رہتی ہے۔ ایشور نے پرکاش (نُور) سے دیوؤں یعنی من (دل) سمیت چھ اندریوں (قواء احساس باطنی) کو پیدا کیا۔ اسی وجہ سے وہ روشنی کرنے والے یعنی علم و احساس کا ذریعہ ہیں اور اندھکار (ظلمت) یعنی مٹی وغیرہ سے اسُروں یعنی پانچ کرم اندریوں[1] (قواء احساس خارجی) اور پُران (نفس) کو پیدا کیا۔" [برکت ادھیائے ۳۔ کھنڈ ۸]

"ان دونوں یعنی روشنی اور تاریکی پیدا کرنے والی قوتوں کے اختلاف کی وجہ سے ہمیشہ ایک قسم کی لڑائی جاری رہتی ہے"۔ [برکت ادھیائے ۱۰۔ کھنڈ ۳۴]

"جب پرمیشور نے پیدائش عالم کا ارادہ کیا تو آگ کی حالت عِلّت صورت ذرّوں سے سورج وغیرہ روشن اجرام کو اعلےٰ اوصاف اور فعل سودا بستہ پیدا کیا۔ انہیں کو دیو کہتے ہیں۔ یہ روشن اجرام پرمیشور کے حکم سے روشنی دیتے ہیں۔ اُن کو دیوتا اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ آکاش میں اپنے نور و تجلی سے قائم ہیں اُس کے بعد ایشور نے حادث پُران (نفس) اور ہوا اور زمین وغیرہ کے کُرے پیدا کئے اور اُسی نے اسُروں یعنی غیر روشن کُروں کو پیدا کیا۔ اُن کُروں میں مٹی سے نباتات وغیرہ پیدا ہوتی ہے۔ ان دونوں قسم کی کائنات محسوس یعنی روشن و غیر روشن کا باہم اختلاف ہے۔ گویا ان دونوں کے درمیان ایک قسم کا مجادلہ ہے

[1] کرم اندریوں سے وہ قوتیں مراد ہیں جن سے کل حرکات خارجی یا افعال ظاہری انجام پاتے ہیں۔ مترجم

پر غالب نہیں آسکتے۔ بادل اور سورج دونوں کے درمیان لڑائی گرم ہوتی ہے جب بادل غالب ہوتا ہے تو سورج کی روشنی کو دبا لیتا ہے اور جب سورج کی حرارت کی فوج زوروں پر آتی ہے تب بادل کو ہزیمت دیتی ہے اور سورج بادل پر فتحیاب ہوتا ہے۔ آخر کار بادل شکست کھاتا ہے اور فتح سورج کے ہاتھ رہتی ہے۔"

[ایضاً۔ منتر ۱۳]

"بادل اس تمام عالم پر چھایا ہوا سوتا ہے اسی وجہ سے اس کا نام ورتر ہے۔ یعنی جو زمین اور سورج کے درمیان تمام خلا میں سمایا ہوا یا پھیل کر سویا ہوا ہے اس کو ورتر کہتے ہیں۔" [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۳۔ کنڈکا ۴]

"اس ورتر (بادل) کو اندر (سورج نے مار گرایا سورج سے مضروب بادل پاش پاش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ لکڑی اور گھاس پات وغیرہ کے سڑنے سے بدبو پیدا ہوتی ہے۔ بادل آکاش کے اندر قائم ہو کر چاروں طرف پانی برساتا ہے اور سورج سے مضروب ہو کر وہی ورتر (بادل) سمندر میں پہنچ کر ہیبتناک بن جاتا ہے۔ سمندر میں بھرا ہوا پانی بڑا خوفناک معلوم ہوتا ہے۔ بادل سے گرا ہوا پانی ندیوں یا سمندر میں پہنچکر یا زمین پر پھیلا ہوا سورج کی حرارت سے اوپر انتر کش (خلا بالائے زمین) میں پہنچتا ہے۔ اور پھر برستا ہے اور اسی سے یہ روئیدگی گھاس وغیرہ نباتات پیدا ہوتی ہیں۔"

[شتپتھ براہمن کانڈ ۱۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۳۔ کنڈکا ۵]

"اہل لغت تین دیوتا مانتے ہیں۔ ایک آگ جو زمین پر پائی جاتی ہے۔ دوسرے ہوا یا اندر (بجلی) جو انتر کش (خلا بالائے زمین) میں رہتی ہے اور تیسرے سورج جو چشمۂ نور اور آکاش میں قائم ہے۔"

[برکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۵]

اس طرح سچے شاستروں (علمی کتابوں) میں نہایت عمدہ تلازمے پائے جاتے ہیں جو نہایت معقول اور سراسر راست ہیں۔ مگر برہم دیورت وغیرہ نئی کتابوں میں جن کو فرضی طور پر پران کے نام سے مشہور کیا جاتا ہے اسکے برعکس لغو کہانیاں لکھی ہیں جنہیں نیک لوگوں کو ہرگز نہ ماننا چاہیئے۔

جنگ دیو اسر کا تلازمہ

اسی طرح نئی کتابوں (پرانوں) میں دیو اسر کی لڑائی کا قصہ کئی طرح پر پایا جاتا ہے جو بالکل غلط ہے دانشمند لوگوں بلکہ کسی کو بھی انہیں نہ ماننا چاہیئے۔ کیونکہ دیو اسر کی لڑائی بھی ایک تلازمہ ہے

دیو اور اسر باہم برسر جنگ رہتے ہیں" [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۴۔ براہمن ۹۔ کنڈکا ۱]

اب یہ بیان کرتے ہیں کہ دیو کون ہیں اور اسر کون؟

"عالموں ہی کو دیو کہتے ہیں۔" [شتپتھ براہمن کانڈ ۳۔ ادھیائے ۷۔ براہمن ۶۔ کنڈکا ۱۰]

یعنی بالیقین عالم ہی دیوتا ہیں اور اس کے برعکس جاہل اسر ہیں۔ دیو صاحب علم اور روشن عقل ہوتے ہیں

کے ذرّے پھر بخارات بن کر آکاش کو چڑھے اور پانی پھیلتا اور اُمنڈتا ہوا سمندر کیطرف اس طرح تیزی سے چلا جس طرح گائے اپنے بچھڑے کے پیچھے بھاگا کرتی ہے۔ وُرِتراسُر (بادل) کا جسم پانی ہی سے بنا ہے اور اُس وُرِتر یعنی مجموعۂ آب کے زمین پر گرنے سے سورج کو فتح و شادمانی اور مدح و تعریف حاصل ہوتی ہے۔" [رگوید منڈل ۱ سوکت ۳۲ منتر ۲]

"لفظ اَہی میگھ یعنی بادل کا مترادف ہے۔" [نگھنٹو۔ ادھیائے ۱ کھنڈ ۱۰]

"اِندر یعنی سورج وُجر یعنی نہایت تیز بجلی یا کرنوں سے نہایت زبردست بادل کو شکستہ بازو یا پاش پاش کر کے مار گراتا ہے۔" [رگوید منڈل ۱ سوکت ۳۲ منتر ۵]

"اِندر (سورج) وُرِتر (بادل) کا دشمن یا مار نیوالا اور فنا کرنے والا ہے۔ یہ اہل لغت کی رائے ہے اور اہل روایت تُوشٹا اور اَسُر کو سورج اور بادل کہتے ہیں۔ لفظ وُرِتر وُرِ تنتی (قبول کرتا ہے) اور وُرتتی (موجود ہے) یا وَرَ دھتی (بڑھتا یا پھیلتا ہے) سے بنتا ہے۔" [نرُکت ادھیائے ۲ کھنڈ ۱۷]

"وہ اَہی (بادل) وُجر (سورج کی کرنوں) سے شکستہ بازو یا پاش پاش ہو کر اس طرح زمین پر گرتا ہے جس طرح کسی انسان کے اعضاء کو تلوار سے کاٹ کاٹ کر گرا دیتے ہیں۔ سورج اُس کو شکستہ دست و پا کر کے زمین پر گرا دیتا ہے اور بادل کو مار کر زمین پر سُلا دیتا ہے۔" رگوید منڈل ۱ سوکت ۳۲ منتر ۷]

ویدوں میں لُنگ (ماضی قریب) لنگ (ماضی بعید) اور لِٹ (ماضی مطلق) سب لنگ کے معنی دیتے ہیں۔ نگھنٹو میں وُرِتر کو بادل کا مترادف بتایا ہے اور چونکہ اِندر (سورج) اُس کا شترو (دشمن یا فنا کرنے والا) ہے اسلئے اُس کو اِندر شترو بھی کہتے ہیں۔ تُوشٹا سورج کا نام ہے اور اَسُر یعنی بادل اُس کی اولاد کی مثال ہے۔ کیونکہ سورج کی کرنوں سے پانی کے بخارات ہلکے ہو کر اوپر چڑھتے ہیں اور وہاں باہم مل کر بادل بن جاتے ہیں۔ اُس وقت اُن کی اصطلاح اَسُر ہوتی ہے۔ پھر سورج اُن کو مار کر زمین پر لٹا دیتا ہے اور اُس کے زمین پر گرنے سے ندیاں چلتی ہیں۔ پھر وہ سمندر کو اپنا مسکن اور پھر دوبارہ اوپر چڑھتا ہے اور سورج اُس کو پھر مار گراتا ہے۔ وُرِتر کے معنی قبول کرنے کے ہیں۔ بادل چھائے ہوئے ہوتے ہیں اور ہر وقت آکاش میں موجود رہتے ہیں اور پھیلے ہوئے اُن کو وُرِتر کہتے ہیں۔ اس مضمون کے منتر ویدوں میں بہت سے آتے ہیں۔

"بادل کے جسم میں پانی بھرا ہوا نہایت سیاہ معلوم ہوتا ہے۔ سورج بادل کو زمین بارش کا پانی زمین پر لمبے پاؤں پسار کر سوجاتا ہے۔" [رگوید منڈل ۱ سوکت ۳۲ منتر ۱۰]

"بادل ہزار گونا گون شکلیں بنا کر منڈلاتا اور اُمنڈ کر آتا ہے اور بجلی بھی کڑکتی ہے۔ مگر یہ اِندر (سورج)

جار یعنی فنا کرنے والا ہے۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۳۔ ادھیائے ۳۔ براہمن ۱۔ کنڈکا ۱۸]

"ریت سے سوم (چاند) مراد ہے۔" [ایضاً براہمن ۵۔ کنڈکا ۱]

"سورج کے نکلنے پر رات چھپ جاتی ہے۔" [نرکت ادھیائے ۱۲۔ کھنڈ ۱۱]

"سورج کی کرنوں سے روشنی پانے والے چاند کو گورلالہ فام) کہتے ہیں۔" [نرکت ادھیائے ۲۔ کھنڈ ۶]

"سورج کو جار کہتے ہیں کیونکہ وہ رات کا زوال (جرا) کرتا ہے۔" [نرکت ادھیائے ۲ کھنڈ ۱۶]

"اندر سورج کو کہتے ہیں جو سب کو حرارت پہنچاتا ہے۔" [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۔ ادھیائے ۶۔ براہمن ۳۔ کنڈکا ۸]

اس طرح جو پر صنعت تلازمے سچے شاستروں میں سچے علوم کے اصول کو واضح کرنے کے لئے لکھے ہیں اُن کو نئی کتابوں میں بگاڑ کر بالکل لغو کہانیوں کی شکل میں بیان کیا ہے جنہیں کسی کو نہ ماننا چاہیئے اس قسم کی اور بھی کتھائیں مشہور ہیں۔

چنانچہ ایک اور کتھا ہے کہ اندر نام ایک دیوتاؤں کا راجہ تھا اُس کا توشٹا کے بیٹے وِرتراسر کیساتھ سنگرام (جنگ) ہوا۔ وِرتراسر نے اندر کو نگل لیا جس سے دیوتاؤں کو بڑا خوف پیدا ہوا اور اُنہوں نے وشنو سے فریاد کی۔ وشنو نے اُن کو یہ تدبیر بتلائی کہ میں سمندر کے اندر داخل ہوتا ہوں پھر جو سمندر کے جھاگ اُٹھینگے۔ اُن سے یہ وِرتراسر فنا ہو جائیگا۔" اس قسم کی بے سر و پا باتیں نام کے پُرانوں مگر اصل میں نئی کتابوں میں لکھی ہیں۔ دانشمند اور نیک لوگوں کو اُنہیں ہرگز نہ ماننا چاہیئے کیونکہ ان کہانیوں میں تلازمہ ہے۔ چنانچہ اس کی اصلیت یہ ہے:-

سورج اور بادل کا تلازمہ

"میں اندر یعنی سورج یا پرمیشور کی قوت اور جلال کو بیان کرتا ہوں جنمیں سے اوّل سورج کا وجر یعنی روشنی اور ایشور کی قوت ہے۔ اُس (سورج) نے اہی یعنی بادل کو مار گرایا اور اُس کو مار کر زمین پر پھیلا دیا۔ اُس سے زمین پر پانی پھیل پڑا۔ اور ندیاں پانی کے زور سے ٹوٹ پڑیں اور پانی کناے [illegible] رہے گھ یعنی پہاڑ سے نکلتی ہیں اور بادل کا پانی جو انتر کش (خلا) کے اندر سے ٹوٹ کر [illegible] ہے ول) کا جسم شکستہ ہے۔" [رگوید منڈل ۱۔ سوکت ۳۲۔ منتر ۱]

"جر و نام مترادف ہے۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۷۔ ادھیائے ۴]

[illegible] ترون کا ترجمہ کیا ہے اُس میں اختصار کا خیال رکھا گیا ہے۔

"توشٹا (بادل) کو مار گرایا اور اُس اہی یا وِرتراسر یعنی بادل کو مارنے کے لئے

سورج اور بادل کی لڑائی اور سورج کی فتح

بادلوں میں رہنے والی پُر نور اور اپنی کرنوں سے پیدا ہونے والی بجلی کو کڑکایا جس سے وِرتراسر (بادل) پاش پاش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ زمین پر گرنے کے بعد وہی پانی کے

تلازمۂ آفتاب زمین کا باہمی تعلق ہے۔ زمین ماتا یعنی جائے قیام ہے۔ زمین اور سورج یا زمین اور بادل چادر چھت اور چاندنی یا دو بالمقابل کھڑی ہوئی فوجوں سے مشابہ ہیں (یہ محض ایک تلازمہ ہے) بادل جو بمنزلہ باپ ہے زمین میں جو بمنزلہ دختر ہے۔ آب باراں صورت حمل کو قائم کرتا ہے (اس کو تلازمہ تصور کرنا چاہیئے)"

[رگ وید۔ منڈل ۱۔ سوکت ۱۶۴۔ منتر ۳۳]

مندرجہ ذیل منتر میں بھی یہی تلازمہ ہے۔

"دیوی یعنی سورج جو بمنزلہ باپ ہے شفق میں جو بمنزلہ اُس کی دختر کے ہے۔ کرن صورت نطفہ سے حمل قائم کرتا ہے جس سے دن جو اُس کے فرزند کی مثال ہی پیدا ہوتا ہے" [رگ وید۔ منڈل ۳۔ سوکت ۳۱۔ منتر ۱]

اس طرح نرکت اور برہمن میں نہایت عمدہ تلازمہ باندھا ہے۔ جو ایک امر واقعی کا بیان ہے مگر برہم ویورت وغیرہ میں اُسی کو غلط فہمی سے جھوٹی کہانی کی صورت میں بیان کیا ہے جس کو کسی کو ہرگز نہ ماننا چاہیئے ایک اور کتھا ہے کہ "اندر دیوراج نام ایک آدمی تھا۔ اُس نے گوتم کی عورت سے زنا کیا جس پر گوتم نے بددعا (شاپ) دی کہ تو ہزار بھگ[1] والا ہو جائے اور اہلیا (اپنی عورت) کو یہ بددعا دی کہ تو پتھر کی سل بن جائے۔ پھر رامچندر کی خاک پا کے چھونے سے اہلیا کی بددعا دور ہو گئی" یہ کتھا بھی بالکل غلط ہے

سورج اور رات کا تلازمہ کیونکہ اس میں تلازمہ ہے۔ اندر سے پُر حرارت آفتاب مراد ہے جو روئے زمین کی تمام چیزوں کو روشن کرتا ہے۔ چونکہ سورج اعلیٰ درجہ کی قوت کا مخزن یا سرچشمہ ہے اس لئے اُس کا نام اندر ہے۔ سورج اہلیا (رات) کا جار (زائل کرنیوالا) ہے۔ اہلیا (رات) سوم (چاند) کی عورت ہے چاند کا نام گوتم ہے۔ لفظ گوتم کے معنی "چلنے والا" یا "گورا" (لالہ فام) ہیں اسلئے گوتم سے چاند مراد ہے چاند اور رات کا مرد عورت کا رشتہ ہے۔ رات کو اہلیا اسلئے کہتے ہیں۔ کہ اُس میں اہر (دن) کے (زائل یا ختم) ہو جاتا ہے پس اہلیا سے رات مراد ہے۔ چاند تمام جانداروں کو سرور راحت بخشتا ہے اور اپنی بیوی یعنی رات کو مسرور کرتا ہے۔ اندر (سورج) گوتم (چاند) کی بیوی اہلیا (رات) کا جار (فنا کرنے والا) کہلاتا ہے۔ لفظ جار کے معنی جرا بڑھاپا یا فنا لانیوالا ہیں۔ اس لئے سورج رات کا فنا کرنے والا ہے۔ لفظ "جار" جرش "जृष" مصدر سے نکلتا ہے جسکے معنے عمر گھٹانا ہے۔ چونکہ اندر یعنی سورج رات کی عمر کو گھٹاتا ہے اسلئے اُس کو جار سمجھنا چاہیئے چنانچہ اس بارہ میں حسب ذیل حوالے لکھے جاتے ہیں۔

"جب چاند برآمد ہوتا ہے تو اپنے قدوم میمنت لزوم سے اہلیا کو سرور بخشتا ہے اور سورج اس اہلیا کا

[1] بھگ عورت کے اندام نہانی کو کہتے ہیں۔ مترجم

کی بنائی ہوئی نہیں جہانتک وید کے مطابق پائی جائیں سچے دھرم اور علم سے پُر اور عقل و دلیل سے ثابت ماننی چاہئیں۔

اِن کے علاوہ متعصب۔ کوتاہ عقل۔ کم علم۔ ادھرم پر چلنے والے۔ نارستی شعار لوگوں کی بنائی ہوئی

غیر مستند اور قابل ترک کتابیں

: وید کے خلاف اور عقل و دلیل سے خالی کتابیں ہرگز کسی کو نہ ماننی چاہئیں اِس قسم کی کتابوں کو بھی یہاں اختصار کے ساتھ گنایا جاتا ہے۔

(۱) رُوْر یامل وغیرہ تمام تنتروں کی کتابیں۔

(۲) برہم ویورت وغیرہ پُران۔

(۳) منوسمرتی کے وہ شلوک جن میں تحریف ہوئی ہے اور نیز منوسمرتی کے علاوہ تمام سمرتیاں۔

(۴) سارسوت۔ چندرکا۔ کومدی وغیرہ ویاکرن (علم صرف ونحو) کی غلط کتابیں۔

(۵) مطلق زد میمانسا شاستر کے خلاف۔ نرنے سندھو وغیرہ کتابیں۔

(۶) روشرپتی تک اور نیائے شاستروں کے خلاف۔ ترک سنگرہ سے لیکر جاگدیشی تک تمام نیائے کی فرضی کتابیں

(۷) علمی کل شاستر کے خلاف ہٹھ پردیپکا وغیرہ کتابیں۔

(۸) سانکھ شاستر کے خلاف سانکھ تتو۔ کومدی وغیرہ کتابیں۔

(۹) مستند ویدانت شاستر کے خلاف ویدانت سار۔ پنچ دشی۔ یوگ واششٹھ وغیرہ کتابیں۔

(۱۰) منتر یوتش شاستر کے خلاف مہورت چنتامنی وغیرہ کتابیں جن میں مہورت (ساعت) جنم پتر (جنم پتری) اور پھلادیش (تقویم) وغیرہ کا بیان ہے۔

(۱۱) اگست اور کوت سوتر کے خلاف نتری کنڈکا۔ سنان سوتر۔ پرشٹھ وغیرہ کتابیں جن میں منگسر وغیرہ کے مطابق ایکادشی وغیرہ تتھی (تاریخ) کے برت۔ کاشی (بنارس) وغیرہ مقام یا تیرتھ کی یاترا نام رٹنے یا اسنان کرنے اور غیر ذی روح مورتی کو پوجنے سے مکتی ملنا یا پاپ سے چھوٹ جانا لکھے ہیں۔

(۱۲) وید دشمنوں اور سمپردائے (مت یا فرقہ) والوں کی بنائی ہوئی کتابیں اور وہ کتابیں اور اُپدیش جنہیں ہمیں سختی سے انکار کیا گیا ہے۔ ان سب کو ویدوں کے خلاف ہونے اور عقل و دلیل سے خارج ہونے کی وجہ سے نیک لوگوں کو نہیں ماننا چاہئے۔

ہو سکتا ہے کہ جہاں بہت سا جھوٹ ہو وہاں کسی قدر سچ بھی ہو اُس کو لینا چاہئے یا نہیں؟

وید کے ایسے سچ کی مثال زہریلے کھانے کی مانند ہے یعنی جس طرح اہل بصارت زہریلے کھانے کو خواہ

سنہتا نام کی چار کتابیں شامل تھیں۔ نیکشا میں پانینی وغیرہ منیوں کی بنائی ہوئی کتابیں۔ اور کلپ میں ماتو کلپ سوتر وغیرہ شامل ہیں۔ ویاکرن کی کتابیں اشٹادھیائی۔ مہابھاشیہ دھاتو پاٹھ۔ اُن آدی گن پراتی پدک۔ گن پاٹھ ہیں اور نرکت مصنفہ یاسک منی جس میں نگھنٹو بھی شامل ہے وید کا چوتھا انگ ہے۔ چھند میں پنگل آچاریہ کا بنایا ہوا سوتر بھاشیہ ہے۔ جیوتش میں رشتھ وغیرہ رشیوں کی بنائی ہوئی ریکھا گنت (علم مساحت و اقلیدس) اور بیج گنت (علم جبر و مقابلہ) کی کتابیں شامل ہیں یہ چھ کتابیں وید انگ کہلاتی ہیں۔

اور چھ اُپانگ ہیں۔

(۱) جیمنی منی کا پورو میمانسا شاستر جسپر ویاس منی نے بھاشیہ (شرح) لکھا ہے۔ اس میں کرم کانڈ یعنی عمل یا رسوم کا بیان ہے اور دھرم (عرض) اور دھرمی (جوہر) کی تشریح کی ہے۔

(۲) کناد منی کا ویشیشک شاستر جس پر گوتم منی نے پرشنست پادشرح لکھی ہے اس میں خصوصاً جوہر کا بیان ہے۔

(۳) گوتم منی کا نیائے شاستر جسپر واتسیائن رشی نے شرح لکھی ہے اسمیں پرارتھ ودیا (علم طبیعیات) کا بیان

(۴) پتنجلی منی کا یوگ شاستر جس پر ویاس منی نے شرح لکھی ہے۔

پورو میمانسا۔ ویشیشک اور نیائے شاستر میں تمام جوہروں کا ثبوت سماعی۔ ذہنی اور قیاسی علاج ذریعہ سے دیا جاتا ہے۔ مگر اُن کا علم حقیقی یا انکشاف اور اُپاسنا (عبادت الٰہی) کا طریق یوگ شاستر میں بیان کیا گیا ہے۔

(۵) کپل منی کا سانکھیہ شاستر جس کی بھاگرو منی نے شرح کی ہے اس میں امتہ ۱۰ کی تعداد بیان کی گئی ہے۔

(۶) ویاس منی کا ویدانت شاستر جس پر بودھاین رشی نے شرح لکھی ہے اسمیں برہما

مستند اُپنشد

دس اُپنشد بھی اسی اُپانگ میں شامل ہیں اُنکے نام یہ ہیں:- ایش۔ کید منڈک۔ مانڈوکیہ۔ تیتریہ۔ ایتریہ۔ چھاندوگیہ۔ برہدارنیک۔ اس طرح چار وید موہ شاکھاؤں اور نفس (یعنی چاروں براہمنوں) کے اور چار اُپ وید اور چھ وید انگ جس میں چھ اُپانگ بھی شامل ہیں۔ تمام چودہ ودیا (علوم) کہلاتے ہیں جن کو حاصل کرنا انسان کا فرض ہے۔ یقین جاننا چاہیئے کہ ان کے سے کامل علم ہو جاتا ہے اور تمام باطنی اور خارجی علم اور عمل کا انکشاف ہو کر انسان مہا ودوان (عالم فاضل) اور پرمیشور کے کلام یعنی ویدوں اور اُسکے متعلق کتابوں کا بیان ہوا۔ براہمن وغیرہ کتابیں جو رشی

مُستند وغیر مُستند کتابوں کا بیان

آغاز آفرینش سے لیکر آج تک بے رد رعایت اور ہوا ہوس و دشمنی سے خالی سچائی اور دھرم کو عزیز جاننے

تند بالذات اور تند بالغیر کی تشریح

والے۔ نیک چلن۔ دُنیا کی بھلائی کرنے والے آریہ عالم جن جن مستند بالذات اور مستند بالغیر کتابوں کو جس طرح مانتے آئے ہیں اب اُس کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

ایشور کی الہامی کتابیں

ایشور کی الہامی کتابیں ہیں وہ سُوتہ پُرمان (مستند بالذات) ماننی چاہئیں اور جو کتابیں انسان نائی ہوئی ہیں وہ پَرتہ پَرمان یعنی مستند ہونے کے لئے محتاج بالغیر ہیں۔ چار وید ایشور کا الہام ہیں ہ مستند بالذات ہیں۔ ایشور کا کلام خطا وغیرہ عیوب سے پاک ہے۔ کیونکہ ایشور علیم کل ہمہ دان اور قادر ت ہے۔ ویدوں میں وید ہی کی سند مانی جاتی ہے۔ مثلاً آفتاب اور چراغ اپنی ہی روشنی سے عیاں و ئی ہیں اور تمام مجسم اشیاء کو روشن کرتے ہیں۔ اسی طرح وید بھی اپنے ہی نور سے منور ہیں اور تمام گ تابوں کو ضیا بخشتے ہیں۔ جو کتابیں وید کے خلاف پائی جاتی ہیں اُن کی سند کرنا واجب نہیں خواہ وید میں کوئی بات دوسری کتابوں سے خلاف پائی جاوے تاہم وید غیر مستند نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ ند بالذات ہیں اور اُن کے سوائے باقی تمام کتابیں مستند ہونے کے لئے شہادت وید کی محتاج ہیں صرف نہتائیں جو چار وید کے نام سے مشہور ہیں مستند بالذات ہیں اور اُنکے علاوہ براہمن کے نام کی کتابیں

براہمن۔ شاکھائیں

جن میں اُن کی شرح ہے۔ جہاں تک وید کے مطابق ہیں مستند ہیں اور نیز ویدوں کی ہیں ایک ہزار ایک سو ستائیس شاکھائیں جو وید کے منتروں کی شرح ہیں۔ جہاں تک وید تند ہیں۔ یہی کیفیت وید کے چھ انگوں کی ہے جن کے یہ نام ہیں:-

ت) کلپ[2] (رسمکاروں کا ہدایت نامہ) ویاکرن[3] (علم صرف ونحو) نرکت[4] (علم لغت)) جیوتش (علم ہیئت وہندسہ) اس کے علاوہ چار اُپ وید ہیں۔ آیُر وید (علم طب) (فنِ جنگ و اسلحہ و انتظام سلطنت) گاندھرو وید (علم موسیقی) اَرتھ وید (علم صنعت و ہنر) ان ے حرک۔ سشرت۔ نگھنٹو وغیرہ کو آیُر وید مانا جاتا ہے اور دھنُر وید کی کتابیں عموماً گم ہیں۔ یہ علم تمام علوم کے تجربات کے نتائج اور ایجاد سے ماخوذ ہوتا ہے۔ اسلئے وہ اب بھی حاصل ہے۔ انگرا وغیرہ رشیوں کی بنائی ہوئی بہت سی دھنر وید کی کتابیں تھیں۔ گندھرو وید سے سام گانے وغیرہ کا علم مراد ہے اور اتھ وید میں وشو گرما۔ توشٹری اور منے کی بنائی ہوئی

بڑا مان کر عزت دینا چاہیئے۔

"کتوں، پتت (کنگال یا منحوس لوگوں)، شونڈ پنچ (بھنگی وغیرہ) پاپ روگی (کوڑھی وغیرہ مریض) کتے وغیرہ جانوروں اور چیونٹیوں کے لئے کھانے کی چیز میں سے چھ حصے نکال کر زمین پر رکھے"

[منوسمرتی ادھیائے ۳۔ شلوک ۹۲]

اور اُن میں سے ہر جاندار کو اُس کا حصہ دیکر اُن کی پرورش کرنی چاہیئے۔

۵۔ اتتھی یگیہ: جہاں اتتھیوں کی خدمت و تواضع بدل و جان کی جاتی ہے۔ وہاں ہر قسم کا سکھ رہتا ہے اتتھی اُنہیں کہتے ہیں جو تمام علوم میں ماہر دُنیا کی بھلائی کرنے والے حواس کو ضبط میں رکھنے والے دھرم پر چلنے والے۔ راست گفتار، مکر و فریب وغیرہ عیبوں سے خالی اور ہمیشہ جگہ بجگہ پھرنے والے ہوں۔ اس بارہ میں کئی وید منتر شاہد ہیں مگر یہاں بنظر اختصار صرف دو منتر لکھے جاتے ہیں۔

"جو مذکورہ بالا صفات سے موصوف عالم نہایت اعلیٰ اور عمدہ گُنوں سے آراستہ اور خدمت و تعظیم کے لائق ہیں اُن کو اتتھی کہتے ہیں۔ اُن کے آنے جانے کی کوئی تتھی (تاریخ) مقرر یا معلوم نہیں ہوتی یعنی جو اپنی خوشی سے ناگہاں آجائیں اور بلا کہے چلے جائیں وہی برائتیہ یا اتتھی کہلاتے ہیں"

[اتھروید۔ کانڈ ۱۵۔ انوواک ۲۔ ورگ ۱۱ منتر ۱]

"جب وہ گرہستھی (خانہ دار) کے گھر پر تشریف لاویں تو گرہستھی کو بڑی تعظیم و تکریم سے اُٹھ کر نمسکار کرنا چاہیئے اور اُن کو سب سے اونچی اور اچھی جگہ پر بٹھانا چاہیئے اور حسب مناسب خاطر تواضع کر کے یہ پوچھنا چاہیئے کہ اے برائتیہ (بزرگوار)! آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ اے اتتھی! یہ پانی لیجئے۔ آپ اپنے سچے اُپدیش (نصیحت) سے ہمیں مرہون عنایت کیجئے اور آپ ہماری تواضع کو قبول کر کے خوش اور مسرور ہوجیئے اے برائتیہ! جیسا آپ کا حکم یا منشاء ہو ہم ویسا ہی کریں۔ جو شے آپکے مرغوب خاطر ہو اُسکے لئے حکم کیجئے اے برائتیہ! جیسی آپ کی خواہش ہو ہم اُسی طرح آپ کی خدمت بجالائیں ہم آپ کے حکم کی تعمیل کیلئے بدل و جان حاضر ہیں۔ ہم آپ کی خاطر تواضع اور خدمت و صحبت کے ذریعہ سے علم کی ترقی حاصل کریں اور ہمیشہ اُس سے سکھ پاویں" [ایضاً منتر ۲]

پنچ مہایگیہ کا مضمون ختم ہوا

(۱) سانو گایہ اِندر سے لازوال صفات سے موصوف اور قادرِ مطلق پرمیشور مُراد ہے۔
(۲) سانو گایہ یَم سے بے رو رعایت انصاف اور عدل کی صفت سے موصوف پرمیشور جاننا چاہیئے
(۳) سانو گایہ وَرُن سے علم وغیرہ عمدہ و اعلےٰ صفات سے موصوف سب سے افضل و اشرف پرمیشور سمجھنا چاہیئے
(۴) سانو گایہ سوم سے راحت بخش عالم اور خالقِ جہان ایشور مُراد ہے۔
(۵) مَرُت سے ایشور کی قُوّت سے تمام کائنات کو قائم رکھنے والی اور حرکت دینے والی ہوائیں مُراد ہیں۔
(۶) اَپ سے محیطِ کُل پرمیشور مُراد ہے۔
(۷) وَنسپتی سے وَن (دُنیاؤں) کا پتی (مالک) ایشور یا ہوا اور بادل وغیرہ اشیاء مراد ہیں۔ (یعنی یہ منشا ہے کہ ایشور نے جن بڑے بڑے اور عمدہ تاثیر والے درختوں کو پیدا کیا ہے۔ اُن سے پورا پورا فائدہ حاصل کرنا چاہیئے)
(۸) شری سے سب کا مخدوم و معبود عین راحت اور صاحبِ جمال ایشور اور اُس کی پیدا کی ہوئی تمام خوشنما صنعتیں مراد ہیں۔
(۹) بھدر کالی سے ایشور کی بہبودی۔ بہتری اور سکھ عطا کرنے والی طاقت مراد ہے۔
(۱۰) برہسپتی سے تمام شاستروں کے جاننے والے عالموں کا محافظ یا وید اور تمام کائنات کا مالک ایشور مراد ہے۔
(۱۱) واستوپتی جس میں تمام موجودات قایم ہے اُسے واستو یعنی آکاش کہتے ہیں اور واستوپتی سے آکاش کا مالک ایشور مُراد ہے۔
(۱۲) وِشوَدیوا سے ایشور کی تجلّی بخش عالم صفات یا تمام عالم مُراد ہیں۔
(۱۳) وِواجِر سے دن میں چلنے پھرنے والے یعنی دن کو جاگنے والے جاندار مراد ہیں۔
(۱۴) نکتم چاری سے رات کو چلنے پھرنے والے یعنی رات کو جاگنے والے جاندار مُراد ہیں۔
(یعنی یہ دونوں قسم کے جاندار ہمیں کچھ نقصان نہ پہنچائیں اور ہم اُن کے ساتھ صلح سے رہیں)
(۱۵) سَروا تم بھوتی سے تمام جیووں کی پُشت و پناہ یا اُنکا قائم رکھنے والا ایشور مُراد ہے۔
(۱۶) پِترسُودھائی اس کا ترجمہ اوپر کر چکے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۶۶)
اِن سب کے لئے نمہ یا نمسکار کرنا چاہیئے یعنی عجز و انکسار کے ساتھ اُن کو تعظیم دینا اور سب کو اپنے سے

---

[1] نمہ نگھنٹو ادھیائے ۳ کھنڈ ۲ میں اَنّ (اناج یا کھانا وغیرہ) کا مترادف آیا ہے۔ اِسلئے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ عالموں کی کھلانے وغیرہ سے تواضع کرنی چاہیئے۔ مترجم

(۸) پرجاپتی سے تمام کائنات کا مالک و محافظ ایشور مراد ہے۔
(۹) شہد یا دودھ سے یہ مراد ہے کہ آگ یا اجرام روشن اور زمین ایشور کی اعلیٰ قدرت اور صنعت سے پیدا ہوئے ہیں جن سے کامل فیض و فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔
(۱۰) سوشٹ کرت سے حسب خواہ عمدہ سکھ دینے والا ایشور مراد ہے۔
گویا ان کے لئے یہ بلی یعنی گھر میں پکی ہوئی چیز سے چولھے کی آگ میں ہوم کیا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا منتروں سے ہوم کرنے کے بعد بلی دان یعنی عالموں کی دعوت یا ضیافت کرنی چاہیئے۔ اس کو نتیہ شرادھ یعنی عالموں کی روزانہ تواضع بھی کہتے ہیں۔ اسکے متعلق سوالہ منتر نیچے لکھے جاتے ہیں۔

نتیہ شرادھ

(۱) اوم سانگائے اندرایہ نمہ	ओं सानुगायेन्द्राय नमः ॥ १ ॥
(۲) اوم سانگائے یمایہ نمہ	ओं सानुगाययमाय नमः ॥ २ ॥
(۳) اوم سانگائے ورُنایہ نمہ	ओं सानुगाय वरुणाय नमः ॥ ३ ॥
(۴) اوم سانگائے سومایہ نمہ	ओं सानुगाय सोमाय नमः ॥ ४ ॥
(۵) اوم مرُدبھیو نمہ	ओं मरुद्भ्यो नमः ॥ ५ ॥
(۶) اوم اَدبھیو نمہ	ओं अद्भ्यो नमः ॥ ६ ॥
(۷) اوم وَنسپتی بھیو نمہ	ओं वनस्पतिभ्यो नमः ॥ ७ ॥
(۸) اوم شریئی نمہ	ओं श्रियै नमः ॥ ८ ॥
(۹) اوم بھدرکالیئی نمہ	ओं भद्रकाल्यै नमः ॥ ९ ॥
(۱۰) اوم برہم پتیئے نمہ	ओं ब्रह्मपतये नमः ॥ १० ॥
(۱۱) اوم واستوپتیئے نمہ	ओं वास्तुपतये नमः ॥ ११ ॥
(۱۲) اوم وشوے بھیو دیوے بھیو نمہ۔	ओं विश्वेभ्योदेवेभ्यो नमः ॥ १२ ॥
(۱۳) اوم دواچرے بھیو بھوتے بھیو نمہ	ओं दिवाचरेभ्यो भूतेभ्यो नमः ॥ १३ ॥
(۱۴) اوم نکتم چاری بھیو نمہ	ओं नक्तं चारिभ्यो नमः ॥ १४ ॥
(۱۵) اوم سروآتم بھوتیئے نمہ	ओं सर्वात्मभूतये नमः ॥ १५ ॥
(۱۶) اوم پتری بھیہ سودھائی بھیہ۔ سودھا نمہ	ओं पितृभ्यः स्वधायिभ्यः स्वधा नमः १६

لفظ "نمہ" "نم" नम "مصدر سے بنتا ہے جسکے معنی جھکنا۔ تعظیم کرنا یا اطاعت کرنا اور بولتا ہیں انسان کو اچھے آدمیوں کی عزت۔ نیک باتوں کی قدر اور اعلیٰ مضامین پر غور کرنے سے کامل علم و معرفت حاصل ہوتی ہے۔

سادھو یا مہمان) کو روٹی کھلاتے ہوئے حسب دلخواہ عالمگیر حکومت اور اقبال و حشمت کو حاصل کر کے مسرور ہوں اور کبھی تیری حکم عدولی نہ کریں یعنی دنیا کے کسی جاندار کو کبھی تکلیف نہ دیں۔ بلکہ آپ کے فضل و کرم سے تمام جاندار ہمارے خیر خواہ ہوں اور ہم بھی سب کے ساتھ دوستانہ برتاؤ کریں۔ اور اس طرح باہم ایک دوسرے کو فیض پہنچاویں۔" [اتھروید۔ کانڈ ۱۹۔ انوواک ۷۔ منتر ۷]

یجروید کے ادھیائے ۱۹ کا ۳۹ واں منتر بھی جس کو (صفحہ ۱۶۰ پر) لکھ چکے ہیں اور جس میں یہ لفظ آئے ہیں کہ "دنیا کی تمام مخلوقات پاک اور نیک ہو وغیرہ" اسی مضمون سے تعلق رکھتا ہے۔

اب آگے وہ منتر لکھے جاتے ہیں جن سے بلی ویشو دیو ہوم کیا جاتا ہے۔

بلی ویشو دیو ہوم کے منتر	(۱) اوم اگنیے سوا ہا۔
	(۲) اوم سومائے سوا ہا۔
	(۳) اوم اگنی شومابھیام سوا ہا۔
	(۴) اوم وشوے بھیو دیوے بھیو سوا ہا۔
	(۵) اوم دھنونتر ے سوا ہا۔
	(۶) اوم کہوئی سوا ہا۔
	(۷) اوم انومتی سوا ہا۔
	(۸) اوم پرجاپتیے سوا ہا
	(۹) اوم سہدیاوا پرتھوی بھیام سوا ہا۔
	(۱۰) اوم سوشٹ کرتے سوا ہا۔

ओमग्नये स्वाहा ॥ १ ॥	
ओं सोमाय स्वाहा ॥ २ ॥	
ओमग्नीषोमाभ्यां स्वाहा ॥ ३ ॥	
ओं विश्वेभ्यो देवेभ्यः स्वाहा ॥ ४ ॥	
ओं धन्वन्तरये स्वाहा ॥ ५ ॥	
ओं कुहवै स्वाहा ॥ ६ ॥	
ओमनुमत्यै स्वाहा ॥ ७ ॥	
ओं प्रजापतये स्वाहा ॥ ८ ॥	
ओं सहद्यावापृथ्वीभ्यां स्वाहा ॥ ९ ॥	
ओं स्विष्ट कृते स्वाहा ॥ १० ॥	

(۱) اگنی سے علیم کل اور منور بالذات پرمیشور مراد ہے۔

(۲) سوم سے راحت بخش عالم۔ خالق جہاں ایشور مراد ہے۔

(۳) اگنشوم سے پران (اندر سے باہر جانیوالا سانس) اور اپان (باہر سے اندر آنے والا سانس) مراد ہے۔

(۴) وشوے دیوا سے ایشور کے تجلی بخش۔ عالم صفات یا تمام عالم لوگ مراد ہیں۔

(۵) دھنونتری سے تمام بیماریوں کو دفع کرنے والا ایشور مراد ہے۔

(۶) کہو سے اماوس یعنی ہلال کے دن کی نگیہ یا قوت حافظہ مراد ہے

(۷) انومتی سے پورنماسی یعنی بدر کے دن جو پندرہ روزہ نگیہ کی جاتی ہے یا تحصیل علم کے بعد جو لیاقت تجربہ اور دماغی طاقت حاصل ہوتی ہے اس سے مراد ہے۔

"اے پرمیشور! ہم تجھے اپنا معبودِ حقیقی مان کر اپنے دل کے آکاش میں اور اپنا عادل منصف حاکم سمجھ کر سلطنت میں متمکن و قائم کرتے ہیں۔ اے خالقِ جہاں! ہم ہمیشہ تیرا ذکر سُنیں اور دوسروں کو سُنا دیں تاکہ ہمیں سچا علم حاصل ہو اور دولت وغیرہ عمدہ سامان اور راحت و مسرت حاصل ہو تو ہمیں سچی ہدایت اور علم جسکی ہمیں خواہش ہے عطا کر۔" [ایضاً۔ منتر ۷۰]

پتروں کے درجے

"جن کو امرت یعنی موکش (نجات) کا علم حاصل ہے۔ اُن سُوکا درجہ پائے ہوئے عالموں اور خانہ دار بزرگوں کے لئے ہم کھانا وغیرہ عمدہ چیزیں دیں جو چوبیس سال تک برہمچرج کے ساتھ علم پڑھ کر دوسروں کو پڑھاتے ہیں۔ اُن کو سَودھائی یعنی سُوکہتے ہیں اور جو چوالیس برس تک برہمچرج کر کے تحصیل علم کرتے ہیں اور دوسروں کو تعلیم دیتے ہیں اُن کو رُدر یا پتامہہ کہتے ہیں۔ اور جو اڑتالیس برس تک برہمچرج رکھ کے ساتھ علم کا انتہائی درجہ حاصل کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو تعلیم دیتے ہیں۔ اُن کو آدتیہ یا پرپتامہہ کہتے ہیں۔ وہ سچے علوم کے مخزن اور سورج کی طرح علم کی روشنی پھیلانے والے ہوتے ہیں اُن سب کیلئے ہمارا متواتر نمسکار ہو۔ اے پتر (بزرگوار)! آپ اسی مقام پر بیٹھ کر تے ہوئے یعنی تعلیم دیتے ہوئے ہماری خاطر تواضع یعنی کھانا۔ کپڑا وغیرہ قبول کیجئے اور ہمیشہ آرام و راحت سے زندگی بسر کیجئے۔ اے بزرگوار! ہماری خدمت و تواضع سے خوش اور ترپت (سیر) ہو جیئے اور ہمیں اپنے اُپدیش (ہدایت و نصیحت) سے پاک کیجئے یعنی ہمارے جہالت وغیرہ عیبوں کو دور کیجئے۔" [یجروید ادھیائے ۱۹۔ منتر ۳۶]

"اے پتامہہ اور پرپتامہہ کے درجہ والے بزرگو! آپ میرے دل فعل اور زبان کو متواتر پاک اور درست کیجئے۔ یعنی ہمیں نیک کام کرنیکی ہدایت و نصیحت کر کے نیک چلن بنائیے۔ ہم آپ کی نصیحت سے برہمچرج کر کے تو ابرس تک نیکی کے ساتھ زندگی بسر کریں اور پوری عمر پاویں۔" [ایضاً منتر ۳۷]

اس منتر میں چھاندوگیہ اُپ نشد پر پاٹھک ۳۔ کھنڈ ۱۶۔ منتر ۱ تا ۶ کے حوالے سے سَودھائی۔ پتامہہ اور پرپتامہہ کا ترجمہ۔ وسُو۔ رُدر۔ اور آدتیہ کیا گیا ہے۔ یہ عالموں کے تین درجے ہیں۔

۴ بلی ویشو دیو

گھر میں جو کھانا پکا ہو اُس میں سے نمکیں اور ترش چیز کو چھوڑ کر باقی اشیا سے بلی ویشو دیو کرنا چاہیئے۔

بلی ویشو دیو کا طریق

"بڑا آہن وغیرہ گرہستھی جو چیز گھر میں بنی ہو اُس سے چولھے کی آگ میں (رسوا وغیرہ میں) عمدہ گُن پیدا کرنے کے لئے ہوم کرے۔" [منوسمرتی۔ ادھیائے ۳۔ شلوک ۸۴]

"اے پرمیشور! جس طرح روزمرہ گھوڑے کے آگے بہت سی گھاس یا چارہ ڈالا جاتا ہے۔ اسی طرح ہم تیرے حکم کی تعمیل میں روزمرہ آگ کے اندر بلی (پکی ہوئی کھانے کی چیز کا ہون) کرتے ہوئے یا آتھی (گھر آئے

اپنے علم و نصیحت کی دولت سے نہال کیجئے تاکہ ہمارے درمیان اہل دماغ اور توانا جوان پیدا ہوں اور ہمارا علم حقیقی کا خزانہ بھرپور رہے۔" [ایضاً۔ منتر ۵۹]

"آگ۔ ہوا۔ پانی اور بھوگربھ (علم طبقات ارضی یا جیولوجی Geology) وغیرہ علوم میں ماہر روشن ضمیر پرمیشور کو جاننے والے سچے علوم کو بیان کرنے والے اور آن ودیا (علم طب) سے جسم اور دماغ کی قوت کو حاصل کرنیوالے بزرگ ہم سے خوش و مسرور ہو کر ہمیں راحت بخشیں۔ اُن عالموں سے ہم ہمیشہ انصاف اور حق سے بھری ہوئی پران نیتی (اصولِ معاشرت یا یوگ) کے علم کو حاصل کریں۔ وے عالم اور ہم بھی علم معرفت کے حصول اور رفاہِ عام کے اصول کی تعمیل میں دوسروں کے تابع اور اپنے ذاتی فائدے کے کاموں میں خود مختار رہیں۔ منور بالذات اور سب کو نور عطا کرنیوالا پرمیشور عالموں کے جسم کو ہماری خاطر اپنی رحمت سے قائم رکھے تاکہ ہمارے درمیان بہت سے عالم ہوں۔" [ایضاً منتر ۶۰]

"اے انسانو! جس طرح ہم موسموں کے علم یا مصلحتِ وقت کے مطابق تدبیر و کوشش کرنے والے بزرگوں (پتروں) کی دعوت کرتے ہیں اسی طرح تم کو بھی انہیں بلانا اور اُن کی خدمت و تواضع کرنی چاہئے۔ جو سوم کا عرق پینے والے اور دنیا میں سب کے ممدوح۔ نیک اعمال دانشمند اور عالم لوگ ہیں وہ ہمارے معاون اور رہنما ہوں۔ سوم ودیا (علم نباتات) کو پڑھنے اور پڑھانے والوں کی صحبت سے ہم سچے علوم کو حاصل کریں اور عالمگیر حکومت اور اقبال و حشمت کو اپنے قبضۂ تصرف میں لاویں۔" [یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۶۱]

"اے پرمیشور! جو پتر (بزرگ) عالم ہمارے درمیان موجود ہیں یا جو ہم سے دور کسی دوسرے ملک میں رہتے ہیں جن کو ہم جانتے ہیں اور جن کو بوجہ دور دراز مقاموں میں رہنے کے ہم نہیں جانتے تو اُن سب کو ٹھیک ٹھیک جانتا ہے۔ اسلئے تیری عنایت سے ہمیں اُن کا شرفِ نیاز حاصل ہو۔ ہم جو غلہ وغیرہ یا دیگر اشیاء سے یگیہ (رفاہِ عام کا کام) کرتے ہیں آپ اُس کو قبول کیجئے تاکہ ہمیں دنیوی حشمت اور موکش (نجات) حاصل ہو۔ اور ہمارے اعمال ٹھیک رہیں اور جو عالم غائب ہیں یعنی یہاں موجود نہیں ہیں ہمیں اُن کا درشن نصیب ہو۔" [ایضاً۔ منتر ۶۷]

"جو پتر (بزرگ) اس وقت ہمارے قریب پڑھنے اور پڑھانے کے کام میں مشغول ہیں اور جو پیشتر پڑھ کر عالم ہو چکے ہیں۔ نیز جو سطح ارضی سے تعلق رکھنے والے بھوگربھ ودیا (علم طبقات ارضی یا جیولوجی) Geology میں پورے کامل و ماہر ہیں۔ جو صاحبِ مقدرت اور خوشحال رعایا کے سبھا دھیکش (میر انجمن یا راجہ) اور سبھاسد (راکین سلطنت) ہیں اور جو اہل سیاست و حکومت ہیں وہ ہمارے حال پر نوازش کی نظر رکھیں ایسے پتروں (بزرگوں) کے لئے ہمارا ہمیشہ نمسکار ہو۔" [ایضاً منتر ۶۸]

تجربہ و تحقیقات کرنے والے اور ہمارے قدیم بزرگ (پتر) پرمیشور اور دھرم کی خواہش رکھنے والے اور سچے علوم کا دان یا اشاعت کرنے والے سب کو علم و معرفت عطا کرتے ہوئے اُس عالم و منصف حقیقی پرمیشور کو پاتے ہیں۔ ہر انسان کو اسی پر عمل کر کے تمام مرادیں حاصل کرنی چاہئیں۔" [یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۵۱]

"بزرگ و جلیل پرمیشور کا دھیان کرنے والے اور علم میں کامل بزرگ بہبودی و خیر اندیشی کی نظر سے ہماری حفاظت کرنے والے ہمارے ہاں رونق افروز ہوں اور اُن کے تشریف لانے پر ہم اُن سے یہ عرض کریں کہ اے عالمو! آپ تشریف لائے اور ہماری نذر و نیاز کو بنظر محبت قبول فرمائیے۔ اے بزرگوار! آپ کا سایۂ عاطفت ہمارے اوپر ہمیشہ برقرار رہے اور ہم ہمیشہ آپ کی خدمت کرتے رہیں۔ ہماری تواضع کو قبول فرما کر ہمیں سکھ کا چشمہ یعنی علم و معرفت عطا کیجئے اور ہماری جہالت اور پاپ کو دور کر کے ہمیں عیب اور گناہ سے پاک کیجئے تاکہ ہم ہمیشہ پاپ سے الگ رہیں۔" [ایضاً۔ منتر ۵۵]

"ایشور کا دھیان کرنے والے عالم ہمارے ہاں تشریف لا کر کھانا تناول فرمادیں اور سوم وغیرہ سے تیار کئے ہوئے عرق کو نوش فرما کر سیر ہوں۔ اُن نیک گنوں کے عطا کرنے والے بزرگوں سے میں علم حاصل کرتا ہوں (یہاں فعل کے تغیر کی وجہ سے پرنمئی (فعل متعدی) کی بجائے آتمنے پد (فعل لازمی) آیا ہے اور فعل لازمی کے واحد متکلم کی علامت (اٹ) گر گئی ہے) اُنہیں کی صحبت سے مجھے یہ علم ہوا ہے کہ محیط کل پرمیشور نے گوناگون صنعت سے یہ کائنات بنائی ہے اور اُنہیں کے طفیل سے مجھے اس لازوال موکش پد (نجات کے درجہ) کا علم ہوا ہے جس درجہ کو پاکر کمتی پائے ہوئے جیو فوراً اس دنیا میں واپس نہیں آتے۔ یہ سب علم مجھے عالموں کی صحبت سے حاصل ہوا ہے اسلئے ہر انسان کو ہمیشہ عالموں کی صحبت کرنی چاہیئے۔"

[ایضاً۔ منتر ۵۶]

"واجب التعظیم بزرگ (پتر) ہماری التجا کو قبول فرما کر نہایت دلکش خوشنما اور عمدہ عمدہ آرایشوں سے مزین اور طبیعت کو فرحت بخشنے والے آسنوں پر بیٹھیں اور متواتر ہمارے پاس تشریف لا کر ہماری تعظیم و تکریم کو قبول فرمادیں اور ہمارے سوالوں کو سنیں اور سن کر اُن کا جواب لطف فرمادیں اور اس طرح علم عطا کر کے اور کار و بار دنیوی کی بابت نصیحت فرما کر ہمیشہ ہماری حفاظت کریں۔" [ایضاً منتر ۵۷]

"اے پرمیشور کے جاننے والے اور علم حرارت کے ماہر پتر (بزرگوار)! براہ نوازش ہمارے ہاں تشریف لائیے اور تشریف لا کر نہایت عمدہ اور اعلیٰ نیتی یعنی اصول معاشرت کو تلقین فرمائیے۔ ہماری تعظیم و تکریم کو قبول کیجئے اور گھر والوں اور سبھاؤں میں اُپدیش (وعظ) کے لئے قیام فرمائیے۔ سب جگہ دورہ کیجئے۔ ہماری کوشش و محنت کو منظور فرمائیے۔ ہمارے گھر کھانا تناول فرما کر آسن پر بیٹھئے۔ اور ہمیں اور ہمارے تمام کنبے کو

"جو میرے اُستاد وغیرہ بُزرگ جیوا (زندہ اور موجود) ہیں جو سب لوگوں کی بہتری اور بہبودی چاہنے والے اور دھرم اور ایشور کو ماننے والے اور دھرم ایشور اور سچے علم وغیرہ نیک صفات سے آراستہ اور نصیحت سُننے والوں یا شاگردوں کو سچا علم عطا کرنے والے اور دغا فریب وغیرہ عیبوں سے پاک عالم ہیں وہ سچے علم وغیرہ گُنوں سے آراستہ و پیراستہ اپنے اوصاف و خوبی اور اقبال و دولت کے ساتھ سَو برس تک قائم رہیں تاکہ ہم ہمیشہ سکھ پاویں"۔ [یجُروید ادھیائے ۱۹۔ منتر ۴۶]

"اعلیٰ مُتوسط و ادنےٰ گُنوں والے اور سلیم الطبع دُشمنی سے خالی اور ایشور اور وید کو جاننے والے گیانی پتر (بُزرگ) ہر قسم کے کاروبار مثل یگیہ وغیرہ کا علم عطا کر کے ہمیشہ ہماری حفاظت کریں جو پران (روحانی زندگی) کو حاصل کرتے یعنی دو جنموں[1] سے عالم ہوتے ہیں۔ وہی بُزرگ عالم جو زندہ اور ہمارے سر پر موجود ہیں۔ خدمت اور تواضع کرنے کے لائق ہیں نہ کہ مَرے ہوئے [کیونکہ اگر وہ دوسرے مقام پر ہوں اور پاس نہ ہوں تو ہماری خدمت و تواضع کو حاصل نہیں کر سکتے اور نہ ہم اُن کی خدمت کر سکتے ہیں)۔ [یجُروید ادھیائے ۱۹۔ منتر ۴۹]۔

"جو عضو عضو میں سمائے ہوئے اور انسان کی حیات کے باعث پران (نفس) کو اور نیز پرمیشور کو جانتے تمام نیک کاموں اور اعلیٰ سے اعلیٰ اور جدید سے جدید علم میں کمال رکھتے۔ اتھروید اور دھنُروید کو جانتے اور پُختہ عقل۔ نیک رائے اور سلیم الطبع ہیں۔ ہم اُن دُنیا کی بھلائی کرنے والوں اور یگیہ وغیرہ نیک کاموں میں ہوشیار لوگوں سے علم وغیرہ نیک اوصاف حاصل کریں اور بہبودی اور رفاہ عام کے کاموں میں جن سے راحتِ قلبی حاصل ہوتی ہے اُن سے اُپدیش (نصیحت) پاکر دھرم۔ ارتھ (دولت) کام (مُراد) موکش (نجات) کو نصیب ہوں"۔ [ایضاً منتر ۵۰]

"ہمارے درمیان دھرم اور ایشور کو ماننے والے زندہ بُزرگ اور عدالت ہائے سرکاری میں حاکموں کے درجے پر شرف و عزت پائے ہوئے عالم پیدا ہوں اور مُلک میں عدل و انصاف۔ لازوال سکھ۔ حفاظت رعایا اور وہ انتظام سلطنت قائم اور مستحکم ہو جو عالموں کے درمیان مشہور ہے۔ جو اس طرح سچا انصاف کرتے ہیں اُن کے لئے ہمارا نمسکار ہو۔ اور ایسے سچے اور منصف حاکم ہمیشہ ہمارے درمیان قائم رہیں" [ایضاً منتر ۴۵]

"سوم وِدیا دھ علم نباتات کی تعلیم دینے والے اور درشٹھ یعنی تمام علوم اور نیک گُنوں کا شوق و رغبت رکھنے والے۔ علم نباتات کے محافظ اور اوّل آپ تمام علوم کو پڑھ کر دوسروں کو پڑھانے والے یا اُس کا

---

[1] یہ خاص سنسکرت زبان کی اصطلاح ہے۔ انسان جسمانی طور پر ماں باپ سے پیدا ہوتا ہے ایک جنم والا کہلاتا ہے اور جب وہ اُستاد سے تعلیم پاکر میدانِ علم میں قدم رکھتا اور نئی روحانی زندگی حاصل کرتا ہے تب اُس کو دوجنما یعنی دوسرا جنم والا کہتے ہیں مترجم

یا حشمت و دولت کے لئے علم حرارت کو حاصل کرنے والے ہوم کرنے کے لئے یا صنعت اور ہنر کے کاموں میں آگ کو استعمال کرنے والے پتر یعنی صاحب علم و معرفت اور پرورش کرنے والے بزرگ ہمارے ہاں تشریف لاویں اور ہم اُن کی خدمت میں ہمیشہ حاضر رہیں۔ اُن عالموں یا بزرگوں کو آتے ہوئے دیکھ کر ہمیں فوراً اُٹھ کر تعظیم دینی چاہیئے اور یہہ کہنا چاہیئے کہ "اے پتر (بزرگوار)! آئے تشریف لائے اور یہ کہہ کر بڑی خاطر داری سے اُن کو آسن وغیرہ دیکر عزت سے بٹھانا چاہیئے اور یہہ عرض کرنا چاہیئے کہ اے بزرگو! میری اس نگیہ (تواضع) کو قبول فرمائیے اور ہمیں سچا علم عطا کر کے دُکھوں سے حفاظت کیجئے۔ اور نیک ہدائت کیجئے۔" [یجروید۔ ادھیائے ۱۹۔ منتر ۵۸]

" اے پتر و (بزرگو) اس سبھا (مجلس) یا پاٹھ شالا (مدرسہ) میں ہمیں علم اور معرفت عطا کر کے سکھی کیجئے۔ اور اپنے اپنے درجہ علمی کے مناسب ہماری تواضع کو قبول کیجئے اور سچی ہدایت و نصیحت (اُپدیش) اور علم عطا کرنیکے کام میں بخوشی خاطر اور پوری پوری ہمت و استقلال کے ساتھ قائم ہوجئے۔ ہم آپ کی لیاقت کے مناسب آپ کی عزت و تعظیم کرتے ہیں۔ آپ ہمارے نیک اطوار کو دیکھ کر خوش ہوجئے۔" [یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۳۱]

" اے پتر (بزرگوار)! رس یعنی سوم لتا وغیرہ کے عرق کا علم۔ آنند (راحت) اور آگ اور ہوا کا علم معیشت کے لئے علم روزگار اور نیز موکش کا علم حاصل کرنے مصیبت کا دفعیہ۔ بدوں پر سختی اور غصہ کی عادت چھوڑنے اور تمام علم حاصل کرنیکے لئے ہم تم کو بار بار نمسکار کرتے ہیں۔ اے بزرگوار! خانہ داری کے متعلق جملہ کاروبار کی واقفیت عطا کیجئے۔ اے بزرگوار! جو عمدہ سامان میرے اختیار و ملکیت میں ہے اُس کو ہم آپ کی نذر کریں اور آپ سے علم حاصل کر کے ہم کبھی زوال نہ پاویں۔ اے بزرگوار! ہم کپڑا وغیرہ جو چیز آپ کو دیویں اُس کو آپ خوشی سے قبول کیجئے۔" [ایضاً منتر ۳۲]

" اے پتر (بزرگوار)! آپ انسانوں کو علم کے زیور سے آراستہ کیجئے اور پھولوں کی مالا پہنے ہوئے جوان برہمچاری کو پڑھانے کے لئے اپنی خدمت میں قبول کیجئے تاکہ اس دُنیا میں انسان علم و تربیت سے بہرہ یاب ہوں۔ آپ کو ایسی تدبیر و کوشش کرنی چاہیئے کہ انسانوں میں اعلیٰ علم کی ترقی ہووے۔" [ایضاً منتر ۳۳]

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۶۱) پھر ایک ایک پتہ ہر روز گرنے لگتا ہے یہاں تک کہ اماوس کو ننگی بیل رہ جاتی ہے۔ کبھی کیسی خوشبو۔ لہسن کیسے پتے۔ بیل سُنہری روپہلی اور بعض سانپ کی کینچلی کی طرح زردی مائل سفید رنگ کی ہوتی ہیں ہمالیہ۔ ملایا۔ شری پربت (دیوگری) پاری یاترک (کوہ شوالک) وندھیاچل۔ دیوسُند وغیرہ پہاڑ کی جھیلوں۔ کشمیر و تستاندی کے شمال اور دریائے سندھ پر پائی جاتی ہے۔ اس کا عرق بیل کو سونے کی سوئی سے چھید کر نکالا جاتا تھا۔ لکھا ہے کہ اُسکے پینے سے بہت بڑی عمر اور جسم از سر نو تیار تازہ اور توانا ہوجاتا ہے اور کُندن کی طرح دمکنے لگتا ہے۔ مترجم

"عالم ہی کو دیو کہتے ہیں۔" [شتپتھ براہمن کانڈ ۴۔ ادھیائے ۷۔ براہمن ۶]

اب رشی کے متعلق حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

رشی ترین "تمام دُنیا کو پیدا کرنے والے یگیہ یعنی معبود کُل پرمیشور کو جو قدیم سے دلوں یا انتر کش (خلا) میں موجود ہے اور جس کی سب تعظیم کرتے آئے ہیں۔ کرتے ہیں اور آیندہ بھی کرینگے۔ وید سے ہدایت پاکر تمام عالم اور سادھیہ یعنی منتروں کے معنی کو قرار واقعی جاننے والے گیانی۔ رشی اور دیگر انسان پوجتے ہیں۔"

[یجُروید۔ ادھیائے ۳۱۔ منتر ۹]

"تمام علوم کو پڑھ کر پھر دوسروں کو وہی تعلیم دینا اور اُس پر عمل کرنا رشی کرتیہ یعنی رشی کا کام کہلاتا ہے۔ علم کے پڑھنے اور پڑھانے سے ہی خدمت کرنے کے لایق رشی پیدا ہوتے ہیں۔ جو شخص اُن کی مرضی کے مطابق عمل کرتا ہے وہی اُن کی خدمت کرنے والا ہے اور وہی سُکھ پاتا ہے۔ جو شخص تمام علوم سے ماہر ہوکر دوسروں کو پڑھاتا ہے اُسی کو رشی کہتے ہیں۔" [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۔ ادھیائے ۷۔ براہمن ۵۔ کنڈکا ۳]

جب کوئی شخص پڑھانے کے کام کو اختیار کرتا ہے اُس کو آرشنیہ کرم یعنی رشیوں کا کام کہتے ہیں۔ جو شخص رشیوں (اُستادوں) دیوؤں (عالموں) اور ودیارتھیوں (طالب علموں) کو اُن کی من بھاتی نذر دیکر ہمیشہ تحصیل علم میں مصروف رہتا ہے وہ عالم اور صاحب جلال ہوکر یگیہ یعنی علم و معرفت حاصل کرتا ہے۔ اسلئے یہ آرشنیہ کرم یعنی رشیوں کا کام سب انسانوں کو قبول کرنا چاہئے [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۔ ادھیائے ۴ براہمن ۵ کنڈکا ۳]

اب پتر کے متعلق حوالے لکھے جاتے ہیں:۔

پتری ترین ہر انسان کو مندرجہ ذیل ہدایت پر عمل کرنا اور دوسروں کو عمل کرنے کی ہدایت کرنی چاہئے۔

"تم لوگ میرے باپ دادا وغیرہ بزرگوں اور نیز آچاریہ (اُستاد) وغیرہ کو خدمت و تواضع سے خوش کرو۔ اور سچے علم اور بھگتی (عبادت) میں مصروف ہوکر اپنی اپنی چیز پر صبر و قناعت رکھو۔ مقوی۔ خوشبودار۔ شیریں۔ دلکش۔ روح افزا قسم قسم کی کھانے پینے کی چیزوں۔ گھی۔ دودھ اور نہایت عمدہ بنائے ہوئے قسم قسم کے لذیذ پکوانوں۔ شہد۔ اور پکے ہوئے پھلوں وغیرہ سے پتروں (بزرگوں) کی تواضع کرو۔"

[یجُروید۔ ادھیائے ۲۔ منتر ۳۴]

"سلیم الطبع عالم یا سوم[1] ولی وغیرہ کے رس کو تیار کرنے کے علم میں ہوشیار پرمیشور کا دھیان رکھنے والے

[1] سُشرت کی چکتا ستھان رسایں پرکرن ادھیائے ۲۹ میں سوم کا بیان اس طرح لکھا ہے کہ سوم کی ۲۴ قسمیں ہیں۔ وہ ایک دودھ والی لتا (بیل) ہوتی ہے۔ پندرہ پتے شکل پکش (روشن پندرواڑے) میں نکلتے ہیں اور اندھیرے پندرواڑے میں گر جاتے ہیں۔ ہر روز ایک پتا آتا ہے اور پورنماشی کے دن پورے پندرہ پتے ہوتے ہیں (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۶۲)

چیزوں سے ہوَن کرنے پر ہُوا اور بارش کے پانی کی صفائی ہوتی ہے اور پانی اور ہوا کے پاک صاف ہونے سے روئے زمین کی تمام چیزوں کی دُرستی ہو کر تمام جیووں کو بڑا بھاری سکھ پہنچتا ہے۔ اسلئے اگنی ہوتر کرنیوالوں کو اس نیک کام کے عوض میں نہایت اعلےٰ سکھ اور ایشور کا فضل و کرم حاصل ہوتا ہے اور یہی اگنی ہوتر کرنیکا مقصد ہے۔

۳۔ پترِ یگیہ | پترِ یگیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کو ترپن اور دوسری کو شرادھ کہتے ہیں۔ اِن میں سو ترپن وہ فعل ہے جس کے ذریعہ سے عالموں۔ فاضلوں۔ رشیوں اور بُزرگوں کو سُکھی اور تُرپت (سیر) کیا جاتا ہے اور شرادھ اُن کی شُردّھا یعنی صدقدل سے خدمت و تواضع کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ فعل زندہ عالموں کے لئے موزوں ہے نہ کہ مُردوں کے لئے۔ کیونکہ مُردوں کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے اُن کی خدمت و تواضع کرنا ناممکن ہے اور چونکہ اس صورت میں وہ مقصد جس کے لئے یہ فعل کیا جاتا ہے حاصل نہیں ہوتا۔ اسلئے وہ عبث اور فضول ثابت ہوتا ہے۔ اسلئے اس فرض کو ادا کرنے کی ہدایت اسی غرض سے کی گئی ہے کہ زندوں کی خدمت وغیرہ کی جاوے۔ کیونکہ خادم و مخدوم دونوں کے موجود ہونے پر یہ فعل عمل میں آسکتا ہے خاطر خواہ تواضع کرنے کے لائق تین ہوتے ہیں۔ دیو (عالم)۔ رشی (اُستاد) اور پتر (بزرگ)۔

اب ان میں سے ہر ایک کی نسبت حوالے درج کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اوّل دیو یعنی عالموں کی بابت حوالے لکھے جاتے ہیں

دیو ترپن | "اے پرمیشور! آپ مجھے سراپا پاک کیجئے۔ دیو یعنی آپ کا دھیان رکھنے والے اور آپ کے حکم پر چلنے والے عالم اور اعلےٰ درجے کے عارف ہمیں اپنے علم کی بخشش سے مرہون و ممنون فرما کر (جہالت وغیرہ سے) پاک کریں۔ آپ کے عطا کئے ہوئے وگیان (علم و معرفت) اور آپ کے دھیان (تصوّر) سے ہماری عقلیں پاک و روشن ہوں۔ دُنیا کی تمام مخلوقات پاک اور نیک ہو۔ آپ کے فضل و کرم سے سب سُکھی۔ خوش۔ پاک اور نیک ہوں" [یجروید۔ ادھیائے ۱۹۔ منتر ۴۹]

"انسان کی دو مختلف خصلتوں یا صفات کی وجہ سے دو اصطلاحیں ہوتی ہیں۔ ایک دیو۔ اور دوسری مُنشیہ یہ تقسیم سچائی اور جھوٹ کے امتیاز سے ہے۔ دیو وہ ہیں جو راست گفتاری۔ سچی عقیدت اور راست اعمال کو اختیار کرتے ہیں۔ اور جو جھوٹ بولتے یا جھوٹی بات کو مانتے یا جھوٹے کام کرتے ہیں۔ وہ مُنشیہ ہیں۔ اسلئے جو شخص جھوٹ کو چھوڑ کر سچائی کو اختیار کرتا ہے وہی دیو شمار کیا جاتا ہے۔ اور جو سچائی کو چھوڑ کر جھوٹ کو اختیار کرتا ہے اُسے مُنشیہ کہتے ہیں۔ پس ہمیشہ سچ بولنا چاہیئے اور سچ ہی کو ماننا اور سچ ہی پر عمل کرنا چاہیئے۔ جو سچائی کے پابند یعنی دیو ہوتے ہیں وہ نیک کاموں میں شہرت پاتے ہیں اور جو اس کے خلاف کرتے ہیں وہ مُنشیہ کہلاتے ہیں" [شتپتھ براہمن کانڈ ادھیائے ۱۔ براہمن ۱]

(۴) مذکورۂ بالا منوّر بالذات خالقِ جہان پرمیشور جو اِندر یعنی ہوا۔ چاند اور رات کا مالک ہے ہمیں اپنی عنایت سے غایت سے راحت جاودانی یعنی مُوکش کا سُکھ عطا کرے اُس خالقِ جہان کے لئے سُوَاہا۔

اِن سے الگ الگ صُبح شام کا ہون کرے یا سب سے ایک ہی وقت میں ہون کرے (اور آخر میں ایک آہوتی اِن الفاظ سے دے "سَرْوَمْ وَیْ پُورَنْ گنگ سُوَاہا" (सर्वं वै पूर्ण ए स्वाहा) "اِن کا ترجمہ یہ ہے) اے مالک جہان ہمنے جو یہ کام دُنیا کی بھلائی کے لئے کیا ہے وہ آپ کی عنایت سے پورا ہو۔ اسلئے ہم اس کام کو تیری نذر کرتے ہیں"

اس کے علاوہ ایتریہ براہمن پنچکا ہ۔ کنڈکا ۳ میں صُبح اور شام دونوں وقت کے اگنی ہوتر کے لئے "بھُور بھوَہ سُوَرُوم (भूर्भुवः स्वरोम्) " الخ وغیرہ منتر دیئے ہیں۔ اب وہ منتر لکھے جاتے ہیں۔ جو دونوں وقت کے ہون کے لئے یکساں ہیں۔

(۱) اوم بھُور گنیئے پرانایہ سُوَاہا۔	ओम्भूरग्नये प्राणाय स्वाहा १
(۲) اوم بھُوَہ وایوے اپانایہ سُوَاہا	ओम्भुवर्वायवेऽपानाय स्वाहा २
(۳) اوم سُوَرَا دِتیائے وْیانایہ سُوَاہا	ओं स्वरादित्याय व्यानाय स्वाहा ३
(۴) اوم بھُور بھُوَہ سُوَرگنِ وایو آدِتیئے بھیہ پرانا پان وْیانے بھیہ سُوَاہا	ओम्भूर्भुवः स्वरग्निवाय्वादित्येभ्यः प्राणापानव्यानेभ्यः स्वाहाः ॥ ४ ॥
(۵) اوم آپو جیوتی رسوم رتم برہم بھُور بھوَہ سُوَرُوم سُوَاہا۔	ओमापो ज्योतिरसोमृतं ब्रह्मभूर्भुवः स्वरों स्वाहा ॥ ५ ॥
(۶) اوم سَرْوَمْ وَیْ پُورَنْ گنگ سُوَاہا	ओं सर्वं वै पूर्ण ए स्वाहा ॥ ६ ॥

ان منتروں میں بھُو: بھُوَہ: وغیرہ سب ایشور کے نام ہیں۔ اُنکا ترجمہ گائیتری[1] کے ترجمہ میں دیکھنا چاہیئے۔

لفظ اگنی ہوتر کی تشریح اور اُسکا مقصد

اگنی ہوتر اُسے کہتے ہیں جس میں اگنی یعنی پرمیشور کے نام پر پانی اور ہوا کو پاک صاف کرنے کے لئے ہوتر یعنی ہون یا دان کیا جاتا ہے یا یوں کہو کہ جو فعل ایشور کے حکم کی تعمیل میں کیا جاتا ہے اُسے اگنی ہوتر کہتے ہیں۔

خوشبودار، مقوی، شیریں، عقل، شجاعت، استقلال اور قوت بڑھانے والی، دافع مرض وغیرہ

[1] یہاں سوامی جی کا اپنی پنچ مہایگیہ وِدھی کی طرف اشارہ ہے۔ اِس میں سوامی جی نے تیتریہ آپ نشد کے حوالے سے بھُو: (भूः) کا ترجمہ پران (سب کو قائم رکھنے والا اور باعثِ حیات) بھُوَہ: भुवः کا ترجمہ اپان (دُکھوں کا ناش کرنے والا یا راحت بخش عالم) اور سُوَہ (स्वः) کا ترجمہ وْیان (سب میں سمایا ہوا یا محیط کُل) ایشور کیا ہے۔ مترجم

(۳) جیوتہ سُورَیہ سُورِیو جیوتہ سُوَاہا
(۴) سجُورُدیوَیَن سوِتراسجُورُش سیندرُوشیا
حُمشانہ سُورِیو دیتُ سُوَاہا۔
[یہ صبح کے منتر ہوئے]
(۱) اگنِہ جیوتِرجیوتِ رگنِہ سُوَاہا۔
(۲) اگنِرورچو جیوتِرورچہ سُوَاہا
(۳) اگنِرجیوتِرجیوتِ رگنِہ سُوَاہا دل ہی دل میں کہکر
(۴) سجُورُدیوَیَن سوِتراسجُورَاتری اَیندرُوشیا جُشانو
اگنِرویتُ سُوَاہا۔ [یہ شام کے منتر ہوئے]
[یجُروید۔ ادھیائے ۳۔ منتر ۹ و ۱۰]

ज्योतिः सूर्यः सूर्यो ज्योतिः स्वाहा ३।
सजूर्देवेन सविता सजूरुषसेन्द्रवत्या-
जुषाणः सूर्योवेतु स्वाहा ४
॥ इति प्रातःकाल मन्त्राः ॥
अग्निर्ज्योतिर्ज्योतिरग्नि स्वाहा १
अग्निर्वर्चो ज्योतिर्वर्चः स्वाहा २
(अग्निर्ज्योतिरितिमन्त्रं मनसोच्चा-
र्य तृतीयाहुतीदेया) ॥ ३ ॥
सजूर्देवेन सविता सजूराचयेन्द्रवत्याजुषा-
णो अग्निर्वेतुस्वाहा ॥ ४ ॥ इति सायंकाल
मन्त्राः ॥ [यजुर्वेद । अ०३ मं० ८, १० ॥]

صبح کے منتروں کا ترجمہ:۔
(۱) جو ساکن و متحرک کائنات کا آتما اور سورج وغیرہ روشن اجرام کو روشنی عطا کرنے والا سب کا پران (باعث حیات) پرمیشور ہے اُس کے لئے سُوَاہا یعنی میں اُس کے حکم کی تعمیل کرنے اور تمام دُنیا کی بھلائی کے لئے ایک آہوتی[1] دیتا ہوں۔
(۲) جو عالموں اور اہل علم و معرفت جیووں کے دلوں میں موجود منتظم کُل اور اُن کو سچی ہدایت و نصیحت کرنے والا سب کا آتما نور مطلق پرمیشور ہے اُس کے لئے سُوَاہا۔
(۳) جو منور بالذات تمام دُنیا کو ظاہر و روشن کرنیوالا نور مطلق خالق جہان ہے اُسکے لئے سُوَاہا۔
(۴) وہ سب کو روشن کرنے والا خالق جہاں سُوریہ لوک (کُرۂ آفتاب) اور جیو کے اندر موجود منور بالذات پرمیشور جو اُوشس (شفق) اور جیو کا مالک اور علم و عرفان کی کان ہے اپنی نظر محبت و رحمت سے ہمیں علم وغیرہ سچے اوصاف سے آراستہ اور علم و معرفت سے پیراستہ کرے اُس ایشور کیلئے سُوَاہا۔
شام کے منتروں کا ترجمہ:۔
(۱) جو عین علم نور الانوار علیم کُل پرمیشور ہے اُسکے لئے سُوَاہا۔
(۲) جو صفات اوپر (نمبر ۲) میں لکھی گئیں اُن سے موصوف علیم کُل پرمیشور کے لئے سُوَاہا۔
(۳) تیسری آہوتی اُنہیں الفاظ کو جو ابھی (نمبر ۱) میں لکھے گئے ہیں دل ہی دل میں کہکر دینی چاہیئے اور اُس کا ترجمہ بھی وہی سمجھنا چاہیئے۔

[1] جو چیز ہوم کرنیکے لئے تیار کی جاوے اُس میں سے ایک بار ہمیشہ ماشہ بھر آگ میں ڈالنی چاہیئے اُسی کا نام آہوتی ہے۔ مترجم

اسی منتر کا دوسرا ترجمہ یہ ہے :-

"اے پرمیشور! میں تجھ اگنی (علیم کُل) اور سچے مادی وناصح کو اپنا معبود مانتا ہوں تو نیک گنوں سے پُر اور اس علم و معرفت کا عطا کرنے والا ہے جس کا حاصل کرنا سب پر فرض ہے۔ اسلئے میں تیرا ذکر یا حمد و ثنا دوسروں کے روبرو کرتا ہوں۔ آپ اپنی رحمت سے اس دُنیا میں عمدہ اور نیک گنوں کو پیدا کیجئے۔"

"ہم خانہ داروں کو اگنی (پرمیشور) کی صبح شام اُپاسنا کرنی چاہیئے۔ وہ پرمیشور ہمیں صحت اور راحت بخشتا ہے۔ وہی ہم کو عمدہ عمدہ چیزیں عطا کرتا ہے۔ اسی وجہ سے پرمیشور کا نام وسُودان (آمرزگار) ہے اے پرمیشور! تو ہمارے انتظام سلطنت وغیرہ کاروبار اور ہمارے دلوں میں جلوہ گر ہو اے پرمیشور! ہم تیرے نور سے اپنے دلوں کو روشن کرتے ہوئے اپنی قوت کو بڑھاتے ہیں" [اتھروویدکانڈ ۱۹۔ انوواک ۷، منتر ۳]

اسی کا دوسرا ترجمہ یہ ہے :-

"ہم خانہ داروں کو صبح شام (اگنی ہوتر وغیرہ میں) آگ کا استعمال کرنا چاہیئے۔ آگ ہمیں صحت اور سُکھ دینے والی ہے۔ اس کی بدولت ہمیں عمدہ عمدہ چیزیں ملتی ہیں۔ اُس مخزن دولت یعنی آگ کا علم ہمیں حاصل ہو ہم اگنی ہوتر وغیرہ میں آگ کو روشن کر کے جسمانی صحت اور طاقت حاصل کریں۔"

"اس طرح اگنی ہوتر اور ایشور کی اُپاسنا کرتے ہوئے ہم سَو جاڑوں یعنی سَو برس تک پھلیں پھولیں اور اسطرح عمل کرتے ہوئے ہمیں کبھی ضرر نہ پہنچے۔ یہی ہماری خواہش ہے" [اتھروویدکانڈ ۱۹۔ انوواک ۷، منتر ۴] •

اس منتر کا باقی جزو پچھلے منتر کے مطابق ہے اسلئے اس کا ترجمہ نہیں کیا جتنا زیادہ تھا اُسی کا ترجمہ کیا گیا

ہون کرنیکا طریقہ اور اسکے منتر

"اگنی ہوتر کرنے کے لئے ایک تانبے یا مٹی کی ویدی[1] بنانی چاہیئے اور لکڑی۔ چاندی یا سونے کا چمسہ (چمچہ) اور آجیہ (گھی) استھالی (تھالی) استعمال کرنی چاہیئے ویدی میں ڈھاک یا آم وغیرہ کی لکڑی رکھ کر آگ جلانی چاہیئے اور اس میں مذکورہ بالا چیزوں سے ہوم کرنا چاہیئے۔

صبح شام ہوم کرنے کے منتر نیچے لکھے جاتے ہیں۔

(۱) سُوریو جیوتر جیوتر سُوریہ سُواہا۔	सूर्यो ज्योतिर्ज्योतिः सूर्यः स्वाहा १
(۲) سُوریو وَرچو جیوتر وَرچہ سُواہا۔	सूर्यो वर्चो ज्योतिर्वर्चः स्वाहा २

---

[1] دیکھو صفحہ نمبر ۳ کتاب ہذا۔ مترجم۔ [2] ہون کرنیکی چیزیں یہ ہیں :- (۱) مقوی۔ مثلاً گھی۔ بادام۔ کشمش۔ کھوپرا۔ پستہ موہنگ پھلی۔ چلغوزہ۔ چرونجی۔ چاول۔ جَو۔ گیہوں۔ اُرد۔ موہن بھوگ۔ لڈو۔ کھیر۔ کھچڑی۔ بھات وغیرہ (۲) شیریں مثلاً شکر۔ چینی۔ شہد۔ چھوارے۔ کشمش وغیرہ۔ (۳) خوشبودار مثلاً کیسر۔ کافور۔ کستوری۔ اگر۔ تگر۔ چندن چورا۔ جائفل جاوتری لوبان۔ گوگل۔ الائچی۔ چھڑ چھیلا۔ بالچھڑ۔ ناگر موتھا۔ لونگ وغیرہ (۴) دافع مرض۔ گلوے۔ اندرجو۔ کچور۔ کچری۔ بکھانہ وغیرہ مترجم

پنچ مہایگیہ یعنی پانچ روزانہ فرائض کا بیان

آب پنچ مہایگیہ کا بیان اختصار کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ ان پانچ یگیوں کا روزمرہ کرنا ہر انسان پر فرض ہے

۱۔ برہم یگیہ یا سندھیوپاسن

ان میں سے اوّل یعنی برہم یگیہ کا یہ طریق ہے کہ ویدوں کو اُن کے انگوں[1] سمیت باقاعدہ پڑھنا اور پڑھانا چاہیئے اور سب کو سندھیوپاسن یعنی ایشور کا دھیان اور اُس کی عبادت کرنی چاہیئے۔ پڑھنے اور پڑھانے کا قاعدہ آگے پڑھنے اور پڑھانے کے مضمون[2] میں بیان کیا جائیگا۔ اور سندھیوپاسن کا طریق پنچ مہایگیہ ودھی[3] میں بیان کیا گیا ہے۔ اُس کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ اُسی میں اگنی ہوتر کا طریق بھی لکھا گیا ہے جس کو اُسی کے مطابق کرنا چاہیئے۔ اب یہاں برہم یگیہ اور اگنی ہوتر کے متعلق ویدوں کے حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

۲۔ دیو یگیہ یا اگنی ہوتر

"اے انسانو! ہوا، پودوں اور بارش کے پانی کی صفائی (و تقویت) کے ذریعہ سے دُنیا کی بھلائی کرنے کے لئے تم ہمیشہ گھی وغیرہ عمدہ صاف کی ہوئی چیزوں سے آتشی یعنی آگ کو روشن کرو اور اُس میں ہوم کرنے کے لائق خوب صاف کی ہوئی مقوّی۔ شیریں۔ خوشبودار اور دافع مرض وغیرہ تاثیروں والی چیزوں سے ہوم کرو۔ اس طرح ہمیشہ اگنی ہوتر کرتے رہو اور اس فیض عام کے کام کو ہمیشہ جاری رکھو" [یجروید۔ ادھیائے ۳ منتر ۱]

اگنی ہوتر کرنے والے کو اپنے دل میں یہ خیال کرنا چاہیئے کہ

"میں ہوا اور بادل کے گھر میں مذکورۂ بالا اشیاء کو پہنچانے کے لئے آگ کو قاصد بناتا ہوں۔ وہ آگ ہوم کی ہوئی چیزوں کو دوسرے مقاموں میں لے جاتی ہے۔ میں اس آگ کی تعریف یا علم۔ مثلاً شیان علم دمعنت کے سامنے بیان کروں۔ وہ آگ اگنی ہوتر کے ذریعہ سے ہوا اور بارش کے پانی کو صاف کرکے اس دُنیا میں اعلیٰ اور عمدہ گنوں اور تاثیروں کو پیدا کرتی ہے" [یجروید۔ ادھیائے ۲۲ منتر ۱۷]

---

[1] ویدکے انگ جن کی تعداد چھ ہے وہ چھ علوم مراد ہیں جو ویدکے دقیق مضامین کی تشریح کرتے ہیں۔ اُنکے نام یہ ہیں (۱) شکشا علم قرأت (۲) کلپ (رسمکاروں یعنی رسوم کے متعلق ہدایتیں اور ہر رسمکار کے متعلق ویدمنتروں کا انتخاب) (۳) چھند (علم عروض)۔ (۴) وياكرن (علم صرف ونحو) (۵) نرکت (علم لغت) (۶) جیوتش (علم ہیئت وہندسہ جس میں ریاضی کی تمام شاخیں یعنی حساب۔ مساحت۔ اقلیدس اور جبر و مقابلہ۔ علم طبقات ارضی (جیولوجی) اور جغرافیہ وغیرہ بھی شامل ہیں) مترجم

[2] دیکھو صفحہ ۱۹۵ لغایت ۱۹۹۔ مترجم۔ [3] سوامی جی کی تصنیفات میں سے ایک کتاب کا نام ہے۔ مترجم۔

(۴) علم سے بے بہرہ لوگوں کو علم و معرفت عطا کرنا اور تمام جانداروں پر مہربانی کی نظر رکھنا یعنی اُن کو تکلیف نہ دینا بھوت یگیہ ہے۔

(۵) تمام انسانوں کی بھلائی کے لئے سب کچھ جانا اور غرور و نخوت کو چھوڑ کر سچی نصیحت و ہدایت (اُپدیش) کرنا اور سب لوگوں کی عزت و تعظیم کرنا اتتھی یگیہ ہے۔

الغرض علم و معرفت اور دھرم کی پابندی ہی سنیاسیوں کی پنچ مہایگیہ سمجھنی چاہیئے۔ ایک بے عدیل قادر مطلق وغیرہ صفات سے موصوف پرمیشور کی اُپاسنا (عبادت) کرنا اور سچے دھرم پر چلنا تمام آشرم والوں کے لئے یکساں ہے۔

"پاک باطن انسان جن جن مُرادوں اور جس جس سکھ کی خواہش کرتا ہے اُسے وہی وہی مُراد اور سکھ نصیب ہوتا ہے۔ اسلئے بہبودی اور اقبال کے خواہشمند انسان کو آتما اور پرمیشور کے عارف سنیاسیوں کی ہمیشہ تعظیم کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اُنہیں کی صحبت اور تعظیم سے انسان کو راحت کا درجہ بامقام اور تمام مرادیں حاصل ہوتی ہیں" [مُنڈک اُپنشد۔ مُنڈک ۳۔ کھنڈ ۱۔ منتر ۱۰]

اسکے خلاف جو جھوٹا اُپدیش (ہدایت و نصیحت) کرنے والے اور خود غرضی میں ڈوبے ہوئے پاکھنڈی لوگ ہیں۔ اُن کی ہرگز تعظیم نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اُن کی تعظیم کرنا بے سُود بلکہ دُکھ کا باعث اور ضرر رساں ہے۔

ورن اور آشرم کا مضمون ختم ہوا

سنیاس آشرم لے لیتے ہیں۔ کیونکہ جس کو اولاد کی خواہش ہوتی ہے۔ اُس کو دولت کی پہلے خواہش ہوتی ہے اور جو دولت کا طلبگار ہوگا وہ بالیقین دُنیوی عزت بھی چاہیگا اور جو دُنیوی عزت کا خواستگار ہے اُس کو پہلی دو خواہشیں یعنی اولاد اور دولت کی آرزو بھی ضرور دامنگیر ہے۔ اور جس کو صرف پرمیشور کے پانے یعنی مُوکش حاصل کرنیکی خواہش ہوتی ہے۔ اُس کی یہ تینوں خواہشیں مٹ جاتی ہیں"۔

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۷۔ براہمن ۲]

برہم آنند (معرفت الٰہی کے سرور) کے خزانہ کے سامنے دُنیوی دولت ہیچ ہے۔ وہ ہرگز اس کی برابری نہیں کرسکتی جس کی عزت پرمیشور کی نظر میں ہے پھر اُس کو کسی دوسری عزت کی خواہش نہیں رہتی ایسا شخص تمام انسانوں کو سچی ہدایت اور نصیحت سے ممنون کرتا ہوا سکھ پاتا ہے۔ اُس کو صرف دوسروں کی بھلائی یعنی سچائی کے پھیلانے سے مقصد ہوتا ہے۔

"سنیاسی صرف ایک پرمیشور کی لگن میں اپنے دل کو مضبوط کرکے بالوں اور کپڑوں وغیرہ (آرائش ظاہری) کو خیرباد کہکر سنیاس لیتا ہے اور ایشور کے دھیان (تصور) میں محو دست رہتا ہے"۔

[یہ ویدک الفاظ ہیں جن کو شت پتھ براہمن میں نقل کیا گیا ہے]

عالم شخص ہی سنیاسی ہوسکتا ہے

واضح رہے کہ پورے عالم اور راگ دویش (ہوا ہوس و دشمنی) سے آزاد اور سب انسانوں کی بھلائی کرنے کی نیت رکھنے والے لوگوں ہی کو سنیاس لینے کا ادھکار (حق) ہے۔ کم علم انسان کو اجازت نہیں ہے۔

[اب سنیاسیوں کی پنچ مہایگیہ[1] بیان کرتے ہیں]

(۱) سنیاسیوں کا اگنی ہوتر یہ ہے کہ پران (اندر سے باہر آنے والے سانس) اور اپان (باہر سے اندر جانے والے سانس) کا ہوم[2] کریں یعنی اندریوں (حواس) اور دل کو عیب اور پاپ کی بات سے روک کر ہمیشہ سچے دھرم کی پابندی میں لگاویں پہلے تین آشرم والوں کا اگنی ہوتر وہی ہے جس کا تعلق خارجی فعل سے ہے مگر وہ سنیاسی کے لئے نہیں ہے۔ سنیاسیوں کی دیو یگیہ صرف ایشور کی اُپاسنا کرنا ہے۔

(۲) سنیاسیوں کی برہم یگیہ سچی نصیحت اور ہدایت (اُپدیش) کرنا ہے۔

(۳) عالموں اور عارفوں کی عزت کرنا اُن کی پتر یگیہ ہے۔

---

[1] پنچ مہایگیہ کا بیان ابھی آگے آتا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۱۵۶)

[2] ہوم کرنے سے مُراد ہے (دیکھو صفحہ ۱۱۲)

اُسکے مطابق عمل اور علم و معرفت کی ترقی کرنی چاہیئے۔ بعد ازاں بن میں جاکر یعنی خلوت گزیں ہو کر ٹھیک ٹھیک حق و ناحق اور دُنیوی ہشیار اور کاروبار کی نسبت تحقیقات کرنی چاہیئے پھر بان پرستھ آشرم کو پورا کر کے سنیاسی ہونا چاہیئے۔

سنیاس آشرم شت پتھ برہمن کانڈ ۱۴ میں سنیاس کے متعلق پہلا قاعدہ کلیہ یہ لکھا ہے کہ "برہمچریہ آشرم کو پورا کر کے گرہ آشرم میں داخل ہو اور گرہ آشرم کو طے کر کے بان پرستھ ہو جائے اور بان پرستھ میں رہنے کے بعد سنیاس لے لیوے"۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ بان پرستھ آشرم نہ کر کے گرہ آشرم ہی سے سنیاس لے لیوے اور تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ برہمچریہ ہی سے سنیاس لیلیوے یعنی ٹھیک ٹھیک قاعدہ برہمچریہ آشرم پورا کر کے گرہ آشرم اور بان پرستھ آشرم کرنے کے بغیر ہی سنیاس آشرم میں داخل ہو جاوے۔ چنانچہ شت پتھ براہمن میں کہا ہے کہ "جس دن ویراگ (پاپ سے نفرت) پیدا ہو اُسی دن سنیاس لے لیوے خواہ بان پرستھ کے آشرم میں ہو یا گرہ آشرم میں"۔

واضح رہے کہ برہمچریہ کے سوائے اور سب آشرموں کے لئے استثنائیں بیان کی گئی ہیں جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ برہمچریہ آشرم کی پابندی ہمیشہ لازمی ہے کیونکہ برہمچریہ آشرم کے بغیر دوسرے آشرم ہو ہی نہیں سکتے۔ "چوتھے آشرم والا یعنی ایشور کے دھیان میں لگا ہوا سنیاسی موکش کو حاصل کرتا ہے"۔

[چھاندوگیہ اُپنشد پرپاٹھک ۲۔ کھنڈ ۲۳]

"در تمام آشرم والوں میں سے خصوصاً سنیاسی کا فرض ہے کہ وید کو پڑھنے اور پڑھانے اور اُس کے سُننے (اور سُنانے) اور نیز اُس کے مطابق عمل کرنے سے تمام موجودات کے مالک و محافظ پرمیشور کو جاننے کی کوشش کرے۔ برہمچریہ۔ تپ (ریاضت) اور دھرم کی پابندی شردھا (دلی عقیدت) نہایت للساری یگیہ (رفاہ عام کے کام) اور بے زوال علم و معرفت اور نیز دھرم کے کام کرنے سے اُس پرمیشور کو جان کر مُنی (تارک الدُنیا عالم) بنے۔ یہ لوگ ایشور کی لگن میں اس ارادہ سے سنیاس لیتے ہیں کہ جس قابل دید لوک (مقام یا سُکھ) کو سنیاسی لوگ پاتے ہیں ہم بھی اُس کو حاصل کریں۔ جو اس قسم کی خواہش رکھنے والے اعلیٰ درجہ کے عارف یعنی ایشور کو جاننے والے براہمن پُورے عالم اور تمام شکوک رفع کر کے دوسروں کے شکوک دور کرنے والے ہوتے ہیں اور گرہ آشرم یعنی اولاد کی خواہش نہیں کرتے۔ وہ علم کے نور اور معرفت کے سرور سے مست ہو کر یہ کہتے ہیں کہ ہم اولاد کو کیا کرینگے؟ ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں۔ آتما اور پرمیشور ہی ہمارا منزل مقصود یعنی مطلوب خاطر ہے۔ اس طرح وہ اولاد پیدا کرنے کی خواہش اور ناچیز دولت جمع کرنیکی حرص اور دُنیا میں اپنی عزت یا مدح و مذمت کا خیال چھوڑ کر ویراگ یعنی پاپ سے متنفر ہو۔

"اے گرہ آشرم کی خواہش رکھنے والے انسانو! سوئیمبر یعنی خود باہمی پسند [redacted] بساؤ اور گرہ آشرم میں داخل ہونے سے خوف مت کرو اور اُس سے مت کانپو۔ تم کو قوت اور حوصلہ کے ساتھ یہ ارادہ رکھنا چاہیئے کہ ہم جملہ سامانِ راحت کو حاصل کریں۔ میں تم کو کُل سامانِ راحت عطا کرونگا (جیو کہتا ہے کہ اے ایشور!) پاک دل۔ اعلیٰ دماغ اور نیک روشن عقل حاصل کر کے میں بخوشی خاطر گرہ آشرم قبول کرتا ہوں۔" [ایضاً منتر ۴۱]

"پُر راحت مکان میں آباد ہو کر انسان اپنے سکھ دینے والے محسنوں کو یاد کرتا ہے۔ حالت خانہ داری میں بیاہ وغیرہ کے موقع پر اپنے خاندان کے رشتہ داروں۔ دوستوں۔ بھائیوں اور اُستاد وغیرہ کو عزت کے ساتھ بُلاتا ہے تاکہ وے اس امر کے شاہد رہیں کہ ہم نے بیاہ کے متعلق اپنا عہد قائم رکھا یعنی پورا علم حاصل کرنے کے بعد عین شباب میں بیاہ کیا ہے۔" [ایضاً منتر ۴۲]

"اے پرمیشور! آپ کی عنایت سے ہمیں اس گرہ آشرم کے اندر گائے بھیڑ۔ بکری وغیرہ جانور اور زمین حواس۔ علم کی روشنی اور راحت و خوشی وغیرہ بخوبی حاصل ہوں اور سب چیزیں ہمارے ساتھ موافق رہیں اور مذکورہ بالا اشیاء حاصل ہونے کے علاوہ گھر میں کھانے پینے کا عمدہ سامان اور گھی۔ شہد وغیرہ عمدہ عمدہ اشیاء خورد و نوش موجود ہوں۔ مذکورہ بالا چیزوں کو میں اپنی حفاظت [redacted] ہم پہنچاتا ہوں۔ اُنکے حصول سے مجھ کو عمدہ بہبودی یعنی اعلےٰ مقصد انسانی یا موکش کی [redacted] راحت یعنی اقبال و حشمت نصیب ہو اور ہم دوسروں کی بھلائی کرتے ہوئے گرہ آشرم کے اندر مذکورۂ بالا دونوں قسم کے سکھ کو ترقی دیں۔" [ایضاً منتر ۴۳]

اس منتر میں لفظ "وَہ" वह کا ترجمہ صیغہ کا تغیر ہونے کی وجہ سے بجائے "تم" کے "ہم" کیا گیا ہے اور لفظ "شم" शम کا ترجمہ سکھ کیا گیا ہے۔ کیونکہ نگھنٹو میں اُس کو "پد" पद کا مترادف بتلایا ہے۔

بان پرستھ آشرم

"تمام آشرموں میں دھرم کی تین شاخیں ہیں۔ ایک آدھین (پڑھنا) دوسرے یگیہ (اعمال) اور تیسرے دان (خیرات) ان میں سے پہلے کو برہمچاری آچاریہ کُل یعنی اُستاد کے گھر میں رہ کر ٹھیک تعلیم و تربیت پانے اور دھرم کی پابندی کرنے سے۔ دوسرے کو گرہ آشرم میں داخل ہو کر اور تیسرے کو بان پرستھ آشرم کے اندر اپنی آتما کو محبوبیں لا کر اور دل کو دھیان میں قائم کر کے خلوت گزینی اور حق و ناحق کی تمیز حاصل کرنے سے پورا کرتا ہے۔ یہ برہمچرج وغیرہ تینوں آشرم جن اور سکھ کے مقام اور پُر راحت ہوتے ہیں۔ چونکہ انہیں کے آشرے پُن کیا جاتا ہے اسلئے اُن کو آشرم کہتے ہیں" [چھاندوگیہ اُپنشد۔ پرپاٹھک ۲ کھنڈ ۲۳] برہمچرج آشرم میں تحصیل علم اور دھرم اور ایشور وغیرہ کی نسبت بخوبی تحقیق و اطمینان کر کے پھر گرہ آشرم میں

گی برہمچریہ سے جوان ہونے کے بغیر یا اپنے مزاج کے خلاف خاوند کو قبول نہیں کرتی۔ سیل بھی برہمچریہ کے ذریعہ سے قوت پاکر گھاس کھاتا ہوا اپنے مخالف جانوروں کو پچھاڑتا ہے یعنی گاؤ زوری سے اُن کو جیتنے کی خواہش کرتا ہے (یہاں بیل تمثیلاً آیا ہے دراصل گھوڑے وغیرہ تمام زور آور جانوروں سے مراد ہے)"۔ [اتھروید۔ کانڈ ۱۱۔ انوواک ۳۔ منتر ۱۸]

اسلئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان کو ضرور ہی برہمچریہ کرنا چاہیئے۔

"عالم برہمچریہ کے ساتھ ویدوں کو پڑھ کر ایشور کا علم و معرفت حاصل کرکے تپ (ریاضت) اور دھرم کی پابندی سے پیدا ہونے اور مرنے کے دُکھ سے چھُٹ جاتے ہیں نہ کہ اس کے خلاف کرنے سے۔ برہمچریہ یا عمدہ اصول و قواعد پر چلنے سے اِندر (جیو)۔ اِندریوں (حواس) کو سُکھی اور سورج۔ دیو (موجودات عالم) کو روشن کرتا ہے۔ برہمچریہ کرنیکے بغیر کسی کو بھی واقعی علم یا سکھ نہیں ہو سکتا"۔ [ایضاً۔ منتر ۱۹]

اسلئے اوّل برہمچریہ کرکے پھر گرہ آشرم وغیرہ باقی تین آشرموں میں داخل ہونے سے سُکھ حاصل ہوتا ہے اگر جڑ ہی ٹھیک نہ ہو تو شاخیں کب دُرست ہو سکتی ہیں۔ جب جڑ مضبوط جم جاتی ہے۔ تب ہی شاخیں پھل پھول اور سایہ وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔

مندرجہ ذیل منتروں میں گرہ آشرم کا بیان ہے۔

گرہ آشرم "ہم لوگ گرہ آشرم جو کچھ پُن (نیک کام) علم کی اشاعت اور اولاد پیدا کریں اور جو جو اعلےٰ اور عمدہ سماج (مجلسی) قواعد باندھیں اور دُنیا کو فائدہ پہنچائیں اُسی طرح ہم بان پرستھ آشرم میں رہتے ہوئے جو کچھ ایشور کا دھیان۔ علم کی تحصیل اور ریاضت کریں یا سبھا کے متعلق جو کچھ بہتری کی بات تجویز کریں اور دل سے جو کچھ نیک بات سوچیں یا کریں وہ سب ایشور اور مُوکش کے لئے ہو اور جو پاپ ہمنے لاعلمی یا بھُول سے کئے ہوں ہم اُن کو چھوڑ دیں۔ اِسی لئے ہم آشرموں کی پابندی کرتے ہیں"۔

[سجروید۔ ادھیائے ۳۔ منتر ۴۵]

پرمیشور حکم دیتا ہے کہ

"اے جیو! تو اس طرح کہہ کہ مجھے یہ دیجئے۔ میرے سُکھ کے لئے علم اور دولت وغیرہ عطا کیجئے۔ میں بھی تجھے وہی دیتا ہوں۔ مجھ میں تو عمدہ عادات فیاضی۔ سخاوت۔ نیک چلنی وغیرہ قائم کر۔ میں تجھ میں اُن کو قائم کرتا ہوں۔ مجھے خرید و فروخت یا لین دین میں دھرم و یوہار (سچائی اور دیانت داری) عطا کر۔ میں تجھ کو یہی عطا کرتا ہوں۔ سُوا یعنی سچ بولنا۔ سچ ہی کو ماننا اور سچ ہی پر عمل کرنا اور سچی بات کو سُننا چاہیئے۔ ہم سب آپس میں سچائی سے برتیں"۔ [ایضاً۔ منتر ۵۰]

چلنے، پڑھانے اور اُپدیش (ہدایت و نصیحت) کرنے سے تمام جانداروں کو دُکھ پہنچاتا ہے۔" [ایضاً منتر ۴]

"جو برہم یعنی ایشور اور وید کو حاصل کرنے میں مصروف ہوتا ہے اُسے برہمچاری کہتے ہیں۔ برہمچاری نہایت سخت محنت کے ساتھ وید اور ایشور کا علم حاصل کرتا ہوا سب آشرموں میں ممتاز اور تمام آشرموں کا زیور ہے۔ دھرم کی پابندی سے اعلیٰ درجہ کے علم کی تحصیل اور نیک کام میں مصروف ہو کر وہ برہم یعنی پرمیشور اور علم کو سب سے افضل اور مقدم مانتا ہے۔ جب برہمچاری امرت یعنی پرمیشور اور موکش کا علم حاصل کر کے راحتِ اعلیٰ کو پا لیتا ہے اور برہم کا جاننے والا مشہور ہو جاتا ہے تب تمام عالم اُسکی تعریف کرتے ہیں۔" [ایضاً منتر ۵]

"برہمچاری بطریق بالا علم کے نور سے منوّر ہو کر مرگ[1] چھالا وغیرہ کو اوڑھتا اور سر پر جٹا اور ڈاڑھی کے بال لمبے رکھتا ہوا دیکشا[2] پا کر راحت اعلیٰ حاصل کرتا ہے اور پہلے سمندر یا منزل یعنی برہمچریہ کے عہد کو پورا کر کے دوسرے سمندر یعنی گرہ آشرم (خانہ داری کی منزل) میں داخل ہوتا ہے اور پُر راحت و عمدہ گھر میں بس کر ہمیشہ دھرم کی تعلیم دیتا ہے۔" [اتھروید کانڈ ۱۱۔ انوواک ۳۔ منتر ۶]

"برہمچاری وید کے علم کو حاصل کرتا ہوا پران (نفس) لوک (محسوسات) اور پرجاپتی یعنی محافظ مخلوقات اور مظہر کُل پرمیشور کو عیاں اور بیاں کرتا ہوا موکش کے علم و اُصول کا کیڑا بن کر یعنی دل و جان سے اُس میں مشغول ہو کر کامل علم کو حاصل کرتا اور مثل آفتاب روشن و منوّر ہوتا ہے اور پاپ کرنے والوں جاہلوں پاکھنڈیوں اور دُشٹ (تن پرور) لوگوں اور رکشس (ایذا دینے والے پاپیوں) کو ندامت دیتا اور اُنکی بیخکنی کرتا ہے جس طرح سورج۔ اسر یعنی بادل یا رات کو دور کرتا ہے اُسی طرح برہمچاری تمام نیک اوصاف کو ظاہر کرتا ہوا بُرے گُنوں کو دفع کرتا ہے۔" [ایضاً منتر ۷]

"تپ (ریاضت) اور برہمچریہ کی بدولت راجہ سلطنت کا انتظام اور خصوصاً رعیت کی حفاظت کرنیکے قابل ہوتا ہے۔ آچاریہ (اُستاد) بھی برہمچریہ کے ذریعہ سے عالم ہو کر برہمچاری کو پڑھانے کی خواہش یا جُرأت کرتا ہے۔ اسکے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔" [ایضاً منتر ۱۷]

لفظ "آچاریہ" کی نسبت نرکت کا حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

"آچار (نیک اطوار) سکھانے۔ نکات و معانی کا علم کرانے اور عقل پیدا کرانیوالے کو "آچاریہ" کہتے ہیں۔"

[نرکت ادھیائے ۲۔ کھنڈ ۴]

"کنیا (کُنواری لڑکی) بھی جب برہمچریہ کر کے جوان ہو جاتی ہے تب اپنے دل کی پسند اور مزاج کے موافق جوان

---

[1] مرگ چرم یا مرگ چھالا سے ہرن کی کھال مراد ہے جس کو برہمچاری اوڑھنے یا نیچے بچھانے کے لئے رکھتے ہیں۔ مترجم۔

[2] دیکشا سے وہ ڈگری یا سند مراد ہے جو کسی کو خاص درجہ کی لیاقت حاصل کرنے پر بعد تصدیق عطا کی جاوے۔ مترجم

آشرم | آشرم بھی چار ہوتے ہیں۔ برہم چریہ۔ گرہستھ۔ بان پرستھ اور سنیاس

برہم چریہ آشرم میں سچا علم اور نیک تربیت حاصل کرنی چاہیئے۔

گرہستھ آشرم میں نیک چلنی سے رہنا یا نیک کام کرنا اور راحت دنیوی کا سامان حاصل کرنا چاہیئے۔

بان پرستھ میں خلوت گزینی۔ پرمیشور کی اُپاسنا تحصیل علم اور عاقبت یا انجام کی فکر کرنی چاہیئے۔ اور سنیاس یعنی ترک دنیا کر کے پرمیشور اور موکش یعنی راحت اعلےٰ کو حاصل کرنیکی تدبیر کرنا اور سچی نصیحت اور ہدایت سے سب کو سکھ پہنچانا چاہیئے۔ الغرض ان چار آشرموں کے ذریعہ سے دھرم۔ ارتھ (دولت) کام (مراد) موکش (نجات) کو حاصل کرنا واجب ہے۔ ان میں سے خصوصاً برہم چریہ میں سچے علم اور نیک تربیت وغیرہ اوصاف کو بخوبی حاصل کرنا چاہیئے۔

اب برہم چریہ کے متعلق ویدوں کے حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

برہمچاری کے فرایض اور برہمچریہ کے فوائد | "آچاریہ یعنی علم پڑھانے والا برہمچاری کو اپ نین یعنی علم پڑھنے کا پختہ برت (عہد) کرا کر اپنی گرہ یعنی حفاظت اور سپردگی میں لیتا ہے اور تین رات اور دن تک اُس کو اپنی زیر نظر رکھتا ہے۔ اُس کو ہر قسم کی ہدایت و نصیحت کرتا ہے۔ پڑھنے کا طریقہ بتلاتا ہے اور جب وہ علم کو پورا کر کے عالم ہو جاتا ہے تب ویدیعنی عالم اُس علم میں نام پائے ہوئے کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں اور بڑی خوشی سے اُس کو عزت بخشتے ہیں اور اس کی یوں تعریف کرتے ہیں کہ ایشور کی عنایت سے تو ہمارے درمیان بڑا صاحب قسمت اور کل نوع انسان کو فائدہ پہنچانے کے لئے عالم پیدا ہوا ہے"۔

[اتھر ویدیہ۔ کانڈ ۱۱۔ انوواک ۳۔ ورگ ۵۔ منتر ۳]

"برہمچاری زمین۔ آکاش یا عالم نور اور انتر کش (خلا بالائے زمین) کو بھرپور کرتا ہے یعنی اپنے علم اور ہوم کے ذریعہ سے مقامات مذکور میں رہنے والے جانداروں کو راحت پہنچاتا ہے اور اگنی ہوتر۔ میکھلا (تجرد کا نشان یعنی لنگر کی رسّی یا ڈور) اور برہمچریہ کے نشانات سے مزین محنت کرتا ہے اور دھرم پر

۵۱۔ آشرم سے انسان کی زندگی کی چار گانہ تقسیم مراد ہے۔ ہر حصہ یا مرحلہ ۲۵ برس کا ہوتا ہے۔ پہلے حصہ یعنی برہمچریہ میں مجرد رہکر تعلیم حاصل کی جاتی ہے۔ دوسرے یعنی گرہ آشرم میں خانہ داری اور تیسرے یعنی بان پرستھ آشرم میں صحرا نشینی اور تصور الٰہی اور چوتھے یعنی سنیاس آشرم میں تارک الدنیا ہو کر یوگ کرنا اور آزاد و بے رو رعایت ہو کر دنیا کو راہ راست پر چلنے کی ہدایت کرنا فرض ہوتا ہے۔ مترجم

۵۲ سنسکرت میں یہاں "پیٹ میں رکھتا ہے" ہے جو سنسکرت کا محاورہ ہے۔ ہم نے اُردو محاورہ کے خیال سے "زیر نظر رکھتا ہے" لکھا ہے۔ مترجم

وَرن اور آشرم کا بیان

وَرن وَرن[1] کا مضمون "براہمن اُس پُرُش کے بمنزلہ مُکھ" الخ منتر میں (صفحہ ۸۰ پر) آچکا ہے۔ اب یہاں اس مضمون کو مفصّل بیان کرتے ہیں۔

"لفظ "ورن" وَرِ وَرِیْتِ بمعنی "قبول کرتا ہے" سے نکلا ہے" [نِرُکت ادھیائے ۲۔ کھنڈ ۳] (وَرِ = وَرِیْتِ = قبول کرتا ہے)

اسلئے جو چیز قبول کی جائے یا قبول کرنے کے لایق ہو اور جو گُن (صفات) اور اعمال کے لحاظ سے مانا یا قبول کیا جاتا ہے۔ اُس کو وَرن کہتے ہیں۔

"برہم یعنی وید کو جاننے اور پرمیشور کی اُپاسنا (عبادت) کرنیوالا اور علم وغیرہ اعلےٰ صفات سے موصوف شخص براہمن نامزد ہوتا ہے۔ اسی طرح جو شخص صاحب اقتدار و حکومت دُشمنوں کو فنا کرنے والا سجگ اور حفاظتِ رعایا میں مستعد ہو وہی کشتر یا کشتریہ کل یعنی کشتریہ خاندان والا ہوتا ہے"

[شَت پتھ براہمن کانڈ ۵۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۱]

"ویشٹر (سب کو سکھ دینے والا) اور وَرن (اعلیٰ صفات سے موصوف اور نیک) ہونا یہی دو صفتیں کشتری کے دو بازو کی مثال ہیں یا حوصلہ اور قوت یہ دو کشتری کے بازو ہیں"

[شَت پتھ براہمن کانڈ ۵۔ ادھیائے ۴۔ براہمن ۳]

"رعایا کو پران (جان کی امان) یا آنند (راحت) بخشنے سے کشتری کی قوت ترقی پاتی ہے۔ اُسکے تیر ہمیشہ آتش فگن یا مشہور و معروف ہونے چاہئیں (یہاں لفظ تیر تمثیلاً آیا ہے در اصل کل اسلحہ مراد ہے)"

[شَت پتھ براہمن کانڈ ۵۔ ادھیائے ۴۔ براہمن ۴]

(بقیہ نوٹ متعلق صفحہ ۱۴۷) جسکی شہادت مہابھارت کے راج دھرم وغیرہ مقامات سے ملتی ہے منوسمرتی وغیرہ میں بھی اصول سلطنت اسی طرح بیان کئے ہیں۔ زمانۂ قدیم میں ایک خاص بات یہ تھی کہ جب کسی پر ظلم ہوتا تھا تو راجا راکین سلطنت اور حاکمان عدالت کو ذمہ دار قرار دیکر اُن کو سزا دیتا تھا ایسی وجہ سے انصاف کرنیمیں بڑی کوشش اور تندہی کی جاتی تھی اصول بالا کے مطابق آریہ راجاؤں نے رُوئے زمین پر کروڑوں برس حکومت کی۔ قدیم اصول جنگ کے متعلق ہم نے ایک رسالہ المسوم چترنگنی سار بنایا ہے جسکا پہلا انگ اس مضمون سے خاص تعلق رکھنے کی وجہ سے دیکھنے کے قابل ہے۔ مترجم۔

[1] وَرن سے جو مہورنام کی چہارگانہ تقسیم مراد ہے یعنی برہمن (علم پیشہ) کشتریہ (شجاعت پیشہ ماہران فنونِ جنگ) ویشیہ (اہلِ تجارت۔ حرفت و زراعت) شودر (خدمتگار اور محنتی لوگ) دنیا میں یہ تقسیم قدرتی پائی جاتی ہے۔ اور حال کی بعض مہذب قومیں بھی اسی قسم کی بااس کسیقدر ملتی ہوئی تقسیم کا موجود ہونا پایا جاتا ہے (دیکھو نوٹ صفحہ ۱۰۰) مترجم

"جب مذکورہ بالا صفات سے موصوف راجنیہ یعنی کشتری شجاعت۔ عزت اور شہرت کے ذریعہ سے اپنا رعب و داب بٹھاتا ہے۔ تب اس کی حکومت روئے زمین پر بے خلل قائم ہوتی ہے۔ اسلئے کشتری بہادر جنگجو۔ بیخوف۔ اسلحہ کے فن میں ہوشیار۔ دشمنوں کو فنا کرنے والا اور خشکی تری اور آنتر کش (خلا) میں سفر کرنے کی سواریاں رکھنے والا ہوتا ہے جس سلطنت میں ایسے کشتری پیدا ہوتے ہیں۔ اس میں کبھی خوف یا دکھ پیدا نہیں ہوتا۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۹]

علم وغیرہ اعلے گنوں والی نیتی (اصول) ہی کو راشٹر (سلطنت) کہتے ہیں۔ حکومت اور اقبال ہی سلطنت کا بھار (بیج و بنیاد) ہے اور شری (اقبال) سلطنت کا مرکز ہے۔ کشیم یعنی حفاظتِ مال و جان سلطنت میں بے خلل امن قائم رہنے کا ذریعہ ہے۔ پرجا یعنی رئیس سلطنت میں گجھ (صاحب دولت) ہوتے ہیں اور سلطنت کو پیس (رعصا) کہتے ہیں۔ اسلئے سلطنت کا تمام کاروبار رعیت کے ہاتھ میں ہے۔ راجہ رعیت سے معقول معاملہ اور محصول اور ان کی عمدہ عمدہ چیزوں کو لیتا ہے۔ جہاں شخصی حکومت ہوتی ہے۔

شخصی حکومت سے رعیت پر ظلم ہوتا ہے

اور کوئی سبھا (پارلیمنٹ یا انجمن) نہیں ہوتی وہاں رعیت ہمیشہ تکلیف پاتی ہے اسلئے ایک شخص کو ہرگز راجہ نہیں بنانا چاہیئے۔ کیونکہ اکیلا شخص فرائض سلطنت کو بخوبی انجام نہیں دے سکتا بلکہ سبھا کی مدد سے ہی سلطنت کا انتظام ہو سکتا ہے۔ جہاں اچھ مطلق العنان ہوتا ہے وہاں کی سلطنت رعیت کو کھا جاتی ہے اور بڑا ظلم ہوتا ہے۔ کیونکہ مطلق العنان راجہ اپنے آرام کیلئے رعیت کے عمدہ عمدہ سامان معیشت کو لیکر اس پر ظلم کرتا ہے پس شخصی حکومت رعیت کے لئے آفت ہے جس طرح گوشت خوار (یا قصائی) موٹا تازہ جانور دیکھ کر اس کو مارنے کی نیت کرتا ہے اسی طرح مطلق العنان راجہ بھی یہی چاہتا ہے کہ کوئی بڑھنے نہ پائے وہ حسد کے مارے رعیت کے کسی شخص کی آسودگی یا عروج کو نہیں دیکھ سکتا۔ اسلئے سبھا کے انتظام سے کاروبار سلطنت کا انصرام کرنا بہتر اور مناسب ہے۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۳]

اس قسم کے اصولِ سلطنت کو بیان کرنے والے منتر ویدوں میں بہت سے ہیں۔

راجہ اور رعیت کے فرائض کا بیان ختم ہوا

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۴۶) اسی طرح اشولائن گرہیہ سوتر میں کہا ہے کہ ॥ ६ ॥ वर्जयेत् मांस वर्जम् یعنی ماس کے سوائے اور سب چیزیں ہوم کرنے کے لائق ہیں۔ مترجم

نوٹ۔ سبھا کے ذریعہ سے سلطنت کا انتظام آریہ راجاؤں میں مہابھارت پیریڈ تک ہوتا رہا (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۴۸)

تمام روئے زمین کا شہنشاہ بن جاتا ہے اور جسم چھوڑنے کے بعد سورگ لوک یعنی عین راحت۔ قائم بالذات اور نورِ مطلق پرمیشور کو پاکر موکش کا سکھ اور تمام مرادیں حاصل کرتا ہے۔ اُس کی سب مرادیں بر آتی ہیں اور اُسے موت اور بُڑھاپا نہیں ستاتا۔ جب کوئی جملہ صفات حمیدہ سے موصوف کشتری حسب بالا حکومت و اقتدار حاصل کرتا ہے تب سبھاسد (اراکین سبھا) اُس کو پرتگیا (عہد) دے کر ابھشیک کرتے ہیں اور سبھا دھیکش کے درجہ پر ممتاز کرتے ہیں۔ اُس کی عملداری میں کوئی نامرغوب بات نہیں ہوتی۔" [ایترے براہمن پنچکا ۸۔ کنڈکا ۱۹]

"جب راج سبھا رعایا کی حفاظت کا قرار واقعی انتظام کرتی ہے تب بڑی راحت پیدا ہوتی ہے۔ اُس سے تمام جرائم بند ہو جاتے ہیں اور رعایا امن و امان کے ساتھ رہتی ہے۔ اُسی کو اعلےٰ اور عمدہ راج کہتے ہیں۔"

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۲۔ ادھیائے ۸۔ براہمن ۲]

"جو برہم یعنی وید اور پرمیشور کو جانتا ہے وہی براہمن ہوتا ہے اور جو اس کو ضبط میں رکھنے والا عالم شجاعت وغیرہ صفات سے موصوف بہادر کاروبارِ سلطنت کو قبول کرتا ہے اُس کو راجنیہ یعنی کشتری کہتے ہیں۔ اُن براہمنوں اور کشتریوں کی باہمی اتحاد و کوشش سے سلطنت میں اقبال و حشمت اور ہر قسم کا ہنر و کمال فروغ پاتا ہے۔ اس طرح فرائض سلطنت کو ادا کرنے سے اقبال میں کبھی زوال نہیں آتا۔ کشتری کی بہادری اور شجاعت یہی ہے کہ جنگ کرے کیونکہ اسکے بغیر اعلیٰ دولت اور سکھ حاصل نہیں ہو سکتا۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۵]

نگھنٹو ادھیائے ۲ کھنڈ ۷ میں سنگرام (جنگ) اور مہادھن (دولت عظیم) کو مترادف بتایا ہے چونکہ جنگ سے بیشمار دولت حاصل ہوتی ہے۔ اسلئے اُس کا نام مہادھن ہے۔ جنگ کے بغیر اعلےٰ عزت اور دولت کثیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

اشومیدھ یگیہ سے کیا مراد ہے؟

"سلطنت کی حفاظت کرنا ہی کشتریوں کی اشومیدھ یگیہ کہلاتی ہے۔"

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۶]

اسلئے گھوڑے کو مار کر[1] اُس کے اعضاء سے ہوم کرنیکا نام اشومیدھ نہیں ہے۔

---

[1] واضح رہے کہ پرانے زمانے میں جانوروں کو مار کر ہوم کرنیکی رسم ہرگز نہیں تھی بلکہ یہ رسم درمیانی زمانہ میں جبکہ دام مارگ چل پڑا تھا اور قربانی کا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا رائج ہوئی تھی۔ شتپتھ براہمن میں صاف لکھا ہے کہ

वनस्पतयोहियज्ञिया नहिमनुष्या यज्ञरन्यदनस्पतयो न स्युस्तस्मादाहवन स्पतिर्याज्ञि

یعنی نبپتی (نباتات) ہی سے یگیہ کرنی چاہئے۔ انسان نباتات کے سوائے اور کسی چیز سے یگیہ (ہوم) نکرے (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۴۷)

راجہ کیسا ہونا چاہیئے

"تمام اراکین سبھا اور رعایا کے لوگوں کو مالک کُل معبود مطلق پرمیشور کے حکم کا فرمانبردار رہنا چاہیئے سب کو مل کر ایسی تجویز اور کوشش کرنی چاہیئے کہ کبھی سکھ میں زوال نہ آئے اور نہ کبھی شکست روُنما ہو۔ عالموں کے درمیان جو سب سے افضل پُرحوصلہ بہادر نہایت جفاکش دُبردبار اور تمام اعلےٰ اوصاف سے موصوف رعایا کو جنگ وغیرہ کی آفتوں سے پار اُتارنے والا فتح نصیب سب سے برتر وا شرف ہو بالیقین اُسی شخص کو ابھشیک (رسم تخت نشینی) سے راجہ بنانا چاہیئے۔ چونکہ صفات بالا سے موصوف شخص کو تخت نشین کرنے سے اعلیٰ اقبال اور بہبودی حاصل ہوتی ہے۔ اسلئے اُس کو اندر کہتے ہیں۔"

[ایئتریہ براہمن پنچکا ۸۔ کنڈکا ۱۲]

"جو رعیت زمین کی حکومت اور اعلیٰ سامانِ راحت کو پیدا اور حفاظت کرنیوالا کاروبار سلطنت میں ہوشیار اور سچے علم وغیرہ صفات سے موصوف روشن دل۔ رعایا کی حفاظت کرنیوالا تمام راجاؤں پر سبقت اور حکومت حاصل کرنیوالا اعلیٰ بہبودی وحشمت سے اقبالمند سلطنت کی حفاظت کرنیوالا اور عظیم الشان سلطنت کا شہنشاہ مقرر کرنے کے لایق ہو اُس صاحب مُراد اور سب سے افضل انسان کو ہم ابھشیک کی رسم سے تخت نشین کریں۔ اسی قسم کے شخص کو تخت نشین کرنے سے سلطنت میں راحت اور امن پیدا ہوتا ہے۔"

["چھندسی کُنگ نَنگ لِٹہ" کے بموجب اس منتر میں لفظ "اَجنی" (پیدا ہوتا ہے) باوجود لنگ و مضارع ہونے کے لِٹ (فعل حال) کے معنی دیتا ہے]

"کُل جانداروں کا پُرشجاعت کشتری حاکم یعنی سبھا دھیکش (میر انجمن) پاپی یا جرائم پیشہ رعیت کے لوگوں کو کھانے یا فنا کرنے۔ دشمنوں کے شہر کو غارت۔ بدوں کو قتل۔ ویدوں کی حفاظت اور دھرم کی حمایت کرنے کے لئے پیدا ہوا ہے سبھا دھیکش (میر انجمن) وغیرہ کو پرمیشور کے حکم کے مطابق فرایض سلطنت ادا کرنے چاہئیں اور کسی انسان کو اُس کے حکم کے خلاف کبھی کوئی ارادہ نہ کرنا چاہیئے بلکہ سب کو پرمیشور ہی کی اطاعت وعبادت کرنی چاہیئے۔"

[ایضاً۔ کنڈکا ۱۴]

"جس انسان کو راج کرنے کی اُمنگ ہو وہ مذکورہ بالا جملہ سامانِ حشمت واقتدار سے سلطنت حاصل کرے اور بطریق ابھشیک تخت نشین ہو کر حفاظت رعایا میں مشغول ہو۔ ایسا شخص تمام لڑائیوں میں فتح پاتا ہے اور سب جگہ فتح وکامرانی اور اعلیٰ لوک (سکھ یا مقام) کو حاصل کرتا ہے۔ تمام راجاؤں میں شرف وعزت اور دشمنوں پر فتح پاکر خوشی اور دشمنوں کو زیر کرکے رُعب حاصل کرتا ہے اور اپنی مشیر ومعاون سبھاؤں کے ذریعہ سے بطریق مذکور تسخیر عالم سے سامانِ راحت۔ حفاظتِ رعایا۔ پُررعب وداب اعلیٰ حکومت اور مہاراج ادھیراج کا درجہ حاصل کرتا ہے اور مُلک کو فتح کرکے اِس دُنیا میں چکرورتی یعنی

کی فوج اور دیگر سامان ہر وقت مکمل رہے۔" حفاظتِ رعایا کا کام تمام کاموں سے اہم اور عظیم الشان ہے۔ یہی سب کی پشت و پناہ۔ کمزوروں کی حفاظت کرنیوالا اور اعلیٰ سکھ پیدا کرنے والا۔ مذکورہ بالا طریق پر حفاظت رعایا کے ذریعہ سے انسان (راجہ) اصولِ سلطنت میں اصلاح و بہتری پیدا کر سکتا ہے اور اُس کے خلاف عمل کرنے سے حفاظتِ رعایا میں بہتری پیدا نہیں ہو سکتی۔ حفاظتِ رعایا سب فرائض سے مقدم ہے اُس سے نگہبان یعنی رعایا کے لوگوں اور نیز ارکینِ سلطنت کو حسبِ دلخواہ راحت حاصل ہوتی ہے۔ تمام دُنیا میں بے غل و غش سکھ پھیلانے کا یہی ذریعہ ہے پس حفاظتِ رعایا سے بڑھ کر کوئی کام نہیں ہے۔"

براہمنوں اور کشتریوں کے فرائض متعلقہ سلطنت

"برہم یعنی تمام علوم سے ماہر برہمن (ورن) پر حفاظت رعایا کا دارومدار ہے۔ کیونکہ سچے علم کے بغیر حفاظت رعایا کی ترقی یا قیام ناممکن ہے اور سچے علم کی قدر و منزلت کرنا راجنیہ یعنی کشتریہ یا سلطنت کا فرض ہے۔ کیونکہ اُس کے بغیر علم کی ترقی یا حفاظت نہیں ہو سکتی اسلئے علم اور انتظامِ سلطنت دونوں کے ذریعہ سے سلطنت میں سکھ کی ترقی ہو سکتی ہے۔"

"حاکمانِ سلطنت کو ہمیشہ پُرہمت و حوصلہ اور ضابطہ حواس ہونا چاہیئے۔ کیونکہ قوت و شجاعت اور حفاظت رعایا ہی کشتری کی صفت ہے۔ کشتریہ کا فرض ہے کہ قوت و شجاعت کے ساتھ فرائض سلطنت کو انجام دے اور رعایا کے عروج اور راحت کو مدنظر رکھے۔ اس کام کا فکر رکھنا اُس کے لئے مقدم اور سب سے ضروری ہے۔" [ایتریہ برہمن پنچکا ۸۔ کنڈ کا ۲ و ۳]۔

انسان کو چاہیئے کہ ہمیشہ محنت اور کوشش کرتا رہے اور ایسا ارادہ رکھے کہ

"میں پرمیشور کی عنایت سے سبھاؤ ھیکش (میرا نجمن) کا رتبہ حاصل کروں۔ ماتحت ملک (ملک کے) راجاؤں پر میری حکومت قائم ہو۔ تمام روئے زمین میرے زیرِ نگین ہو۔ میں دھرم اور انصاف سے سلطنت کی حفاظت کرتا ہوا اقبال و شوکت حاصل کروں۔ اپنی قوت بازو سے سلطنت فتح کروں اور تمام راجاؤں کے درمیان اعلیٰ رتبہ اور شہرت پاؤں۔ اپنی سلطنت عظیم کے قیام کے لئے عمدہ انتظام کروں اور عالمگیر حکومت کا سکھ بھوگوں اور تسخیر عالم کر کے رعایا کو قابو میں رکھتا ہوا نہایت اعلیٰ درجہ کے عالموں سے (دربار کو) آراستہ کروں اور ہر قسم کے وصف و کمال اور عیش و راحت کو ترقی دیتا ہوا پھلوں اور پھولوں۔"

[ایضاً کنڈ کا ۶]

"اُس پرمیشور کو تین چار بار نمسکار کر کے فرائض سلطنت کا انصرام شروع کرنا چاہیئے۔ جو سلطنت برہم یعنی پرمیشور کے حکم کے مطابق چلتی ہے وہ اعلیٰ ترقی عروج اور قوت حاصل کرتی ہے۔ اُسی ملک میں بہادر لوگ پیدا ہوتے ہیں نہ کہ اُس کے خلاف کسی دوسری سلطنت میں۔" [ایضاً کنڈ کا ۹]

ظالموں کو کبھی آشیرباد نہیں دیتا۔" [رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۱۸۔ منتر ۲]

"راج سبھا اور رعایا کو چاہیئے کہ صفات بالا سے موصوف مہاراج ادھیراج پرمیشور کو اور نیز ابھشکت (تخت نشین) سبھا دھیکش (میر انجمن) کو راجہ سمجھیں اور اس کے جھنڈے کے نیچے جنگ میں شامل ہوں فوج کے بہادر جوان بھی پرمیشور۔ سبھا دھیکش۔ سبھا اور اپنے سینانی (سپہ سالار) کے زیر حکم جنگ کریں۔"

[اتھروید۔ کانڈ ۱۵۔ انوواک ۲۔ ورگ ۹۔ منتر ۲]

ایشور کل نوع انسان کے لئے ہدایت کرتا ہے۔

"اے دشمنوں کو مارنیوالے! اصول جنگ میں ماہر۔ بیخوف و ہراس۔ پرجاہ و جلال عزیز اور جوان مرد! تم سب رعایا کے لوگوں کو خوش رکھو۔ پرمیشور کے حکم پر چلو اور بدفرجام دشمن کو شکست دینے کے لئے لڑائی کا سر انجام کرو۔ (راجہ کہتا ہے) تم نے پہلے میدانوں میں دشمنوں کی فوج کو جیتا ہے۔ تم نے خواص کو مغلوب اور روئے زمین کو فتح کیا ہے۔ تم روئیں تن اور فولاد بازو ہو۔ اپنے زور و شجاعت سے دشمنوں کو تہ تیغ کرو تاکہ تمہارے زور بازو اور ایشور کے لطف و کرم سے ہماری ہمیشہ فتح ہو۔"

[اتھروید۔ کانڈ ۶۔ انوواک ۱۰۔ ورگ ۹۷۔ منتر ۳]

"اے سبھا کے دانشمند رکن یا اے پرمیشور! میری اور میری سبھا کی اچھی طرح حفاظت کر (یہاں لفظ میری تمثیلاً آیا ہے مراد یہ ہے کہ تمام انسانوں کی حفاظت کر) سبھا کے کاروبار میں ہوشیار صاحب عقل و تدبیر (اراکین سبھا ہماری مذکورہ بالا تینوں سبھاؤں کی حفاظت کریں اے معبود کل ایشور! جو سبھا دھیکش اور اراکین سبھا اصول جہانداری سے واقف ہیں وہی سکھ پاتے ہیں۔ اس طرح سبھا کی حفاظت کرتا ہوا میں (راجہ) اور تمام لوگ سکھ سے لبریز سو برس کی عمر پاویں۔" [اتھروید۔ کانڈ ۱۹۔ انوواک ۷۔ ورگ ۵۵۔ منتر ۶]

یہانتک اصول جہانداری کا بیان اختصار کے ساتھ ویدوں کے مطابق لکھا گیا۔ اب آگے اسی مضمون کو آئینہ

اصول جہانداری کے دو پہلو۔

اور ستیتھ برہمن وغیرہ کتابوں کے مطابق اختصار سے لکھتے ہیں۔

"راج سبھا کے معزز اراکین کو چاہیئے کہ عالموں۔ دھرماتماؤں اور نیک منش انسانوں پر ہمیشہ لطف و مہربانی مبذول رکھیں اور ان کو ہمیشہ سکھ دیں اور بدوں کا سخت تدارک کریں کیونکہ اصول جہانداری کے دو پہلو ہیں۔ ایک حلم و رحمائیت اور دوسرا سختی و سیاست یعنی کہیں وقت موقع اور شے (کی حیثیت) کے لحاظ سے حلم اختیار کرنا واجب ہے اور کہیں اسکے خلاف صورتوں میں حاکمان سلطنت کا یہ فرض ہے کہ بدوں کو سخت سزا دیں۔ اسی کا نام حفاظت رعایا ہے یعنی اصول جہانداری یا حفاظت رعایا کی یہی تعریف ہے کہ نیک کردار لوگوں پر مہربانی اور بدوں پر سختی کی جاوے اور نہایت لائق اور بہادر جوانوں

خالی اور ہر قسم کے خلل سے پُرامن کرو۔ نیک اُصولِ جہانداری پر عمل کر کے قلمرو میں عروج و اقبال کو ترقی دو۔ وید کے علم سے ماہر اہالیانِ سبھا کے درمیان جو شخص اعلیٰ درجہ کے کمال و خوبی سے آراستہ اور تمام علوم سے پیراستہ ہو اُسی کو سبھا دھیکش (میر انجمن یا راجہ) بناؤ۔ اے اہالیانِ سبھا! تمام رعایا کو یہ امر ذہن نشین کراؤ کہ ہمارے اور تمہارے لئے جو بات راج سبھا (انجمن نظم و نسق) میں قرار پاتی ہے۔ وہی راجہ کی مثال ہمارے سر آنکھوں پر ہے۔ اسلئے ہم اس نامور شخص کو جو مشہور و معروف ماں کا بیٹا ہے۔ بذریعہ ابھشیک (رسم تخت نشینی) سبھا دھیکش (راجہ) قبول کرتے ہیں۔" [یجروید ادھیائے ۹ منتر ۴۰]

"اندر (پرمیشور) کی عنایت سے سبھا کے انتظام میں ہمیشہ اعلیٰ فتح و کامیابی حاصل ہو اور کبھی شکست نصیب نہ ہو۔ راجہ ادھیراج پرمیشور روئے زمین کے راج یا ملکی سلطنتوں میں ہمارے درمیان اپنے سچے نور اور عدل و انصاف سے جلوہ گر ہو۔ وہ مالکِ جہاں ہر انسان کا معبودِ حقیقی۔ ہمارا ممدوح و معظم۔ ملجا و ماوےٰ۔ اور مخدوم و مکرم ہے۔ اے مہاراج۔ راجاؤں کے راجا پرمیشور! آپ ہمارے راج میں بطریق احسن رونق افروز ہو جئے۔ اور آپ کے لطف و احسان سے ہم بھی اس عالمگیر حکومت میں ہمیشہ شرف و عزت پاویں۔"

[اتھروید۔ کانڈ ۶۔ انوواک ۱۰۔ ورگ ۶۸۔ منتر ۱]

"اے اندر (پرمیشور)! تو تمام دُنیا کا مہاراج ادھیراج اور سب کی سُننے والا ہے۔ ہمیں بھی اپنی رحمت سے ایسا ہی کر۔ اے بھگون! تو قائم بالذات اور مخلوقات کو من مانگا سکھ اور اقتدار عطا کرنیوالا ہے۔ ہمیں بھی اپنا مرہونِ عنایت کر۔ اے خالقِ جہان! جیسے تو اعلےٰ صفات سے موصوف اور تمام بڑی سے بڑی سلطنتوں کی حفاظت کرنیوالا اور مخلوقات کو سچے عدل و انصاف سے پرورش کرنے والا ہے ہم بھی ویسے ہی ہوں۔ اے مہاراج ادھیراج پرمیشور! یہ قدیم اور اٹل راج دھرم سے معمور۔ لازوال اور گوناگون تیرا ہی ہے۔ آپ کے فضل و کرم سے یہ ہمیں حاصل ہو (اس طرح التجا کرنے پر ایشور آشیرباد دیتا ہے کہ) میری پیدا کی ہوئی یہ تمام روئے زمین تمہارے تابع ہو۔" [ایضاً منتر ۲]

ایشور نیکوں کا حامی ہے

"اے انسانو! تمہارے آیدھ یعنی توپ۔ بندوق وغیرہ۔ آتشگیر اسلحہ اور تیر کمان تلوار وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہوں۔ بدکردار دشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو۔ تم مضبوط۔ طاقتور اور کارنمایاں کرنے والے ہو۔ تم دشمنوں کی فوج کو ہزیمت دیکر انہیں روگردان و پسپا کرو۔ تمہاری فوج جرار و کارگذار اور نامی گرامی ہو تاکہ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قائم ہو اور تمہارا حریف ناہنجار شکست یاب ہو اور نیچا دیکھے۔ مگر میری یہ آشیرباد انہیں لوگوں کے لئے ہے جو نیک اعمال و نیکوخصال ہیں نہ کہ اُن کے لئے جو عوام یعنی رعیت کے لوگوں پر ظلم و ستم کرنیوالے ہیں۔ میں بدکردار

راحت سے آراستہ و پیراستہ کرنا اور اُس کو صاحب محنت و تدبیر بنانا بمنزلہ میرے کُولے کے ہے۔ رعایا کو اصول تجارت اور علم ریاضی میں کامل و ماہر بنانا بمنزلہ میری ران اور کُہنی کے ہے اور رعایا اور راج سبھا (انجمن نظم و نسق سلطنت) کے مابین میل ملاپ اور کُلی اتحاد و اتفاق قائم رکھنا بمنزلہ میرے زانو کے ہے۔ الغرض مذکورہ بالا فعل میرے اعضاء کی مثال ہیں۔" ایضاً۔ منتر ۸]

جس طرح انسان کو اپنے اعضاء کی محبت اور اُن کی پرورش کا خیال ہوتا ہے۔ اُسی طرح رعایا کی حفاظت اور پرورش کے لئے مذکورۂ بالا باتوں کا خیال رکھنا واجب ہے۔

سلطنت کی بنیاد ایشور اور دھرم پر قایم ہے

"میں پرمیشور اُس راج میں جہاں دھرم کی پابندی ہوتی ہے۔ قایم ہوتا ہوں۔ جس مُلک میں علم اور دھرم کی ترقی اور اشاعت ہوتی ہے وہ میرا مقام مالوف ہے میں اس راج میں فوج کے گھوڑوں اور بیلوں کو قوت عطا کرتا ہوں۔ میں اُن میں اور نیز تمام کائنات کے جزو جزو میں قایم ہوں۔ میرا قیام ہر آتما۔ پران (نفس) اور زبردست سے زبردست شے۔ آکاش۔ زمین اور ہر نیکیہ (نیک کام) میں ہے۔ میں سب جگہ محیط و بسیط ہوں۔ جو راجہ مجھ معبود کُل کا سہارا لیکر فرائض سلطنت کو انجام دیتے ہیں وے ہمیشہ اقبالمند اور فتح نصیب ہوتے ہیں۔"

[یجروید ادھیائے ۲۰۔ منتر ۱۰]

اس طرح حاکمان سلطنت کا فرض ہے کہ رعیت کی حفاظت اور پرورش کریں اور عدل و انصاف اور علم تاکہ ظلم و جہالت مُلک سے کافور ہوں۔

"میں اُس محافظ کائنات۔ صاحب جاہ و جلال۔ نہایت زور آور۔ فاتح کُل۔ تمام کائنات کے راجا قادر مطلق اور سب کو قوت عطا کرنے والے پرمیشور کو جس کے آگے تمام زبردست بہادر سر اطاعت خم کرتے ہیں اور جو انصاف سے مخلوقات کی حفاظت کرنیوالا اِندر (قادر مطلق پرمیشور) ہے۔ ہر جنگ میں فتح پانے کے لئے مدعو کرتا ہوں اور پناہ لیتا ہوں۔ وہ اعلیٰ دولت و حشمت کا عطا کرنیوالا قادر مطلق ایشور ہمارے تمام کاروبار سلطنت میں امن و امان۔ فتح و نصرت اور خیر و عافیت قائم رکھے۔"

[یجروید ادھیائے ۲۰۔ منتر ۵۰]

اراکین سبھا کے فرائض

"اے عالم و فاضل اراکین سبھا! تم بے نظیر اعلیٰ اُصول جہانداری پر عمل اور علم غیر متناہی کی ترقی و اشاعت کرو۔ تمام کاروبار سلطنت کو سنبھالو۔ اور صاحب علم و تہذیب رعایا کے درمیان عمدہ اور اعلیٰ راج کرو اور مُلک میں سورج کی روشنی کی مثال عدل و انصاف کا اُجالا اور ظلم و تاریکی کا منہ کالا کرو۔ اپنے زیر سایہ کُل رعایا کو پُورا پُورا سکھ پہنچانے کے لئے اس قلمرو کو دشمنوں سے

رسم تخت نشینی

"اے سبھا دھیکش (میر انجمن یا راجہ) امنور بالذات اور خالق جہان پرمیشور کی مخلوقات میں مہ خورشید کے برابر پُرجاہ وجلال اپنے دست قدرت سے رعایا کو پرورش کرنیوالے! اے جان کو لینے اور بخشنے کی طاقت رکھنے والے! اے زمین اور آکاش میں رہنے والی تمام بودیات سے جملہ امراض عالم باطن کی جڑ اکھاڑنے والے! میں (راج پروہت یا سبھاسد) انصاف وغیرہ نیک گنوں کی ترقی اور کامل علم کی اشاعت کے لئے تیرا ابھشیک کرتا ہوں یعنی بطریق رسم تخت نشینی تیرے سر پر خوشبودار پانی کا چھینٹا دیتا ہوں۔ میں تجھے پرمیشور کی غیر متناہی قدرت اور علم و معرفت کے خزانہ سے جاہ وجلال اور عالمگیر حکومت۔ اعلیٰ ناموری اور نیک سیرت حاصل کرنے اور فرائض سلطنت کو انجام دینے کے لئے مقرر کرتا ہوں۔" [یجروید ادھیائے ۲۰۔ منتر ۳]

"(راجہ کہتا ہے) اے پرمیشور! آپ راحت مطلق ہیں۔ ہمیں بھی اچھے راج کے ذریعہ سکھی کیجئے آپ عین مسرت ہیں۔ ہمیں بھی بذریعہ انتظام راج سبھا نہایت اعلیٰ سکھ اور سرور سے بہرہ مند کیجئے ہم راحت دوامی کے لئے آپ کی پناہ لیتے ہیں۔ آپ ہی ایسے راج کو دینے والے ہیں جس میں سکھ ہو۔ اسلئے ہم آپ کی اُپاسنا کرتے ہیں۔ اے سچے نامور! اے سچی خوشی کے مخزن اور سچی راحت عطا کرنیوالے! اے سچائی کو ظاہر اور سچے راج کو ہمارے درمیان قائم کرنے والے ایشور! ہم آپ ہی کو اپنی راج سبھا (انجمن نظم ونسق) کا مہاراج ادھیراج مانتے ہیں۔" [یجروید ادھیائے ۲۰۔ منتر ۴]

سبھا دھیکش یعنی راجہ کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ

راجہ اور ارکین سبھا کا سراپا

"اقبال سلطنت بمنزلہ میرے سر کے ہے۔ اعلیٰ شہرت بمنزلہ مُنہ سچے انصاف کا اُجالا بمنزلہ میرے موئے سر اور ابرو کے ہے۔ پران یعنی پرمیشور یا جسم میں رہنے والی ہوا جو عین حیات ہے۔ وہ بمنزلہ میرے حاکم یا راجہ کے ہے۔ موکش کا سکھ۔ برہم اور دید بمنزلہ میرے سمراٹ (شہنشاہ) کے ہیں۔ سچے علوم اور دیگر ہر قسم کے نیک گنوں کی افزایش و ترقی بمنزلہ آنکھ اور کان کے ہیں۔" [ایضاً منتر ۵]

اوپر جو راجہ کا مُرقع کھینچا گیا ہے وہی سراپا سبھاسدوں (ارکان سبھا) کا سمجھنا چاہیئے۔

"اعلیٰ اقتدار و حکومت بمنزلہ میرے بازو کے ہے اور پاک علم سے بہرہ مند دل اور کان وغیرہ اندریاں (حواس) میرے ہاتھوں کی مانند پکڑنے کے آلات ہیں۔ اعلیٰ ہمت حوصلہ و استقلال میرا کام ہے۔ اور میرا راج میرے دل کی مثال ہے۔" [ایضاً منتر ۷]

"میری قلمرو میری پشت ہے اور فوج اور خزانہ میری قوت بازو یا بمنزلہ پیٹ ہیں۔ رعیت کو آرام و

اُدھرم کا انسداد بذریعہ اُپدیش (ہدایت و نصیحت) کیا جاتا ہے۔ یہ تینوں سبھائیں باہم مل کر کُل کاروبار سلطنت کو انجام دیتی ہیں اور مُلک میں نہایت اعلیٰ انتظام اور عمدہ بندوبست کرتی ہیں۔ جس قلمرو میں یہ تین سبھائیں موجود ہوتی ہیں اور اُن میں دھرماتما (نیک نہاد) اور عالم لوگ معاملہ کے کھرے کھوٹے نیک بد یا حق و ناحق کی چھان بین اور تحقیقات کر کے اچھی باتوں کی ترقی اور اشاعت اور بُری باتوں کی روک اور انسداد کرتے ہیں۔ اُس قلمرو میں تمام رعایا ہمیشہ سُکھی رہتی ہے اور جہاں ایک ہی شخص (مطلق العنان) بادشاہ ہوتا ہے وہاں رعایا سخت تکلیف پاتی ہے اسلئے ایشور ہدایت کرتا ہے کہ) مَیں دیکھتا ہوں کہ جہاں سبھاؤں کے ذریعہ سے سلطنت کا انتظام کیا جاتا ہے وہاں رعایا بہت خوش و خورم رہتی ہے۔ جو شخص اپنے علم و یقین اور صدق دل سے سچائی اور انصاف پر عمل کرنیکا عہد کرتا ہے وہی صاحب علم (متعہد) شخص راج سبھا میں داخل ہونے کے لایق ہوتا ہے۔ اور جو ایسا نہ کرے اُس کو سبھا میں داخل نہیں کرنا چاہیئے۔ مذکورہ بالا سبھاؤں میں گنڈھر و یعنی روئے زمین یا قلمرو کی حفاظت کرنیوالوں

واکین سبھا کا کاروبار

کا کاروبار سلطنت میں ہوشیار۔ دایوگیش یعنی ہوا کی طرح جاسوسوں کو سب جگہ پھیلا کر ہر مقام کی خبر رکھنے والوں اور قلمرو کے تمام حالات سے واقفکار شخصوں مثل شعاع آفتاب سچے انصاف کی روشنی سے دُنیا میں اُجالا کرنے والوں اور رعایا کے خیراندیش دھرماتماؤں کو سبھاسد (راکین انجمن) مقرر کرنا چاہیئے نہ کہ اُن کو جن میں یہ اوصاف نہ ہوں (ایشور کی یہ ہدایت سب کو ماننی چاہیئے)۔"

(رگ وید۔ مشتک ۳۳۔ اوھیائے ۲۔ ورگ ۲۴۔ منتر ۶)

"اے پرمیشور! تمام کاروبار سلطنت تیری ذات سے قائم ہے۔ تو ہی سلطنت کا انتظام کرنے والا ہے۔ اسلئے ہمیں بھی اپنی رحمت سے حفاظت رعایا اور انتظام جہانداری کی طاقت و لیاقت عطا کر۔ ہمارے درمیان کوئی شخص تیری ذات سے مُنکر نہ ہووے۔ ہمیں کبھی ذلت نصیب نہ ہو۔ ہم اس دُنیا میں ہمیشہ راجہ ادھکاری (حاکمان سلطنت) ہوں۔" (یجُروید۔ اوھیائے ۲۰۔ منتر ۱)

براہمن اور کشتریہ باہم ملکر فرائض سلطنت انجام دیں

"جس مُلک میں بَرہم یعنی وید اور ایشور کو جاننے والے براہمن اور شجاعت و استقلال وغیرہ صفات سے آراستہ کشتریہ صاحب علم اور باہم اتفاق رکھنے والے ہوتے ہیں اُس مُلک کے لوگ پُنیہ (نیکی یا سخاوت) اور یگیہ (رفاہ عام کے کام) کرنے والے ہوتے ہیں۔ جس مُلک میں عالم لوگ پرمیشور کو مانتے ہیں اور اگنی ہوتر وغیرہ یگیہ کرتے ہیں اُس مُلک کی رعایا خوش حال رہتی ہے۔"

(یجُروید۔ اوھیائے ۲۰۔ منتر ۲۵)

ویدمیں ایشور کا حکم ہے (کہ راج پروہت اور سبھاسد راجہ کو اس طرح تخت نشین کریں کہ)

راجہ اور رعیت کے فرائض کا بیان

مندرجۂ ذیل منتروں میں راج دھرم (اصولِ جہانداری) کا بیان ہے۔

تین سبھائیں سلطنت کا انتظام کریں

"جس طرح سورج اور چاند اپنی روشنی سے تمام مجسم اشیاء کو روشن کرتے ہیں اسی طرح ماہ و خورشید کے برابر پُر جاہ و جلال اور عدل و انصاف کے نور سے منور تین سبھائیں (پارلیمنٹ یا انجمن) سلطنت کو زینت دیتی ہیں۔ اُن سبھاؤں کے ذریعہ سے رعایا جنگ میں فتح پاکر سُکھ بھوگتی ہے۔ اُصولِ جہانداری سے واقفکار سبھائیں تمام قلمرو کی مخلوقات کو سُکھی اور رعیت کو دولت و حشمت سے مالا مال کرتی ہیں۔

(مذکورہ بالا تین سبھاؤں کے نام یہ ہیں:۔ راج آریہ سبھا (انجمن نظم و نسق سلطنت) جس میں خصوصاً مہماتِ سلطنت کا انصرام کیا جاتا ہے۔ آریہ وِدیا سبھا (انجمن اشاعت علم) جس میں خصوصاً علم کی اشاعت اور ترقی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ آریہ دھرم سبھا (انجمن اشاعت دھرم) جس میں خصوصاً دھرم کی ترقی اور

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۳۷) ادھیائے ۱۱ و ۱۳ و شانتی پرب ادھیائے ۷۲۔ شلوک ۱۲ و ادھیائے ۳۴۔ شلوک ۷۲) آدی پرب کے ادھیائے ۱۰۴ میں دیوِیگھ تما کی نظیر آتی ہے جس نے راجہ بل کی اجازت سے اُس کی رانی سودیشنا سے بطریقِ نیوگ پانچ اولاد پیدا کیں عورت کا کئی خاوندوں سے نیوگ کرنا بھی ثابت ہے مثلاً کُنتی نے تین مختلف براہمن رشیوں سے تین اولاد حاصل کیں۔ (دیکھو آدی پرب۔ ادھیائے ۱۲۳) بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ ایک ہی شخص مختلف عورتوں سے نیوگ کرتا تھا۔ مثلاً ویاس جی نے اپنی بھاوج انبکا سے دھرتراشٹر۔ امبالکا سے پانڈو اور ایک داسی (باندی) سے وِدُر پیدا کیا (آدی پرب ادھیائے ۱۰۶) علاوہ ازیں مہابھارت میں نیوگ کی اَور بھی نظیریں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً شاردنڈا ینی نے ایک براہمن سے بطریق نیوگ تین اولادیں حاصل کیں (آدی پرب ادھیائے ۱۲۰) سنوداس کی بیوی مَدینتی نے اپنے خاوند کی اجازت سے رشیشٹ کے ساتھ نیوگ کیا (آدی پرب ادھیائے ۱۲۲)۔ راجہ کلماشش پاد کی رانی بھاونی نے اپنے خاوند کی اجازت سے بطریق نیوگ ایک اولاد حاصل کی (آدی پرب ادھیائے ۱۲۲) راجہ پانڈو کی دوسری رانی مادری نے اشونی کمار سے نکل اور سہدیو فرزندان توام حاصل کئے (آدی پرب ادھیائے ۱۲۴)۔ اُتتھیہ رشی کی بیوی ممتا نے نیوگ کیا (آدی پرب ادھیائے ۱۰۴) اُدّالک رشی کی بیوی نے نیوگ سے شویت کیتو پیدا کیا۔ (شانتی پرب ادھیائے ۳۴۔ شلوک ۲۲) وغیرہ۔ مترجم

نیوگ کے خاوند | نامزد ہوتا ہے اور جو تیرا دوسرا نیوگ کا خاوند ہے اور جس کو تو بیوہ ہونے پر قبول کرتی ہے اُس کی اصطلاح گنڈھر وہے۔ کیونکہ وہ بھوگ (صحبت) کئے ہوئے اور اُس سے واقف ہوتا ہے اور جس سے تو تیسری بار نیوگ کرتی ہے اُس کی اصطلاح اگنی ہے۔ کیونکہ جب وہ تجھ دو مردوں کی صحبت بھگتی ہوئی کے ساتھ نیوگ کرتا ہے تو اُس کے جسم کی دھات اس طرح جل جاتی ہے جیسے آگ میں ایندھن۔ اے عورت! چوتھے سے لیکر دسویں تک جس قدر تیرے خاوند ہیں اُن کی طاقت اور نطفہ معمولی ہوتا ہے اس لئے وہ منش نامزد ہوتے ہیں۔ اسی طرح عورتوں کی بھی (علم۔ دھرم وغیرہ نیک اوصاف سے بہرہ مند ہونے کی وجہ سے) سومیا اور (علم موسیقی میں ماہر ہونے کی وجہ سے) گندھروویا اور (حرارت یا جوش نفاس کی وجہ سے) آگنائی اور (عقل و تمیز یا مونس مرد ہونے کی وجہ سے) منشیہ جا اصطلاحیں ہوتی ہیں

[رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۲۷۔ منتر ۵]

عورت کے لئے نصیحت | "اے دیور (دوسرے خاوند) کی خدمت کرنیوالی عورت! اور اے بیاہے ہوئے خاوند کی فرمانبردار بیوی! تو نیک اوصاف والی ہو (یعنی خاوند کو ہمیشہ سکھ دے اور اُس کے ساتھ ہرگز ناچاقی نہ رکھ) تو گھر کے کاروبار میں عمدہ اصول پر عمل کر اور اپنے پالے ہوئے جانوروں کی حفاظت کر۔ اور عمدہ کمال و خوبی اور علم و تربیت حاصل کر۔ طاقتور اولاد پیدا کر اور ہمیشہ اولاد کی پرورش میں مستعد رہ! اے نیوگ کے ذریعہ سے دوسرے خاوند کی خواہش کرنیوالی! تو ہمیشہ سکھ دینے والی ہو کر گھر میں ہون وغیرہ کرنے کی آگ کا استعمال اور تمام خانہ داری کے کاروبار کو دل لگا کر بڑی احتیاط سے کر۔"

[اتھروید کانڈ ۱۴۔ انوواک ۲۔ منتر ۱۸]

مندرجہ بالا منتروں میں مرد اور عورت کے لئے آپت کال (آفت یا مصیبت) کی حالت میں نیوگ کرنے کی اجازت[۱] دی گئی ہے۔

نیوگ کا بیان ختم ہوا

[۱] زمانہ قدیم میں نیوگ کا رواج ہونا مہابھارت وغیرہ اتہاس (تواریخ) کی کتابوں سے ثابت ہے چنانچہ آدی پرب ادھیائے ۱۲۰ شلوک ۲۶ میں لکھا ہے کہ پانڈو راجہ نے (بوجہ مریض ہونے کے) خلوت میں اپنی رانی کنتی سے کہا کہ تو آپت کال کے قاعدے سے بذریعہ نیوگ اولاد حاصل کرنیکی تدبیر کر۔" نیوگ کی اجازت مہابھارت میں حسب ذیل موقعوں پر پائی جاتی ہے (دیکھو آدی پرب ادھیائے ۱۲۰ شلوک ۳۴ و ۳۵ (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۳۸)

مہابھارت سے نیوگ کی شہادت اور نظیریں

نیوگ بیاہ کی طرح برادری کے سامنے کیا جاتا ہے

تجھے اپنا خاوند قبول کرتی ہے اور نیوگ کے قاعدے سے تیرے ساتھ رہنا چاہتی ہے تو اس کو قبول کر اور اُس سے اولاد پیدا کر۔ یہ بیوہ عورت ویدوں میں بیان کئے ہوئے قدیم دھرم کو پالتی ہوئی بطریق نیوگ خاوند کرنا چاہتی ہے۔ اسلئے تو بھی اسے قبول کر اور اس بیوہ عورت سے اس وقت یا اِس دُنیا میں اولاد پیدا کر اور اس کو دَرَوِن یعنی دَرَوِیَہ (مال و دولت) یا دَرِیَہ (لطفہ) عطا کر گویا بطریق گرہبھادھان اس سے ہم صحبت ہو۔" [اتھروید کانڈ ۱۔ انوواک ۳۔ ورگ ۱۔ منتر ۱]

"اے بیوہ عورت! اپنے اس مرے ہوئے اصلی خاوند کو چھوڑ کر زندہ دیور یعنی دوسرے خاوند کو قبول کر۔ اُس کے ساتھ رہکر اولاد پیدا کر۔ وہ اولاد جو اس طرح پیدا ہوگی تیرے اصلی خاوند کی ہوگی جس کو تو نے بیاہ میں اپنا ہاتھ دیا تھا۔ اگر نیوگ کئے ہوئے خاوند کے لئے اولاد پیدا کرنے کی غرض سے نیوگ کیا ہے تو اُس صورت

نیوگ کی اولاد

میں یہ اولاد اُس کی ہوگی اور اگر اپنے لئے کیا ہے تو وہ اولاد تجھ بیوہ کی ہوگی۔ اے بیوہ عورت تو اپنے اصلی خاوند کے مرنے پر کسی ایسے مرد کو بطریق نیوگ خاوند قبول کر جس کی بیاہتا عورت مر گئی ہو۔ اور اس طرح اولاد پیدا کر کے سُکھ حاصل کر۔" [رگ وید۔ منڈل ۱۰۔ سوکت ۱۸۔ منتر ۸]

اب اس بارہ میں لکھا جاتا ہے کہ نیوگ سے کتنے اولاد پیدا کرنی چاہئیں؟ اور کتنی بار نیوگ کرنا چاہئے؟

"اے ویرِیَہ (لطفہ) عطا کرنے والے اصلی خاوند! تو اس بیاہتا عورت کو رتودان[۱] (ہمبستری) سے بار بار امید کرا اور اُس کو صاحبِ اولاد اور ہر قسم کے اعلےٰ سے اعلےٰ سُکھ سے بہرہ ور کر۔ اس بیاہتا عورت سے دس اولاد

اولاد کی تعداد

پیدا کر۔ اُس سے زیادہ ہرگز پیدا نہ کر۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایشور نے مرد کو صرف دس اولاد پیدا کرنے کی اجازت دی ہے) اسی طرح اے عورت! تو اپنے بیاہے ہوئے خاوند سمیت گیارھویں خاوند تک نیوگ کر!" (رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۲۸۔ منتر ۵)

یعنی اگر اتفاق سے ایسی آفت یا مصیبت واقع ہو کہ خاوند مرتے چلے جائیں تو اولاد کے لئے بیوہ عورت دسویں خاوند تک نیوگ کرے۔ اسی طرح مرد بھی بیاہتا عورت کے مرنے پر اگر اولاد نہ ہو اور بار بار عورت مرتی چلی جائے تو دسویں بیوہ عورت تک نیوگ کرے۔ اور اگر خواہش نہ ہو تو مرد یا عورت ایسا نہ کریں[۲]

اب مختلف خاوندوں کی اصطلاحیں بیان کرتے ہیں۔

"اے عورت! تیرا پہلا جو بیاہا ہوا خاوند ہے وہ کنوارے پن کی صفت سے موصوف ہونے کی وجہ سے سوم

[۱] منجملہ سولہ سنسکاروں کے پہلے سنسکار کا نام ہے۔ اس سے خاوند اور بیوی کا بغرض حصول اولاد شاستر کی ہدایت کے بموجب ہمبستر ہونا مراد ہے۔ مترجم

[۲] اس سے واضح ہوا کہ مصیبت کی حالت میں نیوگ کرنا ایک اختیاری امر ہے۔ یہ فرض نہیں ہے کہ ضرور ہی نیوگ کیا جاوے۔ مترجم

نیوگ کا بیان

مندرجہ ذیل منتروں میں بیوہ عورت اور رنڈوے آدمی کے نیوگ کا ذکر ہے۔

خاوند بیوی کو سفر میں ساتھ رہنا چاہیئے

"اے بیاہے ہوئے مرد عورتو! تم دونوں رات کو کہاں ٹھیرے تھے؟ اوروں کہاں بسر کیا تھا؟ تم نے کھانا وغیرہ کہاں کھایا تھا؟ تمہارا وطن کہاں ہے؟ جس طرح بیوہ عورت اپنے دیور (دوسرے خاوند) کے ساتھ شب باش ہوتی ہے یا جس طرح بیاہا ہُوا مرد اپنی بیاہتا عورت کے ساتھ اولاد کے لئے یکجا شب باش ہوتا ہے اُسی طرح تم کہاں شب باش ہوئے تھے؟"

[رگوید اشٹک ۷۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۱۸۔ منتر ۲]

اس منتر میں مرد و عورت کے باہمی سوال و جواب میں تثنیہ[1] کے آنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک مرد کو ایک ہی عورت کرنی چاہیئے اور ایک عورت کو ایک ہی مرد سے بیاہ کرنا چاہیئے اور دونوں کو ہمیشہ آپس میں محبت سے رہنا چاہیئے اور کبھی جُدا یا زناکاری میں مُبتلا نہ ہونا چاہیئے۔

لفظ "دیور" کی نسبت نرُکت میں لکھا ہے کہ

نیوگ بیوہ اور رنڈوے کا اور بیاہ کنوارے اور کنواری کا ہوتا ہے

"دیور دوسرے وَر یعنی خاوند کو کہتے ہیں۔" [نرُکت ادھیائے ۳۔ کھنڈ ۱۵]

اسلئے بیوہ عورت کو دوسرے مرد کے ساتھ اور نیز ایسے مرد کو جس کی عورت مرگئی ہو بیوہ عورت کے ساتھ نیوگ کرنے کی اجازت پائی جاتی ہے۔ بیوہ عورت کا اولاد کے لئے صرف اُسی مرد سے نیوگ ہونا چاہیئے جس کی عورت مرگئی ہو نہ کہ کنوارے لڑکے سے اور اسی طرح کنوارے لڑکے کا بیاہ بیوہ عورت کے ساتھ نہیں کرنا چاہیئے۔ گویا کنوارے لڑکے اور کنواری لڑکی کا ایک ہی بار بیاہ ہوتا ہے اور نیوگ صرف بیوہ عورت اور رنڈوے مرد کے مابین ہوتا ہے۔ دوِج یعنی (برہمن کشتری اور ویشیہ) پہلے تین وَرنوں کو دوسری بار بیاہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ دوبارہ شادی صرف

دوسری شادی صرف شودروں میں ہوتی ہے

شودروں کے لئے بتائی گئی ہے۔ کیونکہ یہ وَرن علم وغیرہ سامان سے بے بہرہ ہوتا ہے (اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ) نیوگ شدہ مرد عورت کو اولاد پیدا کرنیکے لئے اسیطرح برتاؤ رکھنا چاہیئے جس طرح بیاہے ہوئے عورت مرد کا باہمی برتاؤ ہوتا ہے۔

"اے مرد! یہ بیوہ عورت اپنے خاوند کے مرجانے پر خاوند سے حاصل ہونے والے سکھ کی خواہش کرتی ہوئی

[1] سنسکرت زبان کی صرف دو میں واحد اور جمع کے علاوہ تثنیہ بھی ہوتا ہے جس سے دو جنس مُراد ہوتی ہیں۔ مترجم

بیاہ کا بیان

اب بیاہ کے مضمون پر لکھا جاتا ہے۔

"اے کماری (کنواری جوان لڑکی)! میں اولاد حاصل کرنیکی غرض سے تیرا ہاتھ پکڑتا ہوں یعنی تیرے ساتھ بیاہ کرتا ہوں اور تیرا بیاہ میرے ساتھ ہوتا ہے۔ اے عورت! تو مجھ اپنے خاوند کے ساتھ عمر بسر کر۔ ہم دونوں بڑھاپے تک باہم مل کر رہیں اور ہمیشہ آپس میں محبت اور سلوک کے ساتھ رہتے ہوئے دھرم اور آنند کو حاصل کریں۔ قادرِ مطلق۔ عادل و منصف۔ خالق جہاں و کارساز عالم پرمیشور نے سرانجام کارخانہ داری کے لئے تجھے میرے ساتھ منسوب کیا ہے۔ اس امر میں تمام عالم گواہ ہیں۔ اگر ہم اس عہد کو توڑینگے تو پرمیشور اور نیز عالموں کے سزاوار ہونگے۔" [رگوید۔ اشٹک۔ ادھیائے ۴۔ ورگ ۲۷۔ منتر ۱]

بیاہ کا مقصد

جس طریق سے مرد اور عورت کو بیاہ کے بعد باہم مل کر رہنا چاہیئے اُس کی نسبت ایشور ہدایت کرتا ہے کہ

اصول خانہ داری

"اے زن و مرد! تم دونوں اِس دُنیا میں گرہ آشرم (خانہ داری) میں داخل ہو کر ہمیشہ سُکھ کے ساتھ رہو اور کبھی باہم نفاق نہ کرو اور سفر میں باہر جانے کے وقت یا اور کسی طرح کبھی باہم جدا نہ ہو اِس طرح میری آشیرباد پاکر دھرم کی ترقی اور تمام دُنیا کی بھلائی کرتے ہوئے میری بھگتی (اطاعت) میں مشغول ہو کر سُکھ کے ساتھ عمر بسر کرو اور اپنے گھر میں بیٹوں اور پوتوں کے ساتھ خوش رہو اور ہر قسم کے آنند کو حاصل کرو اور ہمیشہ سچے دھرم پر قایم رہو۔"

[رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۲۸۔ منتر ۲]

اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ ایک عورت کا ایک ہی خاوند ہونا چاہیئے اور اسی طرح ایک مرد کو ایک ہی عورت سے بیاہ کرنا چاہیئے۔ یعنی مرد کو ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ اور نیز عورت کو ایک سے زیادہ مرد کے ساتھ بیاہ کرنے کی مُمانعت ہے۔ اس میں یہ دلیل ہے کہ وید کے منتروں میں مرد اور عورت کا لفظ واحد میں آیا ہے۔ ویدوں میں بیاہ کے مضمون پر اس قسم کے بہت سے منتر ہیں۔

بیاہ کا مضمون ختم ہوا

آس مضمون کے متعلق ایک ہی جنم ماننے والوں کے اسی قسم کے اَور بھی اعتراض ہوتے ہیں جن کا جواب[1] ذرا غور کرنے سے بخوبی دے سکتے ہیں۔ عقلمندوں کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اہلِ دانش ذرا سے اشارہ سے بہت کچھ سمجھ جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں کتاب کے بڑھ جانے کا بھی خوف ہے۔ اسلئے زیادہ نہیں لکھتے۔

پُنرجنم یعنی تناسخ کا مضمون

ختم ہُوا

[1] تناسخ کے متعلق چند اور اعتراضوں کا جواب سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے نویں باب میں دیا ہے۔ علاوہ ازیں پنڈت لیکھرام جی مرحوم نے ثبوت تناسخ کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی ہے جس میں اس مضمون پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ مترجم

مزیکا عالمگیر خوف تناسخ کی تصدیق کرتا ہے

"تمام جانداروں کو پیدا ہونے کے وقت سے ہی برابر مزیکا خوف لگا رہتا ہے جس سے اگلے اور پچھلے جنم کا ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ کیڑا بھی پیدا ہوتے ہی مرنے سے خوف کھاتا ہے عالموں کو بھی یہی خوف دامنگیر ہے۔ پس ثابت ہوتا ہے کہ جیو کئی جسم پاتا ہے۔ اگر گذشتہ جنم میں مزیکا تجربہ نہ ہوا ہوتا تو اُس کا کوئی اثر یا خیال نہیں رہنا چاہیئے تھا اور اثر یا خیال کے بغیر یاد داشت بھی نہیں ہوتی پھر پچھلی یاد کے بغیر مرنے سے کیوں خوف لگتا ہے؟ اسلئے ہر جاندار میں خوف مرگ کے دیکھنے سے اگلے اور پچھلے جنموں کا ہونا ثابت ہے۔" [پاتنجل یوگ شاستر ادھیائے ۲۔ پاد ۲۔ سوتر ۹]

اِسی طرح عالم و فاضل گوتم رشی نے نیائے درشن میں اور واتسیاین رشی نے اپنی شرح میں دوبارہ جنم ہونے کو مانا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

"پہلے جسم کو چھوڑ کر دوسرا جسم اختیار کرنا پریت بھاؤ کہلاتا ہے۔ پریت بھاؤ سے ایک جسم کو چھوڑنے (پریت) کے بعد پھر دوسرا جنم پاکر جیو کا دوبارہ جسم میں آنا (بھاؤ) مُراد ہے۔"

[نیائے درشن ادھیائے ۱۔ آہنک ۱۔ سوتر ۱۹]

انسان کا کمزور حافظہ پچھلے جنم کی بات یاد نہیں کر سکتا

"تناسخ کی بابت بعض لوگ جو ایک ہی جنم مانتے ہیں یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اگر کوئی پچھلا جنم تھا تو اُس کی یاد کیوں نہیں رہتی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ گیان نیتر (چشم ہوش) کھول کر دیکھنا چاہیئے کہ اسی جسم میں پیدا ہونے کے وقت سے پانچ برس کی عمر تک جو جو سکھ یا دُکھ ہوا ہے، اور جو جو کام حالت خواب یا بیداری میں کئے ہیں اُن کی یاد نہیں رہتی پھر پچھلے جنم کی بات یاد رہنے کا تو ذکر ہی کیا ہے؟

سوال۔ اگر ایشور پچھلے جنم میں کئے ہوئے پاپ اور پُن کے عوض اس جنم کے اندر سکھ دُکھ دیتا ہے تو ہمیں اُن (اعمال) کا علم نہ ہونے سے ایشور نا منصف ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے ہماری درستی نہیں ہوتی۔

دُکھ سکھ کے نشیب و فراز سے تناسخ ثابت ہے

جواب۔ علم دو قسم کا ہوتا ہے ایک پرتیکش (بدیہی) اور دوسرا انومانک (قیاسی) مثلاً ایک طبیب اور ایک علمِ طب سے ناواقف شخص کے جسم میں بُخار پیدا ہوا اُن میں سے جو طبیب ہے وہ علت و معلول کی دلیل سے بذریعہ قیاس بخار کے باعث کو جان لیتا ہے مگر دوسرا ناواقف شخص اُس کو نہیں جان سکتا۔ لیکن وہ علم طب سے ناواقف شخص بھی بخار کے موجود ہونے سے اتنا ضرور جان لیتا ہے کہ میں نے کوئی بد پرہیزی کی ہے۔ کیونکہ وہ اس بات کو جانتا ہے کہ علت کے بغیر کوئی معلول نہیں ہوتا۔ اِسلئے عادل و منصف ایشور پاپ اور پُن کے بغیر کسی کو دُکھ یا سکھ نہیں دیتا دُنیا میں سکھ اور دُکھ کے نشیب و فراز کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے جنم میں ضرور پاپ اور پُن کئے ہیں۔

جیو اپنے اعمال کے مطابق مختلف جونوں میں پڑتا ہے

"جو جیو پچھلے جنم میں جس قسم کے دھرم کے کام کئے ہوتا ہے اُنہیں کے مطابق اگلے جنموں میں بہت سے اعلیٰ اعلیٰ جسم حاصل کرتا ہے اور اسی طرح جو پاپ کے کام کئے ہوتا ہے وہ اگلے جنم میں انسان کا جسم نہیں پاتا بلکہ حیوان وغیرہ کا جسم پاکر دُکھ بھوگتا ہے۔ پچھلے جنم کے کئے ہوئے پاپ اور پُن کے مطابق سزا یا جزا پانے والا جیو پچھلے جسم کو چھوڑ کر ہوا۔ پانی۔ نباتات وغیرہ اشیاء میں داخل ہو کر اپنے پاپ اور پُن کے مطابق کسی جُون میں پڑتا ہے۔ جو جیو ایشور کے کلام یعنی وید کو بخوبی جان اور سمجھ کر اُس پر عمل کرتا ہے وہ مثل سابق پھر عالموں کا جسم پاکر سکھ بھوگتا ہے اور اُس کے خلاف عمل کرنے سے تریک یعنی حیوانات وغیرہ کا جسم پاکر دُکھ پاتا ہے (اتھروید کانڈ ۵۔ انوواک ۱۔ ورگ امنتر ۲)

"اس دُنیا میں پاپ اور پُن کا نتیجہ بھوگنے کے لئے دو راستے ہیں۔ ایک عارفوں یا عالموں کا اور دوسرا علم و معرفت سے معرا انسانوں کا (ان کو پتری یان اور دیویان بھی کہتے ہیں۔ ان میں سے پتری یان وہ ہے جس میں جیو ماں باپ سے جسم حاصل کر کے پاپ اور پُن کے عوض میں متواتر سکھ دُکھ بھوگتا رہتا ہے یعنی بار بار جنم پاتا ہے اور دیویاں وہ ہے جس میں موکش کے درجے کو حاصل کر کے مرنے اور پیدا ہونے کے جنجال یعنی دُنیوی بندھن سے آزاد ہو جاتا ہے۔ ان میں سے پہلے میں جیو اپنے کمائے ہوئے پُن کے پھل کو بھوگ کر پھر پیدا ہوتا ہے اور پھر مرتا ہے اور دوسرے راستہ پر چلنے سے دوبارہ پیدا نہیں ہوتا اور نہ مرتا ہے) میں نے یہ دو راستے سُنے ہیں۔ یہ تمام دُنیا انہیں دو راستوں پر چلی جا رہی ہے اور متواتر ان راستوں سے آتی اور جاتی ہے یعنی ہر وقت آواگون (آمد و رفت) جاری ہے۔ جب جیو پچھلے جسم کو چھوڑ کر ہوا۔ پانی اور نباتات وغیرہ میں سے گذرتا ہوا باپ یا ماں کے جسم میں داخل ہوتا اور دوبارہ جنم پاتا ہے تب وہ جیو جسم اختیار کرتا ہے۔"

[یجروید ادھیائے ۱۹۔ منتر ۴۷]

اسی طرح نرکت کے مصنف نے بھی بار بار جنم ہونے کی بابت لکھا ہے کہ

"میں مرا ہوں اور پھر پیدا ہوا ہوں اور پھر پیدا ہو کر پھر مرا ہوں۔ ہزاروں قسم کی جُون میں پڑ چکا ہوں قسم قسم کی غذائیں کھائیں اور مختلف پستانوں کا دودھ پیا۔ بہت سی مائیں دیکھیں اور بہت سے باپ اور دوستوں سے تعلق ہوا۔ اوندھے مُنہ بڑی تکلیف میں حمل کے اندر رہا۔"

[نرکت ادھیائے ۱۳۔ کھنڈ ۱۹]

پتنجلی منی جی اپنے یوگ شاستر میں اور ویاس جی اُس کی شرح میں دوبارہ جنم ہونے کی تصدیق کرتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

پُنرجنم یعنی تناسخ کا بیان

مندرجہ ذیل منتروں میں گذشتہ اور آیندہ کئی جنم ہونے کا بیان ہے۔

اگلے جنم میں انسانی جنم اور سکھ ملنے کے لئے التجا

"اے پُرانوں کے قائم رکھنے والے ایشور! ہم اگلے جسم میں ہمیشہ سکھ پاویں یعنی جب ہم پچھلے جسم کو چھوڑ کر اگلا آنے والا جسم اختیار کریں تو اُس جسم میں ہمیں پھر آنکھ اور پُران ملیں (یہاں آنکھ اور پُران تمثیلاً آئے ہیں۔ دراصل آنکھ سے تمام اِندریاں اور پُران سے تمام پُران (انفاس) اور انتہ کرن بھی مُراد ہیں)۔ اے بھگون! ہمیں اگلے جنم میں تمام سامان راحت دیجیو۔ ہم تمام جنموں میں سورج کی روشنی دیکھ سکیں اور اندر اور باہر آنے جانے والے پُران سے بہرہ یاب ہوں۔ اے سب کو عزیز رکھنے والے پرمیشور! ہم آپ سے یہی التجا کرتے ہیں کہ آپ کی رحمت سے ہمیں تمام جنموں میں سکھ ہی حاصل ہو"۔ [رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۲۔ ورگ ۲۳۔ منتر ۶]

"اے بھگون! آپ کی عنایت سے ہمیں پُران۔ اشیاء خوردنی اور قوت ہر جنم میں حاصل ہوں۔ زمین۔ سورج۔ انتریکش (خلا بالائے زمین) اور سوم (نباتات) ہمیں پھر اگلے جنم میں زندگی دینے والے اور جسم کی پرورش کرنے والے ہوں۔ اے قوت عطا کرنے والے پرمیشور! ہمیں اگلے جنم میں پھر دھرم کا راستہ دکھائیو ہمیں ہر جنم میں آپ کی رحمت سے ہمیشہ سکھ حاصل ہو یہی آپ سے التجا ہے"۔ [ایضاً منتر ۷]

"اے جگدیشور (مالکِ جہان)! مجھے اگلے جنم میں آپ کی عنایت سے علم وغیرہ نیک گُنوں سے آراستہ مَن (دِل) اور عُمر نیک خیالات سے پُر اور پاک اتما آنکھ اور کان عطا ہوں۔ تمام دُنیا کو نُور یا بصارت چشم عطا کرنے والا پرمیشور جو مکر وغیرہ تمام عیبوں سے پاک اور جسم وغیرہ کا مُحافظ عین علم و راحت مطلق ہے۔ جنم جنم میں ہمیں پاپ کے کاموں سے بچائیو اور ہماری حفاظت کیجیو تاکہ ہم پاپ سے بچکر ہر جنم میں سکھ پاویں"۔ [یجروید۔ ادھیائے ۳۶۔ منتر ۱۵]

"اے بھگون! مجھے ہر جنم میں تمام اِندریاں (حواس) اور پرانوں کو قائم رکھنے والی اتما قوت علم وغیرہ عمدہ سامان ایشور کی محبت اور جسم انسانی پاکر ہون وغیرہ کرنیکی عادت عطا ہو۔ اے مالکِ جہان! جیسے ہم پچھلے جنم میں زبردست یاد رکھنے والی قوت حافظہ عقل عمدہ۔ سُڈول جسم اور حواس رکھتے تھے۔ ہمارے اس دوسرے جنم میں بھی ویسی ہی عقل اور ہر فعل کو انجام دینے کی قوت عطا ہو تاکہ ہم کسی قسم کی تکلیف یا مصیبت میں گرفتار نہ ہوں"۔ [اتھروید۔ کانڈ ۷۔ انوواک ۲۔ ورگ ۱۔ منتر ۱]

علم طب کے اصول کا مختصر بیان

مندرجہ ذیل منتر میں علم طب کے اصول کو بیان کیا ہے۔

استعمال دوا اور پرہیز

"اے شافیے مطلق پرمیشور! آپ کی نظر رحمت سے ہمارے لئے سوم وغیرہ تمام ادویات راحت اور شفا عطا کرنے والی اور مرض کی جڑ اکھاڑنے والی ہوں۔ ہمیں انکا علم ہو۔ جل اور پران (آب و ہوا) ہمارے موافق ہوں اور پاپی یا خواہشات غصہ بیماری وغیرہ جو ہمارے دشمن ہیں اور جن پاپیوں یا بیماریوں وغیرہ سے ہم نفرت کرتے ہیں اُن کے لئے بھی اشیاء مخالف اثر کرنے والی اور اُن کو دفع کرنے والی ہوں"۔ [یجروید۔ ادھیائے ۶ منتر ۲۲]

جو لوگ پرہیز رکھتے ہیں اُن کے لئے دوائیں موافق اثر دینے والی اور دکھ مٹانے والی ہوتی ہیں مگر جو لوگ بدپرہیزی کرتے ہیں اُن کے لئے دوا دشمن کی طرح دکھ بڑھانے والی ہوتی ہے۔

اس طرح ویدوں میں بہت سے منتر ہیں جن میں علم طب کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔ چونکہ یہاں انکا موقع نہیں ہے اسلئے نہیں لکھتے۔ مگر جہاں جہاں ایسے منتر آئینگے اُن کی مفصل تشریح اُسی موقع پر تفسیر کے اندر کردی جائیگی +

علم طب کے اصول کا مختصر بیان ختم ہوا

علمِ تاربرقی کے اصول کا بیان

مندرجہ ذیل منتر میں علم تاربرقی کے اصول کو بیان کیا ہے :-

بجلی کے گن اور آلہ برقی کے فواید

"اے انسانو! آشُون یعنی معدنیاتِ ارضی اور حرارت سے بہت سے عالموں کے کام میں آنے والی نہایت اعلیٰ صفات سے پُر اور آگ کی خاصیت والی صاف دھاتوں سے پیدا ہونے والی بجلی کا شرارہ یا رَو پیدا کرنا چاہیئے اور اُس کو محکمہ جنگی کے کاروبار میں غیر موصل اشیاء کے ذریعہ سے (قابو میں کرکے) ہر قسم کے کام کے لئے استعمال کرنا چاہیئے اور تار کے نیٹر (آلہ برقی) کو بنانا چاہیئے۔ اس بجلی میں ضرب کرنے اور حرکت دینے کی صفت ہوتی ہے اور اُس سے بڑے بڑے عمدہ اور اعلیٰ کام نکلتے ہیں۔ یہ لڑنے والے دشمن کو شکست دینے اور اپنی فوج کے بہادروں کو فتح حاصل کرانے میں نہایت کارآمد ہے۔ فوج کے لوگوں کا سب کام اسی سے چلتا ہے۔ سورج کی طرح دور بیٹھے ہوئے لوگوں کو حالات کی اطلاع پہنچانے کے لئے آشُون یعنی معدنیات ارضی اور بجلی کو ٹھیک ٹھیک استعمال میں لانا چاہیئے۔ اور تار نیٹر (آلہ برقی) کے استعمال سے ہمیشہ فائدہ اٹھانا چاہیئے"

[رگ وید۔ اشٹک ۱ ادھیائے [redacted] رگ ۲۱ منتر ۱۰]

علم تاربرقی کے اصول کا مختصر بیان

ختم ہُوا

سواریوں میں آگ اور پانی سے کام لیتے ہیں اُسی طرح ہم کو بھی کرنا چاہیئے۔ انسان کو سمندر وغیرہ کے وار پار جانے کیلئے تدبیر و کوشش سے مذکورہ بالا قسم کی سواریاں بنانی چاہئیں۔"

[رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۳۴۔ منتر ۷]

"رُبھُتی سیدھاوی یعنی صاحبِ عقل و فراست کا مترادف آیا ہے۔" [نگھنٹو۔ کھنڈ ۱۵]

"اے انسانو! جب آپو دَسان یعنی جل یا تُر (ظرف آب یا بائلر Boiler) کے نیچے لکڑی وغیرہ کی نہایت تیز آگ روشن کر کے حرکت کی تیزی پیدا کرنے والی اَستو یعنی بھاپ کلوں میں گردش پیدا کرتی ہے تب کرشٹن (معدنیاتِ ارضی سے بنا ہُوا یا کھینچنے والا) بنان (غبارہ) نہایت تیزی سے روشن آکاش کے اندر اُڑتا ہے اور بڑی تیزی سے اوپر چڑھتا ہے۔"

[رگ وید۔ اشٹک ۲۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۲۲۔ منتر ۴۷]

"غُبارہ میں ۱۲ چکر ہونے چاہئیں جن میں آرے لگے ہوئے ہوں اور جو تمام کلوں کو گھماویں اور اُن سب کے بیچ میں ایک چکر ہونا چاہیئے جس سے اُن سب میں گردش پیدا ہو اور درمیانی اجزار کو قائم رکھنے کے لئے بیچ میں تین کلیں (مینٹر) بنانی چاہئیں۔ اُن میں تین تین سوشنکو (دندانہ یا پیچ) ہونے چاہئیں اور چلنے والی اور ٹھیرنے والی ساٹھ کلیں ہونی چاہئیں۔ الغرض اُس میں مذکورہ بالا سب سامان رکھنا چاہیئے اِس سامان کو کوئی کاریگر ہی جانتا ہے۔ سب کوئی اس کو نہیں سمجھ سکتے۔"

[رگوید۔ اشٹک ۲۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۲۴۔ منتر ۴۸]

اِس مضمون کے اور بہت سے منتر ویدوں میں موجود ہیں جن کو یہاں موقع نہ ہونے کی وجہ سے نہیں لکھتے۔

جہاز اور غبارہ وغیرہ کے علم کا بیان ختم ہُوا

"خوش رفتار سواریوں میں فولاد کے برابر مضبوط چکروں یا پہیوں کے تین مجموعے رفتار میں تیزی پیدا کرنے کیلئے رکھنے چاہئیں جن میں تمام کلیں اور اوزار لگے رہیں۔ اسی طرح علم صنعت کے عالموں کو تین مستنبھ (مستول یا ستون) بنانے چاہئیں جن کے سہارے تمام سامان اور کلیں ٹھیک قائم رہ سکیں تمام عالم اور اہل صنعت جانتے ہیں کہ ان سواریوں سے امن۔ حفاظت۔ سکھ اور جملہ کاربرآری ہوتی ہے ان سواریوں کی رفتار کا مدار آگ اور پانی ہی پر ہے۔ اسکے بغیر یہ سواریاں نہیں بن سکتیں۔ (اُن کے ذریعہ سے وہ تیزی پیدا ہو سکتی ہے کہ) تین دن رات میں کہیں سے کہیں کالے کوسوں دُور پہنچا دیوے۔" [رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۴۔ منتر ۱]

اب یہ بیان کرتے ہیں کہ زمین سمندر اور انتر کش (خلا) میں سفر کرنے کے لئے جو سواریاں بنائی جائیں وہ کس قسم کی ہونی چاہئیں؟۔

جہاز وغیرہ بنانے کا مصالحہ اور۔ اندرونی تفصیل

"اُن کو لوہے۔ تانبے اور چاندی وغیرہ تین دھاتوں سے بنانا چاہئے اور وہ ایسی تیز رو ہونی چاہئیں جس طرح آتما اور من (دل) تیز پرواز ہیں۔ کلوں کے ذریعہ سے تحریک پاکر ہوا اور آگ ان سواریوں کو سریع الحرکت بنا دیتی ہیں"۔ [رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳ ورگ ۵ منتر ۷]

"جہاز کو بہت وسیع اور مستول لنگر اور کیل کانٹے سے درست بنا کر آگ کے گھوڑے کے ذریعہ سے بحر ذخار کے پار لے جانا چاہئے۔ مذکورہ بالا تینوں قسم کی سواریوں میں حرکت کی تیزی پیدا کرنیکے لئے اِندُ یعنی پانی اور بھاپ کو باقاعدہ استعمال کرنا چاہئے تاکہ وہ نہایت تیز رفتار ہو جائیں"۔

[رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۳۴۔ منتر ۸]

"اِندُ (इन्दु) پانی کا مترادف ہے"۔ [نگھنٹو۔ کھند ۱۲]

"اِندُ (इन्दु) اُنّد (उन्द) مصدر سے اُہ (उः) علامت ایزاد کرکے اور پہلے حرف یعنی اُ (उ) کو اِ (इ) سے بدل کر بنتا ہے جو چیزوں کو مرطوب کرے اُسے اِندُ کہتے ہیں یعنی پانی اور چاند"۔

[اُن آدِ کوش یاد آ۔ سُوتر ۱۲]

"اے انسانو! مذکورہ بالا تین قسم کی سواریوں میں دل یا ہوا کی مانند تیز رفتار پیدا کرنے کے لئے کلوں اور اوزاروں کے ذریعہ سے حرکت پیدا کرو یعنی اُن میں پانی بھرو اور پھر حرارت کے ذریعہ سے بھاپ پیدا کرو جس سے نہایت تیزی اور سُرعت پیدا ہو"۔ [رگوید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۶۔ ورگ ۹ منتر ۴]

"سمندر زمین اور انتر کش (خلا) کے سفر کو طے کرنے کے لئے مختلف قسم کی سواریاں بنانی چاہئیں۔ مثلاً بحری سفر کے لئے عمدہ (عقلمندوں) کو جہاز اور کشتیاں بنانی چاہئیں جس طرح صاحب عقل و دانش

ویدوں میں صیغہ کا تغیر و تبدل ہو جاتا ہے۔ اسلئے یہاں اُسی قاعدہ سے بجائے غائب کے حاضر آیا ہے۔
مہابھاشیہ کے مصنف نے بھی اِس بارہ میں ایسا ہی لکھا ہے) الغرض خود رفتار سواریوں کے بنانے میں زیادہ تر یہی دو قسم کی چیزیں کار آمد ہوتی ہیں۔ اِسطرح سواریاں بنا کر مال و دولت اور ہر قسم کا عمدہ سامانِ راحت حاصل ہوتا ہے۔" [رگ وید اشٹک ۱۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۸۔ منتر ۴]

"اے انسانو! مذکورہ بالا طریق سے بنائی ہوئی سواریوں کے ذریعہ سے سمندر یا اَنتر کش (خلا) کے اندر جن میں سے گذرنے کے لئے جہاز یا غبارہ کے سوائے کوئی ٹھیرنے بیٹھنے یا پکڑنے کا سہارا نہیں ہے اپنے کاروبار کے سرانجام کے لئے سفر کرو اور آگ اور پانی (آشوِن) کی قوت سے دولت و حشمت پیدا کرو۔ اس قسم کی سواریاں عمدہ اور اعلیٰ اصول پر بنائی ہوئیں تیز رفتار اور نہایت کارآمد ہوتی ہیں۔ اُن جہازوں میں سینکڑوں آرِتر یعنی چپّو یا سمندر میں ٹھیرنے کے لئے آہنی لنگر اور زمین پر یا ہوا میں ٹھیرنے یا موڑنے کی کل اور پانی کی تھاہ لینے کا آلہ ہونا چاہیئے۔ یہ اَرِتر خشکی پر چلنے والی سواریوں اور نیز ہوا میں اُڑانے والے غباروں میں لگانے چاہئیں اور تینوں قسم کی سواریاں سینکڑوں کلوں اور جوڑوں سے نہایت عمدہ اور مضبوط بنانی چاہئیں اور اُن کے ذریعہ سے ہمیشہ پائدار رہنے والی دولت و حشمت حاصل کرنی چاہیئے۔" [رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۸۔ منتر ۵]

"جس ذریعہ سے سامان راحت حاصل ہو سکتا ہو۔ انسان کو ہمیشہ اُسی کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔

بھاپ کا بیان آگ اور پانی کے ذریعہ سے جو سفید رنگ کی بھاپ (اُشو) پیدا ہوتی ہے علم صنعت کے اُستاد (شلپ وِدیاوِد) اُس کے ذریعہ سے مذکورہ بالا سواریوں میں رفتار کی تیزی پیدا کرتے ہیں۔ اُن سے ہمیشہ بڑا بھاری سُکھ حاصل ہوتا ہے۔ یہ قوت آگ اور پانی کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے انسان کو اُن سے پورا پورا فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ اُن کی یہ طاقت جو سُکھ دینے والی اور قوت پیدا کرنے والی ہے۔ قابل استعمال ہے۔ اُس میں بڑی بڑی خوبیاں ہیں جن کا بیان کرنا اور دوسروں کو سکھانا انسان کا فرض ہے۔ اُس کے ذریعہ سے دوسروں کو فائدہ پہنچانا چاہیئے (یہاں لٹ (فعل حال) کی بجائے لُنگ (مضارع) آیا ہے) آگ نہائت تیز حرکت پیدا کرنے والی اور سواریوں کو نہائت تیزی سے چلانے والی (پَیدُوا) ہے (گھنٹو ادھیائے ۱۔ کھنڈ ۱۴ میں پَیدُو پتنگ (تیز رفتار) اور اَشوَ (زود رو) کا مترادف آیا ہے) اِس تیز حرکت پیدا کرنے والی حرارت کا علم آریہ یعنی اہل تجارت و حرفت (ویشیوں) اور اہل مقدرت لوگوں کو ضرور حاصل کرنا چاہیئے (اَشٹا دھیائی میں لفظ آریہ کے معنی سوامی (مالک) اور ویش بتائے ہیں۔") [رگوید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۹۔ منتر ۱]۔

دوسرے مقام کو پہنچے۔

اِس منتر میں اُوہتہ (अवहतु:) کی بجائے اُوہتھُ (अवहथ:) "تم آمد و رفت کرو" آیا ہے۔ یعنی صیغہ کا بدل ہو کر بجائے غائب کے حاضر استعمال کیا گیا ہے۔

لفظ "اَشوِن" کی بابت چند حوالے درج کئے جاتے ہیں:۔

لفظ اَشوِن کی تشریح

"روشن اور لطیف دیوتاؤں یعنی حرارت اور ہوا کو اَشوِن کہتے ہیں۔ اِن میں سے حرارت یا بجلی اور دھنتجے نام ہوا سب جگہ محیط ہے۔ آگ اور پانی کا نام بھی اَشوِن ہے۔ کیونکہ آگ روشنی کے ذریعہ سے اور پانی اپنے رس (ذائقہ) کے ذریعہ سے سب میں موجود سرائت کئے ہوئے ہے۔ اُورَن وَابھ آچاریہ کی رائے ہے کہ تیزی اور حرکت پیدا کرنیوالی ہوا۔ آگ اور پانی کو اَشوِن کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ روشنی یا حرارت اور زمین کا نام اَشوِن ہے اور بعض اَشوِن سے دن اور رات اور بعض سورج اور چاند مراد لیتے ہیں۔" [نِرُکت ادھیائے ۱۲۔ کھنڈ ۱]

اَشوِن سے جَرْبھری اور تُرْبھری مُراد ہیں۔ جَرْبھری سے (غبارہ وغیرہ) کو بھرنے والی یا اُٹھانے والی چیزیں (یعنی آگ ہوا وغیرہ) اور تُرْبھری سے کاٹنے والی ضرب کرنے والی۔ دھکا دینے والی یا خشکی و تری کی سواریوں میں حرکت یا رفتار کی تیزی پیدا کرنے والی چیزیں مُراد ہیں یعنی اس سے سمندر میں پیدا ہونیوالے موتیوں کی مانند اُوشِنج یعنی پانی سے پیدا ہونیوالی دو چیزیں (مثلاً ہائڈروجن) اور وَرُن (آکسیجن) یا بھاپ) بھی مُراد ہیں۔

"تین رات دن میں پانی سے بھرے سمندر کے پار یا خشکی اور انتر کش (خلا) میں سے دور دور پہنچانے والی نہایت تیز رفتار جہاز و غبارہ وغیرہ سواریاں بنانی چاہئیں۔ جو (بِنا تنگ) سرتوڑ تیزی سے چلیں۔ ان تین قسم کی (ہوا۔ پانی اور خشکی) میں جانیوالی سودرجہ کی یعنی نہایت تیز رفتار سواریوں کے ذریعہ سے جن میں تیزی پیدا کرنے والے سولہ[1] اوزار یا حرارت پہنچانے کی نالیاں یا حرارت کے جمع رہنے کے خانے موجود ہوں تین قسم کے راستوں سے آرام کے ساتھ سفر کرنا چاہئے۔ اس قسم کی سواریوں کا مصالحہ دو قسم کا ہوتا ہے یعنی ایک حرارت پیدا کرنے والی آگ اور دوسری معدنیات ارضی۔ ان دونوں سے یہ سواریاں چلتی ہیں (یہاں بھی پہلے منتر کی طرح अवहतु: (اُوہتہ) کی جگہ अवहथ: (اُوہتھ) آیا ہے یعنی اشٹا دھیائی ادھیائے ۳۔ پاد ۱۔ سُوتر ۸۵ کے بموجب

حرارت سے تیزی پیدا کرنے کا بیان

[1] اِس وقت پرانے زمانہ کے کسی یادگار کے موجود نہ ہونے اور ارتھ وید کے نہ ملنے کی وجہ سے کلوں کی اندرونی تفصیل جو یہاں یا اس مضمون میں آگے بیان کی گئی ہے سمجھ میں نہیں آسکتی۔ ان باتوں کو کوئی بڑا بھاری کاریگر جو سنسکرت کے علم صنعت کا ماہر حل کر سکتا ہے۔ مترجم

جہاز اور غبارہ وغیرہ کے علم کا بیان

مندرجۂ ذیل منتروں میں علم صنعت (شلپ ودیا) کا بیان ہے۔

جہاز کی سواری اور اُسکے فوائد

"جس شخص کو دولت حاصل کرنیکی خواہش ہو (تُتگر) وہ راحت و پرورش کے سامان یعنی دولت یا فتح کو حاصل کرنے کے لئے علم طبیعات (پدارتھ ودیا) کے ذریعہ سے اپنی خواہش کو پورا کرے اُس کو چاہیئے کہ زمین سے پیدا ہونے والی لکڑی دھات وغیرہ اشیا سے جہاز بنا کر آگ اور پانی کی طاقت سے سمندر میں چلائے اور اُس کے ذریعہ سے مال و دولت پیدا کرے۔ اس طرح کرنے سے انسان کو اسقدر مال و دولت حاصل ہوتا ہے کہ وہ کبھی بھوکا نہیں مرتا کیونکہ محنت کا ہمیشہ نیک نتیجہ ملتا ہے اسلئے دوسرے بڑے عظموں میں جانیکے لئے ہمیشہ بڑی تدبیر و محنت سے سمندر کے اوپر جہاز چلانے چاہئیں۔ جہاز رانی کے لئے دو قسم کے سامان (راشون) کی ضرورت ہے۔ ایک نیو یعنی روشنی دینے والی چیزیں مثلاً آگ وغیرہ۔ دوسرے پرتھوی یعنی زمین سے پیدا ہونیوالی چیزیں مثلاً لوہا۔ تانبا۔ چاندی وغیرہ دھاتیں اور لکڑی وغیرہ اشیاء۔ ان دونو سے جہاز وغیرہ سواریاں بنا کر دوسرے ملکوں میں آرام کے ساتھ آمد و رفت کرنی چاہیئے۔ راج پُرش (سرکاری حکام) اور بیوپاریوں (تاجروں) اور نیز دیگر لوگوں کے آرام کے لئے جو بحری سفر کا ارادہ رکھتے ہوں بذریعۂ جہاز سمندر میں آمد و رفت قائم کرنی چاہیئے۔ نیز سامانِ مذکورۂ بالا سے اور بھی کئی قسم کی سواریاں مثل غبارہ وغیرہ کے طیار کرنی چاہئیں۔ انتریکش (خلا بالائے زمین) میں سفر کرنیوالوں کو وِمان (غبارہ) بنانا چاہیئے اور اس طرح ہر انسان کو بڑی حشمت اور دولت حاصل کرنی چاہیئے۔ جہاز پانی کے اثر سے بالکل محفوظ ہونے چاہئیں یعنی اُن پر نہایت چکنا روغن کرنا چاہیئے تاکہ اُن کے اندر پانی نہ بھر جائے۔ اس طرح زمین پر چلنے والی سواریوں کے ذریعہ سے خشکی پر اور پانی میں چلنے والے جہازوں وغیرہ کے ذریعہ سے پانی میں اور انتریکش میں چلنے والی سواریوں کے ذریعہ سے ہوا کے اندر سفر کرنا چاہیئے۔ گویا ہر سہ قسم کے سفر کے لئے مذکورۂ بالا تین قسم کی سواریاں بنانی چاہئیں۔"

[رگ وید۔ اشٹک ۲۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۸ منتر ۳]

"تُتگر" تُج مصدر سے علامت رک رکھ ایزاد کرکے بنتا ہے۔ تُج کے معنی ہنسا (مارنا)۔ بل (طاقت ہونا یا زور کرنا)۔ آدان (لینا) اور نکیتن (مکان میں بسنا) ہے۔ اسلئے تُتگر سے وہ شخص مراد ہے جو دشمن کو مار کر اور اپنی قوتِ بازو سے فتح پا کر مال و دولت حاصل کرے اور بذریعہ سواری ایک مقام سے

مرنے اور پیدا ہونیکے دُکھ میں پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ پرمیشور ایک ہی ہے اور ہمیشہ عیب سے پاک اور محیط کُل ہے اُس کو مَن (دِل) ہی کے اندر دیکھ سکتے ہیں کیونکہ وہ آکاش سے بھی زیادہ لطیف ہے۔" [ایضاً۔ کنڈ کا ۱۹]

"پرمیشور ہر قسم کی ناپاکی یا پریشانی سے منزہ اور آکاش سے نہایت لطیف۔ غیر مولود اور قایم بالذات ہے عارف لوگوں کو چاہیئے کہ اُس کی معرفت سے اپنی عقل کو روشن کریں۔ عارف اُس برہم کے جاننے ہی سے براہمن کہلاتے ہیں۔" [ایضاً۔ کنڈ کا ۲۰]

"یاگیہ ولکیہ جی (گارگی کو مخاطب کرکے) فرماتے ہیں کہ اے گارگی! پرمیشور کو جاننے والے برہمن اُسکو فنا ہونے پتلے پن چھٹائی۔ لالی۔ چکنائی۔ سائے۔ اندھیرے۔ ہوا۔ آکاش تعلق۔ آواز۔ لمس۔ بو۔ ذائقہ۔ آنکھ۔ کان دل۔ روشنی۔ پران (نفس) منہ۔ نام۔ گوتر (خاندان) بڑھاپے۔ موت۔ خوف۔ شکل۔ خلا۔ سمٹاؤ۔ تقدم۔ تاخر۔ اندرون۔ بیرون۔ ان سب باتوں سے منزہ اور مبرا۔ موکش سورُوپ (عین نجات) بتاتے ہیں مجسم اشیاء کی طرح کوئی اُس کو حاصل نہیں کرسکتا اور نہ وہ مثل اشیاء مجسم کسی کو محسوس ہوسکتا ہے۔ وہ حواس کے احاطہ سے باہر اور سب کا آتما ہے۔" [شتپتھ برہمن۔ کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۶۔ کنڈ کا ۸]

اُس ہستِ مطلق۔ عین علم۔ اور عین راحت وغیرہ صفات سے موصوف پرمیشور کو مکتی پائے ہوئے جیو ہی پاسکتے ہیں۔ اُس کو پاکر جیو ہمیشہ سکھی رہتا ہے۔

"جو انسان مذکورہ بالا طریق سے گیان (علم و معرفت) کی یگیہ۔ اور اپنے آتما کو پرمیشور کی نذر کرتا ہے وہ مکتی پاکر موکش کے سکھ میں رہتا ہے۔ جو انسان اس طرح پرمیشور کے ساتھ مترتا (رابطۂ اتحاد) حاصل کرتے ہیں اُن کو اعلیٰ راحت (بھدر) حاصل ہوتی ہے۔ اور اُن کے پران (بذریعہ پرانایام) اُنکی عقل کو روشن کرتے ہیں۔ اور مکتی پائے ہوئے جیو اُس نئے مکتی پانیوالے انسان کو اپنے قریب آنند میں رکھتے ہیں۔ وہ اپنے علم سے باہم ایک دوسرے سے محبت کے ساتھ ملتے اور ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔"

۴۔ برہدارنیک ویدہ

[رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۲۔ ورگ ۱۔ منتر ۱]

"وہی پرمیشور ہمارا بندھو (دُکھ کا مٹانے والا) اور جنتا (سب مخلوقوں کو پیدا کرنیوالا اور پرورش کرنیوالا) ہے وہی ہماری سب مرادوں کو پورا کرنے والا اور تمام لوکوں دُنیاؤں کو جاننے والا ہے۔ عالم موکش پاکر ہمیشہ اُس میں آنند پاتے ہیں اور تیسرے دھام یعنی خالص ستو (نورِ علم) سے منور ہوکر ہمیشہ آزادی کے ساتھ سکھ میں رہتے ہیں۔" [یجروید۔ ادھیائے ۳۲۔ منتر ۱۰] (مکتی (نجات) کا مضمون ختم ہوا)

نوٹ۔ اس مضمون کے متعلق دیکھو صفحہ ۱۶۴ سطر ۱۵۔ اور صفحہ ۸۲ سطر ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ جہاں مکتی سے واپس آنے کا بیان ہے۔ مترجم

نے یہ ہدایت سب جیوؤں کے لئے (ویدوں میں[۵۱]) کی ہے۔ [چھاندوگیہ اپنشد۔ پرپاٹھک۔ کھنڈ ۱۲ منتر ۵]

"جو پرمیشور آتما کے اندر موجود اور دل کے حال کو جاننے والا اور منتظم کل ہے اُسی کو برہم کہتے ہیں۔ اور وہی امرت یعنی موکش سوروپ (عین نجات) ہے۔ وہ سب کا آتما ہے اور اُسکا کوئی آتما نہیں میں اُس مخلوقات کے مالک و محافظ کے ہر جگہ پھیلے ہوئے دربار میں باریاب ہوں۔ میں اس دُنیا میں پورے عالم براہمنوں اور شہزور کشتریوں اور اہلِ حرفت ویشیوں کے درمیان نامور ہوں۔ اے پرمیشور! میں بخیالی میں نام پاکر آپ تک پہنچنا چاہتا ہوں۔ آپ اپنے فضل و کرم سے مجھے اپنے قرب میں قبول کیجئے"

[ایضاً کھنڈ ۱۴۔ منتر ۱]

"مکتی کا راستہ نہایت لطیف ہے اُسکے ذریعہ سے تمام دُکھوں سے بآسانی پار ہو سکتے ہیں۔ یہ راستہ قدیم ہے۔ مجھے یہ راستہ ایشور کی عنایت سے حاصل ہوا ہے۔ تمام عیبوں اور دُکھوں سے آزاد صاحب عقل و ہوش برہم یعنی وید اور پرمیشور کو جاننے والے انسان تدبیر و محنت سے تمام دُکھوں کو مغلوب کر کے عین راحت برہم لوک یعنی پرمیشور کو پاتے ہیں"۔

۳۔ بڑے براہمن

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۷۔ براہمن ۴۔ کنڈکا ۸]

"اُس مکتی کی حالت میں شکل[۵۲] (سفید) نیل (آسمانی یا نیلا) پنگل (زرد) ہرت (سبز) اور لوہت (سُرخ) گنوں والے مقامات (لوک) گیان (علم و معرفت) کے ذریعہ سے عیاں و روشن ہوتے ہیں۔ یہ موکش کا راستہ پرمیشور کا قرب حاصل ہونے پر ملتا ہے اور برہم کو جاننے والا پُرنور و جلال یا پاک اور نیکوکار انسان ہی اس موکش کے سُکھ کو پاتا ہے"۔ [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۷۔ براہمن ۴۔ کنڈکا ۹]

"وہ پرمیشور پران (نفس) کا بھی پران۔ آنکھ کی آنکھ اور کان کا کان۔ اور اَن کا اَن یعنی باعث حیات اور من (دل) کا بھی من ہے۔ جو عالم اُس کو ٹھیک ٹھیک جانتے ہیں وہ قدیم و پاک برہم کو پاکر موکش کے سُکھ کو بھوگتے ہیں اور وہ سُکھ دل ہی سے بھوگا جاتا ہے اور اُسمیں سُکھ کے سوائے اور کوئی دوسری چیز یعنی دُکھ نہیں ہوتا"۔ [ایضاً کنڈکا ۱۸]

"جو شخص ایک کی بجائے کئی برہم (پرمیشور) مانتا ہے یا پرمیشور کو کئی چیزوں سے مرکب سمجھتا ہے وہ بار بار

---

[۵۱] اس سے ثابت ہوا کہ مکتی پاکر جیو کسی مقام خاص میں نہیں جاتا بلکہ آزادی کے ساتھ ہر جگہ آجا سکتا ہے۔ مترجم

[۵۲] یہاں ان پانچ رنگوں سے پانچ تتو (عناصر کثیف) مراد ہیں سنسکرت زبان میں اُن میں سے ہر ایک کے ساتھ لوک کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے سُرخ رنگ سے اگنی لوک (کُرۂ آتش) اور سبز رنگ سے پرتھوی لوک (کُرۂ ارضی) زرد رنگ سے وایو لوک (کُرۂ ہوائی) آسمانی یا نیلے رنگ سے جل لوک (کُرۂ آب) اور سفید رنگ سے آکاش مُراد ہے۔ مترجم

"و اور ایں یعنی ذیاس جی مکتی میں بھاؤ (قائم رہنا) اور ابھاؤ (غائب ہونا) دونوں مانتے ہیں یعنی اُن کی رائے میں کلیش (کلفت) جہالت اور ناپاکی وغیرہ عیب بالکل زائل ہو جاتے ہیں اور راحتِ اعلیٰ علم و معرفت پاکی وغیرہ تمام نیک گُن قائم رہتے ہیں۔ مثلاً بان پرستھ آشرم (عالمِ صحرا نشینی) میں بارہ دن کا ورت کیا جاتا ہے جس میں بہت تھوڑا کھایا جاتا ہے جس سے بھوک قدرے رفع ہو جاتی ہے اور قائم بھی رہتی ہے اسی طرح موکش میں پاک قوتیں قائم رہتی ہیں اور ناپاک قوتیں جاتی رہتی ہیں"۔ [ایضاً سوتر ۱۲]

۲۔ برہدے اُپنشد "جب من (دل) پانچوں گیان اِندریوں (قواءِ احساس باطنی) سمیت پرمیشور میں قائم ہو جاتا ہے اور بدھی (عقل) گیان کے خلاف کوئی حرکت نہیں کرتی اُسی کو پرم گتی یعنی موکش کہتے ہیں"۔ [کٹھ اُپ نشد۔ والی ۶۔ منتر ۱۰]

"اندریوں کی پاکیزگی اور قرار کی حالت کو عالمِ یوگ کی دھارنا (یوگ کا چھٹا درجہ) مانتے ہیں۔ جب انسان اُپاسنا (عبادت) کے ذریعہ سے پرمیشور کو پاکر تمام عیبوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ تب ہی وہ موکش کو نصیب ہوتا ہے۔ اُپاسنا یوگ (عبادت الٰہی) پاکیزگی اور نیک اوصاف کو پیدا کرنیوالا اور تمام ناپاکی عیوب اور کھوٹے گُنوں کو دور کرنے والا ہے"۔ [ایضاً منتر ۱۱]

"جب انسان کا دل تمام بُرے کاموں کو چھوڑ کر پاک ہو جاتا ہے تب وہ امرت یعنی موکش کو حاصل کرکے برہم کے ساتھ آنند میں رہتا ہے"۔ [ایضاً۔ منتر ۱۴]

"جب انسان کے دل کی گانٹھ یعنی جہالت وغیرہ تمام بندھن کٹ جاتے ہیں تب وہ مکتی پاتا ہے اسلئے سب کو یہی ہدایت ہے کہ اُس موکش کو حاصل کریں"۔ [ایضاً۔ منتر ۱۵]

"جب موکش میں جسم اور آلاتِ احساس نہیں رہتے تب وہ جیوآتما حواس اور دل کی پاک قوتوں سے آنند کے کاموں کو دیکھتا اور بھوگتا ہے۔ کیونکہ اُس وقت اُسکے حواس اور دل روشن و منور ہو جاتے ہیں"۔ [چھاندوگیہ اُپ نشد۔ پرپاٹھک ۸۔ کھنڈ ۱۲۔ منتر ۵]

مکتی میں پاک قوتیں قائم رہتی ہیں

"مکتی پائے ہوئے جیو برہم لوک یعنی پرمیشور کو پاکر اُس کی اُپاسنا (عبادت) کرتے ہوئے اُسی کے سہارے رہتے ہیں اور جس مقام پر چاہتے ہیں جاتے ہیں۔ اُن کے لئے کہیں رُکاوٹ نہیں ہوتی۔ اُنکے تمام ارادے پورے ہوتے ہیں اور وہ کسی بات میں ناکام نہیں رہتے۔ اسلئے جو انسان مذکورہ بالا طریق سے پرمیشور کو سب کا آتما جان کر اُسی کی عبادت کرتا ہے وہ اپنی تمام مرادوں کو حاصل کرتا ہے۔ پرجاپتی (پرمیشور

۱؎ واضح رہے کہ موکش کسی خاص مقام یا چیز کا نام نہیں بلکہ برہم یعنی پرمیشور کے ساتھ جو سب جگہ محیط ہے آنند میں رہنے کو ہی موکش پد کہتے ہیں۔ مترجم۔

"تمام عیبوں سے آزاد ہو کر جب آتما علم و معرفت کی طرف رجوع ہوتی ہے۔ تب چت کیولیہ موکش (نجات) کے سنسکار (اثر و خیال) سے معمور ہو جاتا ہے"۔ [یوگ درشن ادھیائے ۴۔ پاد ۴۔ سوتر ۲۶]

"پرکرتی (علتِ مادی) کے ستو (عقل افزا) رج (متحرک یا جوش افزا) اور تم (غفلت آور یا مجہول) گنوں (صفات) اور اُن کے تمام مرکبوں سے پرشارتھ (محنت و تدبیر) کے ساتھ چھوٹ کر جب آتما میں وگیان (علم و معرفت) اور شدھی (پاکیزگی) قائم ہو جاتی ہے۔ اور جیو اپنی طبعی یا ذاتی قوتوں اور صفات میں قائم ہو کر پرمیشور کی بے عیب ذاتِ پاک کی معرفت سے معمور۔ اُس کے نور سے منور۔ راحتِ اعلیٰ سے مسرور ہو جاتا ہے۔ تب اُسے کیولیہ موکش کہتے ہیں"۔ [یوگ درشن ادھیائے ۴۔ پاد ۴۔ سوتر ۳۴]

اب اسی مضمون پر نیائے شاستر کے حوالے درج کئے جاتے ہیں:۔

متھیا گیان کے زائل ہونے سے مکتی ہوتی ہے

"متھیا گیان یعنی جہالت کے دور ہونے سے جیو کے تمام دوش (عیب) دور ہو جاتے ہیں۔ پھر عیب کے دور ہونے سے اَدھرم اور نفس پرستی وغیرہ کا خیال دور ہو جاتا ہے۔ جس کے دور ہو جانے سے پھر جنم نہیں ہوتا اور جنم کے نہ ہونے سے تمام دُکھ بالکل معدوم ہو جاتے ہیں۔ دُکھوں کے مٹ جانے سے موکش یعنی پرمیشور کے قرب میں پرم آنند (راحت اعلیٰ) حاصل ہوتا ہے اُسی کو موکش کہتے ہیں"۔ [نیائے درشن ادھیائے ۱۔ آہنک ۱۔ سوتر ۲]

"سب قسم کی رکاوٹیں یعنی مرادوں یا خواہشوں کے پورا نہ ہونے اور دوسرے کی تابعداری کو دُکھ کہتے ہیں"۔ [ایضاً سوتر ۲۱]

"دُکھ کے بالکل[1] مٹ جانے اور پرمیشور کی ذات عین راحت میں آنند پانے کو موکش کہتے ہیں [ایضاً سوتر ۲۲]

"ویاس جی کے والد وادری آچاریہ (پراشر جی) ایسا مانتے ہیں کہ جیو مکتی کے اندر شدھ (پاک) من (دل) کے ساتھ پرمیشور کے پرانند (راحتِ اعلیٰ) میں رہتا ہے اور اندریاں (حواس) وغیرہ اور کوئی شئے نہیں رہتی"۔ [ویدانت درشن ادھیائے ۴۔ پاد ۴۔ سوتر ۱۰]

ویاس جی کے شاگرد خاص جیمنی جی کا قول ہے کہ جس طرح موکش میں من رہتا ہے اُسی طرح شدھ یعنی نیک اور پاک ارادوں سے معمور کارن شریر (علتِ مادی صورتِ جسم) پران (نفس) وغیرہ اور نیز اندریوں (حواس) کی پاک قوت[2] قائم رہتی ہے"۔ [ویدانت درشن ادھیائے ۴۔ پاد ۴۔ سوتر ۱۱]

---

[1] یہاں لفظ بالکل سی بہت مُراد ہے مثلاً جب یہ کہا جاتا ہے کہ اس شخص کو بالکل دُکھ ہی دُکھ ہے یا بالکل سُکھ ہی سُکھ ہے تو اُس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ اُس کو بہت دُکھ یا بہت سُکھ ہے۔ مترجم

[2] شتپتھ برہمن کے چودھویں کانڈ میں لکھا ہے کہ اگر یہ موکش میں مادی جسم نہیں رہتا تاہم جو بیس قسم کی پاک قوتیں قائم رہتی ہیں اور اس حالت میں جیو جس قوت کو استعمال کرنیکا ارادہ کرتا ہے وہی قوت ظاہر ہوتی ہے اور اپنے کام کو انجام دیتی ہے۔ مترجم

سُکھ ملنے کی اُمید رکھنا اور ضبطِ حواس بغیر غرض ہونا۔ دل کو قابو میں رکھنا۔ صبر و قناعت۔ تمیز نیک و بد خوشی۔ پیار۔ دوستی وغیرہ۔ سُکھ کی باتوں میں دُکھ سمجھنا جہالت کا تیسرا جزو ہے۔ اسی طرح جڑ (غیر ذی روح یا غیر ذی شعور) کو چیتن (ذی روح یا ذی شعور) سمجھنا اور اس کے برعکس چیتن کو جڑ سمجھنا جہالت کا چوتھا جزو ہے۔ اِن میں پھنسے ہوئے جاہل ہمیشہ بندھن میں پڑے رہتے ہیں اور جب تک علم کے ذریعہ سے جہالت کو دور نہیں کرتے بندھن سے چھوٹ کر مُکتی نہیں پا سکتے۔

"جیو اور بُدھی (عقل) کو ایک سمجھنا اور غرور و نخوت سے اپنے آپ کو بڑا سمجھنا وغیرہ آتمتا کہلاتی ہے۔"

[یوگ درشن ادھیائے ۱۔ پاد ۲۔ سوتر ۶]

سچے علم و معرفت سے غرور و نخوت وغیرہ دور ہو جاتے ہیں پھر اسکے بعد گُنوں کے حاصل کرنیکی طرف رغبت ہوتی ہے۔

"دُنیا کی ظاہری راحت کی خواہش کو جس کا اثر سمرتی (حافظہ) میں جنموں سے قائم ہے راگ کہتے ہیں" (ایضاً سوتر ۷)

جب اِنسان کو یہ علم ہو جاتا ہے کہ ملاپ کا نتیجہ جُدائی اور جُدائی کا انجام ملاپ ہے اور عروج کے بعد زوال اور زوال کے بعد عروج ہوتا ہے۔ تب راگ یعنی ہوا و ہوس دُور ہو جاتی ہے۔

"جس چیز یا بات کو پہلے تجربہ کیا ہو[1] اُس پر اور اُس کی تدابیر پر غصہ آنا دُویش کہلاتا ہے" [ایضاً سوتر ۸]

راگ کے دور ہونے پر یہ بھی جاتا رہتا ہے۔

"ہر جاندار چاہتا ہے کہ میں ہمیشہ جسم کے ساتھ قائم رہوں یعنی کبھی نہ مروں اُس کو ابھنویش (خوفِ مرگ) کہتے ہیں۔ یہ عالم و جاہل اور ادنیٰ سے ادنیٰ جانور میں برابر پایا جاتا ہے" [ایضاً۔ سوتر ۹]

مرنے کا خوف پچھلے جنم کے تجربہ سے ہوتا ہے اس سے گذشتہ جنم بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ چھوٹے چھوٹے کیڑے اور چیونٹی وغیرہ جاندار بھی ہمیشہ مرنے سے ڈرتے ہیں۔ جب جیو پر میشور اور پرکرتی (دُنیا کی علت مادی) کو غیر فانی اور ذرّوں سے مل کر بنی ہوئی اشیاء کے اتصال اور انفصال کو فانی سمجھ لیتا ہے تب یہ کلیش بھی دور ہو جاتا ہے۔ ان کلیشوں کے دور ہو جانے پر جیو کی مُکتی ہو جاتی ہے

"جب جہالت وغیرہ کلفتیں دور ہو کر علم وغیرہ نیک اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں تب جیو تمام بندھنوں اور دُکھوں سے چھوٹ کر مکتی کو حاصل کرتا ہے" [ایضاً۔ سوتر ۲۵]

"ویراگ یعنی پاپ کے چھوڑنے اور تمام کلفتوں اور عیبوں کی جڑ یعنی جہالت کے فنا ہونے سے مُکتی حاصل ہوتی ہے" [یوگ درشن ادھیائے ۱۔ پاد ۳۔ سوتر ۴۸]

"ستو یعنی عقل اور پُرش یعنی جیو دونوں کے بے لوث اور پاک ہونے سے مُکتی نصیب ہوتی ہے" [ایضاً سوتر ۵۴]

---

[1] یعنی اپنے تجربہ میں اُس سے کسی قسم کی تکلیف یا رنج اُٹھایا ہو۔ مترجم

مُکتی (نجات) کا بیان

بطریق بالا[1] پرمیشور کی اُپاسنا (عبادت) کرنے سے جہالت اور اَدھرم یعنی پاپ کا چلن دور ہو جاتا ہے اور سچے علم و معرفت اور دَھرم کی ترقی ہو کر جیو مُکتی حاصل کرتا ہے۔ اس مضمون پر یوگ شاستر کے حوالے درج کئے جاتے ہیں:-

مُکتی کا بیان ابرو دے درشن آئے

"اَوِدیا۔ اَسمِتا۔ راگ۔ دویش اور اَبھنویش۔ یہ پانچ کلیش (تکلیفیں) ہیں"

[یوگ درشن ادھیائے ۲۔ پاد ۲۔ سوتر ۳]

"اِن میں سے اَوِدیا (جہالت) باقی چار کلیشوں کی ماں ہے جو علم سے بے بہرہ جیووں کو (جہالت کے) اندھیرے میں ڈالے اور جینے مرنے کے دُکھ میں پھنسائے رکھتی ہے۔ مگر جب عالم اور نیک باطن عابد اُس جہالت کو سچے علم سے دور کر دیتے ہیں تب وہ مُکتی کو نصیب ہوتے ہیں" [ایضاً سوتر ۴]

"فانی کو غیر فانی اور ناپاک کو پاک۔ دُکھ کو سُکھ اور اَناتم (غیر ذی روح یا غیر ذی شعور) کو آتم (ذی روح یا ذی شعور) سمجھنا اَوِدیا (جہالت) کہلاتی ہے" [ایضاً سوتر ۵]

پانچ کلیشوں سے چھوٹ جانا مُکتی ہے

ذرّوں سے مل کر بنے ہوئے اجسام اور دُنیاؤں کو غیر فانی سمجھنا اور ایشور، جیو اور دُنیا کی عِلّتِ مادّی یعنی پرکرتی۔ کِریا (فعل) و فاعل صفت و موصوف۔ دَھرم (عرض) اور دَھرمی (جوہر) جو غیر فانی اشیاء ہیں اور جن کے درمیان دوامی تعلق ہے اُنکو فانی یا عارضی سمجھنا جہالت کا پہلا جُزو ہے۔ بَول و براز کے ظرف اور بدبودار غلاظت سے معمور جسم کو پاک سمجھنا یا تالاب۔ باولی۔ کنوئے اور ندی وغیرہ کو تیرتھ یا پاک جگہ اور پاپ چھڑانے والا ماننا۔ جَل نامرت (وہ پانی جس میں پانوں دھوئے گئے ہوں) پینا اور ایکادشی وغیرہ جھوٹے برت رکھ کر ناحق بھوک اور پیاس کی تکلیف سہنا۔ ملائم چیزوں کے چھونے اور حظ نفس میں مبتلا ہونے وغیرہ ایسی ایسی ناپاک باتوں کو پاک سمجھنا اور سچے علوم راست گوئی۔ دھرم۔ نیک صحبت۔ پرمیشور کی عبادت۔ ضبطِ حواس اور عوام کو فائدہ پہنچانے سے محبت کے ساتھ پیش آنے وغیرہ نیک اور پاک کاموں کو ناپاک سمجھنا جہالت کا دوسرا جُزو ہے۔ اسی طرح نفس پرستی۔ شہوت۔ غصّہ۔ لالچ۔ دُنیا کی محبت۔ رنج۔ حسد۔ دُشمنی وغیرہ دُکھ کی باتوں سے

[1] اس مضمون کے متعلق سوامی جی نے جس قدر حوالے درج کئے ہیں اُن کا ترجمہ سنسکرت میں نہیں کیا بلکہ اس مضمون کے ختم پر یہ لکھ دیا ہے کہ "اِنکا ترجمہ پراکرت (ہندی) بھاشا میں کر دیا ہے" اسلئے ہم نے بھی اپنا ترجمہ ہندی سے ہی لیا ہے۔ مترجم

کرنے والا سب کا آتما سب قسم کے پاپوں سے منزّہ بُڑھاپے رنج اور کھانے پینے وغیرہ کی خواہشوں سے مبرا اچھی خواہشوں اور سچّے اِرادے والا موجود ہے۔ پرلے (فنا عالم) کے وقت تمام مخلوقات اسی آکاش میں سما جاتی ہے اور اُس پرمیشور کے حکم سے اُپاسنا کرنے والے اپنی سب مُرادوں کو پاتے ہیں اور جس ملک یا نر میں کی اُنہیں خواہش ہوتی ہے اُسی جگہ پیدا ہوتے ہیں۔"[1] (ایضاً۔ منتر ۵)

سگُن اور نرگُن اُپاسنا

اُپاسنا دو قسم کی ہوتی ہے۔ سگُن اور نرگُن مثلاً "سپریگا چھکرمکایم" الخ (یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۸) میں شکر (صاحب قدرت) اور شدّھ (پاک) وغیرہ (صفات سے) ایشور کی سگُن اُپاسنا ہوتی ہے۔ اور اسی منتر میں اکایم (غیر مجسّم)۔ اَورَم (جراحت سے مبرا) اَسنا وِرم (رگ وریشہ سے مُنزّہ) وغیرہ (صفات سے) ایشور کی نِرگُن اُپاسنا مُراد ہے۔

اسی طرح "ایکو دیوا سرو بھوتیشو گوڑھا" الخ (شوتیاشوتر اُپ نشد ادھیائے ۶ منتر ۱۱) میں واحد اور نور مطلق وغیرہ صفات سے سگُن اُپاسنا کی گئی ہے اور اسی منتر میں نِرگُنشچہ لفظ کے آنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایشور کی نِرگُن اُپاسنا بھی کی جاتی ہے۔ گویا علیم کُل وغیرہ صفات سے موصوف ایشور کو سگُن کہتے ہیں اور جہالت وغیرہ کُلفتوں اور پاپ پُنّ دوئی وغیرہ شمار۔ آواز۔ لمس۔ صورت۔ ذائقہ اور بُو وغیرہ گُنوں سے مبرا ہونے کی وجہ سے اُس کو نِرگُن کہتے ہیں۔ مثلاً پرمیشور علیم کُل۔ محیط کُل۔ حاکم مطلق اور مالک کُل وغیرہ ہے۔ اسطرح (سگُن) پرمیشور کی اُپاسنا کی جاتی ہے اور اسی طرح وہ ایشور غیر مولود بے جراحت غیر مجسّم شکل وصورت سے منزّہ جسم کے تعلق سے آزاد اور شکل۔ ذائقہ۔ بُو۔ لمس۔ شمار۔ مقدار وغیرہ گُنوں سے مبرا ہے یہی اُس کی نِرگُن اُپاسنا سمجھنی چاہیئے۔ اِسلئے جو جاہل لوگ ایسا خیال کرتے ہیں کہ جسم کے اختیار کرنے سے ایشور سگُن اور جسم چھوڑ دینے سے نِرگُن ہو جاتا ہے۔ یہ وید اور شاستروں کی شہادت کے خلاف ہے اور نیز عالموں کے علم و تجربہ سے برعکس ہے۔ اسلئے تمام آدمیوں کو ایسی فضول باتیں ہمیشہ چھوڑ دینی چاہئیں۔

ایشور کی حمد و ثنا۔ مناجات و دعا۔ عبادت و ریاضت۔ عرض والتجا۔ اور نذر و نیاز کا مضمون ختم ہوا۔

[1] اس سوا اوپر اُپاسنا کے متعلق جتنے اُپ نشدوں کے منتر حوالے میں درج کئے گئے ہیں اُن کا ترجمہ سوامی جی نے سنسکرت میں نہیں کیا ہے۔ بلکہ اس مقام پر یہ لکھا ہے کہ "ان تمام حوالوں کا ترجمہ بھاشا میں کیا جائیگا" اسلئے ہم نے بھی اپنا ترجمہ بھاشا کی رو سے کیا ہے۔ مترجم۔

۹۔ سنیم کا بیان

"ان تینوں کے یکجا ہونے کو سنیم کہتے ہیں۔" [ایضاً سوتر ۴]

"یعنی جہاں دھارنا۔ دھیان اور سمادھی تینوں یکجا ہو جائیں اُس کو سنیم کہتے ہیں۔ ایک ہی وشے (مقصد) والی تین تدبیروں کو سنیم کہتے ہیں اور اس شاستر میں مذکورہ بالا تین درجوں کی مجموعی اصطلاح سنیم رکھی گئی ہے۔" [شرح ویاس]

گویا سنیم اُپاسنا (عبادت) کا نواں انگ (درجہ) ہے

اُپاسنا کے مضمون پر اُپنشدوں کے حوالے

"پاپ میں پھنسے ہوئے بیقرار اور پریشان دل اور آشفتہ حال انسان کو پرمیشور نہیں مل سکتا۔ بلکہ پرگیان (علم و معرفت) سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔"

[کٹھ اُپ نشد۔ ولی ۲۔ منتر ۲۴]

"جو انسان بڑا تپ (ریاضت) کرتے ہوئے اور پرمیشور پر یقین اور اُس کے حکم کی پوری پابندی رکھتے ہوئے جنگل میں تزکیۂ باطن میں مشغول ہو کر رہتے ہیں وہ عالم طبیعت کے قرار کو حاصل کر کے بھکشا سے گذارہ کرتے ہوئے سب پاپ اور ادھرم سے چھوٹ کر سوریہ دوار یعنی خاص پرانایام کے ذریعہ سے اس پرمیشور کو پاتے ہیں۔ جو لایزال محیط کل اور غیر متناہی ہے۔" [منڈک اُپنشد منڈک ۳۔ کھنڈ ۲۔ منتر ۱۱]

"اُس برہم پور یعنی ایشور کے مسکن ہردے (قلب) کے کنول میں جو خلا ہے اُس میں آکاش ہے اُس کے اندر ایشور کو کھوجنا چاہیئے اور اُسکے وگیان (معرفت) کو حاصل کرنا چاہیئے۔"

[چھاندوگیہ اُپ نشد پرپاٹھک ۸۔ منتر ۱]

"اگر کوئی یہہ پوچھے کہ اس برہم پور ہردے کنول میں جو خلا اور اُس میں آکاش ہے اُس کے اندر کیا چیز ہے جس کو کھوجا جاوے یا جس کا وگیان (معرفت) حاصل کیا جاوے۔" [چھاندوگیہ اُپ نشد پرپاٹھک ۸ منتر ۲]

"اُس کو یہ جواب دینا چاہیئے کہ جیسا یہ (بیرونی) آکاش ہے ویسا ہی ہردے (قلب) کے اندر بھی آکاش ہے۔ اُس ہردے آکاش کے اندر روشنی عنصر خاکی اور آگ۔ ہوا۔ سورج۔ چاند بجلی۔ ستارے اور کل (محسوس) وغیر محسوس کائنات موجود ہے۔" [ایضاً منتر ۳]

"تب اگر کوئی یہ کہے کہ اگر اس برہم پور میں یہ تمام اشیاء اور تمام عناصر اور تمام خواہشیں موجود ہیں۔ تو جس وقت یہ (جسم) بڑھاپے کی حالت کو پہنچتا ہے اور فنا یا زائل ہو جاتا ہے تو اُس وقت کیا باقی رہ جاتا ہے۔" [ایضاً منتر ۴]

"اُس کو یہ جواب دینا چاہیئے کہ اس (جسم) کے بوڑھا ہو جانے سے وہ بوڑھا نہیں ہوتا اور نہ اس کے مرنے یا قتل ہونے سے وہ مرتا یا قتل ہوتا ہے۔ اس برہم پور میں وہ لایزال ایشور تمام خواہشوں کو پورا

اور سچے دیک یعنی حق و ناحق کی تمیز پر پڑا ہوتا ہے اُٹھ جاتا ہے یعنی جہالت فنا ہو جاتی ہے۔
"اور من کو دھارنا کا درجہ حاصل کرنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے" [یوگ درشن ادھیائے آپاد ۲ سوتر ۵۳]
"پرانایام کی مشق یعنی سانس کو اندر اور باہر روکنے کے ذریعہ سے یہ درجہ حاصل ہوتا ہے" [شرح ویاس]
پرانایام کی مشق سے اُپاسنا کرنے والوں کا دل برہم (پرمیشور) کے دھیان کرنیکی قابلیت حاصل کرتا ہے

۵۔ پرتیاہار | اب پرتیاہار کو بیان کرتے ہیں۔

اور اُس کا پھل | "اپنے اپنے وشے (حظ) سے ہٹ کر اندریوں (حواس) کا چت (طبیعت) کی حالت یا ماہیت کے مطابق ہو جانا پرتیاہار کہلاتا ہے" [یوگ درشن ادھیائے آپاد ۲ سوتر ۵۴]

جب چت قابو میں آجاتا ہے اور پرمیشور کی یاد میں محو ہو کر کسی دوسری بات کا دھیان تک نہیں کرتا اس کو اندریوں کا پرتیاہار (ضبط) کہتے ہیں۔ یعنی جس طرح چت پرمیشور کی ذات میں قائم ہوتا ہے اُسی طرح اندریاں بھی اُس کی تقلید کرتی ہیں یعنی چت کے قابو میں آجانے سے تمام اندریاں قابو میں آجاتی ہیں۔
"تب اُس (پرتیاہار) سے اندریاں بالکل قابو میں آجاتی ہیں" [ایضاً سوتر ۵۵]

پھر اس کے بعد تمام اندریاں اپنے اپنے وشے (حظ) سے الگ ہو کر بالکل قابو میں آجاتی ہیں اور جب اُپاسنا کرنے والا ایشور کی اُپاسنا کرنے میں مشغول ہوتا ہے اُس وقت چت اور اندریاں بالکل ضبط میں رہتی ہیں

۶۔ دھارنا | "چت کا کسی ایک مقام میں قائم ہو جانا دھارنا کہلاتی ہے" [یوگ درشن ادھیائے آپاد ۳ سوتر ۱] ناف کے چکر یا ہردے کے کنول یا سر یا ابروؤں کے بیچ میں ناک کی پھونگل یا زبان کی نوک وغیرہ مقاموں پر چت کی ورتی (حرکت یا حالت) کو باندھنا یا قائم کرنا دھارنا کہلاتی ہے۔

۷۔ دھیان | "اُس حالت میں گیان کا ایک مرکز پر جمع یا قائم ہو جانا دھیان کہلاتا ہے" [ایضاً سوتر ۲]
"حالت مذکور میں جس شے کا دھیان کیا جاتا ہے۔ گیان (علم و معرفت) اُسی پر یا اُسی میں قائم ہو جاتا ہے اور دریائے علم ایک ہی رُخ میں زور کے ساتھ بہتا ہے۔ اُس وقت کسی دوسری شے یا بات کا خیال تک نہیں ہوتا۔ بس اُسی کو دھیان کہتے ہیں" [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

۸۔ سمادھی | "وہی دھیان جب محض اُس شے کا جس کا دھیان کیا جائے خیال ہو اور اپنی حالت اس طرح محو ہو جائے کہ اپنے آپ کو بھول جائے سمادھی نامزد ہوتا ہے" [یوگ درشن ادھیائے آپاد ۳ سوتر ۳]
دھیان اور سمادھی میں یہ فرق ہے کہ دھیان میں دل کے اندر دھیان کرنے والے دھیان اور اُس شے کا جس کا دھیان کیا جائے تینوں کا خیال قائم رہتا ہے اور سمادھی میں محض پرمیشور کی ذات اور اُس کے سرور میں محو و مسرور ہو کر اپنے وجود سے بیخبر ہوتا ہے۔

بعض کوتاہ عقل انسان انگلیوں سے ناک کے سوراخ کو بند کرکے پرانایام کرتے ہیں۔ اہلِ دانش اسکو اچھا نہیں سمجھتے۔ بلکہ اندرونی و بیرونی اعضاء کو مستقیم اور بحرکت رکھنا چاہیئے اور جب تمام اعضاء سیدھے اور تنے ہوئے ہوں تب سانس کو باہر نکال کر اُس کو جہانتک ہوسکے وہیں روکنا چاہیئے۔ یہ پہلا باہیہ پرانایام ہے۔ اسی طرح اُپاسنا (عبادت) کرنے والے کے جسم میں جو ہوا باہر سے اندر جاتی ہے۔ اُس کو طاقت کے موافق اندر ہی روکنا چاہیئے یہ دوسرا آبھینتر پرانایام کہلاتا ہے۔ اور جب انسان اندر اور باہر کے دونوں سانسوں کو یکلخت بند کر دیتا ہے تب اُس کو ستمبھ ورتی پرانایام کہتے ہیں۔ یہہ سب باتیں مشق سے حاصل ہوسکتی ہیں۔

"باہیا بھینتر وشیا کشیپی چوتھا پرانایام ہے" [یوگ درشن ادھیائے آ۔ پاد ۲م۔ سوتر ۵۱]

"مکان و زمان اور شمار کے لحاظ سے باہر کے رُخ نکلنے والے اور نیز اندر کی طرف جانے والے دونوں سانسوں کو زیادہ یا تھوڑی دیر دانستہ روکنے سے مشق بڑھا کر رفتہ رفتہ ان دونوں کی رفتار کو بند کر دینا چوتھا پرانایام ہے۔ تیسرے پرانایام میں وِشے (حالت یا سانس کے رُخ) کو خیال نہ کرکے رفتار بند کی جاتی ہے اور پھر شروع کر دی جاتی ہے اور اُس میں مکان و زمان اور شمار کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ اور سانس لمبا اور خفیف بھی ہوتا ہے مگر چوتھے پرانایام میں شواس اور پرشواس دونوں کی حرکت کو بند کرکے متواتر مشق کرنے سے دونوں کا خیال چھوڑ کر رفتار بند کی جاتی ہے" [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

گویا چوتھے پرانایام میں اتنی بات زیادہ ہے کہ اُس میں دونوں طرف کی رفتار بند کی جاتی ہے۔ مثلاً جو ہوا اندر سے نکل کر باہر جانا چاہتی ہے اُس کو اور بھی دانستہ باہر ہی کی طرف پھینکا جاتا ہے اور اسی طرح جو ہوا باہر سے اندر کی طرف آتی ہو اُس کو حتی المقدور اور بھی اندر ہی کی طرف کھینچکر برابر وہیں روکا جاتا ہے۔ اس طرح متواتر مشق کرنے سے ان دونوں کی رفتار بند ہو جاتی ہے۔ یہی چوتھا پرانایام ہے۔ تیسرے پرانایام میں باہر اور اندر روکنے کی مشق درکار نہیں ہے۔ بلکہ اُس میں جہاں پر ان ہوتا ہے وہیں کا وہیں بار بار روکا جاتا ہے۔ اُس کی ایسی مثال ہے کہ جیسے کسی عجیب و غریب شے کو دیکھکر انسان متحیر ہو جاتا ہے یا سکتے کے عالم میں (اندر کا سانس اندر اور باہر کا سانس باہر) رہ جاتا ہے اسی طرح تیسرے پرانایام میں سانس جہاں کا تہاں رُک جاتا ہے۔

پرانایام کا پھل

"تب (پرانایام کے سدھ جانے پر) پرکاش (گیان یا نور) کے اوپر سے جہالت کا پردہ ہٹ جاتا ہے" +

[یوگ درشن ادھیائے آ۔ پاد ۲۔ سوتر ۵۲]

پرانایام کی مشق سے وہ جہالت کا پردہ جو سب کے دلوں میں موجود اور منتظم کُل پرمیشور کے نور و جلال

سوپ آشریہ آسن۔ پریتنک آسن۔ کرویچ نشدن ہستی نشدن۔ اُدشٹر نشدن سم سنستھان ریشٹھ سکھ آسن یا جس طرح سکھ سے بیٹھ سکے وغیرہ۔" [شرح ویاس جی کی سوتر مذکور پر]

اختیار ہے کہ چاہے پدم آسن وغیرہ لگائے یا جیسی خواہش ہو ویسا آسن رکھے۔

"اُس سے دُوندُو پر غلبہ حاصل ہو جاتا ہے۔" [یوگ درشن ادھیائے ۱۔ پاد ۲۔ سوتر ۴۸]

"گرمی سردی وغیرہ (قدرتی باہم متضاد دو دو) حالتوں کو دُوندُو کہتے ہیں۔ آسن کے جم جانے سے یہ غلبہ نہیں پا سکتے۔" [شرح ویاس جی سوتر مذکور پر]

۴۔ پرانایام "آسن لگا کر شواس اور پرشواس دونوں کی رفتار کو روکنا پرانایام کہلاتا ہے۔" [ایضاً سوتر ۴۹]

"جب اچھی طرح آسن جم جائے تو اُس حالت میں باہر کی ہوا کو اندر کھینچنا شواس اور اندر کی ہوا کو باہر نکالنا پرشواس کہلاتا ہے اور اِن دونوں کی رفتار کو بند کرنا یا روکنا پرانایام کہلاتا ہے۔"

[ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

آسن کے ٹھیک ٹھیک قائم ہو جانے پر باہر اور اندر جانیوالی ہوا کو ایک قاعدے کے ساتھ آہستہ آہستہ مشق بڑھا کر روکنا یا قابو میں کرنا یا اُس کی رفتار کو بند کرنا پرانایام کہلاتا ہے۔

"پھر وہ (پرانایام) دیش (مکان) کال (زمان) اور سنکھیا (شمار) کے لحاظ سے تقسیم کیا ہوا خواہ دراز یا خفیف تین قسم کا ہوتا ہے۔ یعنی باہیہ۔ آبھیانتر۔ ستمبھ ورتی" [ایضاً سوتر ۵۰]

"جب سانس کو باہر نکال کر اُس کو وہیں روک دیا جائے تو باہیہ پرانایام کہلاتا ہے اور جب سانس کو اندر لیکر اندر ہی روک دیا جائے تو اُس کو آبھیانتر پرانایام کہتے ہیں اور تیسرا ستمبھ ورتی۔ پرانایام وہ ہے جس میں دونوں کو روک دیا جائے۔ بار بار کوشش کرنے سے یہ مشق ہو جاتی ہے جس طرح لال تپے ہوئے پتھر پر پانی گر کر سوکھ جاتا ہے۔ اسی طرح دونوں سانسوں کی حرکت بھی یکبار بند ہو جاتی ہے۔"

[ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۱۱) کو اُپستھ (عضو تناسل کے اوپر رکھے اور کمر کو سیدھا رکھے اور تن کر بیٹھے۔ واضح رہے کہ یوگ کی عملی باتیں کسی واقف کار سے سیکھنے کے بغیر نہیں آسکتیں اور بغیر استاد کے اپنی عقل پر کاربند ہونے سے اکثر نقصان ہوتا ہے جس کا کہا ہے کہ ؎ اکربے پیر کارے پیش گیرد + ہلاکت راز بہر خویش گیرد۔

۱؎ مکان سے سانس یا پران کو کسی مقام خاص مثلاً ناف۔ قلب۔ حلق وغیرہ میں روکنا اور زمان سے کسی خاص وقت تک روکنا مراد ہے۔ مثلاً ۱ منٹ ۲ منٹ یا ۵ منٹ وغیرہ اور شمار سے یہ مراد ہے کہ ایک سانس میں ایک خاص تعداد لفظ "اوم" کی یا اوم کے ساتھ سات دیگر ہر نیوں کی جو آگے لکھی جاتی ہیں جپنا اور اُن کے معنی پر غور کرنا۔ جس کا منتر یہ ہے۔ اوم بھوہ۔ اوم بھووہ۔ اوم سووہ۔ اوم مہہ۔ اوم جنہ۔ اوم تپہ۔ اوم ستیم۔ مترجم

ہے اور اس کو جسم اور عقل کی صحت و ترقی سے بڑا آنند ہوتا ہے۔"

(۵) اپرگرہ کا پھل "جب انسان حفظِ نفس کو ترک کر کے حواس پر قابو پالیتا ہے تب اُسکے دل میں ہر وقت مستقل طور پر اس بات کا خیال قائم رہتا ہے کہ میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ اور مجھے کیا کرنا چاہیئے کہ جس سے میری بہبودی ہو؟" [ایضاً سوتر ۳۹]

(۶) شوچ کا پھل "اندرونی اور بیرونی صفائی سے یوگی کو یہ پھل ملتا ہے کہ وہ دوسروں کے جسم کو پہچان لیتا ہے۔ اور دوسروں کے میلے جسم کے ساتھ اپنے جسم کے ملانے سے پرہیز کرتا ہے۔"
[یوگ درشن ادھیائے ۲۔ پاد ۴۔ سوتر ۴۰]

اس کا یہ بھی پھل ہے کہ "اُس سے انتہ کرن (باطن) کا تزکیہ۔ دل کی بشاشت اور یکسوئی حواس کی مغلوبی اور آتما میں علم کا نور اور حصول معرفت کی قابلیت پیدا ہوتی ہے" [ایضاً سوتر ۴۱]

(۷) سنتوش کا پھل "سنتوش (صبر و قناعت) سے نہایت اعلےٰ درجے کا سکھ ملتا ہے یعنی موکش تک حاصل ہو جاتی ہے۔" [ایضاً سوتر ۴۲]

(۸) تپ کا پھل "تپ سے جسم اور حواس کی ناپاکی زائل ہو جاتی ہے اور انسان ہمیشہ مستعد مضبوط اور تندرست بنا رہتا ہے۔" [ایضاً سوتر ۴۳]

(۹) سوادھیائے کا پھل "سوادھیائے سے اِشٹ دیوتا یعنی پرمیشور کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور اُس کی مہربانی سے آتما کی صفائی سچائی کی پابندی۔ محنت۔ تدبیر اور محبت و ملنساری کی عادت سے جیو جلد مکتی کو حاصل کرتا ہے۔" [ایضاً۔ سوتر ۴۴]

(۱۰) ایشور پرندھان کا پھل "ایشور پرندھان سے اُپاسنا (عبادت) کرنے والا انسان آسانی سے سمادھی (مراقبہ) کے درجہ کو حاصل کر سکتا ہے۔" [ایضاً۔ سوتر ۴۵]

(۳) آسن اور اُسکا پھل | "اُن مدارج یوگ) میں سے بیرکت سکھ سے بیٹھنا یعنی آسن تیسرا انگ (درجہ) ہے۔" [ایضاً سوتر ۴۶]
"مثلاً پدم[۱] آسن۔ ویر آسن۔ بھدر آسن۔ سوستک آسن۔ ڈنڈ آسن

[۱] آسنوں میں زیادہ تر مشہور و کارآمد دو آسن ہیں۔ پدم آسن اور سدھ آسن۔ پدم آسن اس طرح لگتا ہے کہ بائیں پاؤں کو دائیں پنڈلی پر اور دائیں پاؤں کو بائیں پنڈلی پر چڑھا کر چھاتی آگے کو نکال تن کر بیٹھے اکثر پیچھے کو ہاتھ نکال کر بائیں ہاتھ سے دائیں پاؤں کا انگوٹھا اور دائیں ہاتھ سے بائیں پاؤں کا انگوٹھا بھی پکڑ لیتے ہیں اور آسن لگا کر ٹھوڑی کو چھاتی پر لگاتے ہیں اور آنکھ کو ناک کی پھونگل پر جما کر پھر پرانایام کرتے ہیں۔ اور سدھ آسن یہ ہے کہ بائیں پاؤں کی ایڑی کو گدا (مقعد) کے نیچے اور دائیں پاؤں کی ایڑی (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۱۲)

(۴) برہمچریہ حفاظتِ منی اور شہوت کے مغلوب کرنے کو کہتے ہیں۔
(۵) نفس پرستی۔ فراہمی۔ سامان دنیا۔ اُن کی حفاظت (کی فکر) اور اُن کے فنا یا ضایع ہو جانے کے رنج میں ہنسا کے برابر پاپ سمجھنا اور اُن میں نہ پھنسنا یعنی اُنسے دل ہٹانا اپرگرہ کہلاتا ہے"۔
[شرح ویاس جی کی سوتر مذکورۂ بالا پر]

(۲) نیم | "نیم۔ یہ ہیں۔ شوچ۔ سنتوش۔ تپ۔ سوادھیائے۔ ایشور پرندھان"
[یوگ درشن ادھیائے ۲۔ پاد ۲۔ سوتر ۳۲]

(۱) شوچ (صفائی) دو قسم کی ہوتی ہے۔ باہیہ (بیرونی) آبھینتر (اندرونی)۔ پانی وغیرہ سے بیرونی اور رغبت۔ نفرت وجھوٹ وغیرہ کے ترک کرنے سے اندرونی صفائی کرنی چاہیئے۔
(۲) دھرم کی پابندی کے ساتھ اپنا فرض ادا کر کے خوش ہونا سنتوش کہلاتا ہے۔
(۳) تپ سے یہ مراد ہے کہ ہمیشہ دھرم کی پابندی رکھنی چاہیئے (خواہ کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو)
(۴) وید وغیرہ سچے شاستروں کا پڑھنا پڑھانا پرنو (اوم) کا جپ کرنا (اور اسکے معنی پر غور کرنا) سوادھیائے کہلاتا ہے
(۵) اپنی آتما اور تمام دولت وحشمت کو ایشور کے سمرپن (نذر) کر دینا۔ ایشور پرندھان کہلاتا ہے۔
یہ پانچ نیم۔ اُپاسنا یوگ (ریاضت) کا دوسرا انگ (درجہ) کہلاتے ہیں

یم اور نیم کا پھل | اب یم اور نیم کا پھل (ثمرہ) بیان کرتے ہیں۔
(۱) اہنسا کا پھل "جب انسان اہنسا کے دھرم میں قائم ہو جاتا ہے تب اُس کے دل سے دشمنی کا خیال قطعی چھوٹ جاتا ہے بلکہ اسکے سامنے یا اُس کی صحبت سے دوسرے بھی دشمنی چھوڑ دیتے ہیں"۔
[یوگ درشن ادھیائے ۱۔ پاد ۲۔ سوتر ۳۵]
(۲) ستیہ کا پھل "جب انسان ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچ ہی پر عمل کرتا ہے تب وہ جو نیک کام کرنا یا کرنا چاہتا ہے اُس میں ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے"۔ [ایضاً سوتر ۳۶]
(۳) استیہ کا پھل "جب انسان سچے دل سے چوری کو چھوڑ دیتا ہے تب اُس کو تمام عمدہ سامان (راحت) حاصل ہو جاتا ہے"۔ [ایضاً سوتر ۳۷]
(۴) برہمچریہ کا پھل "جو شخص برہمچریہ پر پورا پورا عمل کرتا ہے اُس کی طاقت نہایت درجہ بڑھ جاتی

لہ برہمچریہ سے یہ مراد ہے کہ ۲۵ برس کی عمر سے پہلے شادی نہ کی جاوے اور اس عرصہ میں برابر ویدوں اور شاستروں کو پڑھتا رہے اور شادی ہونیکے پیچھے بھی رتوگامی رہے یعنی شاستر کے مطابق وقت مقررہ پر اپنی عورت کے پاس جاوے اور زناکاری وعیاشی وغیرہ سے بالکل الگ رہے اور دل فعل یا زبان سے بدکاری کا خیال نکرے۔ مترجم

(پُرَ چھَردن) اور پھر اس کو اندر روکنا (دھارن) پرایام کہلاتا ہے ایسا کرنے سے دل ٹھیر جاتا ہے"۔
[وَیاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

"جسم کے اندر کے پَران (ہوا) کو مثل استفراغ زور سے باہر نکال کر جہانتک طاقت ہو باہر روکنے سے چت یکسو ہو جاتا ہے"
"یوگ کے آٹھ انگوں (مدارج) کے حصول سے ناپاکی دور ہو کر گیان (علم و معرفت) کی روشنی اور وِویک (حق و ناحق کی تمیز) ترقی پاتی ہے"۔ [یوگ درشن اودھیائے ۲۔ پاد ۲۔ سوتر ۲۸]

اُپاسنا یوگ کے قواعد پر عمل کرنے سے رفتہ رفتہ ناپاکی یعنی جہالت دور ہو جاتی ہے اور گیان کی ترقی ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ موکش حاصل ہو جاتی ہے

یوگ کے آٹھ درجے (۱) یم

"یَم۔ نیَم۔ آسَن۔ پُرانایام۔ پرتیاہار۔ دھارنا۔ دھیان۔ سمادھی۔ یہ آٹھ یوگ کے انگ (درجے) ہیں"۔ [یوگ درشن اودھیائے ۲۔ پاد ۲۔ سُوتر ۲۹]

"اُن میں سے یَم یہ ہیں:۔ اَہنسا۔ ستیہ۔ استیہ۔ برہمچریہ۔ اپریگرہ"۔ [ایضاً سوتر ۳۰]

"اِن میں سے (۱) اَہنسا کسی جاندار کو بالکل بھی کبھی ایذا نہ دینے کو کہتے ہیں۔ باقی چاروں یم اسی پر منحصر ہیں اگر اہنسا پر پورا پورا عمل ہو جائے تو اُس سے باقی اور یموں کی بھی پوری پوری پابندی ہو سکتی ہے چنانچہ کہا ہے کہ اُس برہم کو جاننے والے یوگی کی مثال جو بہت سے برتوں (عہدوں) کی پابندی کرتا ہے اُن پاپوں کو جو بے خبری یا غفلت میں ہنسا کی وجہ سے ہوتے ہیں چھوڑ کر اینڈا اور پاپ سے خالی اَہنسا کے دھرم کو اختیار کرنا چاہیئے۔

(۲) ستیہ اُسے کہتے ہیں کہ جیسا دل میں سچا علم ہو ویسا ہی زبان سے کہے جیسا دیکھا سُنا یا انومان (قیاس) کیا ہو ویسا ہی اپنے دل میں رکھے اور وہی کو زبان پر لائے دوسروں کو گیان دینے یا ہدایت کرنیکے لئے جو بات کہے وہ چھل اور کپٹ سے خالی۔ شک اور شبہ سے پاک اور پُرمعنی ہو۔ ہمیشہ ایسی بات کہے کہ جس سے جانداروں کی بہبودی متصور ہو اور ایسی بات کبھی نہ کہے کہ جس سے جانداروں کو نقصان یا ضرر پہنچے۔ اگر ایسی بات کہی جاوے جس سے (بیگناہ) جانداروں کی فنا یا تباہی متصور ہو تو اُسے سچ نہیں کہہ سکتے۔ ایسا کرنے سے پاپ ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسی بات صرف ظاہر میں نیک معلوم ہوتی ہے۔ دراصل وہ پُنیہ (نیکی) کے خلاف ہے۔ ایسی باتوں سے نہایت سخت کشٹ (عذاب) نصیب ہوتا ہے۔ اسلئے خوب سوچ سمجھ کر ایسا سچ بولنا چاہیئے جس میں سب جانداروں کا فائدہ یا بہبودی شامل ہو

(۳) خلاف قانون بطریق ناجائز دوسرے کی چیز یا مال کو لینا استیہ (چوری) کہلاتا ہے اور ایسا نہ کرنے کو استیہ کہتے ہیں۔ استیہ سے حرص نہ کرنا بھی مُراد ہے۔

جُزوی علم یا خیال کا خاصّہ ہے اور تسلسل یا تو ایک ہی قسم کے علم یا خیال کا ہوتا ہے یا مختلف قسم کے علوم اور خیالات کا اگر ہر مضمون میں چت کے پھنسنے سے چت کو یکسو مانا جائے تو اُس صورت میں پریشان چت ثابت نہ ہوگا۔ اسلئے یہ سمجھنا چاہیئے کہ ایک ہی چت کئی مضامین میں قائم ہوتا ہے۔ خواہ اسی ایک چت سے مختلف خاصیتوں یا قسموں کے خیال یا علم پیدا ہوں۔ ایک کے دیکھے ہوئے کا علم یا خیال دوسرا کس طرح یاد رکھ سکتا ہے اور ایک کے علم یا خیال سے حاصل شُدہ اعمال کے نتیجے کو دوسرا شخص کس طرح بھوگ سکتا ہے۔ اگر ایسا ہو تو سمادھی حاصل ہونے کے بارہ میں بھی دودھ اور گوبر کی مثل صادق[۵۱] آجائیگی۔ اگر (ہر مضمون کے لئے) جُدا جُدا چت مانے جاویں تو آتما کے ذاتی علم یا تجربہ (اُنوبھو) سے خلاف ہے۔ کیونکہ (یہ کہنے میں آتا ہے کہ) جو میں نے دیکھا تھا اُسی کو چھُوتا ہوں اور جس کو چھُوا تھا اُسی کو دیکھتا ہوں قطعی مختلف چتوں میں ایک مُشترک علم حاصل کرنیوالے کے سہارے پر لفظ میں کس طرح قائم رہتا ہے؟ علم و ذاتی تجربہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ واحد آتما ہی اس لفظ میں کا مشارٌ الیہ ہے۔ پرتیکش پرمان (علم الیقین وغیرہ۔ دلائل) کے مقابلہ میں دوسرے پرمان کو وقعت یا سبقت نہیں دیجا سکتی۔ کیونکہ باقی اور پرمان پرتیکش پرمان ہی کے سہارے سے چل سکتے ہیں۔ اسلئے ایک ہی چت بہت سے مضامین[۵۲] میں قائم ہوتا ہے۔ جس کا بیان ترتیب وار اس شاستر میں کیا جاتا ہے" (ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر)

"مَیتری (محبت) کرُنا (رحم)، مُدِتا (خوشی)۔ اُپیکشا[۵۳] (استغنائی) (ترتیب وار) سُکھ۔ دُکھ نیکی اور بدی کے مقام پر کرنے سے چت کو خوشی حاصل ہوتی ہے"۔ [یوگ شاستر ادھیائے (پاد ۱ سوتر ۳۳]

"یعنی جو جاندار سُکھی ہیں اُن سے دوستی جو دُکھی ہیں اُن پر رحم اور جو پُنیہ آتما (نیک) ہیں اُن کو دیکھ کر خوشی اور پاپی یا بد آدمی کے ساتھ استغنائی برتنی چاہیئے۔ ایسا کرنا سچا دھرم ہے اور اس سے چت خوش ہوتا ہے چت کے خوش ہونے سے یکسوئی اور طبیعت کا قرار حاصل ہو جاتا ہے"۔ [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

برانایام سے دل ٹھیر جاتا ہے

"یا پُران کو باہر پھینکنے یا اندر روکنے سے چت خوش ہوتا ہے"۔ [ایضاً سوتر ۳۴]

"اندر کی ہوا کو بطریق خاص زور کے ساتھ ناک کے دونوں سوراخوں میں سے باہر نکالنا

---

۵۱ یعنی اگر ایک شخص کے کئے ہوئے کا پھل دوسرا بھوگ سکتا ہے تو ایک کی سمادھی بھی دوسرے کو حاصل ہو سکتی ہے۔ دودھ گوبر کی مثل اس طرح ہے کہ ایک شخص نے سُنا کہ گائے کی مدولت کھیر نصیب ہوتی ہے۔ یہ سُن کر اُس نے بجائے دودھ سے کھیر بنانے کے گائے کے گوبر میں کھیر بنانی شروع کی مگر یہ کب ممکن تھا۔ مترجم۔ ۵۲ یعنی چت ایک ہی ہے اگر اُسے دُنیا کے جھوٹے دھندوں میں لگایا جاویگا۔ تو اُس سے سمادھی نہیں لگ سکتی۔ سمادھی کے لئے چت کو بالکل شُدھ کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اگر دُنیا کے جھگڑوں میں پھنسے ہوئے سمادھی لگ سکے تو دودھ کی بجائے گوبر سے بھی کھیر بن سکے۔ مگر یہہ ناممکن ہے اسلئے یوگا بھیاسی کو لازم ہے کہ اپنے چت کو دُنیا کے جھگڑوں سے آزاد اور پاک رکھے۔ مترجم۔

۵۳ اُپیکشا ایسے سلوک کو کہتے ہیں کہ نہ کسی سے دُشمنی ہی کرے اور نہ محبت۔ مترجم

میں قائم نہیں رہتا۔ سمادھی (مراقبہ) کی حالت میں قائم ہونے سے ہی چت قائم ہو سکتا ہے۔
یہ نو چت (طبیعت) کے وکشیپ (پریشانی) یوگ کے مل (مانع) اور انتراے (خلل) کہلاتے ہیں۔"
[ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

"وکشیپ (پریشانی) کے ساتھ دکھ۔ دورمنسیہ۔ انگم اے جیتوہ۔ شواس اور پرشواس پیدا ہوتے ہیں۔" [یوگ درشن ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۳۱]۔

"(۱) دکھ تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ادھیاتمک (جسمانی تکلیف) ادھ بھوتک (وہ تکلیف جو دوسرے جانداروں سے پہنچے) ادھی دیوک (دل و حواس کی بیقراری یا ناگہانی آفت) اُن دکھوں سے تنگ ہو کر جاندار اُن کے دور کرنیکی تدبیر و کوشش کرتے ہیں۔

(۲) دورمنسیہ۔ اُس تشویش (پریشانی یا سرگردگی) کو کہتے ہیں جو خواہش یا مراد کے پورا نہ ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔

(۳) انگم اے جیتوہ۔ جسم کی لرزش یا رعشہ کو کہتے ہیں۔

(۴ و ۵) جب پران باہر کی ہوا کو اندر کھینچتا ہے اُس کو شواس (سانس) کہتے ہیں اور جب اندر کی ہوا کو باہر نکالتا ہے اُس کو پرشواس کہتے ہیں۔

یہ دکشیپ کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں یعنی جس کا چت پریشان ہوتا ہے۔ یہ اُسے پراثر کرتے ہیں اور جس کا چت یکسو ہوتا ہے اُس پر اثر نہیں کر سکتے۔ یہ سب یوگ کے دشمن ہیں۔ ان سب کو دُور اگ (دل کو بدی سے ہٹا کر نیکی کی طرف لگانے) اور ابھیاس سے روکنا چاہیئے۔ اب ابھیاس کی تعریف کرتے ہیں۔" [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

طبیعت کی یکسوئی ابھیاس سے ہوتی ہے

اُن کے دور کرنے کے لئے ایک تتو (ذاتِ واحد) کا ابھیاس (مشق) کرے"
[یوگ شاستر ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۳۲]

"طبیعت کی پریشانی کو دور کرنیکے لئے ایک تتو (ذات واحد) میں چت لگانے کا ابھیاس (مشق) کرنا چاہیئے۔ جس شخص کا چت ہر مضمون میں قائم ہوتا ہے اور جس کو کسی شے کا صرف لمحہ بھر کے لئے خیال یا علم ہوتا ہے اُس کا چت بیقرار رہتا ہے اور اُس کو کلی یکسوئی حاصل نہیں ہوتی۔ اگر چت بیقرار ہو تو اُس کو سب طرف سے روک کر ایک تتو (ذاتِ واحد یعنی ایشور) میں قائم کرنا چاہیئے۔ تب چت یکسو اور قائم ہو جائیگا۔ اس طرح چت ہر مضمون میں پھنسا ہوا یعنی پریشان نہیں رہتا۔ جو شخص ایک ہی قسم کے علم یا سلسلۂ خیال سے چت کا یکسو ہونا مانتا ہے۔ اگرچہ اُس کی یکسوئی بہ شکل تسلسل خیالات چت کا ایک خاصہ ہے تاہم وہ یکسوئی نہیں ہے۔ کیونکہ چت کا تسلسل قائم نہیں رہتا۔ تسلسل (خیالات)

اوم کا دھیان کرے۔ اس جپ اور یوگ کے ذریعہ سے پرماتما کا گیان ہو جاتا ہے۔" [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]
اب یہ بیان کرتے ہیں کہ ایسا کرنے سے کیا ہوتا ہے؟ -

اپاستا کا پھل "اِس سے پرمیشور کا گیان ہوتا ہے اور تمام خلل دُور ہو جاتے ہیں۔" [ایضاً سوتر ۲۹]
"جس قدر جسمانی و روحانی بیماریاں یا دیگر خلل ہیں۔ وہ سب ایشور کا دھیان کرنے سے جاتی رہتی ہیں اور ایشور کے سوَرُوپ (ماہیت) کا بھی علم (درشن) ہوتا ہے مثلاً (یہ علم ہو جاتا ہے کہ) ایشور محیطِ کُل پاک و بے لوث جہالت وغیرہ کُلفتوں سے آزاد۔ بے عدیل۔ مرنے اور جینے سے مبرّا ہے اور اُس محیطِ کُل ایشور کو عقل ہی سے جان سکتے ہیں۔ الغرض یوگی لوگ ہی اُس ایشور کو جان سکتے ہیں۔
اب آگے یہ بیان کرتے ہیں کہ چت (طبیعت) کو پریشان کرنے والے خلل کون سے ہیں؟
اُن کے نام کیا ہیں؟ اور وہ کتنے ہیں؟" [وَیاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]
"وِیادھی۔ سَنشیان۔ سَنشَے۔ پرماد۔ آلسیہ۔ اَوِرتی۔ بھرانتِ درشن۔ الَبدھ بھومکتوَ۔ انَوَستتھوَ۔ یہ نَو چت (طبیعت) کی پریشان کرنے والے اور یوگ میں خلل ڈالنے والے ہیں۔" [ایضاً سوتر ۳۰]
وچت (طبیعت) کی پریشانی (وِکشیپ) یا خلل (انتَرایَہ) نو قسم کے ہیں۔ یہ چت کی وِرتیوں (حالتوں) پر اثر ڈالتے ہیں۔ اگر یہ خلل نہ ہوں تو وِرتیوں میں بھی خلل نہیں آتا۔ چت کی وِرتیوں کو پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اب نو خلل آگے بیان کرتے ہیں:۔

یوگ میں خلل ڈالنے والے ہیں
(۱) وِیادھی (مرض) جسم کی دھاتو (خلط) اور رَس (خون) کے بگاڑ یا خلل کو کہتے ہیں۔
(۲) سَنشیان۔ چت (طبیعت) کے بدخیالات میں مُبتلا ہونے یا بُرے کاموں میں پھنسنے کو کہتے ہیں۔
(۳) سَنشَے (شک) دو دِلی حالت یا دو پہلوؤں کو چھُونے والے علم کو کہتے ہیں۔ مثلاً ایسا علم کہ شاید اس طرح ہو اور شاید اس طرح نہ ہو۔
(۴) پرماد (غفلت) سمادھی یعنی یوگ کی تدبیر نہ کرنے کو کہتے ہیں۔
(۵) آلسیہ (کاہل وجودی) جسم اور طبیعت کے بھاری پن کی وجہ سے کام میں جی نہ لگنے کو کہتے ہیں۔
(۶) اَوِرتی۔ اُس حالت کو کہتے ہیں جس میں چت (طبیعت) وِشے (حظِ نفس) میں پڑ کر آتما کو دُنیا کے دامِ محبت میں پھنسا دیتا ہے۔
(۷) بھرانتِ درشن۔ اُلٹے یا جھُوٹے علم کو کہتے ہیں۔
(۸) الَبدھ بھومکتوَ سمادھی (مُراقبہ) کی بھومی (درجہ یا حالت) کے حاصل نہ ہونے کو کہتے ہیں۔
(۹) انَوَستتھوَ۔ اُسے کہتے ہیں کہ جس میں چت یوگ کی بھومی (درجۂ مُراقبہ) کو پہنچ کر اُس حالت

مقصود ہے یعنی اُس کی یہ منشا ہے کہ میں گیان (علم) اور دھرم کے اُپدیش (ہدایت یا الہام) سے کلپ[1] اور پرلے اور مہاپرلے میں تمام عالم کے جانداروں (پُرُش) کی بہبودی اور بہتری (اُدّھار) کروں چنانچہ کہا ہے کہ علیم کُل۔ قدیم مطلق پرمیشور نے بوقتِ آفرینش عالم اپنی رحمت سے علم و معرفت کے خواہشمند جیووں کے لئے تنتر یعنی ویدوں کا اُپدیش (الہام) کیا۔" [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]۔

" وہ ایشور قدیم سے قدیم رشیوں کا بھی گرو یعنی تعلیم دینے والا ہے۔ کیونکہ وہ وقت یا موت کے احاطہ سے باہر ہے۔" [ایضاً سوتر ۲۶]

" قدیم سے قدیم گرو بھی کال یعنی نہنگ اجل کا لقمہ ہو جاتے ہیں۔ مگر پرمیشور وقت کے احاطہ یا گرفت سے باہر ہے۔ اُس میں زمانہ کو دخل نہیں۔ اسلئے وہ قدیم رشیوں کا بھی گرو ہے۔ وہ جس طرح اس کائنات سے پیشتر علیم کُل تھا بالیقین اس کائنات کے اخیر میں بھی ویسا ہی رہیگا۔" [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

" اُس پرمیشور کو عیاں و بیاں کرنے والا لفظ پرنو یعنی اوم ہے۔" [ایضاً سوتر ۲۷]

اوم خاص ایشور کا نام ہے۔

" ایشور پرنو (اوم) کا واچیہ (مُبین) ہے گویا اس لفظ کا ایشور کے ساتھ واچیہ (مُبین) اور واچک (مُبین) یا پردیپ (چراغ) اور پرکاش (روشنی) کا تعلق ہے۔ یہاں (اوم اور ایشور کے درمیان) واچیہ اور واچک کا لازمی یا دوامی تعلق ہے۔ گویا (اوم) ایک علامت یا لفظ ہے جو ایشور کے ساتھ اپنے لازمی تعلق کو عیاں کرتا ہے۔ جس طرح باپ اور بیٹے کے درمیان ایک خاص تعلق قریبی ہے جو رشتہ کی علامت یا نام سے ظاہر ہوتا ہے (یعنی جب یہ کہیں کہ) یہ اُس کا باپ ہے (تو اُس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ) وہ اس کا بیٹا ہے۔ اِس عالم کے علاوہ دوسرے عالموں میں بھی اِن دونوں کے درمیان باعتبار واچیہ اور واچک باہم تعلق رہتا ہے۔ اِسی بنا پر یہ علامت قائم کی ہے۔ کیونکہ لفظ اور اُس کے معنی کے درمیان دوامی تعلق ہے۔ لفظ اور اُس کے معنی کے باہمی تعلق کو آگم یعنی وید یا علم صرف و نحو کے عالم جانتے ہیں۔ اور واچیہ واچک (ایشور اور اوم) کے تعلق کو یوگی سمجھتے ہیں۔"

[ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

" اُس (پرنو یا اوم) کا جپ (ورد) اور اُس کے معنی پر غور کرنا چاہیئے۔" [یوگ شاستر ادھیائے ۱۔ پاد ۱ سوتر ۲۸]

" پرنو (اوم) کا جپ اور اس نام سے مفہوم ہونے والے ایشور کا تصور کرنا چاہیئے۔ یوگیوں کا چت اس پرنو کو جپنے اور پرنو کے معنی یعنی ایشور کا دھیان یا تصور کرنے سے یکسو اور قائم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کہا ہے کہ وید کو پڑھتے یا اوم کا جپ کرتے ہوئے یوگ میں مشغول ہوئے اور یوگ یا سمادھی (مراقبہ) کیا تو ہمیں

[1] دیکھو ان الفاظ کی تشریح نوٹ ( ) صفحہ ۱۵ میں۔ مترجم

ساتھ نہ کبھی تعلق ہوا اور نہ کبھی ہوگا۔ جس طرح مُکت (نجات یافتہ) کی نسبت زمانۂ سابق میں بندھن ہونا مفہوم ہوتا ہے ایشور میں یہ بات نہیں ہے یا جس طرح پرکرتی لین یعنی مکتی پائے ہوئے یوگی مکتی کے بعد پھر بندھن (قیدِ جسم) میں آئینگے۔ ایشور کی نسبت ایسا نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ سدا مُکت[1] یعنی آزادِ مطلق اور سدا ایشور (حاکم مطلق) ہے۔ اب یہ سوال ہے کہ ایشور کی غیر فانی اور اعلیٰ قدرت یعنی علت مادّی وغیرہ باعلت ہیں یا بے علت؟ (اس کا جواب یہ ہے کہ) اُن کی علت شاستر (علم) ہے اور پھر شاستر (علم) اِس صنعت کاملہ کی علت ہے اور شاستر (علم) اور یہہ صنعت کاملہ دونوں ایشور کی ذات میں قائم ہیں اور اس کے ساتھ اُن کا ازلی تعلق ہے۔ اس وجہ سے وہ سدا ایشور (حاکمِ مطلق) اور سدا مُکت (آزادِ مطلق) بھی ہے۔ نہ کوئی اُس کے برابر یا اُس سے برتر ہے اور نہ کسی کو اُسکے برابر یا اُس سے برتر قدرت حاصل ہے۔ کسی کی قدرت اُس سے فوق نہیں لے جاسکتی اور جس کو سب پر فوق ہے۔ وہ خود ایشور ہی ہے یعنی جس میں غیر متناہی قدرت موجود ہو اُسے ایشور کہتے ہیں۔ اور اُس کے برابر کسی دوسرے کی قدرت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اگر دو ہمسر ہوں تو اُن میں سے ایک کو سبقت دیجائیگی یعنی اُن میں سے ایک جدید ہوگا اور ایک قدیم اور ایک کے افضل ثابت ہونے پر دوسرا کمتر مانا جائیگا کیونکہ دو چیزیں ایک وقت میں برابر ہوں تو اُن سے مطلب برآری نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ضرور اختلاف طبعی واقع ہوگا۔ اسلئے جس کی قدرت افضل ہے اور جس کا کوئی ہمسر یا اشرف نہیں ہے وہ ایشور ہے اور وہ جیو سے الگ ہے۔" (ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر)

ایشور علیم کل اور سب کا گرو ہے

"اُس ایشور میں بے انتہا علم کا بیج ہے۔" (یوگ شاستر اودھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۲۵)

"گذشتہ موجودہ اور آیندہ ہونے والے تمام علم کا بیج یا خزانہ بہیئت مجموعی حواس کے احاطہ سے خارج ہے۔ اُس میں کمی وبیشی پائی جاتی ہے۔ مگر جس میں وہی علم کا بیج درجہ غیر متناہی کو پہنچا ہوا ہو تاہم اُس کو سروگیہ (علیم کل) کہتے ہیں۔ اسلئے جس میں انتہا درجہ کا بے پایاں علم ہو اور جس نے علم کی حد انتہائی کو پالیا ہو وہی علیم کل اور جیو سے الگ ایشور کہلاتا ہے۔ یہ بات عام طور پر بطریق اختصار اور بطور قیاس لازمی کہی گئی ہے۔ اُس کی پوری پوری کیفیت یا حقیقت بیان میں نہیں آسکتی۔ ایشور کے خاص نام یا صفات وغیرہ کی تحقیقات آگم یعنی وید کے ذریعہ سے کرنی چاہیئے۔ اُس ایشور کو اپنے ذاتی فائدہ سے کچھ مطلب نہیں بلکہ صرف جانداروں کی بہبودی اور بہتری

[1] جو کبھی بندھن (قید) میں نہ آوے اور سبب سے جس کو بندھن سے چھوٹ کر کبھی مکتی پانے کی ضرورت نہ ہو اُس کو سدا مُکت کہتے ہیں۔ گو سدا مُکت بننے سے نہیں ہوتا بلکہ قدرتی ہوتا ہے اسلئے ایشور ہی کو سدا مُکت کہہ سکتے ہیں۔ مترجم

"جس چیز یا بات کو پہلے کبھی دیکھا ہو اُس کا اثر یا نقش قائم رہنا اور اُس کو نہ بھولنا سمرتی (قوت حافظہ) کہلاتی ہے۔" [ایضاً سوتر ۱۱]

"ابھیاس اور ویراگ سے مذکورہ بالا پانچوں وِرتیوں کو روک کر اُپاسنا یوگ (عبادت و ریاضت) میں لگانا چاہیئے۔" [ایضاً سوتر ۱۲]

ابھیاس کی تشریح آگے کی جائیگی اور ویراگ سے ہمیشہ بُرے کاموں اور عیب یا پاپ کی باتوں سے الگ رہنا مراد ہے۔

اب اُس اعلیٰ طریق کو بیان کرتے ہیں جس سے اُپاسنا (عبادت) پوری اُتر سکتی ہے۔

"جو ایشور پرندھان یعنی ایشور کی اطاعتِ خاص (وِشیش بھگتی) کرتا ہے اور ہمیشہ اسکے حکم پر چلتا ہے ایشور اُس پر مہربانی کرتا ہے۔ یوگی لوگ ہمیشہ اُسی ایشور کا دھیان لگاتے ہیں جس سے اُن کو سماہی (مراقبہ کا درجہ) حاصل ہو جاتا ہے۔" [یوگ شاستر ادھیائے آ۔ پاد آ۔ سوتر ۲۳]

ایشور کیا ہے؟ اب یہ سوال ہے کہ پُرکرتی (مادہ) اور پُرش (جیو) سے الگ ایشور کس کا نام ہے؟

"ایشور کلیش (کلفت) سے وابستہ اعمال کے پھل کی خواہش سے آزاد اور جیو سے الگ ہے۔"

[یوگ شاستر ادھیائے آ۔ پاد آ۔ سوتر ۲۴]

"کلیش اَوِدیا (جہالت) وغیرہ کا نام ہے (جن کی تشریح آگے آئیگی) کلیش دینے والے کاموں کے پھل کو وِپاک کہتے ہیں اور اُن کے پھلوں کی واسنا (خواہش) آشا کہلاتی ہے۔ یہ خواہشیں جس پُرش (جیو) کے دِل میں موجود ہونگی اُسی سے اُن کا تعلق سمجھا جائیگا اور وہی اُن کے پھل کو بھوگیگا۔ مثلاً جب بہادر سپاہی لڑائی میں فتح یا شکست پاتے ہیں تو وہ فتح یا شکست اُنکے سردار کی سمجھی جاتی ہے۔ ایشور ایسے اعمال کے پھل بھوگنے سے آزاد اور جیو سے الگ ہے کیونکہ (نجات کے درجہ) کو پہنچے ہوئے یوگیوں نے تین قسم کے بندھنوں[1] کو توڑ کر اُس درجے کو پایا ہے اور ایشور کا اِن بندھنوں کے

---

[1] ان تین بندھنوں سے تین قسم کے جسموں کا تعلق مُراد ہے جو یہ ہیں۔ اوّل سُتھول شریر (جسم کثیف) دوسرا سُوکشم شریر (جسم لطیف) جو پانچ پرانوں۔ پانچ گیان اندریوں اور پانچ عناصرِ لطیف اور من اور بُدھی اِن سترہ چیزوں کا مجموعہ ہے۔ یہ جسم پیدا ہونے اور مرنے کے وقت بھی جیو کے ساتھ رہتا ہے۔ کارن شریر جس میں سُشُپتی یا خواب غفلت کی حالت ہوتی ہے یہ جسم پُرکرتی کا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے وہ سب جگہ محیط اور سب جیوؤں کے لئے ایک ہے۔ یا اِن تینوں بندھنوں سے شاریرک (جسمانی) آدھیاتمک (روحانی) اور مانسک (دلی) اعمال مراد ہیں۔ مترجم

"اُپاسنا (عبادت) یا کاروبار دُنیوی) میں بھی پرمیشور کے سوائے کسی اور چیز کے خیال یا اَدھرم (پاپ) کے کام سے دل کو روکنا چاہیئے" [یوگ شاستر ادھیائے آ۔ پاد آ۔ سُوتر ۲]

آب یہ بیان کرتے ہیں کہ دل کے روکنے سے وُرتی (طبیعت کی حالت) کہاں ٹھیرتی ہے۔

"جب دِل کاروبار دنیوی سے آزاد ہوتا ہے تب اُپاسک (عابد) کا من (دل) بھیرکل وعلیم کل پرمیشور کی ذات میں قرار پاتا ہے" [ایضاً سُوتر ۳]

اب یہ بیان کرتے ہیں کہ جب عابد یوگی اُپاسنا کو چھوڑ کر دُنیوی کاروبار میں مشغول ہوتا ہے تو اُس وقت اُس کے چت (طبیعت) کی ورتی (حالت) دُنیوی آدمیوں کی طرح ہوتی ہے یا اُس سے مختلف

"دنیوی کاروبار میں مشغول ہونے پر بھی عابد یوگیوں کی وُرتی (طبیعت کی حالت) شانت (قرار یافتہ) دھرم میں قائم۔ علم اور معرفت کے نور سے مُنوّر۔ حق داں۔ نہایت تیز اور معمولی انسانوں سے مختلف اور بیمثل ہوتی ہے۔ اُپاسنا نہ کرنے والے اور ایوگی یعنی یوگا بھیاس نہ کرنے والے کی وُرتی (طبیعت کی حالت) ایسی ہرگز نہیں ہوسکتی" [ایضاً سُوتر ۴]

آب یہ بیان کرتے ہیں کہ وُرتیاں یعنی طبیعت کی حالتیں کتنی ہوتی ہیں؟ اور اُن کو کس طرح قابو میں رکھنا چاہیئے؟

وُرتیاں یعنی طبیعت کی حالتیں

"تمام انسانوں کی طبیعتوں کی حالتیں پانچ ہیں جن کی تقسیم دو طرح پر ہے۔ ایک کلِشٹ یعنی تکلیف دینے والی اور دوسری اَکلِشٹ تکلیف نہ دینے والی" [ایضاً سوتر ۵]

"پانچ وُرتیاں یہ ہیں۔ پرمان[1]۔ وِپرِیَیہ[2]۔ وِکلپ[3]۔ نِدرا[4]۔ سمرتی[5]" [یوگ شاستر ادھیائے آ۔ پاد ا۔ سوتر ۶]

"اِن میں سے پرمان یہ ہیں:۔ پرتیکش (علم الیقین۔ حق الیقین و عین الیقین) اَنمان (قیاس) آگم (وید)" [ایضاً سوتر ۷]

"وِپرِیَیہ جھوٹے گیان کو کہتے ہیں یعنی کسی شے کی اصل ماہیت کے خلاف علم[1] ہونا۔ وِپرِیَیہ کہلاتا ہے" [ایضاً سوتر ۸]

"کسی ایسے لفظ یا بات کو جس کا کہیں کچھ وجود نہ ہو وِکلپ[2] کہتے ہیں" [ایضاً سُوتر ۹]

"جس حالت میں کچھ گیان (علم) نہیں رہتا اُس گیان سے خالی وُرتی کو نِدرا (نیند) کہتے ہیں"

[ایضاً سوتر ۱۰]

---

[1] مثلاً فانی کو غیر فانی۔ ناپاک کو پاک۔ غیر روحی یا غیر ذیشعور کو روحی اور ذیشعور یا دُکھ کو سُکھ سمجھنا اور اس کے برعکس مترجم

[2] مثلاً نہ شترنگ (آدمی کے سینگ) کھ پُشپ (آسمان کا پھول) بندھیا پُتر (بانجھ عورت کا بیٹا) وغیرہ۔ مترجم۔

ہیں وہ موکش کے آنند میں پرمیشور کے ساتھ رہتے ہیں۔"

اس منتر کے متعلق حسب ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں:-

"لفظ اُرش (ऋष) رُش (ऋष) مصدر سے نکلا ہے۔ اور اس میں و نفی کا ہے۔ رُش کے معنی مارنا یا تکلیف دینا ہیں۔" (اسلئے اُرش کا ترجمہ نہ مارنے والا یعنی رحیم کامل ہوا)

"لفظ نُتمس (नृमणस) مَنُش یعنی انسان کا مترادف آیا ہے۔" [رگھنٹو ادھیائے ۲۔ کھنڈ ۳]

"بُرودھنم (बृध्नम) مہت یعنی بزرگ و جلیل کا مترادف ہے۔" [ایضاً ۳۔ ۳]

"بُرودھن۔ ارش سے آدِتیہ (سورج) مراد ہے۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲]

"آدتیہ سے پران (نفس) مراد ہے۔" [برہدارنیک اپ نشد۔ پرشن ۴۔ منتر ۵]

چونکہ پرمیشور سے بڑا کوئی نہیں ہے۔ اسلئے پہلے معنی ایشور کے لئے موزون ہیں۔ اور دوسرے معنی شتپتھ براہمن کے حوالے کی بنا پر کئے گئے ہیں۔ اسی طرح تیسرے معنی برہدارنیک اپ نشد کے حوالے سے کئے گئے ہیں۔

رگھنٹو میں لفظ "بُرودھن" اشو (گھوڑے یا آگ) کا مترادف بھی آیا ہے۔ مگر اس منتر میں یہ معنی نہیں لگ سکتے۔ کیونکہ یہ معنی کئے جاویں تو شتپتھ براہمن سے اختلاف آتا ہے۔ اور اگرچہ ایک لفظ کے کئی معنی ہو سکتے ہیں تاہم ایسا ترجمہ منتر کے اصلی معنی سے دور چلا جاتا ہے۔ اسلئے میکس میولر نے جو اپنے انگریزی ترجمہ میں اس لفظ کے معنے گھوڑا کئے ہیں وہ غلطی پر مبنی ہیں۔ سائنا چاریہ نے اس منتر کی تفسیر میں بُرودھن کے معنی سورج لئے ہیں جو کسی قدر درست ہے مگر یہ پتہ نہیں لگتا کہ میکسمیولر اپنا ترجمہ آکاش سے اُتار کر لایا ہے یا پاتال سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی طرف سے گھڑا ہے اور اسی وجہ سے اُس کی سند نہیں۔

اُپاسنا کا طریق

اب اس بارہ میں لکھا جاتا ہے کہ اُپاسنا (عبادت) کرنیکا طریق کیا ہے۔ کسی پاک صاف تنہائی کے سہانے مقام میں پاک دل سے طبیعت کو یکسو کر کے تمام اندریوں (حواس) اور من (دل) کے قرار کے ساتھ اُس ہست مطلق عینِ علم عینِ راحت سب کے دلوں میں موجود اور منتظم کل منصف و عادل پرمیشور کا دھیان لگانا اور اپنی آتما کو اُس کے ساتھ جوڑنا چاہیئے اور ہمیشہ اُسی کی محبت اور پرارتھنا کرنی چاہیئے۔ اور باقاعدہ اُپاسنا کے ذریعہ سے اپنی آتما کو بار بار ایشور کے دھیان میں لگانا چاہیئے۔ مہامنی پتنجلی جی یوگ شاستر میں اور ویاس جی اُس کے بھاشیہ (شرح) میں اس مضمون پر اس طرح لکھتے ہیں:-

رکھ! ہم تیری اُپاسنا (عبادت) کرتے ہیں"۔ [اتھروید کانڈ ۱۳- انوواک ۴- منتر ۴۹]

"اے اَمبھ یعنی محیطِ کُل سلیم مطلق (شانت سُوَرُوپ) اور پانی کی طرح جان میں جان ڈالنے والے۔ عینِ علم معبودِ مطلق۔ بزرگ و جلیل علیم مطلق برہم! میں تجھ کو بذریعہ معرفت جان کر ہمیشہ تجھے پوجتا ہوں"

[اتھروید کانڈ ۱۳- انوواک ۴- منتر ۵۰]

لفظ "اَمبھ" آپلرِ مصدر (بمعنی سرایت کرنا) سے علامت سُن (सुन्) زیادہ ہو کر بنتا ہے۔

"اے اَمبھ۔ منور بالذات مطلوبِ کل اور عین راحت۔ مالکِ جہان و صاحب قدرت۔ حلم و بُردباری کے عطا کرنے والے ہم تیری اُپاسنا کرتے ہیں۔ تیرے سوائے اَور کوئی دوسرا ہمارا معبود نہیں ہے"

[اتھروید کانڈ ۱۳- انوواک ۴- منتر ۵۱]

اِس منتر میں لفظ "اَمبھ" تعظیم کے لئے دوبارہ آیا ہے۔ اسکے معنی اوپر لکھ چکے ہیں۔

"اے پرمیشور! ہم تجھ کو اُرُ یعنی قادرِ مطلق۔ محیطِ کل اور ہر شے میں موجود اور رائے کی طرح بسیط و وسیع جان کر تیری اُپاسنا کرتے ہیں"۔ [ایضاً منتر ۵۲]

"اُرُ۔ بہو یعنی عظیم کا مترادف ہے"۔ [رگھنٹو ادھیائے ۳- کھنڈ ۱]

"اے تمام کائنات کی بساط پھیلانے والے! سب سے اشرف اور علیم کُل و خبیرِ مطلق۔ شاہد و مشہود کُل پرمیشور! ہم تجھ علیم کُل کی اُپاسنا کرتے ہیں"۔ [اتھروید کانڈ ۱۳- انوواک ۴- منتر ۵۳]

"جو عالِم اور یوگی لوگ علم اور یوگا بھیاس کے ذریعہ سے اپنی آتما کو تمام کائنات اور انسانوں کے دل کے حال جاننے والے علیمِ کُل۔ رحیم کامل (اُرُش) راحت افزائے عالَم۔ بزرگ و جلیل (بُرُدھنم) پرمیشور کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ وہ (مُکتی کے) آنند میں مگن (محو و مسرور) اور (علم کے نور سے) منور ہو کر اُس نورِ مطلق۔ تجلی بخشِ عالَم پرمیشور میں بُرَ مانند (راحتِ اعلیٰ) کو حاصل کرتے ہیں"۔

[رگ وید۔ اشٹک ۱- ادھیائے ۱- ورگ ۱۱- منتر ۱]

اِس منتر کے دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں۔

"تمام لوک (کرُے) اور کل موجودات (اپنے محور پر) پھرنے والے پرکاش سُورج (بُرُدھنم اَرُشم) کی کشش سے قائم ہیں اور اُس کی روشنی سے ضیا پا کر چمکتے ہیں"۔

اِسی منتر کے تیسرے معنی یہ ہیں:-

"جو اُپاسک یا عابد (پرُشس) تمام جسم کو حرکت دینے والے رگ رگ میں سمائے ہوئے اور اعضاء کو بڑھانے والے پران (آدِتیہ) کو بطریق پرانایام اُس نورِ مطلق پرمیشور میں دلی شوق سے لگاتے یا جوڑتے

کرنیوالی (شرنی) ہوتی ہے (لفظ بالتحقیق یقین دلانے کے لئے آیا ہے) طبیعت کے قرار و قیام کی حالت کو پہنچ کر پرماتما کا وصال ہوتا ہے۔" [یجروید۔ ادھیائے ۱۲۔ منتر ۶۸]

اس منتر میں (شرشٹی اور شرنی) دو لفظ آئے ہیں جن کی نسبت) نرکت کے مندرجہ ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں :۔

"شرشٹی کے معنی جلد ہیں۔" [نرکت ادھیائے ۲۔ کھنڈ ۱۲]

"شرنی دو قسم کی (حالت) ہوتی ہے۔ ایک پرورش کرنے والی اور دوسری فنا کرنے والی۔"

[نرکت ادھیائے ۱۳۔ کھنڈ ۵]

"اے پرمیشور! آپ کی عنایت سے اٹھائیس چیزیں ہمیں سکھ دینے والی اور بہبودی کرنے والی ہوں۔ (جو یہ ہیں)۔ دس اندریاں (حواس)۔ دس پران (انفاس) من (دل)، بدھی (عقل)، چیت (حافظہ)۔ اہنکار (انانیت)۔ ودیا (علم)۔ سوبھاؤ (عادت)۔ شریر (جسم) اور بل یعنی طاقت) یہ سب سکھ دینے والی ہو کر رات دن میرے اپاسنا (عبادت) اور یوگ (ریاضت) کے کام میں معاون ہوں۔ آپ کی عنایت سے میں یوگ کے ذریعہ سے کشیم یعنی موکش حاصل کروں۔ میں آپ کی مدد اور عنایت کے لئے آپکو بار بار نمسکار کرتا ہوں۔" [اتھروید ۱۹۔ انوواک ۷ درگ ۹ منتر ۲]

"اے اندر (پرمیشور)! تو شچی یعنی مخلوقات یا زبان اور فعل کا مالک ہے اور قادر مطلق اور سب سے برتر و بالا ہونیکی وجہ سے بزرگ و عظیم ہے تو دشمنوں کی زبان اور اُن کے فعلوں کو قطع یا دفع کرنیوالا ہے تو محیط کل قادر مطلق ہے۔ میں تیری اپاسنا (عبادت) کرتا ہوں۔" [اتھروید کانڈ ۱۳۔ انوواک ۴ منتر ۴۷]

اِس منتر میں لفظ "شچی" آیا ہے جس کی بابت مفصلہ ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں :۔

(۱) شچی زبان کا مترادف ہے (دیکھو نگھنٹو ادھیائے ۱۔ کھنڈ ۱۱)

(۲) شچی کرم (فعل) کا مترادف ہے (دیکھو ایضاً " ۲۔ " ۱)

(۳) شچی پرجا یعنی مخلوقات کا مترادف ہے (دیکھو " " ۳۔ " ۹)

ایشور ہدایت کرتا ہے کہ

"اے انسانو! تم ہمیشہ بذریعہ اپاسنا مجھے ٹھیک جاننے کی تدبیر کرو (اپاسک یعنی عابد کہتا ہے کہ) اے علیم کل پرمیشور! تجھے متواتر میرا نمسکار ہو۔" [اتھروید کانڈ ۱۳۔ انوواک ۴۔ منتر ۴۸]

"اے پرمیشور! ہم اناج وغیرہ (سامان خورش) اور راج وغیرہ (سامان حکومت) اعلیٰ درجہ کے نیک اعمال سے حاصل ہونیوالی سچی ناموری اور ہمت و حوصلہ اور کامل علم پاویں تو ہمیشہ ہمارے اوپر نظر رحمت

سب کے اندر موجود اور منتظمِ کُل ایشور اپنی نظرِ رحمت سے جلوہ گر ہو کر بے پایاں نور اور اپنی پُرجلال ذات کا ظہور کرتا ہے۔ سچی بھگتی (عقیدت) سے عبادت کرنیوالے یوگیوں کو وہ رحیم کامل سب کے دلوں کا شاہد اور منتظمِ کُل ایشور موکش عطا کر کے خوش و مسرور کرتا ہے۔" [یجُروید۔ ادھیائے ۱۱۔ منتر ۳]

اُپاسنا (عبادت) کا طریق سکھانے والے اور اُس کے سیکھنے والے دونوں سے ایشور وعدہ کرتا ہے کہ "جب تم دونوں آتما کو قائم کر کے سچے دل سے عجز و نیاز کے ساتھ مجھ قدیم (سناتن) برہم کی اُپاسنا کرو گے۔ تب میں تم کو یہ آشیرباد دونگا کہ تم سچی کیرتی (ناموری) کو حاصل کرو۔ جس طرح پورے پورے عالم (اپنے علم کے ذریعہ سے) دھرم کے راستے کو پا لیتے ہیں۔ اسی طرح جو اُپاسک (عابد) عین نجات (موکش سوَروپ) غیر فانی پرمیشور کی فرمانبردار بیٹے کی طرح خدمت کرتے ہیں وہ علم کے نور اور عبادت کے سرور سے بہرہ یاب ہوتے نیک اعمال کرتے اور پُر راحت جنم اور پُر آرام مقام پاتے اور اُن میں قائم ہوتے ہیں۔ عبادت کا طریق سکھانے والے اور اُس کے سیکھنے والے تم دونوں اس بات کو بخوبی سُن اور سمجھ لو۔ کیونکہ اس طرح تم دونوں عبادت کرنے والوں کو میں (ایشور) اپنی رحمت سے حاصل ہونگا"

[یجُروید۔ ادھیائے ۱۱۔ منتر ۵]

روشن دماغ عالم جن کے چہرے سے جلال برستا ہے اور دھیان لگانے والے یوگی متواتر یوگا بھیاس (ریاضت) اور اُپاسنا (عبادت) کے وقت ناڑیوں کو روکتے ہیں[1] یعنی اُنکے اندر پرماتما کا دھیان کرنے کے لئے ابھیاس (مشق) کرتے ہیں اور یوگ میں محنت کرتے ہیں۔ اس طرح کرنے سے وہ عالم یوگیوں کے درمیان سُکھ سے قائم ہو کر راحتِ اعلیٰ (موکش) کو حاصل کرتے ہیں[2]۔ [یجُروید۔ ادھیائے ۱۲۔ منتر ۶]

"اے یوگیو! تم یوگا بھیاس اور اُپاسنا سے پرماتما کا دھیان لگا کر آنند (مسرور) ہو اور ایشور کو پا کر موکش کے سُکھ کو حاصل کرو اور عبادت سے تعلق رکھنے والے فعلوں اور پُران یا ناڑی کو اُپاسنا کے کام میں لگاؤ۔ اس طرح انتہ کرن (باطن) کو پاک صاف کر کے راحتِ اعلیٰ کے مخزن یعنی آتما میں بطریق اُپاسنا یوگا بھیاس کے ذریعہ سے وِگیان (معرفتِ الٰہی) کے بیج کو بوؤ اور وید کے کلام اور اُس کے علم سے بہرہ ور ہو۔

(یوگی کہتا ہے کہ) پرمیشور کی عنایت سے مجھے بہت جلد (سُشرشٹی) یوگ کا پھل ملے اور پاک راحت حاصل ہو۔ بالتحقیق عبادت اور ریاضت سے طبیعت کی حالت (وُرتی) تمام کلفتوں کو دور یا فنا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۷) ریاضت یا مشق ہیں۔ اسلئے یوگا بھیاس سے ایشور کو پانے یا اُس کا دھیان حاصل کرنیکی کوشش یا ریاضت مراد ہے۔ مترجم

[1] اس سے پرانایام کرنا مُراد ہے جس کا مفصل بیان آگے کیا جائیگا۔ مترجم

(اور لفظ 'چہ' بمعنی اور کے آنے سے اتھروید) کا مطالعہ اور بڑے بڑے کاموں کے ثمرہ میں جو بھوگ یا سامان راحت اور صنعت و ہنر سے جو چیزیں حاصل ہوتی ہیں وہ سب پرمیشور کے سمرپن یا نذر ہوں تاکہ ہم اُسکے احسان فراموش نہ ہو جائیں۔ ہمارے اس عمل کے ثمرہ میں رحیم کامل پرمیشور ہمیں اعلیٰ درجہ کا سکھ عطا کرے اور ہم سکھ سے راحتِ اعلیٰ یعنی موکش کو حاصل کر سکیں۔ ہم اپنے آپ کو اُس پرمیشور ہی کی رعیت سمجھیں یعنی ہم اُس پرمیشور سے افضل یا اُسے چھوڑ کر کسی انسان بے بُنیان کو اپنا راجہ نہ مانیں۔ ہم ہمیشہ سچ بولیں۔ اور پرمیشور کے حکم کی تعمیل میں پوری کوشش تدبیر و محنت کریں اور کبھی اُس کی نافرمانی نہ کریں بلکہ ہمیشہ اِس طرح اُس کے حکم میں رہیں جیسے بیٹا باپ کے کہنے میں ہوتا ہے۔" [یجروید۔ ادھیائے ۱۸۔ منتر ۲۹]

اِس منتر میں 'یگنیہ' سے محیطِ کُل پرمیشور مُراد ہے۔ کیونکہ شت پتھ براہمن میں یگنیہ کے معنی وشنو لکھے ہیں اور وشنو کے معنی تمام دُنیا میں سرایت کرنے والا یا محیطِ کُل ایشور ہیں۔

مندرجہ ذیل منتر میں یہ ہدایت ہے کہ جیو کو ہمیشہ پرمیشور ہی کی اُپاسنا (عبادت) کرنی چاہیئے۔

ایشور اُپاسنا

"ایشور کی اُپاسنا کرنے والے صاحبِ عقل و فہم انسان اور یوگی اپنے من (دل) کو علیم کل پرمیشور میں لگاتے ہیں اور اپنی عقل کو اُسی کے (دھیان) میں قائم کرتے ہیں۔ وہ پرمیشور اس تمام کائنات کو قائم رکھتا ہے۔ اُسے تمام جیووں کے نیک و بد خیالات کا علم (پرگیان) اور کُل مخلوقات کا حال معلوم ہے۔ وہ واحدِ مطلق اور بے عدیل ہے۔ وہ سب جگہ محیط اور علیم کُل ہے۔ اُس سے افضل یا اشرف کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اُس آفریدگارِ عالم تجلی بخش کائنات کی ہر انسان کو خوب ستتی (حمد و ثنا) کرنی چاہیئے کیونکہ ایسا ہی کرنے سے اُس پرمیشور کو پا سکتے ہیں۔" [رگ وید۔ اشٹک ۲۔ ادھیائے ۴۔ ورگ ۲۴۔ منتر ۱]

"یوگ (ریاضت) کرتے ہوئے پہلے برہم وغیرہ کے سچے علم میں دل لگانا چاہیئے۔ جو ایسا کرتا ہے پرمیشور بنظرِ رحمت اُس کی عقل کو اپنی ذات میں قائم کرتا ہے جس سے وہ یوگی اُس نورِ مطلق اگنی (ایشور) کو بخوبی جان لیتا ہے۔ ایشور اُس کی آتما میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ رئے زمین پر عابد یوگی کا یہی نشان سمجھنا چاہیئے"

[یجروید۔ ادھیائے ۱۱۔ منتر ۱]

ہر انسان کو ایسی خواہش کرنی چاہیئے کہ

"ہم منور بالذات۔ مخزنِ راحت۔ سب کے اندر موجود اور منتظمِ کُل پرمیشور کے غیر متناہی جلال میں یوگ (ریاضت) اور آتمہ کرن (باطن) کی صفائی سے موکش کا سکھ حاصل کرنے کے لئے یوگ کے بل سے قائم ہوں۔" [یجروید۔ ادھیائے ۱۱۔ منتر ۲]

"سچے دِل سے اُپاسنا (عبادت) کرنے والے یوگیوں کے دِلوں میں یوگا بھیاس[1] کرنے پر

[1] یوگ سے ایشور کا دھیان کرنا اور اپنے آتما کو پرمیشور کے ساتھ واصل کرنا مُراد ہے اور ابھیاس کے معنی (دیکھو شد صفحہ ۹)

حکومت پائیں۔ اے پرمیشور! ایسی عنایت کیجئے کہ شعاع مٹی۔ سورج۔ آگ اور زمین وغیرہ چیزیں تمام دنیا کو اپنی روشنی وغیرہ نیک تاثیروں سے فائدہ پہنچائیں اور ہمیں ایسی طاقت اور ہمت عطا کیجئے کہ ہم کلیں اوزار اور پُرصنعت خود رفتار گاڑیاں بنانے کا علم حاصل کر کے کُل نوع انسان کو فائدہ اور فیض پہنچائیں اے سچے دھرم کی ہدایت کرنے والے پرمیشور! تو عین دھرم یعنی منصف اور نیک ہے۔ اسلئے ہمیں بھی عدل۔ انصاف اور دھرم سے بہرہ ور کر۔ اے سب کی بہتری اور بہبودی کرنیوالے ایشور! تو کسی کا دشمن نہیں رکھتا۔ اسلئے ہمیں بھی سب کا دوست بنا اور ہمیں اپنی عنایت سے اعلیٰ اقتدار نیک اصول اور جواہرات وغیرہ عمدہ چیزیں عطا کر۔ ہمارے درمیان وید کا علم یا برآہمن ورن اور راج یا کشتری ورن اور رعیت یا ویش ورن قائم کر۔ ہمارے اندر تمام نیک اوصاف اور اعلیٰ خوبیاں قائم رہیں۔ ہم آپ سے یہی پرارتھنا (استدعا) کرتے اور یہی مانگتے ہیں۔ آپ ہماری ان تمام خواہشوں کو پورا کیجئے۔"

[یجروید۔ ادھیائے ۳۰۔ منتر ۱۴]

"اے ایشور! میرا من (دل) جو حالت بیداری میں دور دور جاتا ہے اور تمام اندریوں (حواس) پر غالب اور حاوی ہو کر اُن پر حکومت کرتا ہے۔ جو علم و معرفت وغیرہ اعلیٰ اوصاف کا مرکز ہے۔ جو عالم خواب میں بھی مثل حالت بیداری لطیف اشیاء کو دیکھتا اور اسی حالت لطیف میں راحت باطنی کا حظ اٹھاتا ہے۔ جو بلند پرواز۔ سریع السیر اور اندریوں (حواس) اور سورج وغیرہ روشن اشیاء کا علم و احساس کرنے والا اور یکتا و بیمثال ہے آپ کی عنایت و رحمت سے وہ میرا من نیک اور مصمم ارادہ کرنے والا۔ بہبودی اور بہتری چاہنے والا اور دھرم اور نیک گنوں کو عزیز رکھنے والا ہو۔" [یجروید۔ ادھیائے ۳۴۔ منتر ۱]

اسی طرح یجروید کے اٹھارویں ادھیائے میں "وَجِشْٹھَ مَنے" وغیرہ منتروں کے اندر (ہدایت ہے۔ کہ انسان) پرمیشور کے لئے تمام مال و املاک ارپن (نذر) کر دے۔ اسلئے ثابت ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ

ایشور ارپن چیز یعنی موکش سے لیکر کھانے اور پینے کی چیزوں تک سب کے لئے ایشور ہی سے یاچنا (التجا) کرنی چاہیئے۔

"اے انسانو! اُس یگیہ یعنی ایشور کو حاصل کرنے کے لئے اپنی تمام عمر صرف کرو یعنی ہماری جس قدر عمر ہے وہ سب پرمیشور کے سمرپن (نذر) ہو اور پران (نفس) آتما۔ زبان۔ من یعنی علم و معرفت۔ آتما یعنی جیو اور برہما یعنی چاروں ویدوں کا جاننے والا اور یگیہ کی پابندی کرنے والا اور جیوتی یعنی سورج وغیرہ روشن اجرام۔ دھرم یا انصاف۔ سوَہ یا سکھ۔ پرشٹھ یعنی زمین وغیرہ مسکن اور یگیہ یعنی اشومیدھ وغیرہ یا صنعت اور ہنر کے کام ستوم یعنی مجموعۂ مناجات۔ یجروید۔ رگ وید۔ سام وید۔

بھگون[۱] ! آپ کی عنایت سے ہماری تمام خواہشیں ہمیشہ سچی یا پوری ہوں یعنی ہماری تسخیر عالم اور اقبال وحشمت حاصل ہونیکی خواہش یا مراد بے اثر نہ ہو۔" [یجروید ادھیائے ۲۔ منتر ۱۰]

"اے اگنی (پرمیشور) ! مجھے وہ بلند و اعلیٰ عقل و ذہانت عطا کر جس سے دیو (عالم) اور پتر (عارف) بہرہ مند ہیں۔ اے پرمیشور ! مجھے جلد ویسی ہی عقل و ذہانت عطا کر۔ سُوَاہا" [یجروید۔ ادھیائے ۳۲ منتر ۱۴]

لفظ سُوَاہا کی تشریح

لفظ "سُوَاہا" کی بابت نرکت کے مصنف یاسک آچاریہ جی لکھتے ہیں کہ

"لفظ سُوَاہا کے یہ معنی ہیں کہ

(۱) سب کو ہمیشہ سُو (اچھی۔ ملائم۔ شیریں۔ اور بہتری یا بہبودی کرنے والی بات) آہہ (کہنی چاہیئے)

(۲) جو بات سُو (اپنے علم میں) ہے اُسی کو زبان سے آہہ (بولے)

(۳) سُو یعنی اپنی ہی چیز یا حق کو اپنا آہہ (سمجھنا چاہیئے) دوسرے کی چیز پر ناجائز قبضہ نہیں کرنا چاہیئے

(۴) ہمیشہ سُو یعنی اچھی طرح سے ہَوَن کی چیزوں کو صاف کرکے آہہ (ہوم کرنا چاہیئے)" [نرکت ادھیائے ۸ کھنڈ ۲]

یہ سب معنی لفظ "سُوَاہا" سے نکلتے ہیں۔

ایشور جیووں کے لئے آشیرباد (دعائے خیر) دیتا ہے کہ

ایشور نیکوں کا معاون ہے

"اے انسانو ! تمہارے آیُدھ یعنی توپ بندوق وغیرہ آتشگیر اسلحہ اور تیر کمان تلوار وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط و فتح نصیب ہوں۔ بدکردار دشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو۔ تم مضبوط۔ طاقتور اور کارنمایاں کرنے والے ہو۔ تم دشمنوں کی فوج کو ہزیمت دیکر انہیں رُوگرداں و پس پا کرو۔ تمہاری فوج جرار نہائیت کارگذار اور مشہور و نامور ہو تاکہ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قائم ہو اور تمہارا حریف ناہنجار شکست یاب ہو اور نیچا دیکھے۔ مگر میری یہ آشیرباد انہیں لوگوں کے لئے ہے جو نیک اعمال اور نیکو خصال ہیں نہ کہ اُنکے لئے جو عوام یعنی رعیت کے لوگوں پر ظلم و ستم کرنے والے ہیں۔ میں بدکردار ظالموں کو کبھی آشیرباد نہیں دیتا۔"

[رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۱۸۔ منتر ۲]

مخلف پرارتھنائیں اور یاچنائیں

اے بھگون ! ہمیں نیک خواہشوں یا ارادوں میں کامیاب اور نہایت عمدہ اجناس اور آزادی وغیرہ سے خوشحال اور بہرہ ور کر۔ اے پرمیشور ! ہم وید کے علم اور معرفت حاصل کرنے میں تدبیر و محنت کریں۔ آپ ہمیں برہمن ورن کی لیاقت عطا کرکے ہمیشہ ہماری ہمت و حوصلہ کو بڑھائیے ہمیں پُرزور و شجاع کیجئے تاکہ ہم کشتری کے وصف و کمال اور خصلت کو حاصل کرکے عالمگیر

[۱] اس لفظ کی تشریح صفحہ اوّل پر دیکھو۔ مترجم

ایشور کی ستتی[1] پرارتھنا۔ یاچنا۔ سمرپن اور اُپاسنا وِدیا کا بیان

ستتی (حمد و ثنا) کا مضمون کسی قدر (صفحہ ۳ پر) "ماضی۔ حال۔ استقبال تینوں زمانے" وغیرہ الفاظ سے شروع ہونے والے منتروں میں آچکا ہے۔ اور کچھ آگے بیان کیا جائیگا۔ اب پرارتھنا کے مضمون پر لکھتے ہیں:۔

ایشور کی ستتی و پرارتھنا

مندرجۂ ذیل منتروں میں ایشور کی ستتی اور پرارتھنا کا مضمون ہے۔

"اے پرمیشور! تو علیم کل وغیرہ صفات سے موصوف منوّر و پُرجلال ہے۔ مجھے بھی تیج یعنی علم و معرفت اور جاہ و جلال عطا کر۔ اے پرمیشور! تو غیر مُتناہی قوت والا ہے۔ اپنی عبادت سے مجھے بھی جسم اور دماغ کی قوت۔ دلیری۔ چُستی اور ہمت و استقلال عطا کر۔ اے صاحبِ قُدرت! تیری طاقت بے پایان ہے۔ مجھے بھی اپنی نظرِ عنایت سے اعلےٰ درجہ کی طاقت دے۔ اے پرمیشور! تو راست مطلق اور علیم کل صاحب قُدرت ہے۔ اسلئے مجھے بھی سچائی، علم اور صولت عطا کر۔ اے پرمیشور! تو منیو یعنی بدوں پر غصہ کرنے والا ہے۔ اسلئے مجھے بھی اپنی سچائی کے بل پر بدوں کے ساتھ سختی کرنے یا اُن کو سزا دینے کی عادت دے۔ اے حلیم مطلق ایشور! تو سب کی سہنے والا ہے مجھے بھی سُکھ دُکھ کی برداشت اور میدانِ جنگ میں ثابت قدمی اور استقلال عطا کر۔ الغرض اپنے فضل و کرم سے اِسی قسم کے اچھے اچھے اوصاف مجھے عطا کر!" [یجُروید۔ ادھیائے ۱۹۔ منتر ۹]

"اے اِندر (قادر مطلق پرمیشور)! میری آتما میں نیک راستے پر چلنے والے اور اعلیٰ وصف و کمال سے بہرہ مند کان وغیرہ پانچوں حواس اور مَن (دل) قائم کر۔ تو ہماری پرورش کر اور ہمیشہ اپنی رحمت سے ہمیں اچھی اچھی نعمتیں عطا کر۔ اے پرمیشور! ہمیں اعلیٰ و افضل حکومت یا حشمت عطا کر تاکہ ہم اعلیٰ دولت یعنی علم و معرفت کو حاصل کر سکیں۔ ہمارے اندر مذکورہ بالا خوبیاں پیدا ہوں۔ (یا بہ الفاظِ دیگر ایشور حکم دیتا ہے کہ (اے انسانو!) تُم عُمدہ اور نیک صفات حاصل کرو)۔ اے

[1] ستتی = حمد و ثنا۔ پرارتھنا = مناجات و دعا۔ یاچنا = عرض و التجا۔ سمرپن = نذر و نیاز۔ اُپاسنا وِدیا = علم ریاضت و عبادت۔ مُترجم۔

"ویدی (یہوں کنڈ) جو مثلث مربع۔ مدور یا بہ شکل بازیا شکرہ بنائی جاتی ہے۔ اُس کی شکلوں سے علم
علم مساحت مساحت کی تعلیم مقصود ہے۔ زمین کے چاروں طرف جو موہوم خط بیچوں بیچ کھینچا جاتا ہے اس
کو پَرِدھی (محیط) کہتے ہیں اور ریکھیہ جس کو علم مساحت میں مدھیہ ویاس یا مدھیہ ریکھا یعنی قطر کہتے ہیں
وہ اِس کرۂ زمین یا کُل کائنات کی ناف ہے۔ چاند بھی کرہ ہے اور اُس میں بھی محیط وغیرہ ہیں۔ بارش
کرنے والے سورج اور پُرزور حرارت اور ہوا کے بھی کرے ہیں۔ طاقت بخشنے والی نباتات اُن کی قوت
سے پیدا ہوتی ہے اور ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ برہم یعنی پرمیشور محیط کی طرح سب کو گھیرے ہوئے اور
سب کے اندر اور باہر موجود ہے" {یجروید۔ ادھیائے ۲۳۔ منتر ۶۲}

"سوال علم حقیقی کا عالم اور اُس علم کا جامع عقل کُل کون ہے؟ سب چیزوں کا اندازہ یا پیمائش
کرنے والا کون ہے؟ اور اس تمام کائنات کا مسبب کون ہے؟ اِس دُنیا میں گھی کی طرح سب چیزوں
کی جان کیا ہے؟ سب دُکھوں کو دور کرنے والا اور آنند یا راحت عطا کرنے والا اور سب کا لُبِ لُباب
کیا ہے؟۔ اس تمام کائنات کا پَرِدھی (محیط) کون ہے؟ (دائرہ یا کسی کرہ کے چاروں طرف جو سب
سے بڑا خط (موہوم) کھینچا جاوے اُس کو پَرِدھی (محیط) کہتے ہیں) آزاد و خود مختار شے کیا ہے؟
قابل مدح و تعریف کون ہے؟"

{یہ سوال ہیں جن کا جواب (اسی منتر میں) آگے دیا جاتا ہے}

جواب جس دیو یعنی پرمیشور کو تمام عالم اچھی طرح پُوجتے رہے ہیں۔ اب پوجتے ہیں اور آیندہ پُوجینگے
ہی تمام اشیاء کے علم حقیقی سے ماہر ہے وہی سب کا اندازہ و مساحت کرنیوالا ہے۔
الغرض سب سوالوں کا یہی جواب سمجھنا چاہیئے"

{رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۷۔ ورگ ۱۸۔ منتر ۳}

اِس منتر میں بھی لفظ پَرِدھی (محیط) سے علم مساحت کی تعلیم مفہوم ہوتی ہے۔ یہ علم جیوتش شاستر
میں تفصیل کے ساتھ درج ہے۔ اور ویدوں میں اس علم کو بیان کرنے والے بہت سے منتر پائے جاتے
ہیں +

علم ریاضی کا مضمون ختم ہوا

علم ریاضی کا بیان

مندرجہ ذیل منتروں میں ایشور نے انک گنت (علم حساب) بیج گنت (علم جبر و مقابلہ) اور رکھا گنت (علم مساحت) کو ظاہر کیا ہے۔

علم حساب "واحد چیز کو ایک کے عدد سے ظاہر کرتے ہیں۔ ایک میں ایک جمع کریں تو دو ہو جاتے ہیں اور ایک میں دو جوڑیں تو تین۔ دو اور دو چار۔ تین اور تین چھ۔ علیٰ ہذا القیاس[۵۱]"

{یجروید ادھیائے ۱۸ منتر ۲۴ و ۲۵}

اس طرح متواتر جمع کرنے سے مختلف شکلیں پیدا ہو کر علم حساب بن جاتا ہے (اس منتر میں کئی بار "چ[۵۲]" بمعنی "اور" آنے سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ علم ریاضی کئی قسم کا ہوتا ہے۔ چونکہ علم ریاضی کا پورا پورا بیان وید کے انگ یعنی جیوتش شاستر میں مذکور ہے۔ اسلئے یہاں لکھنے کی ضرورت نہیں یہاں صرف یہ جاننا چاہیئے کہ جیوتش شاستر میں جس قدر علم ریاضی کا بیان پایا جاتا ہے۔ اُس کی بُنیاد وید کے ہمچوں بالا منتروں پر ہے۔ مقدار معلوم میں اعداد سے کام لیا جاتا ہے اور نامعلوم مقداروں کے دریافت کرنے میں بیج گنت یعنی جبر و مقابلہ کام آتا ہے۔

جبر و مقابلہ بیج گنت کا اشارہ بھی وید کے منتروں میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً ا۔ ک۲۔ اس قسم کی علامتیں سے منتروں میں بیج گنت پائی جاتی ہے۔ بقول آنکہ ایک پنتھ دو کاج۔ سوروں[۵۳] یعنی اعراب کے نشانات لگانے سے بیج گنت بھی مفہوم ہوتا ہے۔ اسی طرح علم ریاضی کا تیسرا حصہ علم مساحت ہے جس کا بیان اگلے منتر میں پایا جاتا ہے۔

---

۵۱ ان منتروں میں مفصلہ ذیل اعداد گنائے ہیں "۱-۳-۵-۷-۹-۱۱-۱۳-۱۵-۱۷-۱۹-۲۱-۲۳-۲۵-۲۷-۲۹-۳۱-۳۳-" "۴-۸-۱۲-۱۶-۲۰-۲۴-۲۸-۳۲-۳۶-۴۰-۴۴-۴۸" پہلے سے جمع اور دوسرے سے ۴ کے پہاڑے کی تمثیل سے ضرب کا اصول نکلتا ہے۔ مترجم

۵۲ دیکھو نوٹ ۱ صفحہ ۷۱ ۔ ۷

۵۳ تمام سام وید میں منتروں کے حروف پر اس طرح اعداد لگے ہوئے ہیں جس طرح جبر و مقابلہ میں کسی مقدار کی قوت ظاہر کرنے کے لئے اُسکے اوپر ہندسہ لگاتے ہیں۔ سام وید میں ان اعداد سے اعراب کی قوت یا گانے میں اُن کی کمی بیشی کا ظاہر کرنا مقصود ہے مثلاً (अग्ने आयाहि वीतये गृणानो०) (سام وید پرپاٹھک ۱ کھنڈ ۱) مترجم

"جواب (۱) اِس دُنیا میں سورج اکیلا چلتا ہے۔ یعنی بذاتِ خود روشن ہے اور باقی سب کرُوں کو روشن کرتا ہے۔

(۲) اُسی کی روشنی سے چاند بار بار روشن ہو کر ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی چاند میں اپنی ذاتی روشنی بالکل نہیں ہے۔

(۳) برف یا سردی کی دوا آگ ہے۔

(۴) بیج وغیرہ بونے کا مقام یعنی سب سے بڑا کھیت زمین ہے۔"

{یجُروید ادھیائے ۲۳۔ منتر ۱۰}

ویدوں میں اِس مضمون کو بیان کرنے والے اس قسم کے اور بہت سے منتر ہیں۔

روشن و غیر روشن کرُون کا بیان ختم ہُوا

روشن وغیر روشن گروں کا بیان

اب اس بارہ میں غور کیا جاتا ہے کہ چاند وغیرہ سیارے سورج سے روشنی پاتے ہیں۔

"یہ زمین ستیہ یعنی مطلق غیر فانی برہم یا ہوا اور سورج سے آکاش کے اندر اُدھر یا معلق قائم ہے اور سورج روشنی کا چشمہ ہے۔ رت یعنی وقت یا سورج یا ہوا سے آدتیہ (بارہ مہینے یا کرنیں یا تریسٹو[۱] قائم ہیں اور سوم یعنی چاند پُرنور سورج سے روشنی اقتباس کرتا ہے۔"

[اتھروید۔ کانڈ ۱۴۔ انوواک ۱۔ منتر ۱]

اِس سے ظاہر ہُوا کہ چاند وغیرہ گرے بذاتِ خود روشن نہیں ہیں بلکہ وہ سب سورج کی روشنی سے چمکتے ہیں۔

"سورج کی کرنیں چاند پر پڑتی ہیں۔ اور پھر اُس سے زمین پر آکر قوت افزائی کرتی ہیں (کیونکہ پرورش بالیدگی یا قوت افزائی اُن کی تاثیروں میں داخل ہے۔ جب زمین سورج کی روشنی کو ڈھک لیتی ہے تو جس قدر حصہ میں اُس کا اثر پہنچتا ہے اُس قدر حصہ میں زیادہ سردی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہاں سورج کی کرنیں نہیں پڑتیں اور کرنوں کے نہ پڑنے سے گرمی بھی نہیں رہتی۔ اسلئے وہ (چاند کی ٹھنڈی کرنیں) قوت پیدا کرنے والی اور روح افزا ہوتی ہیں) چاند کی روشنی سے سوم وغیرہ پودے (اوشدھی) بڑھتے ہیں اور اُن سے روئے زمین کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ چاند نکشتروں (ستاروں) کے مقابلہ میں (زمین) سے بہت قریب ہے۔"

[اتھروید کانڈ ۱۴۔ انوواک ۱۔ منتر ۲]

"سوال (۱) اس برہمانڈ یعنی کائنات میں اکیلا کون چلتا ہے؟ یعنی اپنی ذاتی روشنی سے کون روشن ہے؟

(۲) کون بار بار روشن ہو کر ظاہر ہوتا ہے؟

(۳) برف یا سردی کی دوا کیا ہے؟

(۴) بیج بونے کے لئے سب سے بڑا کھیت کون سا ہے؟"

{یجروید۔ ادھیائے ۲۳۔ منتر ۹}

اس منتر میں یہہ چار سوال ہیں اور اگلے منتر میں ان کا ترتیب وار جواب دیا گیا ہے۔

---

[۱] اس لفظ کی تشریح پہلے بیان کر چکے ہیں۔ دیکھو صفحہ ۲۳۔ نوٹ [۱]۔ مترجم

"سوتا یعنی پرمیشور یا کُرہ آفتاب کی کشش یا قوتِ جاذبہ سے تمام کُرے ٹھیرے ہوئے ہیں۔ یہ قوت جاذبہ پُر نور و جلال (جیوتی مے) ہے۔ تمام کاروبار چلانے والے اور آرام و راحت عطا کرنے والے علم و جلال سے یہ عالم فانی اور امرت یعنی سچی معرفت یا کرنیں اپنے مقام پر قائم اور موجود ہیں (ایشوریا) سورج۔ زمین وغیرہ فانی دُنیاؤں کو امرت یعنی (موکش یا) نباتات و بارش وغیرہ دیتا ہے اور اُسی کے ذریعہ سے تمام چیزیں نظر آتی ہیں (اس منتر میں الفاظ "ذیو پھرکت بھی" (بوجہ قطعہ بند ہونے کے پچھلے منتر سے لئے جائینگے) سورج دن رات یعنی ہر لمحہ تمام کُروں کو (اپنی طرف) کھینچے رہتا ہے"

[یجر وید۔ ادھیائے ۳۳۔ منتر ۴۳]

ہر کُرے میں اپنی ذاتی قوتِ کشش بھی ہے اور بالیقین پرمیشور میں غیر متناہی قوتِ جاذبہ ہے۔ اس منتر میں جو لفظ رج آیا ہے اُس سے لوک یا کُرے مراد ہیں۔ چنانچہ نرُکت کے مُصنف یاسک آچاریہ فرماتے ہیں کہ:۔

"لوکوں یا کُروں کو رج کہتے ہیں" [نرُکت ادھیائے ۴۔ کھنڈ ۱۹]

اور لفظ رتھ سے خوشی یا راحت عطا کرنے والا علم و معرفت یا جلال مُراد ہے۔ چنانچہ نرُکت میں لکھا ہے کہ:۔

"رتھ۔ رہنتی یعنی چلنا یا ستھرتی یعنی ٹھیرنا سے نکلتا ہے جس میں رمن یعنی آنند یا خوشی کے ساتھ رہیں اُسے رتھ کہتے ہیں وغیرہ" [نرُکت ادھیائے ۹۔ کھنڈ ۱۱]

"وشوا نر سورج کا نام ہے" [نرُکت ادھیائے ۱۲۔ کھنڈ ۲۱]

الغرض ویدوں میں سب وجودوں کو قائم رکھنے والی قوتِ کشش یا قوت جاذبہ کو بیان کرنے والے بہت سے منتر ہیں۔

کشش مابین اجسام و ایشور کی قوت جاذبہ کا مضمون ختم ہوا

کشش مابین اجسام اور ایشور کی قوتِ جاذبہ کا بیان

تمام کُرّوں کی کشش سورج کے ساتھ ہے اور سُورج وغیرہ کُرّے ایشور کی قوت جاذبہ سے قائم ہیں۔

"جب اِندر یعنی ایشور یا ہَوا یا سُورج کی قوت جاذبہ۔ روشنی۔ کشش۔ قوت و طاقت یا کرنیں نمودار و ظاہر ہوتی ہیں پُرزور و تیز ہوتی ہیں تب اُنکی قوتِ جاذبہ کی کشش سے تمام کُرّے یا دُنیائیں اپنے اپنے مقام اور نظام پر قائم رہتی ہیں

{رگ وید۔ اشٹک ۶۔ ادھیائے ۱۔ ورگ ۶۔ منتر ۳}

اسی وجہ سے تمام کُرّے اپنے اپنے مدار سے باہر نہیں نکل سکتے۔

"اے اِندر (پرمیشور)! یہ تیری مارُتی یعنی فانی مخلوقات اور تمام کائنات تیری قوت جاذبہ کے سہارے سے قائم ہے۔ تیرے نظام قدرت اور قوت جاذبہ سے تمام کائنات ٹھیری ہوئی ہے اور تمام کُرّے اپنے اپنے مدار میں گردش کرتے ہوئے حد سے باہر نہیں نکل سکتے"۔ [رگ وید۔ اشٹک ۶۔ ادھیائے ۱۔ ورگ ۶۔ منتر ۴]

اگلے منتر میں بھی قوت جاذبہ کا بیان ہے

"اے پرمیشور! تونے ہی اس سورج کو بنایا ہے اور اپنے جلال غیر متناہی قوت اور حکمت و قدرت سے سورج وغیرہ کُرّوں کو قائم کر رکھا ہے۔ تمام کائنات اور سورج وغیرہ کُرّے تیری قوتِ جاذبہ سے قائم ہیں"

[رگ وید۔ اشٹک ۶۔ ادھیائے ۱۔ ورگ ۸۔ منتر ۵]

یعنی جس طرح سورج کی کشش سے زمین وغیرہ سیارے قائم ہیں اُسی طرح پرمیشور کی قوتِ جاذبہ سے سورج وغیرہ تمام کُرّے نظامِ قدرت میں قائم ہیں۔

پرمیشور ہی سورج وغیرہ کُرّوں اور تمام دُنیاؤں کو اپنی قوت جاذبہ و جلال سے قائم رکھتا ہے چنانچہ کہا ہے کہ

"اے پرمیشور! تیری قدرت سے دَیشوا مز یعنی مذکورہ بالا سورج وغیرہ کُرّے اور رودسی یعنی زمین (وغیرہ غیر روشن) اور روشن (اجرام) قائم ہیں۔ تو ان تمام دُنیاؤں کو محبت و پیار سے قائم رکھتا ہے۔ یہ عجیب و غریب سوِتا یعنی سورج اپنی روشنی سے اندھیرے کو دور کرتا ہے اور اپنی کشش کی قوت سے زمین (وغیرہ غیر روشن) اور روشن (اجرام) کو قائم رکھتا ہے اور اُسکے ذریعہ سے قسم قسم کے کام چلتے ہیں جس طرح جلدیں بال لگے ہوئے ہوتے ہیں اُسی طرح سورج کے ساتھ قانونِ کشش کے ذریعہ سے تمام کُرّے لگے ہوئے ہیں"۔ [رگ وید۔ اشٹک ۴۔ ادھیائے ۵۔ ورگ ۱۰۔ منتر ۳]

اِس سے معلوم ہوا کہ تمام دُنیاؤں کو سورج وغیرہ کُرّے قائم رکھتے ہیں اور سورج وغیرہ کو ایشور قائم رکھتا ہے

سورج زمین کے باپ کی جگہ ہے۔ زمین سورج سے (باہر کے رُخ زور کرتی ہوئی) پرے پرے جاتی ہے اور اسی طرح تمام کرُے اپنے اپنے مدار (کَکشا) کے اندر گردش کرتے ہوئے ایشور کی قُدرت اور ہوا کی قُوّت سے قائم ہیں۔

"مذکورہ بالا زمین اپنے مدار کے اندر گردش کرتی ہے اور سورج کے چاروں طرف ایشور کے مُقرّر کئے ہوئے خط پر پھرتی ہے۔ زمین جو منزلہ گاؤدوش ہے قسم قسم کے پھلوں اور رسوں سے جانداروں کی پرورش کرتی ہے اور ایسی پابندی کے ساتھ گردش کرتی ہے کہ کبھی اپنی حد سے باہر نہیں جاتی۔ وہ دریادِل۔ فیّاض اور نیک کردار عالموں کے لئے سامانِ ہوم مُہیا کرتی ہے اور ہر قسم کے آرام کو بہم پہنچاتی ہے اور بلاشُبہ تمام جانداروں کی حیات کا باعث ہے۔"

زمین سورج کے گرد پھرتی ہے

[رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۲۔ ورگ ۱۰ منتر ۱]

"سوم یعنی چاند جو پرورش کرنے والا (پشٹری) اور مشہور عام ہے زمین کے گرد گھومتا ہے۔ وہ سورج اور زمین کے درمیان گردش کرتا ہے۔ اسی طرح سورج اور زمین بھی (اپنے اپنے محوروں پر) گردش کرتے ہیں۔" [رگ وید۔ اشٹک ۶ ادھیائے ۴۔ ورگ ۱۳۔ منتر ۳]

چاند زمین کے گرد گردش کرتا ہے

اِس منتر کے باقی حصّہ[1] کا ترجمہ تفسیر میں کیا جاویگا۔

پس ثابت ہوا کہ ہر ایک کُرہ اپنے اپنے مدار کے اندر گردش کرتا ہے۔

زمین وغیرہ کرّوں کی گردش کا مضمون ختم ہوا

[1] چونکہ یہ آخری حصّہ اس مضمون سے تعلق نہیں رکھتا اسلئے یہاں ترجمہ کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ مترجم

زمین وغیرہ کی گردش کا بیان

اب اس بات پر غور کیا جاتا ہے کہ آیا زمین وغیرہ گردش کرتے ہیں یا نہیں؛ ویدوں کے بموجب زمین وغیرہ تمام سیارے گردش کرتے ہیں۔ چنانچہ اس بارہ میں چند حوالے نیچے درج کئے جاتے ہیں۔

زمین اور چاند وغیرہ گردوں کی گردش

"یہ کرۂ زمین اور سورج۔ چاند وغیرہ دیگر کرے انتر کش (خلا) کے اندر حرکت یا گردش کرتے ہیں۔ سمندر کا پانی زمین کا مخرج بمنزلہ مادر زمین ہے کیونکہ زمین سمندر سے اُڑے ہوئے بخارات کے بادلوں سے اس طرح ڈھکی رہتی ہے جیسے ماں کے پیٹ میں بچہ ہوتا ہے۔ سورج زمین کا محافظ یا بمنزلہ باپ ہے۔ کیونکہ زمین اُس کے گرد بچے کی طرح گھومتی ہے۔ اسی طرح سورج کا محافظ یا باپ ہوا اور آکاش اُس کی ماں ہے اور چاند کا باپ آگ اور پانی ماں ہے۔" [یجروید ادھیائے ۹ منتر ۶]

اس منتر میں زمین وغیرہ تمام گردوں کا گردش کرنا بتایا گیا ہے۔ اس منتر کے ترجمہ کے متعلق مفصلہ ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں:-

نگھنٹو۔ مصنفہ یاسک منی میں لفظ گو، گما۔ جما وغیرہ ایسے لفظوں کے ساتھ زمین کا مترادف آیا ہے۔ اور سوَہ۔ پرکاشنی اوزناک وغیرہ چھ الفاظ انتر کش کے مترادف آئے ہیں۔

"گو زمین کا نام ہے جو (مرکز سے) دور دور پھرتی ہے یا جس میں جاندار چلتے پھرتے ہیں۔ اُس کو گو (زمین) کہتے ہیں۔" [نرکت ادھیائے ۲۔ کھنڈ ۵]

"گو سورج کو کہتے ہیں۔ جو پھرتا ہے یا چیزوں کے رس کو کھینچ کر خلا میں لیجاتا ہے یا جس سے زمین دور دور پھرتی ہے۔ یا جس میں روشنی یا کرنیں موجود ہیں اُس کو گو (سورج) کہتے ہیں۔"

[نرکت ادھیائے ۲۔ کھنڈ ۱۴]

"سورج کی کرنوں اور چاند کو ویدوں میں گندھرو اور گو بھی کہتے ہیں۔" [نرکت ادھیائے ۲۔ کھنڈ ۹]

"سوَہ سورج کو کہتے ہیں۔" [نرکت ادھیائے ۲۔ کھنڈ ۱۴]

جو حرکت کرتی ہے یا ہر وقت گردش کرتی ہے اُسے گو (زمین) کہتے ہیں۔ اور تیتریہ اُپنشد میں لکھا ہے کہ زمین پانی سے پیدا ہوئی۔ اسلئے جو شے جس سے پیدا ہوتی ہے وہ (استعارتاً) اُس شے کی ماں باپ کی جگہ ہوتی ہے۔

لفظ سوَہ کے معنی سورج ہیں اور چونکہ (منتر میں) اُس کے ساتھ باپ بطور صفت آیا ہے۔ اسلئے

بد خیالات دور ہوں۔ میں جلد مخزن اوصافِ حمیدہ و مجمع کمالات پسندیدہ ہو جاؤں"۔

اس منتر کے متعلق چند حوالے نیچے درج کئے جاتے ہیں:-

۱۔ "شتری۔ پشو (جانوروں) کو کہتے ہیں"۔ [شت پتھ برہمن کانڈ ۱۔ ادھیائے ۸]

۲۔ "شتری۔ سوم (چاند) کا نام ہے"۔ [ایضاً کانڈ ۴۔ ادھیائے ۱]

۳۔ "شتری۔ سلطنت یا بار سلطنت کو کہتے ہیں"۔ [ایضاً کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۱]

۴۔ "لکشمی لابھ (نفع یا فائدہ) لکشن (صفت یا کمال) لیشین (بولنا) لانچھن (مشہور یا ممتاز ہونا) لشتی (خواہش کرنا) لجتی (برے یا معیوب کام سے نفرت یا شرم کرنا) سے نکلا ہے"۔

[نرکت ادھیائے ۴۔ کھنڈ ۱۰]

اس منتر میں لفظ شتری اور لکشمی کے مذکورہ بالا معنی سمجھنے چاہئیں۔

.....

پرمیشور سب کا خالق ہے

"پرکرتی (مادہ کی حالتِ اولیں) وغیرہ اعلیٰ و لطیف کائنات اور گھاس مٹی چھوٹے کیڑے مکوڑے وغیرہ ادنیٰ مخلوقات نیز انسان کے جسم سے لیکر آکاش تک متوسط درجہ کی کائنات یہ تینوں قسم کی دُنیا پرجاپتی (پرمیشور) نے اپنی قدرت یعنی علت سے پیدا کی ہے۔ اس تین قسم کی کائنات کا صانع مستظہر کُل پرجاپتی اس کائنات کے اندر سمایا ہوا ہے نہ کہ یہ سہ گانہ کائنات اُس پرمیشور کے اندر۔ یہ تینوں قسم کی کائنات اُس کے مقابلہ میں جو اس کے اندر سمایا ہوا ہے کیا حقیقت رکھتی ہے یعنی یہ کائنات پرمیشور کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہے"۔ [اتھروید کانڈ ۱۰۔ انوواک ۴۔ منتر ۸]

"دیو یعنی عالم یا سورج وغیرہ کُرے اور پتر یعنی گیانی (عارف) اور منش یعنی صاحب عقل و دانش انسان۔ گندھرو یعنی علم موسیقی کے عالم (یا سورج وغیرہ) اور اپسرا۔ اُن کی عورتیں (یا بخارات آب) اور نیز کل مخلوقات از جنس انسان وغیرہ اُس سب سے بالا و برتر پرمیشور کی قدرت سے پیدا ہوئے ہیں۔ نیز کُل دیو (عالم یا سورج چاند زمین وغیرہ کُرے جو آکاش کے اندر موجود ہیں) سب اُسی سے پیدا ہوئے ہیں"۔

[اتھروید۔ کانڈ ۱۱۔ پرپاٹھک ۲۴۔ انوواک ۴۔ منتر ۲۷]

الغرض اس مضمون کے بہت سے منتر ویدوں میں پائے جاتے ہیں۔

پیدائش عالم کا مضمون ختم ہوا

اُپاسنا کرنی چاہیئے)

منتر ۱۹۔ "وہ پرجاپتی سب مخلوقات کا مالک جیوون اور اُسکے علاوہ جڑ (غیر ذی روح) کائنات کے اندر موجود سب کا منتظم۔ غیر مولود اور حاضر و ناظر ہے۔ اُسی کی قُدرت (سامرتھ) سے یہ تمام گوناگون کائنات پیدا و ظاہر ہوتی ہے۔ دھیانی یعنی اہل تصور ہمیشہ اُسی پرَبرہم کو حاصل کرنے کی فکر و تلاش کرتے ہیں اور اُن کے لئے دھرم کی پابندی اور ویدوں کے علم و معرفت کو حاصل کرتے ہیں۔ بالیقین یہ تمام کائنات اُسی پرمیشور میں قائم ہے اور عقلمند اور گیانی لوگ موکش کے سُکھ کو حاصل کرکے اُسی پرمیشور میں قرار پاتے ہیں"۔

منتر ۲۰۔ "جو محیط کُل پرمیشور عالموں کے اَنتہ کرن (باطن) میں جلوہ گر ہے جس کو دیگر معمولی انسان نہیں جانتے۔ جو عالموں کا پُروہت یعنی اُن کو موکش کے اندر کامل سُکھ میں قائم کرتا ہے۔ جو قدیم ہونے کی وجہ سے عالموں سے بیشتر موجود ظاہر اور مشہور و معروف تھا۔ اُس محبّ کُل برہم کو نمسکار ہو اور جو عالموں سے اُس برہم کا اُپدیش (علم) حاصل کرکے برَاہم کا درجہ پاتا ہے۔ یعنی جس پرمیشور ایسا مہربان ہوتا ہے کہ جیسے باپ کو بیٹے سے محبّت ہوتی ہے اُس برَاہم یعنی برہم کی سیوا (خدمت یا عبادت) کرنے والے کو بھی نمسکار ہو"۔

منتر ۲۱۔ "جو دیو (عالم) برہم (پرمیشور) کے مرغوب کُل الہامی علم کو جو اس برہم سے ظاہر اور جاری ہُوا ہے اور نیز اُس کے حاصل کرنے کے ذریعہ و طریق کو دوسروں کے روبرو بیان و ظاہر کرتا ہے اور بطریق بالا اُس برہم کو جانتا ہے۔ دیو یعنی اندریاں (حواس) اُس برہم کو جاننے والے برَاہمن کے بس میں آجاتی ہیں۔ دوسرے کو یہ بات نصیب نہیں ہوتی"۔

مرجع عالم **منتر ۲۲**۔ "اے پرمیشور! شری یعنی شان و شوکت اور لکشمی یعنی وصف و کمال با دولت و حشمت دو پیاری بیویوں کی مثال تیری خدمتگذار ہیں۔ دن اور رات تیرے دو پہلو ہیں۔ وقت یا زمانہ کی گردش پیدا کرنے والے سورج اور چاند تیری بغلوں یا آنکھوں کی بجائے ہیں۔ ستارے جو علت اُولیٰ کے جزو یا تیری قُدرت کے مظہر ہیں بمنزلہ تیرے رونگٹے روشن کے ہیں۔ اَشوِن یعنی زمین اور آکاش تیرے دہن کُشادہ کی مثال ہیں۔ اے وِراٹ (محیط کُل ایشور) اپنی نظر عنایت سے مجھ خواستگار موکش (نجات) کی خواہش کو پورا کر اور مجھے تمام لوک (سُکھ) یا تمام عالم کی حکومت عطا کر اور تمام شان و شوکت جملہ اوصاف و کمالات اور کل نیک اعمال مجھ میں قائم کر۔ اے بھگون! اے محیط کُل و قادر مطلق پرمیشور! مجھے تمام نیک اوصاف حاصل ہوں اور میرے کُل عیب اور

عناصر کی پیدائش

منتر ۷ - "اُس پُرُش (پرمیشور) نے پرتھوی یعنی زمین کے بنانیکے لئے پانی سے رس[۵۱] کو لیکر مٹی کو بنایا۔ اسی طرح اگنی کے رس سے پانی کو پیدا کیا اور آگ کو ہوا سے اور ہوا کو آکاش سے اور آکاش کو پرکرتی سے اور پرکرتی کو اپنی قدرت[۵۲] سے پیدا کیا۔ یہ تمام قدرت اور صنعت اُسی کی ہے۔ اسلئے اس کا نام وِشوکرما (صانع کل) ہے۔ دُنیا کے پیدا ہونے سے پہلے تمام کائنات اُس پرمیشور کی قدرت یعنی حالتِ علت میں موجود تھی۔ اُس وقت یہ تمام کائنات حالتِ علت میں ہونیکی وجہ سے اِس قسم کی نہیں تھی (جیسی کہ اَب ہے) یہ تمام کائنات اُس توشٹا یعنی صانع کُل کی قُدرتِ کاملہ کا صرف جزوی ظہور ہے۔ اُسی کی قدرت سے یہ کائنات عالمِ محسوس میں آئی اور موجوداتِ فانی اور انسان بھی صورت پذیر ہوئے۔ وید کے الہام (آگیا پن) کے وقت پرماتما نے وید کے ذریعہ سے اپنے تمام احکام کو ظاہر کیا تا کہ انسان کو دھرم کی نیت سے کئے ہوئے کاموں کے ثمرہ میں عالموں کا جسم مل کر جو اس وجسم کا حسب دلخواہ سُکھ اور نشکام (بےغرض) کاموں سے اعلےٰ معرفت (وگیان) اور موکش حاصل ہو"۔

ایشور کا جاننا ہی اعلیٰ گیان ہے

منتر ۸ - (اس منتر میں انسان کی زبان سے یہ کہلایا جاتا ہے کہ کس چیز کو جانکر انسان گیانی (عارف) ہو سکتا ہے) "میں (انسان) مذکورۂ بالا صفات سے موصوف بزرگ وعظیم منوّر بالذات علیم مطلق جہالت کے پردے اور نادانی کے داغ سے پاک اور مُبرا پرمیشور کو جان کر ہی گیانی (عارف) ہو سکتا ہوں۔ اُس کو نہ جان کر کوئی بھی گیانی نہیں ہو سکتا۔ انسان اُس پُرُش (پرماتما) ہی کو جان کر موت کے پنجہ سے نکل موکش کے سُکھ کو پا سکتا ہے۔ اس کے خلاف نہیں (لفظ ہی کے کہنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اُس ایشور کے سوائے کسی دوسرے کی اُپاسنا (عبادت) ہرگز نہیں کرنی چاہئے۔ چنانچہ یہ بات منتر کے اگلے الفاظ سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔) دُنیوی سُکھ یا مقصدِ اعلیٰ کے حاصل کرنیکا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے"۔ (یعنی اُس کی اُپاسنا کرنا ہی سُکھ کا راستہ ہے۔ اُس ایشور کے سوائے کسی دوسرے کو ایشور سمجھنے یا اُس کی اُپاسنا کرنے سے انسان کو بالیقین دُکھ ہوتا ہے۔ اسلئے یہ سدھانت (اصول) ٹھیرتا ہے کہ سب کو اُس ایشور ہی کی

---

۵۱ مٹی۔ پانی۔ آگ۔ ہوا۔ و آکاش۔ پرکرتی (مادہ کی حالتِ اوّلیں) کی مختلف حالتوں کا نام ہے یعنی ان سب کی علت ایک ہی ہے۔ اسلئے آکاس سے ہوا۔ ہوا سے آگ۔ آگ سے پانی اور پانی سے مٹی بننے سے یہی مراد سمجھنا چاہئے۔ ان میں پرمانوؤں کی تعداد ترتیب وار بڑھتی چلی جاتی ہے۔ کیونکہ ہوا میں ۱۲۰۔ آگ میں ۲۴۰۔ پانی میں ۴۸۰۔ اور مٹی میں ۹۶۰ پرمانو ہوتے ہیں۔ مترجم۔

۵۲ اس لفظ کی تشریح کے لئے دیکھو نوٹ ۵۱ صفحہ ۷۵۔ مترجم

لمس[13]۔ شکل[14] (روپ)۔ ذائقہ[15]۔ اور بُو[16]۔ اور پانچ عناصر کثیف (بھوت) یعنی مٹی[17]۔ پانی۔ آگ[18]۔ ہوا[19]۔ اور آکاش[20]۔ یہ سب مل کر اکیس[21] ہوتے ہیں اور اُن کو آفرینش عالم کی سِدھا (علت) سمجھنا چاہیئے۔ ان اجزا سے بہت سے تتو (عناصر کثیف) بنتے ہیں جس پُرش نے اِس تمام کائنات کو بنایا ہے۔ اُس پَشُو یعنی سب کے دیکھنے والے بصیر کُل اور معبود مطلق پرماتما کا عالِم دھیان باندھتے ہیں یعنی وہ اُس ایشور کو چھوڑ کر کسی دوسرے کا دھیان نہیں کرتے"۔

عبادت سے موکش ملتی ہے

منتر ۱۶۔ "اُس یگیہ یعنی پوجنے کے لائق پرمیشور کو عالِم بذریعہ یگیہ یعنی ستُتی۔ پرارتھنا اور اُپاسنا پوجتے رہے ہیں۔ پوجتے ہیں اور آئندہ پوجینگے۔ یہ دھرم سب سے مقدم ہے۔ یعنی ہر انسان کو اوّل حمد و مناجات اور عبادت کر کے پھر کوئی کام کرنا چاہیئے یعنی اِس کے بغیر کوئی کام شروع نہیں کرنا چاہیئے۔ بالیقین اُس ایشور کی اُپاسنا (عبادت) کرنے والے سب دُکھوں سے آزاد ہو کر اُس پرمیشور کو پاتے اور اُس مشہور و معروف موکش (نجات) اور مہما (عظمت و جلال) کو حاصل کرتے ہیں جسے قدیم سادھیہ یعنی (موکش کی) تدبیر کرنے والے یا اُس کی تدبیر سے فارغ البال عالموں نے حاصل کیا ہے"۔ (وہ اس درجہ اعلیٰ یعنی موکش کو حاصل کر کے سُکھی رہتے ہیں اور اُس سے تتو برہما کے برسوں[1] تک ہرگز واپس نہیں آتے بلکہ اس عرصہ تک برابر اُسی پرمیشور کے ساتھ رہتے ہیں۔ اِس بارہ میں نرُکت کے مُصنّف یاسک آچاریہ جی فرماتے ہیں کہ "اگنی جیو یا آنتہ کرن سے اُس اگنی یعنی پرمیشور کا دھیان کرتے ہیں"۔

پَشُو اگنی کو کہتے ہیں اس کو عالِم حاصل کرتے ہیں اور عالم آگ کے ذریعہ سے دُنیا کو فائدہ پہنچانے والے اگنی ہوتر سے لیکر اشٹومیدھ تک تمام یگیہ کرتے ہیں۔ زمانۂ قدیم کے سادھیہ یعنی موکش کی تدبیر کرنے والوں نے اُسی کے ذریعہ سے اعلیٰ درجہ راحت یعنی موکش کو حاصل کیا ہے"۔

اسی بات کو مدنظر رکھ کر نرُکت کے مصنّف لکھتے ہیں کہ "یہ دیُوستھان دیوتا ہیں۔ دیُوستھان اُسے کہتے ہیں جس کا جائے قیام منوّر بالذات پرمیشور ہو۔ جہاں سورج۔ پران (انفاس) وگیان (علم و معرفت) اور کرنیں قائم ہوتی ہیں۔ وہیں دیوگن یعنی دیوتاؤں کا مجمع ہوتا ہے" (نرُکت ادھیائے ۱۲ کھنڈ ۴۱)

---

[1] اُس کی تعداد سُورۂ سدھانت تدھیہ ادھکار شلوک ۲۱ کے بموجب اس طرح ہے کہ دو ہزار چترُیگی کے برابر برہما کا اہورا تر (دن رات) ہوتا ہے اور ایسے تیس اہوراتروں کا ایک مہینہ اور ایسے بارہ مہینوں کا ایک برہما کا برس ہوتا ہے پس ایسے تو برسوں کے برابر مکتی کا زمانہ ہوتا ہے۔ ستیارتھ پرکاش کے نویں سملاس میں بھی سوامی جی نے مکتی کا زمانہ اسی قدر بتایا ہے۔ مترجم

شرُو تر یعنی آکاش صورتِ قُدرت سے آکاش پیدا ہُوا اور وَایُو یعنی ہَوا صورت قُدرت سے ہوا۔ پُران (انفاس) اور تمام حواس پیدا ہوئے اور اگنی یعنی اعلیٰ و پُر جلال قُدرت سے آگ پیدا ہوئی "۔

منتر ۱۳۔ "اُس اِیشور کی نابھی یعنی خلا صورتِ قُدرت سے انتر کش (خلا ہا لائے زمین) پیدا ہوا۔ اور شیرش یعنی سر کی مثال اعلیٰ و پُر تجلّی قُدرت سے سُورج وغیرہ روشنی دینے والے اجرام (لوک) ظاہر ہوئے اور زمین کی علّت صورت قُدرت سے پرمیشور نے زمین کو اور اسی طرح پانی کو بھی پیدا کیا۔ اور آکاش کی علّت صورت قُدرت سے دِشا یعنی سمات پیدا ہوئیں۔ اسی طرح تمام لوگوں (دُنیاؤں) کی علّت صورت قُدرت سے۔ باقی تمام دُنیائیں اور اُن میں جس قدر ساکن و متحرک کائنات ہے۔ اُن سب کو پرمیشور نے پیدا کیا "۔

مرقع کائنات شکل یگیہ

منتر ۱۴۔ "دیو یعنی عالموں نے اُس پُرش (پرمیشور) سے حاصل کئے ہوئے یا اُس کے عطا کئے ہوئے علم سے کامل یگیہ یعنی اگنی ہوتر۔ اشومیدھ وغیرہ اور شلپ ودیا (علم صنعت اور فن و ہنر) کو ظاہر جاری یا مشہور کیا ہے۔ اب کرتے ہیں اور آیندہ بھی کرینگے۔

(اب اُس سامان و لوازمہ کو جس سے دُنیا پیدا ہوئی ہے۔ النکار (مرقع) میں بیان کرتے ہیں) یگیہ پرمیشور کی پیدا کی ہوئی کائنات میں بسنت کا موسم گھی کی مثال ہے اور گرمی بمنزلہ آگ یا ایندھن کے ہے اور سردی پُرو ڈاش یعنی ہَون کرنے کی چیزوں کی جگہ ہے "۔

ہر دنیا کے گرد سات کُرے اور کائنات کی اکائی اجزاء پر تقسیم

منتر ۱۵۔ "اس برہمانڈ (عالم) کی سات پَردھی (کُرے) ہوتی ہیں (جو سب سے بڑا) خط دائرہ کے گرد اگرد گذرتا ہے اُس کو پَردھی (مُحیط) کہتے ہیں۔ اس برہمانڈ (عالم) میں جس قدر لوک (دُنیائیں) ہیں اُن کے گرد سات سات کُرے ہوتے ہیں۔

پہلا کُرہ آب یا سمندر ہے۔ پھر اُس کے اوپر ترسرینو سے بھری ہوئی ہوا کا کُرہ ہے پھر اُس سے اوپر بادلوں کی وایُو (ابر) ہیں۔ چوتھا کُرہ آبِ باران کا ہے۔ پانچواں کُرہ ایک اور ہَوا کا ہے۔ جو اِس سے بھی اوپر ہے اور نہائت لطیف ہوا جس کو دھنجے کہتے ہیں۔ اُس کا چھٹا کُرہ ہے اور سب جگہ محیط سُوتر آتما (بجلی) کا ساتواں کُرہ ہے۔ اِس طرح ہر دُنیا کے گرد سات سات پردے ہوتے ہیں جنکو پَردھی کہتے ہیں) اور سامانِ قُدرت میں اِس کائنات کا لوازمہ اکیس ۲۱ چیزوں پر منقسم ہے۔

(۱) پُرکرتی۔ (مادّہ کی حالتِ اوّلیں) بُدھی (عقل) وغیرہ اَنتہ کرن اور جیو یہ تین لوازمہ اوّل میں شامل ہیں کیونکہ یہ تینوں نہائت لطیف ہیں۔ اور دس اندریاں یعنی کان۔ جلد۔ آنکھ۔ زبان۔ ناک۔ قوّت گفتار۔ پاؤں۔ ہاتھ۔ مقعد۔ آلہ تناسل اور پانچ تن ماترا (عناصرِ لطیف) یعنی آواز۔

(خلا) میں موجود ہے اور جس کی سب تعظیم کرتے آئے ہیں۔ کرتے ہیں اور آیندہ بھی کرینگے۔ وید سے ہدایت
پرمیشور معبود مطلق ہے | پاکر تمام عالم اور سادھیہ یعنی منتروں کے معنی کو قرار واقعی جاننے والے گیانی رشی اور
دیگر انسان پوجتے ہیں"۔ (اس سے ثابت ہوا کہ ہر انسان کو اول پرمیشور کی ستتی (حمد و ثنا) پرارتھنا
(مناجات و دعا) اور اپاسنا (عبادت) کر کے تمام نیک کام شروع کرنے چاہئیں)

منتر ۱۰۔ "جس پُرش (پرمیشور) کی اوپر تعریف کی گئی ہے اُس کی قدرت اور صفات کا کس طرح
اندازہ کر سکتے ہیں؟۔ اُس قادر مطلق ایشور کی گوناگون قدرت کا بیان بیشمار طرح سے کیا گیا ہے کرتے
ہیں اور آیندہ کرینگے۔ اُس نے مکھ یعنی اعلیٰ و مقدم گنوں والے کون[۵۱] پیدا کئے ہیں؟ اور (بمنزلہ بازو)
طاقت و شجاعت وغیرہ صفات والے کون پیدا کئے ہیں؟ اور بیوپار وغیرہ متوسط صفات والے اور
اسی طرح مثل (خاک) پاؤں یعنی جہالت وغیرہ پست گنوں والے کون پیدا کئے ہیں"؟ (اس کا جواب اگلے
منتر میں دیا ہے)۔

تقسیم بنی نوع بلحاظ عادات۔ صفات و افعال | **منتر ۱۱**۔ "اُس پُرش نے بمنزلہ مکھ یعنی علم وغیرہ اعلیٰ صفات[۵۲] اور راست گفتاری
وسچی رہنمائی (شتیہ اُپدیش) وغیرہ نیک کام کرنیوالا برہمن پیدا کیا ہے۔ قوت اور
شجاعت وغیرہ صفات سے موصوف (بمنزلہ بازو) راجنیہ یعنی کشتری بنایا ہے۔ یعنی ایشور نے
اُس کو ایسا ہونے کی ہدایت کی ہے کھیتی اور بیوپار وغیرہ متوسط صفات سے موصوف ویش یعنی بنج وغیرہ
کرنے والوں کو اُس ایشور نے (بمنزلہ ران) اور بمنزلہ پاؤں یعنی جس طرح پاؤں سب سے نیچا عضو ہے
اُسی طرح سوئی عقل والا۔ خدمت کے کام میں ہوشیار اور دوسروں کے سہارے سے گذر اوقات کرنیوالا
شودر پیدا کیا ہے (اس کے متعلق ورن آشرم کے مضمون میں حوالے درج کئے جائینگے۔ اشٹادھیائی
ادھیائے ۳۔ پاد ۳ سوتر ۱ کے بموجب تینوں زمانوں سے تعلق رکھنے والی بات کو ماضی قریب۔ ماضی بعید
اور ماضی مطلق تینوں زمانوں میں کہہ سکتے ہیں[۵۳])

سورج۔ چاند۔ ہوا۔ آگ وغیرہ سب چیزوں کو ایشور نے اپنی اپنی علت سے بنایا ہے | **منتر ۱۲**۔ "اُس پُرش (پرمیشور) کے من یعنی وچار یا غور و فکر کرنیوالی سامرتھ
(قدرت) سے چاند پیدا ہوا اور چکشو یعنی پُر نور قدرت سے سورج ظاہر ہوا اور

---

۵۱ یہ ترجمہ سوامی جی نے شتپتھ براہمن کے مطابق کیا ہے۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۸۹ باہتمم و صفحہ ۸۸۔ بار چہارم۔ مترجم

۵۲ یہ گروہ انسان کی تقسیم ایک قدرتی تقسیم ہے جو خود بخود موجود ہے۔ تمام دانشمند قومیں اور مہذب راجا بلا اس تقسیم کو مانتے چلے آئے ہیں چنانچہ جمشید بادشاہ نے اپنی رعایا کو چار طائفوں میں تقسیم کیا تھا۔ کاتوزی۔ نسادی۔ نسودی۔ اہنوخوشی۔ مترجم

۵۳ اس منتر میں فعل ماضی مطلق ہے یعنی بنایا۔ پیدا ہوا وغیرہ۔ مگر اس قاعدہ کے بموجب اُن کا ترجمہ ماضی قریب میں "بنایا ہے پیدا ہوا ہے" وغیرہ کیا ہے۔ مترجم۔

پہلے زمین بن لیتی ہے تب جیو پیدا ہوتے ہیں

منتر ۵۔ "اس پرمیشور سے یہ وراٹ یعنی برہمانڈ (کائنات) کا پیکر جس کا مرقع اسطرح کھینچا گیا ہے کہ سورج اور چاند اُس کی آنکھیں ہوا پران اور زمین پاؤں ہیں وغیرہ اور جو کل اجسام کا جسم جامع اور گوناگون موجودات سے پُر رونق ہے پیدا ہوا۔ اُس وراٹ کے پیچھے کائنات کے تتوؤں (عناصر) سے ترکیب اعضاء پاکر پُرش (ہر جاندار اور جیو کا مسکن یعنی جُدا جُدا ہر متنفس کا جسم) پیدا ہوا۔ یہہ جسم برہمانڈ کے اجزا سے پرورش پاکر بڑھتا ہے اور پھر فنا ہو کر اُسی میں سما جاتا ہے مگر وہ پرمیشور ان سب موجودات سے برتر اور الگ ہے۔ ایشور پہلے زمین کو پیدا کرتا ہے اور پھر اُس کی قدرت سے جیو بھی جسم اختیار کرتا ہے مگر وہ پُرش (پرمیشور) اُس جیو سے بھی برتر اور اُس سے الگ ہے۔"

جیو کے لئے ایشور نے اناج۔ گھی۔ اور دودھ کو پیدا کیا ہے۔

منتر ۶۔ "اس سَرْوَہُت[1] یگیہ یعنی پرمیشور کی قدرت سے پرشت (اناج یا گھی۔ شہد۔ دودھ وغیرہ تمام کھانے کی چیزیں جو بھوک رفع کرنے والی ہیں) پیدا ہوئیں (پرشت مصدر پرشو بمعنی سینچنا یا ڈالنا سے بنتا ہے۔ اسلئے بھوک مٹانے کے لئے جو اناج وغیرہ چیزیں معدہ میں ڈالتے یعنی کھاتے ہیں اُنہیں پرشت کہتے ہیں۔ اِسلئے اُس سے تمام اشیاء خوردنی مراد ہیں بعض جگہ اُس سامگری کا نام بھی جو آخری سنسکار یعنی داہ کرم میں مُردے کو جلانے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ پرشت آیا ہے)۔ یہ تمام موجودات اُس ایشور کے سہارے سے اور نہایت خفیف حصّہ میں جیو کے سہارے سے بھی قائم ہے۔ ہر شخص کو دل لگا کر اُسی پرمیشور کی اُپاسنا (عبادت) کرنی چاہئے اور اُس کے سوائے کسی دوسرے کو ہرگز نہ ماننا چاہیئے۔ آرنیہ یعنی جنگلی اور گرامیہ یعنی شہر یا گانوں میں رہنے والے جانوروں کو بھی اُسی ایشور نے بنایا ہے۔ اور اُسی ایشور نے ہوا میں چلنے والے پرندوں کو بنایا ہے اور دیگر نہایت چھوٹے جسم والے کیڑوں اور پتنگ وغیرہ کو بھی اُسی نے بنایا ہے۔"

پالتو حیوانات۔ درند چرند اور پرند کو بھی ایشور ہی نے پیدا کیا ہے

منتر ۷۔ اس منتر کا ترجمہ پیدائش وید کے مضمون میں کر دیا گیا ہے (دیکھو صفحہ ۶)

منتر ۸۔ "اُسی پرمیشور کی قدرت سے گھوڑے پیدا ہوئے (اگرچہ پالتو اور جنگلی جانوروں میں گھوڑے وغیرہ بھی آ گئے ہیں۔ مگر عمدہ اوصاف اور اعلیٰ خوبیوں کی وجہ سے اُن کو یہاں خصوصیت سے گنایا ہے) اُسی پرمیشور نے دو رویہ دانت والے جانور یعنی اُونٹ۔ گدھے وغیرہ پیدا کئے ہیں اور اُسی کی قدرت سے گو یعنی گائے یا کرنیں اور حواس پیدا ہوئے ہیں اور اُسی نے بھیڑ بکری وغیرہ کو اپنی قدرت سے بنایا ہے۔"

منتر ۹۔ "تمام دُنیا کو پیدا کرنے والے یگیہ یعنی معبود کُل پرمیشور کو جو قدیم سے دلوں یا انتر کش

[1] ان الفاظ کی تشریح پیدائش وید کے مضمون کے شروع میں کی گئی ہے۔ (دیکھو صفحہ ۶) مترجم

نہیں ہے کہ موکش دے سکے۔ چونکہ وہ پُرش پرماتما اَن یعنی مٹی وغیرہ کُل کائنات فانی سے الگ اور جینے مرنے وغیرہ سے مُبرا ہے اسلئے وہ بذاتہٖ غیر مولود اور سب کو پیدا کرنے والا ہے۔ وہی اس کائنات کو اپنی قُدرت سے بناتا ہے۔ اُس کی کوئی علتِ اُولیٰ نہیں ہے بلکہ سب کی اولیں علتِ فاعلی اُسی پُرش (پرمیشور) کو جاننا چاہیئے"۔

کائنات محسوس سے سہ چند کائنات غیر محسوس ہے۔

منتر ۳ "گذشتہ۔ آئندہ و موجودہ جس قدر کائنات ہے اُس سب کو اُسی پُرش کی مہما یعنی عظمت کا نشان سمجھنا چاہیئے (یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے) کہ محدود کائنات کو اُس کی عظمت کا نشان بتانے سے اُس کی عظمت محدود ہو جاتی ہے۔ اِس کا جواب اسی منتر میں آگے دیتے ہیں کہ) اُسکی عظمت اِسی پر محدود نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اور غیر محدود ہے۔ پُرکرتی سے لیکر زمین تک تمام (لطیف و کثیف) کائنات اُس غیر متناہی قدرت والے ایشور کے ایک پہلو میں قائم ہے۔ اُسکی ذاتِ پُرنور میں اَمرت (عالم غیر فانی یا موکش کا سکھ) موجود ہے یعنی تین حصّہ کائنات عالمِ لطیف و روشن میں موجود ہے۔ گویا غیر روشن دنیا ایک حصّہ ہے۔ اور بذات خود روشن دُنیا اُس سے نگنی ہے اور وہ ایشور عینِ راحت (موکش سُوروپ) حاکمِ کُل۔ معبودِ کُل۔ عین منتر اور سب کو روشن و منور کرنے والا ہے"۔

پرمیشور ان دونوں سے بالا و برتر ہے

منتر ۴ "وہ پُرش (پرمیشور) مذکورہ بالا تین حصّہ کائنات سے اوپر یعنی اُس سے الگ ہے اور جو ایک حصّہ دُنیا اوپر بیان کی گئی ہے اُس (یعنی اس دُنیا) سے بھی وہ ایشور الگ ہے وہ تین حصّہ دُنیا اور یہ ایک حصّہ دُنیا مل کر کُل چار حصّے ہوتے ہیں۔ یہ تمام کائنات اُس پرماتما کی ذات میں قائم ہے اور پرلے کے وقت اُسی کی قدرت میں سما جاتی ہے۔ مگر وہ پُرش (پرمیشور) اُس حالت میں بھی جہالت۔ ظُلمت۔ بیعلمی۔ جینے مرنے اور بخار وغیرہ دُکھوں سے الگ اور اپنے نور و جلال کے ساتھ قائم رہتا ہے اور اُسی کی قُدرت سے یہ تمام کائنات پھر دوبارہ پیدا ہوتی ہے۔ یہ کائنات دو قسم کی ہے

(۱) اشنا (کھانیوالی) جس سے جنگم (متحرک) جیو (ذی روح) اور چیتن (ذی شعور) مُراد ہے۔

(۲) انشنا (نہ کھانیوالی) جس سے غیر ذی شعور۔ اناج اور زمین وغیرہ جڑ (غیر ذی روح) اشیا جن میں جیو نہیں ہے مُراد ہیں۔

یہ دونوں قسم کی کائنات اُسی پُرش کی قُدرت سے پیدا ہوتی (یعنی ظہور میں آتی) ہے۔ وہ ایشور سب کا آتما ہونے کی وجہ سے اس دونوں قسم کی کائنات کو گوناگون اور بطرز احسن بنا کر ظاہر کرتا ہے اور ان سب کو پیدا کر کے اُن پر ہر طرف سے مُحیط ہوتا ہے"۔

"جو بڑی یعنی تمام کائنات میں سوتا ہے یعنی سب میں سمایا ہوا موجود اور سب پر محیط ہے اُس پرمیشور کو پُرُش کہتے ہیں۔" {برہدارنیک اوپنیشد آ۔ کھنڈ ۱۳}

"جو پرمیشور بڑی یعنی اس تمام سنسار میں سمایا ہوا اور تمام کائنات اور جیو کے اندر بھی اپنی ذات سے محیط و ساری ہے اُس کو پُرُش کہتے ہیں چنانچہ اِس انتر پُرُش یعنی سب کے اندر موجود اور سب کا انتظام کرنے والے پرمیشور کی تعریف میں یہ رگ وید کا منتر ہے۔ جس محیطِ کُل پُرُش یعنی پرمیشور سے کوئی بھی اعلیٰ و اشرف۔ عدیل و ہمسر یا افضل و برتر نہیں اور جس سے زیادہ لطیف یا وسیع و بسیط کوئی شے نہیں ہے اور نہ پہلے ہوئی اور نہ آیندہ ہوگی اور جو تمام (کائنات) کو حرکت دیتا ہُوا خود بے حرکت قائم ہے اور زمین و سورج وغیرہ تمام کائنات پر محیط ہو کر سب کو اس طرح سنبھالے ہوئے ہے جس طرح درخت شاخوں۔ پتوں۔ پھلوں اور پھولوں کو سر پر اُٹھائے کھڑا رہتا ہے جو ایک اور بے عدیل ہے جس کے سوائے کوئی دوسرا ہمجنس یا غیر ہمجنس یا دوسرا ایشور نہیں ہے۔ اُس پُرش یا پُرُش یعنی محیطِ کُل پرمیشور سے یہ تمام کائنات معمور ہے۔ اسلئے پُرُش سے پرمیشور مراد ہونے میں وید کا منتر اعلیٰ درجہ کی شہادت یا سند ہے۔" {برہدارنیک اوپنیشد آ۔ کھنڈ ۳}

اس تمام کائنات کا نام سہسر ہے کیونکہ شت پتھ براہمن کانڈ ۷۔ ادھیائے ۵ میں لکھا ہے۔ کہ "اس تمام کائنات کو سہسر کہتے ہیں۔ وغیرہ"

منتر میں لفظ بھومی صرف تمثیلاً آیا ہے دراصل اُس سے تمام موجودات (بھوت) مُراد ہے اور لفظ دَش اَنگل بھی ایک استعارہ ہے دس اُنگل سے۔

(۱) یہ محدود کائنات مراد ہے۔ کیونکہ پانچ عناصرِ کثیف (ستھول بھوت) اور پانچ عناصر لطیف (سُوکشم بھوت) سے مِل کر یہ دس اجزاء والی تمام کائنات بنتی ہے۔

(۲) پانچ پران معہ حواس اور چار آنتہ کرن (دل عقل۔ حافظہ اور انانیت) اور دسواں جیو بھی ہو سکتی ہے اس لئے معنی ہر قسم (دل) کے بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ بھی دس اُنگل بھر ہے۔

گویا وہ پرمیشور ان تینوں قسم کی اشیا میں اور نیز اُن سے باہر اور سب پر محیط ہے۔

صانع قدرت سبکا علت فاعلی اور خود غیر مرکب ہے۔

منتر ۲ "جو کائنات پیدا ہو چکی ہے اور جو آیندہ پیدا ہوگی۔ اور نیز جو اب موجود ہے۔ الغرض تینوں زمانوں میں وہی پُرُش یعنی پرمیشور کُل موجودات کو بناتا ہے۔ اُس کے سوائے کوئی دوسرا دُنیا کا بنانے والا نہیں ہے۔ وہی ایشور سب کا مالک حاکم اور امرت یعنی موکش عطا کرنیوالا ہے۔ موکش اُسی کے اختیار میں ہے۔ اُس کے سوائے کسی دوسری کی طاقت

فنا کرنے والا ہے۔ پُرکرتی سے اس تمام عالم محسوس کو بنا کر ظاہر کیا) ان منتروں کا ترجمہ تفسیر میں کیا جائیگا۔

عالم کی پیدائش قیام اور فنا پرمیشور کے ہاتھ ہے

"جس پرمیشور نے اس کائناتِ محسوس اور گوناگون مخلوقات کو پیدا کیا ہے وہی اُس کو قائم رکھتا اور بناتا یا بگاڑتا ہے۔ اس کی فنا و بقا اُسی کے ہاتھ ہے۔ اُس سب کے مالک اور آکاش۔ آتما یعنی وسیع و بسیط اور آکاش کی طرح محیطِ کل پرمیشور میں یہ تمام کائنات قائم ہے۔ اور پُرلے میں اُسی مسبب الاسباب پربرہم کی قدرت میں سما جاتی ہے۔ وہ پرمیشور سب کا حاکم ہے۔ اے پیارے جیو! جو عالم اُس پرمیشور کو جانتا ہے۔ وہی راحتِ اعلیٰ کو حاصل کرتا ہے اور جو اُس معبودِ کل ہست مطلق عین علم اور عین راحت اور بے زوال پرمیشور کو نہیں جانتا وہ بالیقین اعلیٰ سکھ کو نہیں پاتا۔" (رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۷۔ ورگ ۷۔ منتر ۷)

"پیدائشِ عالم سے پہلے ہرنیہ گربھ (پرمیشور) اس پیدا شدہ عالم کا ایک بے عدیل مالک یا محافظ تھا اُس نے زمین سے لیکر آکاش تک تمام کائنات کو بنایا اور وہی اُس کو قائم رکھتا ہے۔ اُس عینِ راحت دیو (ایشور) کے لئے ہم دلی محبت سے اپنی عبادت یا عجز و نیاز نذر کرتے ہیں۔"

(رگ وید اشٹک ۸۔ ادھیائے ۷۔ ورگ ۳۔ منتر ۱)

(اب اس سے آگے یجروید کے اکتیسویں ادھیائے کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔ اِس میں بالکل پیدائش عالم کا مضمون ہے۔ اس ادھیائے کو جس میں ۲۲ منتر ہیں پُرش سوکت بھی کہتے ہیں)

پُرش سوکت یعنی یجروید کا اکتیسواں ادھیائے

منتر ۱۔ سہسر شیرشا پُرش یعنی وہ پرماتما جس میں ہم سبھوں کے بیشمار سر اور سہسر اکش (بیشمار آنکھیں) اور سہسر پات (بیشمار پاؤں) قائم ہیں۔ سب جگہ اندر باہر۔ بھومی اور باہر موجود ہے۔ (تمام کائنات) یعنی زمین سے لیکر پُرکرتی (مادہ کی حالتِ اوّلیں) تک سب پر محیط ہے۔ اور دش انگل یعنی برہمانڈ (کائنات) اور ہردے (قلب) اور پانچوں پران (انفاس) معہ چاروں انتہ کرن (دل عقل حافظہ۔ انانیت) اور جیو پر اور ان سب سے باہر بھی سب جگہ محیط اور اندر باہر سب جگہ موجود ہے۔"

اس منتر میں لفظ "پُرش" موصوف ہے اور "سہسر شیرشا" وغیرہ الفاظ اُس کی صفات ہیں۔ لفظ پُرش کے متعلق حسب ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں:۔

پیدائشِ عالم کا بیان

یہ تمام کائنات جو نظر آتی ہے اُس کو پرمیشور نے بنایا ہے وہی اُس کی حفاظت کرتا ہے اور پرلے (فنا) کے وقت اُس کے ذرّوں کو الگ الگ کر کے غیر محسوس کر دیتا ہے۔ اور متواتر اسی طرح کرتا رہے گا۔

حالت قبل از پیدائش عالم

"جس وقت یہ ذرّوں سے مل کر بنی ہوئی دُنیا پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اُس وقت یعنی پیدائش کائنات سے پہلے اَست (غیر محسوس حالت تھی) یعنی شُونیہ اکاش بھی نہیں تھا کیونکہ اُس وقت اُس کا کچھ کاروبار نہ تھا۔ اُس وقت سَت (پرکرتی) یعنی کائنات کی غیر محسوس علّت جس کو سَت کہتے ہیں وہ بھی نہ تھی[۵۱] اور نہ پرمانو (ذرّے) تھے۔ وراٹ (کائنات) میں جو آکاش دوسرے درجہ پر آتا ہے وہ بھی نہ تھا بلکہ اُس وقت صرف پربرہم کی ساوتھ (قدرت) جو نہایت لطیف اور اس تمام کائنات سے برتر (پرم) بے علت (اکارن) ہے موجود تھی۔ صبح کے وقت جو کوہر دھوئیں کی طرح پڑتی ہے اُس میں خفیف سی رطوبت ہوتی ہے جس طرح اُس رطوبت سے زمین نہیں ڈھک سکتی اور نہ ندی یا نالہ چل سکتا ہے۔ کیونکہ اُس میں پانی ہی کتنا ہوتا ہے اور کیا اُس کی بساط ہوتی ہے جو کسی چیز کو ڈھانپ سکے۔ اُسی طرح پرمیشور کا کوئی آورک یعنی ڈھانپنے والا نہیں ہے کیونکہ اُس کے سامنے سب ہیچ دنا چیز ہیں۔ تمام کائنات اُسی کی قدرت سے پیدا ہوتی ہے۔ پھر اُس برہم کے سامنے اُس کی کیا ہستی اور حقیقت ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ اسلئے اُس برہم کو کوئی شئی نہیں ڈھانپ سکتی۔ یہ تمام کائنات اُس غیر متناہی برہم کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔"

[رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۷۔ ورگ ۱۷۔ منتر ۱]

اس سے آگے ۲ سے لیکر ۶ تک سب منتر آسان ہیں (ان میں صرف یہی کہا ہے کہ جب یہ کائنات پیدا نہیں ہوئی تھی اُس وقت دفنا تھی نہ بقا۔ نہ رات تھی نہ دن۔ یہ تمام کائنات بالکل غیر محسوس نامعلوم اور ناقابل تمیز تھی۔ پھر اُس پرمیشور نے جو سب کا مالک اور سب کو قائم رکھنے والا۔ اور

---

[۵۱] پرلے میں جمادہ کی حالت ہوتی ہے وہ بیان میں نہیں آسکتی اسلئے اُس کے لئے کوئی اصطلاح بھی قائم نہیں ہو سکتی۔ پرکرتی۔ آکاش۔ شُونیہ (خلا) وغیرہ تمام الفاظ موجودہ حالتِ عالم میں مستعمل ہو سکتے ہیں۔ منوسمرتی۔ ادھیائے اول شلوک ۵ میں اس حالت کو ناقابلِ احساس و تمیز بے نام (الکشن) بتایا ہے۔ اُس ابتدائی حالتِ مادہ کو اس منتر میں لفظ سامرتھ (قدرت) سے بیان کیا ہے۔ یہ لفظ اُس حالت کے ناقابل بیان ہونیکی وجہ سے صرف اشارہ کے طور پر ہے۔ مترجم

(موکش) حاصل ہوتی ہے نہ کہ اور کسی طرح" {مُنڈک اُپنشد۔ منڈک ۳۔ کھنڈ ۱۔ منتر ۶}

اسلئے ہر انسان کو سچے دھرم کی پابندی اور ادھرم یا پاپ سے نفرت کرنی چاہیئے۔

دھرم کی تعریف

"وید کی ہدایت سچے دھرم پر چلنے کی تحریک کرتی ہے اور اُسی سے سچے دھرم کا نشان ملتا ہے" {پوروِمیمانسا۔ ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۲}

جس میں اَنرتھ یعنی اَدھرم اور پاپ کا دخل نہ ہو اُسے دھرم یا اَرتھ نامزد کرتے ہیں۔ اور جس بات کو ایشور نے ممنوع کیا ہے اُس کو اَنرتھ یعنی اَدھرم یا پاپ سمجھنا چاہیئے اور ہر انسان کو اُس سے بچنا چاہیئے۔

"جس پر عمل کرنے سے حشمت و اقبال یعنی حسب دلخواہ دنیوی سُکھ حاصل ہوتا ہے اور جس سے اعلیٰ مقصدِ انسانی (موکش) کا سُکھ بھی ملتا ہے اُس کو دھرم جاننا چاہیئے"

{وَیشیشک درشن۔ ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۲}

پس جو اس سے خلاف ہو اُسے اَدھرم سمجھنا چاہیئے۔ ان (سُوتروں) میں بھی ویدوں ہی کی تشریح ہے۔ اس طرح ایشور نے وید میں بہت سے منتروں کے اندر دھرم کا اُپدیش (ہدایت) کیا ہے۔ یہ ایشور کا بتایا ہوا دھرم ہر انسان کے لئے ہے اور سب کے لئے ایک ہی دھرم ہے۔ پس یہ ہرگز نہ سمجھنا چاہیئے کہ اس کے سوائے کوئی دوسرا دھرم بھی ہے۔

ویدوکت دھرم کا مضمون ختم ہوا

اَب تپ کی تعریف کرتے ہیں۔

تپ کی تعریف "رِت یعنی علم حقیقت کو حاصل کرنا اور برہم کی اُپاسنا (عبادت) کرنا ستیہ یعنی سچ بولنا اور ست ہی پر عمل کرنا۔ شرُت یعنی تمام علوم کو سُننا اور دوسروں کو سُنانا۔ شانتم یعنی ادھرم یا پاپ سے الگ ہو کر دل کو دھرم میں قائم کرنا اور منَ کو قابو میں رکھنا۔ دم یعنی اندریوں کو ادھرم سے ہٹانا اور دھرم میں لگانا شمُ۔ دل کو ادھرم سے روک کر دھرم میں لگانا۔ دان یعنی سچے علم وغیرہ کا دان کرنا۔ یگیہ یعنی مذکورہ بالا نیکیوں کی پابندی۔ یہ سب باتیں لفظ تپ سے مفہوم ہوتی ہیں اسکے خلاف کرنا تپ نہیں ہے۔ اے انسان! جو برہم سب جگہ محیط ہے تو اُسی کی اُپاسنا کر اور اسی کو تپ سمجھ اور اسکے خلاف نہ کر" {تیتریہ۔ آرینک۔ پرپاٹھک ۱۰۔ انوواک ۸}

ستیہ کی مہما "سچ بولنے اور سچائی پر عمل کرنے سے بڑھ کر کوئی دھرم کی تعریف نہیں ہے۔ کیونکہ ہمیشہ سچائی سے ہی موکش (نجات) اور دُنیا کا سُکھ حاصل ہوتا ہے اور کبھی اس کو زوال نہیں ہوتا۔ سچے لوگوں کی تعریف صرف سچائی پر عمل کرنا ہی۔ اسلئے ہر انسان کو ہمیشہ سچائی پر قائم رہنا چاہیئے۔ رِت وغیرہ دھرم کے اصول پر عمل کرنا ہی تپ ہے اور ٹھیک ٹھیک برہم چرج کی پابندی سے علم کا حاصل کرنا برہم کہلاتا ہے۔ اسی طرح دان وغیرہ کی نسبت بھی سمجھنا چاہیئے۔ عالموں کی تعریف علمی و ذہنی لیاقت یا سوچنے کی طاقت ہے۔ اسی طرح ستیہ یعنی برہم کے حکم سے ہوا چلتی ہے۔ سورج چمکتا ہے۔ اور اُسی ستیہ سے انسان کو عزت ملتی ہے نہ کہ اُس کے بغیر اور صاحب علم رشی۔ پران (انفاس) اور وگیان (معرفت) وغیرہ اُسی ستیہ سے قائم ہیں"

{تیتریہ آرینک۔ پرپاٹھک ۱۰۔ انوواک ۶۲ و ۶۳}

"آتما یعنی پرمیشور۔ ستیہ یعنی سچے دھرم پر چلنے سے سچے گیان (معرفت حقیقی) اور برہم چرج سے حاصل ہوتا ہے۔ سب عیبوں سے پاک اور اندریوں (حواس) کو قابو میں رکھنے والے یوگی اُس نور مطلق پاک پرمیشور کو اپنے جسم کے اندر دیکھتے ہیں" {مُنڈک اُپنشد۔ مُنڈک ۳۔ کھنڈ ۱ منتر ۵}

سچ پر ہی عمل کرنے سے فتح ہوتی ہے۔ ہر انسان ہمیشہ سچائی سے فتح پاتا ہے اور جھوٹ یا ادھرم اور پاپ کے راستے پر چلنے سے ہمیشہ شکست ہوتی ہے۔ اسلئے عالموں کا دائمی آنند بخشنے والا سچے دھرم کا راستہ سچائی سے ہی ملتا ہے۔ راستی شعار عالم اور رشی ہمیشہ اُس سچے دھرم کی پابندی سے حاصل ہونے والے راستے پر چلتے ہیں جو سچائی اور دھرم کا مخزن اعلےٰ برہم ہے اُسی کو حاصل کر کے راحتِ جاودانی[۱]

[۱] راحتِ جاودانی رتنانند کا ترجمہ کیا گیا ہے سنسکرت میں نتیہ کا لفظ مسلسل یا متواتر کے معنے رکھتا ہے اسلئے راحت جاودانی سے صرف مسلسل یا لگاتار راحت یعنی ایسا سکھ سمجھنا چاہیئے جسکے ساتھ دکھ شامل نہ ہو۔ مترجم

عمل کرنا چاہیئے۔ مگر ناکو مَوْدگلیہ رشی کی رائے ہے کہ سوادھیائے (علوم وید کو پڑھنا) اور پرَوچن (انہیں دوسروں کو پڑھانا) یہ دو باتیں سب سے بڑھ کر مُقدّم ہیں۔ انسان کے لئے یہی سب سے بڑا تپ ہے۔ اور اس سے افضل کوئی دھرم کا اصول نہیں ہے"۔ {تیتریہ آرنیک پرپاٹھک ۷۔ انوواک ۹}

استاد کی نصیحت شاگرد کو تعلیم کے ختم ہونے پر

"تعلیم وید کے ختم ہونے پر آچاریہ (اُستاد) شاگرد کو اُپدیش (نصیحت) کرتا ہے کہ اے شاگرد! تجھے ہمیشہ سچ بولنا چاہیئے اور راست گفتاری وغیرہ اصول دھرم پر عمل کرنا چاہیئے۔ شاستروں (علمی کتب) کا پڑھنا اور پڑھانا کبھی نہ چھوڑنا۔ آچاریہ کی خدمت کرنا۔ اور اولاد پیدا کرنے کے لئے (خانہ داری) اختیار کرنا۔ سچے دھرم پر قائم رہنا۔ ہوشیاری سے سامان آسائش کو ترقی دینا۔ عالموں و عارفوں سے علم و معرفت حاصل کرنا اور ہمیشہ اُن کی خدمت و تواضع میں مستعد رہنا۔ تجھے۔ ماں۔ باپ۔ آچاریہ۔ اور اتھی (گھر آئے عالم یا سنیاسی یا مہمان) کی تواضع و خدمت دل سے کرنی چاہیئے۔ اور ان باتوں میں کبھی غفلت یا فروگذاشت نہ کرنی چاہیئے۔ ماں باپ وغیرہ اپنی اولاد کو اس طرح نصیحت کریں کہ اے بیٹا! جو کام ہم اچھے کرتے ہیں اُن کو تجھے بھی کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر ہم کوئی پاپ کی بات کریں تو تجھے ہرگز اُس پر عمل نہ کرنا چاہیئے۔ ہم لوگوں میں جو عالم اور برہم کے جاننے والے ہوں تجھے اُن کی سنگت یا صحبت اور اُن کے قول کا یقین کرنا چاہیئے اور اُن کے سوائے اور کسی کی بات پر یقین نہ کرنا چاہیئے۔ انسان کو علم وغیرہ کا دان محبت یا توفیق سے۔ دباؤ یا بے دلی سے اپنے اقبال و حشمت پر خیال کرکے شرم و خوف سے یا بخیال ایفائے عہد ہمیشہ کرنا چاہیئے۔ یعنی یہ سمجھنا چاہیئے کہ لینے سے دینا نہایت درجہ شرف یہ (نیک یا نجات دینے والا کام) ہے (آچاریہ اپنے شاگرد کو یہ نصیحت کرے کہ) اے شاگرد! اگر تجھے کسی کام یا چلن کی بات میں شک یا شبہ پیدا ہو جائے تو برہم (پرمیشور یا وید) کے جاننے والے بے تعصب یوگیوں اور پاپ سے خالی اور علم صفات سے موصوف دھرم کا خیال رکھنے والے عالموں سے اُس کی بابت اطمینان کرنا چاہیئے اور جو اُن کا چلن ہو تجھے بھی اُس کی تقلید کرنی چاہیئے۔ یعنی جس طریق پر وے لوگ چلتے ہوں تجھے بھی اُسی راستے پر چلنا چاہیئے۔ تجھے یہ نصیحت اپنے دل میں مضبوط قائم کر لینی چاہیئے۔ یہی ویدوں کا رازِ مخفی (اُپ نشد) ہے۔ یہی سب کے لئے ہدایت ہے۔ ہمیشہ اسی پر عمل کرتے ہوئے بڑی شردھا (عقیدت) سے ہست مُطلق عین علم و عین راحت وغیرہ صفات سے موصوف برہم کی اُپاسنا (عبادت) کرنی چاہیئے۔ اور اسکے سوائے اور کسی کو ماننا یا پوجنا نہیں چاہیئے"۔

{تیتریہ آرنیک پرپاٹھک ۷۔ انوواک ۱۱}

برہم اپاسنا (عبادتِ الٰہی) کے لئے تمام سامان بہم پہنچانا چاہیئے۔ پرجا یعنی اولاد وغیرہ یا رعیت کو عمدہ تعلیم و تربیت دے کر سکھی رکھنا چاہیئے۔ اور پشو یعنی ہاتھی گھوڑے وغیرہ جانوروں کو بخوبی سُدھارنا اور تعلیم دینا چاہیئے۔ (اتھروید کانڈ ۱۲۔ الوواک ۵۔ منتر ۱۰)

"ویدوں میں اِس قسم کے بہت سے منتروں کے اندر ایشور نے دھرم کا اُپدیش (ہدایت) کیا ہے اور اِن منتروں میں لفظ "چ"[1] بمعنی "اور" کے بار بار آنے سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ انسان کو مذکورۂ بالا گنوں کے علاوہ اَور بھی نیک گن اختیار کرنے چاہئیں۔

اَب دھرم کے مضمون پر تیتریہ شاکھا سے چند حوالے درج کئے جاتے ہیں جس قدر دھرم کی باتیں اِن منتروں میں بتائی گئی ہیں اُن پر ہر انسان کو عمل کرنا چاہیئے۔

رت۔ تپ۔ شم دم وغیرہ

"رت یعنی حقیقتِ اصلی یا علم و معرفت۔ ستیہ یعنی سچائی پر عمل کرنا۔ تپ یعنی گیان اور رت وغیرہ دھرم کے اصول کی ٹھیک ٹھیک پابندی۔ دم یعنی اندریوں کو ادھرم یا پاپ کے چلن سے قطعی ہٹا کر ہمیشہ سچے دھرم کے راستہ میں لگانا۔ شم یعنی دِل سے بھی کبھی ادھرم یا پاپ کرنے کی خواہش نہ کرنا۔ اگنی یعنی وید وغیرہ شاستروں اور آگ وغیرہ اشیاء سے اعلیٰ مقصود انسانی (پرمارتھ) اور کاروبارِ دُنیا میں کامیابی حاصل کرنے کے علم کو ترقی دینا۔ اگنی ہوتر یعنی روزمرہ ہَوَن سے لیکر اشومیدھ تک تمام یگیوں سے ہَوا اور بارش کے پانی کو پاک صاف کرکے تمام جانداروں کو سُکھ پہنچانا اور آتتھی یعنی پورے پورے عالم و دھرماتما لوگوں کی صحبت و خدمت سے سچائی کی تحقیقات اور شکوک کو رفع کرنا چاہیئے۔ مانش یعنی اصولِ جہانداری کا علم اور دنیوی حشمت اور جاہ و جلال حاصل کرنا چاہیئے۔ پرجا یعنی دھرم سے اولاد پیدا کرکے اُس کو سچے دھرم کی تعلیم دینی اور سچے علوم و تربیت سے آراستہ کرنا چاہیئے۔ پرجن یعنی بطریق افزایش (دِلکفایت) منی و خواہش اولاد باقاعدہ وقتِ مقررہ پر (اپنی عورت سے) صحبت کرنی چاہیئے۔ پرجاتی یعنی حمل کی حفاظت اور وقت تولد کامل احتیاط اور اولاد کی جسمانی و دماغی ترقی کے لئے مناسب انتظام کرنا چاہیئے۔

راکھی تر آچاریہ کی رائے ہے کہ انسان کو ہمیشہ راست گفتار ہونا چاہیئے۔ پورُدرشٹی آچاریہ کی رائے ہے کہ رت وغیرہ اصولِ دھرم پر عمل کرنا ہی سچے علم اور دھرم کی پابندی کرنا ہے۔ اسلئے ہمیشہ اسی پر

[1] ویدکے منتروں میں جب چ = (حرف عطف) آتا ہے تو اُس سے یہ مُراد ہوتی ہے کہ اسی قسم کی اور باتیں بھی جو اختصار کی وجہ سے بیان نہیں ہوئیں خود عقل سے سمجھ لینی چاہئیں۔ گویا ویدوں میں یہ لفظ بمنزلہ وغیرہ وغیرہ یا علیٰ ہذا القیاس کے ہے۔ مترجم

اور حفاظت کرنی چاہیئے۔ تَوشی یعنی علم کی روشنی اور نیک تربیت سے نیک گنوں اور پاک خواہشوں کو پیدا کرنا چاہیئے۔ پَوشن یعنی دھرم کے ساتھ اعلیٰ ناموری قائم کرنی چاہیئے۔ وَرچہ یعنی نیک علوم کی اشاعت اور پڑھنے پڑھانے کا معقول انتظام کرنا چاہیئے اور دُرُون یعنی غیر حاصل چیز کو انصاف وحق کے ساتھ حاصل کرنے کی خواہش اور حاصل شُدہ کی حفاظت اور حفاظت کی ہوئی چیز کی ترقی اور ترقی یافتہ دولت کو نیک کاموں میں لگانا چاہیئے۔ اور اس چار قسم کی تدبیر سے دولت وحشمت کی ترقی سکھ کے لئے ہمیشہ کرنی چاہیئے۔" [اتھروید کانڈ ۱۲- انوواک ۵ منتر ۸]

"آیُو یعنی حفاظتِ منی اور کھانے پہننے وغیرہ کے عمدہ اصول اور بَرہم جگ پر بخوبی عمل کرنے سے عمر وطاقت کو بڑھانا چاہیئے۔ رُوپ یعنی نفس پرستی سے کنارہ کش ہوکر اپنے جسم کو سڈول وخوش وضع رکھنا چاہیئے۔ نام یعنی نیک کام کرنے سے اپنے نام کی شہرت حاصل کرنی چاہیئے۔ تاکہ اَوروں کو بھی نیک کام کرنے کا حوصلہ پیدا ہو۔ کِیرتی یعنی نیک گنوں کو حاصل کرنے کے لئے ایشور کے گنوں کو بیان (کیرتن) کرنا یا سچی ناموری حاصل کرنی چاہیئے۔ پُران۔ آیان یعنی پُرانا یام کے طریق سے پُران اور آیان کی صفائی اور قوت افزائی کرنی چاہیئے۔ جو ہوا جسم سے باہر نکلتی ہے اُس کو پُران کہتے ہیں اور جو باہر سے جسم کے اندر جاتی ہے۔ اُس کو آپان کہتے ہیں۔ صاف پاک جگہ میں رہنے اور ان دونوں سانسوں کو (قوت کے موافق) اندر اور باہر روکنے سے عقل و دماغ اور جسم کی قوت بڑھتی ہے۔ چکشُو و شرو شر یعنی عین الیقین وغیرہ (پرتیکش) اور لفظوں سے پیدا ہونے والے علم سماعی یا اُنمان (قیاس) وغیرہ دلائل (پرمان) کا بھی پورا پورا علم ہونا چاہیئے اور اُن کے ذریعہ سے سچا علم اور سچی معرفت حاصل کرنی چاہیئے۔"

[اتھروید کانڈ ۱۲- انوواک ۵- منتر ۹]

"پیہ یعنی پانی وغیرہ اور رَس یعنی دودھ اور گھی وغیرہ سب چیزیں وَید ک (علم طب) کے مطابق صاف اور دُرست کرکے استعمال کرنی چاہئیں۔ آن یعنی اناج یا پکائی ہوئی غذا اور اَنّاد یعنی کھانے کے لایق صاف اور عمدہ بنایا ہُوا کھانا بنا کر کھانا چاہیئے۔ رِت یعنی بَرہم کی ہمیشہ اُپاسنا (عبادت) کرنی چاہیئے۔ اور ستیہ یعنی علم الیقین (پرتیکش) وغیرہ دلائل (پرمانوں) سے ثابت کیا ہُوا جیسا علم اپنی آتما میں ہو ویسا ہی ہمیشہ صحیح صحیح بیان کرنا چاہیئے اور خود بھی اُسی کو ماننا چاہیئے۔ اِشٹ یعنی بَرہم کی اُپاسنا (عبادت) اور سب کو فائدہ پہنچانے والی یگیہ کرنی چاہئیں۔ پُورت یعنی دل۔ زبان اور فعل سے کامل محنت وکوشش کے ساتھ یگیہ کی تکمیل اور

اور راستی شعار سچے عالموں کی سچی نصیحت (اُپدیش) سے اپنے آپ کو سُدھارنا اور نیز سب لوگوں کا گیتا یعنی سُدھارنے والا اور یگیہ یعنی محیطِ کل پرمیشور کی نظر میں سب کو فائدہ پہنچانے والے اشوَمیدھ وغیرہ یگیوں میں یا علم صنعت (شلپ وِدیا) اور فن وہنر (کریا کُشلتا) میں مُعزز وممتاز ہونا چاہیئے۔ یہ دُنیا (لوک) دارِفنا (نِدھن) ہے اسلئے جب تک جیئے سب کو برابر فائدہ پہنچانا اور نیک کاموں کا پابند رہنا مُناسب ہے۔" (اتھروید۔ کانڈ ۱۲۔ انوواک ۵۔ منتر ۳)

یہ ایشور کا اُپدیش (ہدایت) ہے جسے سب کو ماننا چاہیئے۔

" اوج یعنی عدل وانصاف کو نگاہ رکھنے میں سعی وکوشش اور تیج یعنی سچے کاموں میں دلیری۔ بہادری بے خوفی اور دل کی شیری رکھنی چاہیئے اور سہہ یعنی سُکھ دُکھ یا نفع نقصان پاکر رنج یا خوشی نہ ماننا بلکہ اُن کو برداشت کرنا اور اُن کو مغلوب کرنے کے لئے بڑی تدبیر وکوشش کو عمل میں لانا چاہیئے۔ بَل یعنی بُرہم چرج وغیرہ نیک اصول پر عمل کرنے سے جسم اور دماغ وغیرہ کی صحت قائم رکھنا اور اعضا کی توانائی۔ عقل کا رُسوخ وصفائی اور قوت وجلال سے رُعب وداب حاصل کرنا چاہیئے۔ واک یعنی زبان کو علم وتربیت۔ راست گوئی وشیریں کلامی وغیرہ نیک اوصاف سے آراستہ کرنا چاہیئے اور اِندرِیہ یعنی واک (قُوّتِ گُفتار) کے علاوہ من وغیرہ چھ حواس باطنی (گیان اِندری) اور (چونکہ قوتِ گفتار تمثیلاً آئی ہے اسلئے) پانچوں قُوائے احساس خارجی (کرم اِندری) بھی سچے دھرم میں قائم اور پاپ سے ہمیشہ الگ رکھنی چاہئیں۔ تَتری یعنی کامل تدبیر ومحنت سے عالمگیر حکومت حاصل کرنی چاہیئے اور ہر انسان کو دھرم یعنی ویدوں میں بتائے ہوئے دھرم پر جس سے پُر انصاف وبے تعصُّب سچائی پر عمل کرنا اور سب کی بھلائی کرنا مُراد ہے۔ ہمیشہ عمل کرنا چاہیئے۔"

(اتھروید۔ کانڈ ۱۲۔ انوواک ۵۔ منتر ۷)

واضح رہے کہ جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے یا اب آگے کہتے ہیں وہ سب دھرم ہی کی تشریح ہے۔

"برہم یعنی بَرَاہمن۔ اعلےٰ درجہ کے عالِم اور عُمدہ گُنوں اور اعمال والے اور دوسروں میں اچھے گُنوں کو پیدا کرنے والے ہونے چاہئیں۔ یعنی بَرَاہمن کو ہمیشہ مذکورہ بالا گُنوں میں ترقی کرنی چاہیئے۔ کشتر یعنی کشتری صاحبِ علم۔ کارواں۔ بہادر۔ مستقل مزاج۔ دلیر اور جفاکش ہونا چاہیئے۔ راشٹر یعنی راج ہمیشہ نیک آدمیوں کی سبھا اور عُمدہ ومعقول قوانین کے ذریعہ سے ایسے نیک اصول پر ہونا چاہیئے کہ جس میں سب کو سُکھ ملے۔ وِش یعنی بَنج بیوپار کرنے والے ویش وغیرہ رعایا کے لئے تمام روئے زمین پر بے روک ٹوک آمدورفت کا ذریعہ قائم کرکے بذریعہ تجارت دولت کی ترقی

کرنے کے لئے خود ہمت اور کوشش کرنی چاہیئے اور اُسکے بعد ایشور کی مہربانی و رحمت کا خواستگار ہونا چاہیئے
جب کوئی انسان دھرم کے جاننے کی خواہش اور سچائی پر عمل کرتا ہے تب ہی اُس کو سچائی کا علم ہوتا ہی
ہر انسان کو سچائی پر ہی اعتقاد رکھنا چاہیئے نہ کہ جھوٹ پر۔

سچائی کا انعام

"جو شخص سچا برت (عہد) کرتا ہے وہ دیکشا (اعلیٰ درجہ) کو پاتا ہے۔ اور جب وہ دیکشا پاکر عمدہ اور اعلیٰ گنوں کے ذریعہ سے صاحب رتبہ ہوجاتا ہے اُس وقت ہر طرف سے اُس کی عزت اور قدر و تعظیم ہوتی ہے۔ یہی اُس کی دکشنا (انعام) ہے۔ اس انعام کو وہ اُسی دیکشا یعنی اچھے گنوں پر عمل کرنے سے حاصل کرتا ہے۔ جب وہ برہم یجن وغیرہ سچے برتوں (عہدوں) سے خود اپنی ذات اور نیز دوسروں سے تعظیم یافتہ ہوتا ہے۔ تب وہی قدر (دکشنا) اُس پر سب کا پختہ اعتقاد اور اعتبار جما دیتی ہے۔ کیونکہ سچ پر عمل کرنے ہی سے عزت و اعتبار رہوتا ہے۔ جب درجہ بدرجہ اُس کا اعتبار بڑھتا جاتا ہے تب اُسی اعتبار سے وہ پرمیشور، موکش اور دھرم وغیرہ کو حاصل کرتا ہے"۔

{ یجروید۔ ادھیائے ۱۹۔ منتر ۳۰ }

اس سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ سچائی تب ہی حاصل ہوسکتی ہے جبکہ انسان میں بھروسہ ہمت تدبیر اور محنت موجود ہوں۔

تپ۔ رت۔ ستیہ شہری وغیرہ

"ایشور نے شرم (تدبیر محنت وسعی) اور تپ (دھرم کی پابندی) سے تمام انسانوں کو بنایا یا پیدا کیا ہے۔ اسلئے انسان کو اُس برہم یعنی وید یا پرمیشور کے گیان (معرفت) سے عالم و عارف ہونا چاہیئے۔ رت یعنی برہم یا محنت پر بھروسہ کرکے ہمیشہ اُن کی پابندی کرنی چاہیئے"۔ { اتھروید۔ کانڈ ۱۲۔ انوواک ۵۔ منتر ۱ }

ہر انسان کو ستیہ یعنی وید اور شاستروں اور پرتیکش (علم الیقین) وغیرہ پرمانوں (دلائل) سے خوب آزما کر بے شک و شبہ سچائی کو حاصل کرنا چاہیئے اور بڑی تدبیر و کوشش سے شہری یعنی نیک گن اور نیک چلن یا عالمگیر حکومت وغیرہ اعلیٰ درجہ کی لکشمی (اقبال و حشمت) اور یش یعنی اچھے گنوں کو اختیار کرنے اور سچائی کی پابندی سے ناموری اور شہرت حاصل کرنی چاہیئے"۔

{ اتھروید کانڈ ۱۲۔ انوواک ۵۔ منتر ۲ }

اِن منتروں میں شرم۔ تپ۔ رت۔ ستیہ۔ شہری اور یش سب دھرم کے نشان (لکشن) بتائے گئے ہیں

دھرم کے اصول

"ہر انسان کو ہمیشہ ستو دھا یعنی اپنی ہی چیز پر قناعت کرنے یا نیک گنوں کو اختیار کرنے سے سب کا خیر خواہ ہونا چاہیئے اور شردھا یعنی اعتبار کو بڑھانا چاہیئے (اعتبار کی جڑ سچائی ہے نہ کہ جھوٹ اسلئے سچائی میں قائم رہنا چاہیئے

ٹھیک ٹھیک جان سکوں اور تمام جاندار مجھ پر بے تعصب دوستانہ محبت کی نظر رکھیں یعنی سب میرے دوست ہوں۔ آپ میری اس نیک خواہش کو مضبوط کیجئے اور مجھے سچے سُکھ اور نیک گنوں میں ہمیشہ ترقی عطا کیجئے۔ میں تمام جانداروں کو اپنی آتما کے مثال دوستانہ محبت و پیار کی نظر سے دیکھوں۔ اور ہم سب ہر قسم کی مخالفت کو چھوڑ کر باہم ایک دوسرے کو محبت کی نظر سے دیکھیں اور ہمیشہ ایک دوسرے کو سُکھ پہنچانے کی کوشش کرتے رہیں"۔ (یجروید۔ ادھیائے ۳۶۔ منتر ۱۸)

اُس ایشور کے اُپدیش (ہدایت) کئے ہوئے دھرم کو ماننا ہر انسان پر یکساں فرض ہے اور چونکہ اُس کی مدد کے بغیر سچے دھرم کا گیان (علم) انشٹھان (پابندی) اور پورتی (تکمیل و کامیابی) نہیں ہو سکتی۔ اسلئے ہر انسان کو ایشور سے اس طرح مدد مانگنی چاہیئے کہ:-

نیک ارادوں میں ایشور بھی مدد کرتا ہے

"اے اگنی (پرمیشور) عہد و صداقت کے مالک و محافظ (برت پتی)! میں سچے دھرم پر چلونگا یعنی اُس کی پابندی کرونگا۔ (شت پتھ براہمن کانڈ ۱۔ ادھیائے ۱)

اس میں لکھا ہے کہ "جن میں سچائی ہے اُن کا نام دیو ہے اور جن میں جھوٹ ہے اُن کا نام منُش (انسان) ہے۔ دیو یہی برت (عہد) کرتے ہیں کہ سچ بولیں"۔ سچائی پر عمل کرنیسے دیوتا اور جھوٹ پر عمل کرنے سے منُش ہوتے ہیں۔ اسلئے سچ پر عمل کرنے ہی کو دھرم کہتے ہیں) اے پرمیشور! مجھے سچے نیک چلن اور دھرم پر عمل کرنیکی طاقت ہو آپ مجھ کو ہمت دیجئے کہ میرا یہ سچے دھرم کا عہد آپ کی عنایت سے پورا ہو (عہد مذکور یہ ہے کہ) میں آج سے سچے دھرم کی پابندی اور جھوٹ کھوٹے چلن اور ادھرم سے دوری اختیار کرتا ہوں"۔ (یجروید۔ ادھیائے ۱۔ منتر ۵)

ہمت مرداں مدد خدا

اِس دھرم کے عہد کو نباہنے کے لئے ایشور سے پرارتھنا اور خود بھی پُرشارتھ یعنی کوشش و ہمت کرنی چاہیئے۔ جو شخص خود محنت و کوشش نہیں کرتے اُن پر ایشور مہربانی نہیں کرتا۔ مثلاً جسے آنکھ دی ہے وہی دیکھتا ہے نہ کہ اندھا۔ اسی طرح جو شخص دھرم پر عمل کرنے کی خواہش رکھتا ہے اور اُسکے لئے خود تدبیر و کوشش اور ایشور کی مہربانی کے لئے پرارتھنا (استدعا) کرتا ہے اُسی پر ایشور مہربان ہوتا ہے نہ کہ اُس کے خلاف کرنے والے پر۔ وجہ یہ ہے کہ اس بات کو پورا کرنیکا سامان اور ذریعہ[1] ایشور نے پہلے ہی سے جیو کو عطا کر دیا ہے اور اس کو اس مقصد کے حصول کے لئے عین موزون و مناسب بنایا ہے۔ جس شے سے جس قدر فائدہ لینا ممکن ہے۔ اُس کو حاصل

[1] مثلاً دیکھنے کے لئے آنکھ دی۔ کام کرنیکے لئے ہاتھوں اور نیک و بد کی تمیز کیلئے عقل الغرض ایک سے ایک اعلیٰ قوت اور طاقت عطا کی ہے چنانچہ نیک کاموں میں استعمال کرنا انسان کا فرض ہے۔ نہ کہ نیک کام میں لگانا ہی ایشور کے حکم کی تعمیل اور اُسکی رضا جوئی کی سبیل ہے۔ مترجم

خواہش سنکلپ[۱] یعنی نیک گنوں کے حاصل کرنیکا عزم وارادہ۔ وچکتسا[۲] یعنی شک یا اعتراض پیدا کرکے تحقیقات واطمینان کرنے کی خواہش۔ شردھا[۳] یعنی ایشور اور سچے دھرم وغیرہ گن کی باتوں پر پورا پورا اعتقاد ہونا۔ اشردھا یعنی ایشور کی ہستی سے منکر ہونے وغیرہ ادھرم کی بات پر قطعی یقین نہ رکھنا۔ دھرتی[۴] یعنی سکھ دکھ سہکر بھی ایشور اور دھرم پر ہمیشہ اعتقاد قائم رکھنا ادھرتی یعنی برے گنوں کو اختیار نہ کرنا اور ان میں قائم نہ ہونا۔ ہری[۵]۔ یعنی پاپ کے کام کرنے اور کھوٹے یا برے چلن سے دل کو روکنا یا نفرت کرنا۔ دھی[۶] یعنی اچھے گنوں کو فوراً اختیار کرنے کا عادی ہونا۔ بھی[۷] یعنی جھوٹ کھوٹے چلن اور ایشور کے حکم کی نافرمانی اور پاپ وغیرہ کرنے سے یہ سمجھ کر کہ ایشور ہم کو سب جگہ دیکھتا ہے ہمیشہ خوف کرنا)"۔ اے انسانو! تمہیں ہمیشہ ایسی کوشش کرنی چاہیئے کہ باہمی امداد سے تمہارا سکھ ترقی پاوے سب کو سکھی دیکھ کر دل میں خوش ہونا چاہیئے اور دوسرے کو دکھی دیکھ کر کسی کو ہرگز سکھ نہ ماننا چاہیئے۔ بلکہ ہمیشہ ایسی کوشش کرنی چاہیئے کہ سب فارغ البال اور سکھی رہیں" {رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۸ ورگ ۴۹۔ منتر ۳}

مخلوقات کا مالک ومحافظ پرمیشور دھرم کا اُپدیش (ہدایت) کرتا ہے کہ:۔

"سب لوگوں کو ہمیشہ سچائی پر ہی پورا پورا اعتقاد رکھنا چاہیئے اور جھوٹ پر کبھی یقین نہ لانا چاہیئے مخلوقات کے مالک ومحافظ پرمیشور نے دھرم یا سچائی اور ادھرم یا جھوٹ کی ماہیت یعنی ظاہر ومخفی نشانات کو دیکھ کر اپنے علم کامل سے دونوں کی تقسیم کردی ہے۔ یعنی پرمیشور نے تمام انسانوں کو جھوٹ۔ ناحق۔ ادھرم اور ناانصافی میں بے اعتقادی دی ہے یعنی اس کی ہدایت ہے کہ ادھرم پر اعتقاد یا اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔ اسی طرح مخلوقات کے مالک ومحافظ علیم کل ایشور نے وید میں بیان کئے ہوئے سچے اور پرتکیش (علم الیقین) وغیرہ پرمانوں (دلائل) سے ثابت بے رورعایت انصاف اور دھرم میں اعتقاد یا اعتبار عطا کیا ہے"۔

سچ اور جھوٹ کی قدرتی تمیز

{یجروید۔ ادھیائے ۱۹۔ منتر ۷۷}

اسلئے ہر انسان کو اپنی طبیعت ہمیشہ ادھرم سے ہٹا کر دھرم کی طرف مائل کرنی چاہیئے۔

سب لوگوں کو ہمیشہ سب کے ساتھ بڑی محبت اور ملنساری سے برتنا چاہیئے اور سب کو ایشور کا بتایا ہوا دھرم قبول کرنا چاہیئے اور ایشور سے پرارتھنا (استدعا) کرنی چاہیئے کہ دھرم پر اعتقاد جمارہے مثلاً (اس طرح پرارتھنا کرے)

باہم محبت سے مل کر رہنا چاہیئے

" اے سب دکھوں کے مٹانے والے ایشور! میرے اوپر رحم کرتا کہ میں سچے دھرم کو

دن بدن بڑھتا رہے) سمتی (مجلسی انتظام کے قواعد یعنی وہ پُرانصاف اور نیک اصول جن سے ہر انسان کی عزت اور علم کی ترقی متصور ہو۔ جو برہم چرج اور حصول تعلیم وغیرہ عمدہ اوصاف پیدا کرنے والے ہوں۔ جن سے بذریعہ عمدہ و اعلیٰ سبھاؤں (عدالتوں) کے نظم و نسق سلطنت باسلوبی انجام پاوے۔ اور جو پرمارتھ (اعلیٰ مقصد انسانی = نجات) کے راستے کو صاف کرنے والے اور روحانی اور جسمانی طاقتوں اور صحت کو ترقی دینے والے ہوں وہ بھی سب انسانوں کو یکساں آزادی دینے اور اُن کی راحت کو بڑھانے کے لئے) یکساں ہی ہونے چاہئیں۔ تمہارا من یعنی سنکلپ و کلپ (ارادہ و تامل) کرنے والا دل بھی یکساں یعنی باہم متفق رہنے کا عادی ہو (سنکلپ خواہش یا ارادہ اور وکلپ نفرت یا تامل کو کہتے ہیں۔ اسلئے ہمیشہ اچھے گنوں کی خواہش اور بُرے گنوں سے نفرت رکھنی چاہیئے) تمہارا چت یعنی اگلی اور پچھلی باتوں کو یاد رکھنے والی قوت حافظہ اور دھرم اور ایشور کی یاد اور فکر بھی یکساں ہو۔ یعنی تمام جانداروں کے دُکھوں کو دور کرنے اور اپنی آتما کی طرح سب کو سُکھ پہنچانے کے لئے بخوبی سعی و کوشش کرنی چاہیئے۔ تم کو باہمی راحت اور بہتری اور فائدہ کے لئے تمام طاقتیں مجتمع کرنی چاہئیں۔ میں ایشور اُن لوگوں پر جو تمام جیوؤں کے ساتھ اپنی آتما کی مثال برتاؤ کرتے ہیں اور جو دوسروں کی بھلائی کرنے والے اور سب کو سُکھ دینے والے ہیں اپنی نظر رحمت رکھتا ہوں اور تم کو پہلے بیان کئے ہوئے یا آگے ذکر ہونیوالے دھرم کو بتاتا ہوں تم سب کو اُس پر عمل کرنا چاہیئے تاکہ تمہارے درمیان کبھی حق کا زوال اور ناحق کا عروج نہ ہو۔ تمہیں ستیہ یعنی ہر قسم کا لین دین سچائی کے ساتھ کرنا چاہیئے۔ میں تم کو یکساں وسیع لین دین وغیرہ دھرم میں ہدایت کرتا ہوں اسلئے تم کو میرا بتایا ہوا دھرم ماننا چاہیئے اور اُس کے خلاف ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔"

{رگ وید اشٹک ۸ ادھیائے ۸۔ ورگ ۴۹۔ منتر ۳}

تمام قوت نیک کاموں میں لگانی چاہیئے۔

"اے انسانو! جس قدر تمہاری طاقت ہے اُس کو اتفاق کے ساتھ دھرم کے کام میں لگاؤ اور ہمیشہ سب کے سُکھ کو بڑھاؤ۔ تمہاری آکوتی یعنی قوت و حوصلہ و طریقہ راست شعاری بھی سب کی بھلائی کے لئے اور سب لوگوں کو سُکھ دینے والا ہو۔ تم کو ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ میرا یہہ ہدایت کیا ہوا دھرم زوال نہ پاوے۔ تمہارے فعل دلی محبت پیدا کرنے والے اور ہمیشہ خصومت و دشمنی سے پاک یکساں اور متفق ہوں۔ تمہارا من یکساں و برابر ہو (من (دل) کی تعریف میں شت پتھ برہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۴ کا حوالہ نیچے درج کیا جاتا ہے۔ پہلے دل سے حق و ناحق کی تمیز کرکے پھر کسی بات پر عمل کرنا چاہیئے۔ من کی دس قوتیں ہیں۔ کام یعنی نیک گنوں کی

ویدوں کے مطابق دھرم کا بیان

ایشور ہدایت کرتا ہے کہ :-

اتفاق علمی گفتگو بحث و جلسے۔

"اے انسانو! تم میرے بتائے ہوئے پُر انصاف و بے تعصب راستی کی صفت سے موصوف دھرم پر چلو اور ہمیشہ اُس پر قائم رہو اور اُس کے حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی مخالفت کو چھوڑ کر آپس میں ملو تاکہ تمہارے درمیان اعلیٰ درجہ کا سکھ ہمیشہ ترقی پاوے اور تمام دُکھ مٹ جائیں۔ تم آپس میں مل کر حجت تکرار اور مخالفانہ بحث کو چھوڑ کر باہم محبت کے ساتھ بطریق سوال و جواب گفتگو کرو تاکہ تمہارے درمیان سچے علوم اور عمدہ صفات بخوبی ترقی پاویں۔ اور تم صاحب علم و معرفت بن جاؤ۔ تم ہمیشہ ایسی لگاتار سعی و کوشش کرو کہ جس سے تمہارے دل علم کے نور سے روشن اور آنند سے بھرپور رہوں۔ تم کو دھرم ہی پر عمل کرنا چاہیئے۔ اَدھرم اختیار نہیں کرنا چاہیئے (یہاں نظیر دیتے ہیں) جس طرح زمانہ قدیم کے دیو یعنی صاحب علم و معرفت راستی شعار طرفداری و تعصب سے خالی۔ عالم اور ایشور اور دھرم کے حکم کو عزیز جاننے والے تمہارے بزرگ تمام علوم سے ماہر اور لائق و فائق گذر چکے ہیں۔ مجھ بھاگ یعنی بھجن (اطاعت یا عبادت) کرنیکے لایق قادر مطلق وغیرہ صفات سے موصوف ایشور کے حکم کی تعمیل یا میرے بتائے ہوئے دھرم پر عمل کرتے رہے ہیں۔ اُسی طرح تم بھی اُسی دھرم کے پابند رہو تاکہ وید میں بتائے ہوئے دھرم کا تم کو بلا شک و شبہ علم ہو جاوے"۔ {رگ وید اشٹک ۸۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۹۔ منتر ۲}

اتفاق رائے اتحاد و محبت

"اے انسانو! تمہارا منتر (بچار یا مشورہ) سب کی بھلائی کرنے والا یکساں و متفق یعنی باہمی مخالفت سے آزاد ہو (جس میں یا جس کی معرفت ایشور سے لیکر مٹی تک تمام ظاہر و مخفی قوا اور صفات اور اشیاء کا بیان کیا جاتا ہے یا علم ہوتا ہے۔ اُس کو منتر یا وچار کہتے ہیں۔ مثلاً راجہ کے وزیر کو منتری اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ حق و ناحق کی تمیز کرنے والا ہوتا ہے گویا یہاں بھی منتر سے واقعی علم کا نتیجہ مراد ہے) جب کسی زیر بحث یا تصفیہ طلب معاملہ پر بہت سے آدمی ملکر وچار یا غور کریں تو اُس وقت اگرچہ سبھاسدوں (اہالیان مجلس) کی رائے جُدا جُدا ہوتا ہم سب کی رائے کا لُبّ لُباب لیکر جو بات سب کی بہتری اور رفاہ عام کی معلوم ہو یا جو رائے سچی و صائب ثابت ہو اُس کو منتخب یا جمع کرکے ہمیشہ اُسی پر عمل کرنا چاہیئے تاکہ عوام الناس میں ہمیشہ اعلےٰ درجہ کا سکھ

اِن منتروں سے معلوم ہوتا ہے کہ پرمیشور ایک ہی ہے۔ کیونکہ دو کے عدد سے لے کر دس تک نو بار نفی کا لفظ آنے سے ایشور کا ایک ہی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور چونکہ اُس ایک ایشور کے سوائے کسی دوسرے ایشور کی ویدوں میں سراسر تردید کی ہے۔ اسلئے اُسے چھوڑ کر کسی دوسرے کی اُپاسنا (عبادت) کرنی سخت ممنوع ہے۔ چونکہ وہ ایشور سب کے اندر موجود اور سب کا منتظم ہے اِسلئے وہ غیر ذی شعور (جڑ) و ذی شعور (چیتن) دونوں قسم کی کائنات کو دیکھتا اور جانتا ہے مگر اُس کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ کیونکہ وہ محسوس نہیں ہو سکتا۔

"ایشور جو تمام دُنیا پر محیط ہے بالیقین سب جگہ حاضر و ناظر اور موجود ہے۔ کیونکہ دُیا یک (محیط) اور دُیا بَیہ (مُحاط) دونوں کا تعلق اِتصالی ہوتا ہے۔ وہ ایشور حلیم مطلق ہے یعنی سب کی سہتا ہے اسلئے اُس کو سَہہ کہتے ہیں۔ وہ ایشور ایک ہی ہے۔" {اتھروید کانڈ ۱۳۔ انوواک ۴۔ منتر ۲۰}

کوئی دوسرا ایشور اُس سے بڑا یا اُس کے برابر نہیں ہے۔ لفظ ایک سے تین نکات پیدا ہوتے ہیں یعنی اس ایشور کے علاوہ کوئی دوسرا سَجاتیَہ (ہمجنس)۔ وِجاتیَہ (غیر ہمجنس) ایشور نہیں ہے۔ اور نہ اُس میں سوگت بھید (اندرونی تقسیم اعضا وغیرہ) ہے اسلئے دوسرے ایشور کی قطعی تردید کی گئی ہے ایشور اکیلا ہی ہے اسلئے اُس کو (منتر میں) ایک وِرت (واحد مطلق) کہا گیا ہے۔ وہ علیم مطلق اپنی ذات سے واحد دیکھتا ہے۔ وہ کسی کی مدد کا خواہاں نہیں۔ وہی اس دُنیا کو بناتا اور اُسے قائم رکھتا ہے۔ اور قادرِ مطلق وغیرہ اُس کی صفات ہیں۔

"اُس قادرِ مطلق پرماتما میں مذکورہ بالا وسُو وغیرہ تمام دیوتا قائم ہیں یعنی اُن سب کا اُسی کی ذاتِ واحد پر قیام ہے۔ پرلے (فناء عالم) کے بعد بھی وہ سب دیوتا حالتِ علت کے اندر محض اُس کی قدرت سے قائم رہتے ہیں۔" {اتھروید کانڈ ۱۳۔ انوواک ۴۔ منتر ۱}

ویدوں میں اس قسم کے اور بھی منتر ہیں جن میں برہم ودیا کو بیان کیا ہے۔ مثلاً یجروید کے چالیسویں ادھیائے کا آٹھواں منتر سپریگا چھکم۔ مکایم الخ ہے۔ یہاں اُن کو کتاب کے بڑھ جانے کے خوف سے نہیں لکھتے۔ مگر جہاں ایسے منتر ویدوں میں آئینگے۔ بھاشیہ (تفسیر) کرنے کے وقت اُن کا ترجمہ وہیں کر دیا جائیگا۔

برہم ودیا کا مضمون ختم ہوا

برہم ودیا (علم الٰہی) کا بیان

سوال۔ ویدوں میں تمام علوم ہیں یا نہیں؟

ویدوں میں تمام علوم ہیں اور اُن میں علم الٰہی مقدم ہے

جواب۔ اصول کے طور پر (مُول اُدیش سے) تمام علوم ہیں۔ اُن میں سے اوّل برہم ودیا جو سب سے مقدم ہے اختصار کے ساتھ بیان کی جاتی ہے۔

"ہم اُس پرمیشور کو جو تمام دُنیا کا بنانے والا ساکن و متحرک کائنات کا مالک اور عقل کو روشن و منور کرنے والا ہے۔ اپنی حفاظت کے لئے مدعو کرتے ہیں۔ وہ سب کو قوّت عطا کرنے والا اور ہمارا سہارا ہے۔ اے پرمیشور! آپ ودیا (علم) اور دولت و حشمت وغیرہ کو بڑھانیوالے ہیں۔ آپ اپنی عنایت سے ہماری حفاظت اور پرورش کیجئے" {رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۱۵۔ منتر ۵}

نیز دیکھو رگ وید اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۱۷۔ منتر ۸۔ جسکا ترجمہ مضامینِ وید کی بحث میں زیر مضمون وِگیان کانڈ (صفحہ ۲۹ پر) کیا گیا ہے۔

"جو جیو (انسان) اُس آکاش وغیرہ بھوتوں (عناصر) اور سورج وغیرہ لوک (اجرام) اور مشرق وغیرہ سمتوں اور شمال مشرق وغیرہ درمیانی سمتوں میں اور الغرض ہر جگہ محیط و موجود علیم کل پرمیشور کا جو اپنی قُدرت (سامرتھ) کا بھی آتما اور ابتدائی عناصر لطیف کو پیدا کرنے والا علین راحت و علین نجات (موکش سُوروپ) ہے۔ اپنے آتما کی تمام قوت اور اَنتہ کرن سے بذریعہ دھیان قرب حاصل کرتا اور اُس کو جان لیتا ہے وہی ٹھیک ٹھیک اُس پرمیشور کو پاکر موکش (نجات) کے سُکھ کو بھوگتا ہے"

{یجُر وید۔ ادھیائے ۳۲۔ منتر ۱۱}

"جو سب سے بڑا اور سب کا پُوج (معبود) اور تمام کائنات میں سمایا ہوا علیم کُل۔ اَنتر کش کا قایم رکھنے والا اور پُرَے یعنی تمام ذروں سے مل کر بنی ہوئی دُنیا کے حالت علت میں چلے جانے کے بعد بھی قائم رہتا ہے اُسی کو برہم جاننا چاہیئے۔ وَسُو وغیرہ تمام ۳۳ دیوتا اُس برہم کے سہارے اس طرح قائم ہیں جس طرح درخت کے تنہ میں ہر طرف کنڑ سے پھیلی ہوئی شاخیں بیشمار لگی رہتی ہیں"

{اتھروید کانڈ ۱۰۔ پریاٹھک ۲۳۔ انوواک ۴۔ منتر ۳۸}

ویدوں کی وحدانیت

"اُس پرمیشور کے علاوہ کوئی بھی دوسرا تیسرا چوتھا۔ پانچواں۔ چھٹا۔ ساتواں۔ آٹھواں۔ نواں یا دسواں ایشور نہیں ہے"۔ {اتھروید کانڈ ۱۳۔ انوواک ۴۔ منتر ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸}

ol علم یا ضی میں کل دس ہندسے ہیں باقی تمام اعداد انہی سے بن جاتے ہیں اسلئے ان منتروں میں دو سے دس تک تعداد کرنے سے سوائے ایک کے باقی تمام عدد

ادھیائے ۴۔ پاد ۳۔ سوتر ۱۰۵ میں وید اور برہمن کو جدا جدا مان کر ہی قواعد بنائے ہیں۔ چنانچہ آخری سوتر مذکورہ بالا کا یہ منشاء ہے کہ "پران یعنی قدیم برہما وغیرہ رشیوں کے بنائے ہوئے۔ براہمن وکلپ کی کتابیں وید کے ویاکھیان (شرحیں) ہیں"۔ اسلئے پران اور اتہاس انہی کتابوں کا نام ہے۔ اگر چھند اور براہمن دونوں کا نام وید ہوتا تو (اشٹادھیائی کے) ادھیائے ۲۔ پاد ۳۔ سوتر ۶۲ میں یہ کہنا کہ "چھندوں میں ایسا ہوتا ہے"۔ فضول تھا کیونکہ اس سوتر سے ایک سوتر اوپر یعنی ساٹھویں سوتر میں ہی کہہ چکے ہیں کہ براہمن میں ایسا ہوتا ہے (یعنی جبکہ ۶۲ ویں سوتر میں چھند کیلئے خاص قاعدہ موضوع کیا اور ۶۰ ویں سوتر میں براہمن کیلئے خاص قاعدہ بتلایا تو اس سے چھند اور براہمن دو مختلف کتابیں ہونا صاف ثابت ہے) اس سے معلوم اور ثابت ہوا کہ براہمنوں کا نام وید نہیں ہے۔

برہم براہمنوں[1] کا نام ہے مثلاً لکھا ہے کہ

لفظ براہمن کی تشریح

"برہم سے براہمن اور راجنیہ سے کشتری مراد ہے" (شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۱)

"برہمن اور براہمن دونوں مترادف الفاظ ہیں" (دیاکرن مہابھاشیہ ادھیائے ۵ پاد ۴ آہنک ۱)

اسلئے چاروں ویدوں کے جاننے والے برہم یعنی براہمن مہرشیوں نے جو ویدوں کا ویاکھیان (شرح) کیا ہے وہی براہمن ہیں۔ ممکن ہے کہ کاتیائن نے براہمنوں اور وید کا باہمی گہرا تعلق سمجھ کر بطور سہچار[2] پادھی براہمنوں کا نام وید مانا ہو مگر یہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ خود انہوں نے ایسا نہیں کہا اور چونکہ کسی رشی نے بھی ایسا نہیں مانا ہے اسلئے براہمنوں کا نام ہرگز وید نہیں ہو سکتا۔ الغرض بہت سے حوالے موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ منتروں ہی کا نام وید ہے۔ براہمنوں کا نہیں۔

سوال۔ براہمنوں کی وید کے برابر سند ماننی چاہیئے یا نہیں؟

براہمن کی سند تصدیق وید کی محتاج ہے

جواب۔ اُن کی ویدوں کے برابر سند ماننا مناسب نہیں ہے کیونکہ وہ ایشور کے بنائے ہوئے نہیں ہیں۔ البتہ جہاں تک ویدوں کے مطابق ہیں وہاں تک سند ماننا واجب ہے۔ اسلئے اُن کو سند کے لئے محتاج بالغیر (پرتہ پرمان) ماننا مناسب ہے۔

اصطلاح وید کی بحث ختم ہوئی

[1] یہاں ورن سے مراد ہے۔ مترجم

[2] سہچار پادھی سے دو اشیاء کا ایک وقت میں ہونا مراد ہے۔ اسطرح کہ دونو باہم لازم و ملزوم ہوں مثلاً جہاں آگ ہوتی ہے۔ وہاں دھواں ہوتا ہے۔ اس مثال میں آگ اور دھوئیں کا سہچار ہے۔ مترجم۔

"پرمان چار ہی نہیں ہیں کیونکہ اتیہیہ۔ ارتھاپتی۔ سمبھو اور ابھاو بھی پرمان ہیں۔
اتیہیہ اُسے کہتے ہیں کہ جو بات مشہور چلی آتی ہو۔ یعنی جس کے راوی کا پتہ نہ ہو مگر یکے بعد دیگر سلسلہ وار یہہ روایت چلی آتی ہو کہ ایسا کہا گیا تھا" {شرح واتسیاین سوتر بالا پر}
اس پرمان سے بھی اِتہاس وغیرہ نام براہمنوں ہی کے ہو سکتے ہیں نہ کہ کسی اور کے۔

براہمنوں میں وید منتروں کی شرح ہے

اس بارہ میں یہ بھی دلیل ہے کہ براہمن وید کے ویاکھیان (شرح) ہیں۔ اس لئے اُن کا نام وید نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ منتروں کا حوالہ دے کر براہمنوں میں ویدوں کی شرح کی گئی ہے۔ مثلاً شپتھ براہمن کانڈ ۱۔ ادھیائے ۲ میں (یجروید کے سب سے پہلے منتر کے چند الفاظ) بطور حوالہ اس طرح لکھے ہیں۔ ایشے تورجے توا (اِتی = الخ)۔
اِسکے متعلق مہابھاشیہ کے مصنف کی بھی یہی رائے ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ
"(سوال) (اس ویاکرن یعنی صرف ونحو کی کتاب میں) کن الفاظ کی تعریف کی گئی ہے؟
(جواب) لوکک (عام زبان) کے اور ویدک (وید سے خصوصیت رکھنے والے) الفاظ کی۔

پنجل اور پانی منی براہمنوں کو وید سے جدا مانتے ہیں۔

اِن میں سے لوکک الفاظ حسب ذیل ہیں:۔ گئو (گائے)۔ اشو (گھوڑا)۔ پرش (انسان)۔ ہستی (ہاتھی) شکنی (پرند) مرگ (ہرن)۔ براہمن وغیرہ وغیرہ۔
اور ویدک الفاظ حسب ذیل ہیں [۱]
شنو دیوی رَبھشٹیہ۔ الخ۔ ایشے تورجے توا۔ الخ [۲] اگنی میلے پروہتم۔ الخ [۳] اگن آیاہی ویتیے الخ [۴] وغیرہ"
اگر براہمنوں کا نام بھی وید ہوتا تو اُن کی بھی کوئی مثال دیجاتی۔ اسلئے مہابھاشیہ کے مصنف نے صرف منتر سنہتا کا نام ویدمان کر ویدک الفاظ کی مثال میں وید کے پہلے پہلے منتروں کے ٹکڑے لکھے ہیں اور لوکک الفاظ کی مثال میں جو گائے۔ گھوڑا وغیرہ الفاظ لکھے ہیں وہ براہمن وغیرہ کتابوں ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ اس قسم کے الفاظ اور عبارتیں انہی کتابوں میں پائی جاتی ہے۔
اِسی طرح پانی منی نے اشٹادھیائی ادھیائے ۲۔ پاد ۳۔ سوتر ۶۰ و ادھیائے ۲۔ پاد ۳۔ سوتر ۶۲ ۔ و

[۱] اتھروید کے پہلے منتر کے شروع کے الفاظ ہیں۔ مترجم
[۲] یجروید کے سب سے پہلے منتر کا ٹکڑا ہے۔ مترجم
[۳] رگ وید کے سب سے اول منتر کے ابتدائی الفاظ ہیں۔ مترجم
[۴] سام وید کے شروع کے منتر کے پہلے الفاظ ہیں۔ مترجم

اُس کے اجر کی تعریف کرنے سے شُردّھا (عقیدت) پیدا ہو جاتی ہے اور اجر یا انعام کو سُن کر انسان اُس کام میں تندہی سے مشغول ہوتا ہے۔ مثلاً سب (اندریوں یعنی حواس وغیرہ) کو مغلوب کرنے والے دیوتاؤں (عالموں) نے سب کو جیت لیا۔ ایسا کرنے سے ہی سب مرادیں حاصل اور سب پر فتح نصیب ہوتی ہے۔ یعنی جو ایسا کرتا ہے وہ سب پر فتح پاتا ہے۔ وغیرہ

(۲) بُرے کام کے بدنتیجے کو اس نیت سے بیان کرنا کہ انسان اُس سے باز آئیں اور بدی کے راستے پر نہ چلیں نِندا کہلاتا ہے۔ مثلاً تمام یگیوں میں جیوتشٹوم یگیہ مقدم ہے۔ جو شخص اس یگیہ کو نہ کر کے دوسری یگیہ کو کرتا ہے وہ گڑھے میں گرتا ہے اور زوال پاتا ہے وغیرہ۔

(۳) دوسرے شخص کی نظیر بیان کر کے نقصان (وفواید) کو جتلانا پُرکرتی کہلاتا ہے۔ مثلاً بعض ہون کر کے سُروے سے چکنائی کو پانی کے برتن میں اُتارتے جاتے ہیں۔ اور بعض گھی کا قطرہ ڈھلکا دیتے ہیں۔ مگر چرک ادھوریو (علم طب کے مشہور عالم چرک رشی کی ہدایت کے مطابق یگیہ کرنے والے) ہمیشہ پانی میں گھی کا قطرہ ہی گراتے ہیں۔ کیونکہ اُن کا قول ہے کہ گھی کے قطرے آگ کا پران (نفس) ہوتے ہیں۔

(۴) تواریخی مثال کو نظیراً بیان کرنا پُراکلپ کہلاتا ہے۔ مثلاً چونکہ برہمن لوگ ہمیشہ ہون کرتے ہوئے سام وید کے منتروں سے (ایشور کی) سُتُتی (حمد وثنا) کرتے رہے ہیں۔ اسلئے ہمیں بھی اِس یگیہ کو کرنا چاہیئے۔" {شرح واتسیاین سُوتر مندرجہ بالا پر}

پرکرتی اور پُراکلپ کو اَرتھ واد میں اس وجہ سے شامل کیا گیا ہے کہ سُتُتی سے کسی چیز کے نتیجہ نیک یا فواید اور نِندا سے نتیجۂ بد یا نقصان کو بیان کرنے اور دوسروں کی نظیر دینے سے بات کی تشریح ہو جاتی ہے۔ اسلئے دوسروں کے تجربہ سے نصیحت (پرکرتی) اور پرانی نظیر سے عبرت (پُراکلپ) بمنزلہ اَرتھ واد ہیں۔

۳۔ "جس بات کی وِدھی (ہدایت) کی گئی ہو اُس کو مکرر بیان کرنا انوواد کہلاتا ہے۔"

{نیائے درشن ادھیائے ۲۔ آہنک ۱۔ سوتر ۶۴}

"وِدھی (ہدایت) کو دوبارہ بیان کرنا اور اُس ہدایت کے منشاء کو دوہرانا دونوں انوواد ہیں پہلے کا نام شبد انوواد اور دوسرے کو اَرتھ انوواد کہتے ہیں"۔ {شرح واتسیاین سُوتر مذکورہ بالا تر}

"ایتیہیہ۔ اَرتھاپتی۔ سَمبھوَ اور اَبھاؤ بھی پرمان (دلائل) ہیں اسلئے چار ہی (پرمان) نہیں ہیں"۔ {نیائے درشن ادھیائے ۲۔ آہنک ۲۔ سُوتر ۲}

"جس میں انسان کی تعریف کی گئی ہو یا جس کی انسان تعریف کریں اُس کو نارشنسی کہتے ہیں"

{ نرکت ادھیائے ۸- کھنڈ ۶ }

اِسلئے برَاہمن اور نِرکت وغیرہ کتابوں میں جو کتھائیں (کہانیاں) آتی ہیں اُن کو نارشنسی سمجھنا چاہیئے نہ کہ اُن کے علاوہ کسی اور چیز کو۔

اِن موقعوں پر یہ معلوم رہے کہ برَاہمن اصلی شے یا کتاب (سنگیا یہ موسوم) اور اِتہاس وغیرہ اُس کے نام (سنگیا = اسم یا اصطلاح) ہیں یعنی برَاہمنوں ہی کو اِتہاس۔ پُران۔ کلپ۔ گاتھا اور نارشنسی سمجھنا چاہیئے۔

اِسکے متعلق اور بھی حوالے ہیں۔

"واکیہ (مضمون یا کلام) کی تقسیم یا ترتیب کے لحاظ سے (کسی بات کو مکرر کہنے میں عیب نہیں ہے)"

{ نیائے درشن ادھیائے ۲- آہنک ۱- سوتر ۶۰ }

"براہمنوں میں لوکِک (عام زبان سے تعلق رکھنے والے) الفاظ ہیں نہ کہ ویدک (وید سے خصوصیت رکھنے والے) اور اُن میں تین قسم کی تقسیم پائی جاتی ہے"

{ واتسیاین رشی کی شرح سوتر مندرجہ بالا پر }

"ودھی۔ ارتھ واد۔ اور انوواد۔ کلام یا مضمون کی یہ تین قسمیں ہیں"

{ نیائے درشن۔ ادھیائے ۲- آہنک ۱- سوتر ۶۱ }

"برَاہمنوں کا مضمون تین قسم کا ہوتا ہے (۱) ودھی وچن (حکم یا ہدایت) (۲) ارتھ واد وچن (تشریح کلام یا مضمون) (۳) انوواد وچن (تکرار بیان بالفاظ دیگر)"

{ واتسیاین رشی کی شرح سوتر مندرجہ بالا پر }

۱- "ودھی ودھان (ہدایت یا حکم) کو کہتے ہیں"۔ { نیائے درشن ادھیائے ۲- آہنک ۱- سوتر ۶۲ }

"جس میں ہدایت حکم یا تحریک پائی جائے اُسے ودھی کہتے ہیں۔ گویا ودھی کسی امر کی تدبیر صائب یا ہدایت العمل کا نام ہے مثلاً جسے سکھ کی خواہش ہو وہ اگنی ہوتر کرے۔ برَاہمن کا یہ قول بمنزلہ ودھی ہے"

{ واتسیاین کی شرح سوتر مندرجہ بالا پر }

۲- "ارتھ واد۔ ستتی (فائدے بیان کرنا) نندا (نقصان بیان کرنا) پرکرتی (نظیر) اور پُراکلپ (تاریخی مثال) کو کہتے ہیں"۔ { نیائے درشن۔ ادھیائے ۲- سوتر ۶۳ }

(۱) ودھی (ہدایت یا حکم) کے نتیجے یا اجر کو بیان کرنا ستتی کہلاتا ہے۔ جس کام کی ہدایت کیجاوے

پُران۔ اتہاس وغیرہ براہمن ہیں۔ نہ کہ بھاگوت وغیرہ

شری مد بھاگوت وغیرہ کا۔ وجہ یہ ہے کہ براہمنوں میں اتہاس موجود ہیں۔ مثلاً ایسا لکھا ہے کہ "ایکا ردیو (عالموں) اور اسروں (جاہلوں) میں لڑائی ہوئی تھی"۔ اور مندرجہ ذیل مقامات پر دنیا کی ابتدا کا ذکر پایا جاتا ہے۔

۱۔ "اے عزیز! وہ پرمیشور اس دنیا سے پیشتر موجود تھا۔ وہ اپنی ذات سے ایک اور بے عدیل تھا"

{چھاندوگیہ[1] اُپ نشد پر پاٹھک ۱}

۲۔ "اس (کائنات) سے پہلے صرف ایک آتما (پرمیشور) ہی تھا اور کوئی دوسری (قابل تمیز) چیز نہ تھی"

{ایتریہ[2] آرنیک اُپ نشد ادھیائے ۱۔ کھنڈ ۱}

۳۔ "اس سے پیشتر محیط کُل پرمیشور ہی تھا"۔ {شت پتھ براہمن کانڈ ۱۱۔ ادھیائے ۱}

۴۔ "اس سے پہلے یہ (کائنات) کچھ بھی (قابل بیان یا قابل تمیز) نہ تھی"۔

{شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۴۔ براہمن ۴۔ کنڈکا ۴}

اس قسم کا جس قدر مضمون براہمنوں کے اندر پایا جاتا ہے اُس کو پُران سمجھنا چاہیئے منتر کے معنی اور نفس مضمون (سامگری) کو بیان کرنیکا نام کلپ ہے۔ مثلاً

"ایشے تورجے توا" الخ بارش کے لئے کہا گیا ہے۔ کیونکہ جب یہ کہتے ہیں کہ ایشے تو ا اورجے تو ا۔ تو اس سے یہ مُراد ہوتی ہے کہ جو بارش سے اناج پیدا ہوتا ہے وہ اس منتر کا نفس مضمون ہے۔ سوِتا دیوتاؤں کے پیدا کرنے والے کو کہتے ہیں یعنی ایشور سب مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے"۔

{شت پتھ براہمن کانڈ ۱۔ ادھیائے ۷}

یہ کلپ کی مثال ہوئی۔

گاتھا اُسے کہتے ہیں کہ جو سوال و جواب کی صورت میں گفتگو ہو۔ مثلاً شتپتھ براہمن میں یاگنیہ ولکیہ اور جنک کی باہمی گفتگو اور گارگی۔ میتریئی وغیرہ کے سوال و جواب پائے جاتے ہیں۔

نارا شنسی کی بابت یاسک آچاریہ یوں فرماتے ہیں کہ:۔

---

[1] یہ اُپنشد سام وید کے براہمن کا ایک جزو ہے۔ سام وید کے براہمن میں جس کو چھاندوگیہ براہمن بھی کہتے ہیں۔ دس پرپاٹھک ہیں۔ اُن میں سے پہلے دو پرپاٹھکوں کا نام چھاندوگیہ منتر براہمن مشہور ہے اور باقی ۸ پرپاٹھک چھاندوگیہ اُپ نشد کے نام سے مشہور ہیں۔ مترجم

[2] ایتریہ براہمن رگوید سے تعلق ہے۔ اس کے دوسرے آرنیک کے چوتھے اور چھٹے ادھیایہ کا نام ایتریہ اُپنشد ہے مگر اُپنشد کی صورت میں اسکی تین ادھیایوں پر تقسیم کی جاتی ہے اور پہلے ادھیایہ کو ۳ کھنڈوں پر تقسیم کیا جاتا ہے باقی دو ادھیایوں میں کوئی کھنڈ نہیں ہوتا ہے

(۲) کشیپ کورم کو کہتے ہیں اور کورم پران کا نام ہے" (شتپتھ برہمن کانڈ ۷۔ ادھیائے ۵)
اسلئے کورم[1] اور کشیپ دونوں پران کے مترادف ہیں کیونکہ پران جسم کی ناف میں شکل کورم (کچھوا) قائم ہے۔ اس منتر میں ایشور سے پرارتھنا (استدعا) کی گئی ہے کہ
"اے جگدیشور! آپ کی عنایت سے ہماری آنکھوں (جمدگنی) اور پران (کشیپ) کی تگنی یعنی تین سو برس کی عمر ہو (یہاں آنکھ تمثیلاً لی گئی ہے۔ گویا مراد یہ ہے کہ ہماری آنکھ وغیرہ اندریاں اور قوا احساس اور پران اور من وغیرہ تین سو برس تک تندرست قائم رہیں) اس منتر میں لفظ "دیو" آیا ہے۔ اس کی نسبت شتپتھ برہمن کانڈ ۳۔ ادھیائے ۷ میں لکھا ہے کہ "دیو ودوان (عالم) کو کہتے ہیں" اسلئے لفظ "دیو" کے معنی عالم ہیں) جس طرح عالم اپنے علم و فضل کے وسیلہ سے تگنی عمر پاتے ہیں اسی طرح ہماری عمر بھی اندریوں اور من کی صحت اور سکھ کے ساتھ تگنی ہو تاکہ ہم سکھ کے ساتھ اس قدر عمر کو بھوگیں"

اس منتر سے ایک اور اپدیش (سبق) بھی حاصل ہوتا ہے یعنی اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر برہمچرج وغیرہ عمدہ اصول کی پابندی کی جائے تو انسان کی عمر (عمر طبعی یا سو برس سے) تگنے تک بڑھ سکتی ہے

ویدوں میں کہانیاں نہیں

اب اس تمام بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ جمدگنی وغیرہ الفاظ ویدوں میں بامعنی الفاظ ہیں یعنی وہ ضرور کچھ نہ کچھ معنی رکھتے ہیں پس منتر سنہتا میں اتہاس (تواریخی سوانح) کا نام و نشان بھی نہیں ہے اور سائنا چاریہ وغیرہ نے جو وید پرکاش[2] وغیرہ کتابوں میں جہاں تہاں اتہاس بیان کئے ہیں وہ محض غلطی پر مبنی ہیں۔

یہ بھی یقین رکھنا چاہیئے کہ پران اور اتہاس وغیرہ نام براہمنوں کے ہیں نہ کہ برہم ویورت اور شریمد بھاگوت وغیرہ کے۔

سوال۔ برہم یگیہ ودھان کے سلسلہ میں کہیں کہیں براہمنوں اور سوتروں کے اندر ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں کہ یہ براہمنی اتہاسان پرانی کلپان گاتھا نارشنسی اور ان کی بنیاد اتھروید میں بھی پائی جاتی ہے (دیکھو اتھروید کانڈ ۱۵۔ پرپاٹھک ۳۰۔ انوواک ۱۔ منتر ۴) اسلئے براہمنوں سے علاوہ بھاگوت وغیرہ کتابوں کی اتہاس وغیرہ اصطلاح کیوں نہیں مانتے؟

جواب۔ ایسا مت کہئے۔ کیونکہ ان حوالوں سے براہمنوں ہی کا نام اتہاس وغیرہ پایا جاتا ہے نہ کہ

[1] کورم ایک پران کا نام بھی ہے جیسا کہ بیشتر پرانوں کی تشریح میں ۴۴ صفحہ پر لکھا گیا ہے۔ مترجم
[2] وید پرکاش۔ سائنا چاریہ کے بنائے ہوئے ویدوں کے بھاشیہ (تفسیر) کا نام ہے۔ مترجم

اصطلاح "وید" پر بحث

سوال۔ وید کن کا نام ہے؟

جواب۔ منتر سنہتا کا۔

وید صرف منتر سنہتا کا نام ہے براہمنوں کا نہیں

سوال۔ کاتیاین رشی کا قول ہے کہ منتر اور براہمن دونوں کا نام وید ہے تو اس صورت میں براہمن بھی ویدوں میں کیوں نہیں مانتے؟

جواب۔ ایسا نہیں کہنا چاہئے۔ کیونکہ براہمنوں کا نام وید نہیں ہو سکتا۔ اس میں حسب ذیل دلیلیں ہیں:۔

(۱) براہمنوں کا نام پران اور اتہاس ہے۔

(۲) وہ وید کے ویاکھیان (شرح) ہیں۔

(۳) اُن کے مصنف رشی ہیں۔

(۴) وہ ایشور کے بنائے ہوئے نہیں ہیں۔

(۵) سوائے ایک کاتیاین رشی کے اور کسی رشی نے اُن کو وید کے نام میں شامل نہیں مانا۔

(۶) اُن کی تحریر انسانی عقل کی صنعت کا نشان دیتی ہے۔

(۷) جس طرح براہمنوں میں انسانوں کے دُنیوی اتہاس (سوانح) نام سمیت پائے جاتے ہیں۔ منتر سنہتاؤں میں اُن کا نام و نشان بھی نہیں۔

سوال۔ یجُر وید وغیرہ میں۔ ترِیاَیشم جمدگنے کشیپسیہ الخ[1] وغیرہ ایسے منتر پائے جاتے ہیں جن میں رشیوں کے نام آتے ہیں۔ اسلئے بلحاظ اتہاس منتر اور براہمن یکساں نظر آتے ہیں۔ پھر آپ براہمنوں کو بھی اصطلاح وید میں شامل کیوں نہیں مانتے؟

جواب۔ ایسا شک مت کیجئے۔ یہاں جمدگنی اور کشیپ جسم والے انسانوں کے نام نہیں ہیں۔ چنانچہ اس بارہ میں حسب ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں:۔

(۱) "آنکھ کا نام جمدگنی رشی ہے۔ کیونکہ اُس سے دُنیا کا مشاہدہ اور منن (علم یا غور) کرتے ہیں۔ اسلئے آنکھ ہی جمدگنی رشی ہے" (شت پتھ براہمن کانڈ ۸۔ ادھیائے ۷)

[1] یجُر وید۔ ادھیائے ۳۔ منتر ۶۲۔ مترجم

"یہہ چھندہی دیوتا ہیں"۔ (شت پتھ براہمن کانڈ ۸۔ ادھیائے ۳ ؎

منتر مند صدر کے معنی "خلوت میں گفتگو کرنا" یا "راز مخفی کو بیان کرنا" ہیں۔ اس مصدر سے "ہلشچہ" سُوتر کے بموجب علامت "گھیں" घञ् ایزاد ہو کر لفظ منتر بنتا ہے جس میں مخفی مطالب کا بیان ہو اس کو منتر یعنی وید کہتے ہیں۔ وید کے اجزاء کا نام بھی منتر ہے۔ اور اس کے علاوہ منتر کے اور بھی کئی معنی ہیں مثلاً مصدر "منن" بمعنی علم ہونا سے اُنادی کوش پادہم سُوتر ۱۵۹ کے بموجب علامت "شٹرن" ایزاد کر کے لفظ منتر بن جاتا ہے جس کے ذریعہ سے یا جسمیں ہر انسان اشیا حقیقی کا علم حاصل کرتا ہے۔ اُسے منتر یا وید کہتے ہیں اور اُس کے اجزاء مثلاً اگنی میلے پروہتم الخ وغیرہ کا نام بھی منتر ہے۔

گائتری وغیرہ چھندوں (بحروں) والے منتروں کا نام جمیع مطالب کو عیاں و بیاں کرنے کی وجہ سے دیوتا بھی ہے۔ اسلئے چھند ہی دیو (یا منتر) ہیں۔ انہی چھندوں یعنی ویدوں اور وید منتروں سے[۵۲] جن میں تمام علوم اور صنائع (کرتیا) موجود ہیں۔ اس تمام کائنات یا صنعت کو اُس ایشور نے بنایا اور ترتیب دیا ہے۔ چونکہ چھندوں سے تمام علوم ظاہر و مخفی ٹھیک ٹھیک معلوم اور مفہوم ہوتے ہیں اسلئے چھند اور وید اور منن (بمعنی علم) سے مشتق ہونے کی وجہ سے منتر بھی باہم مترادف الفاظ ہیں۔ اسی طرح بقول منوسمرتی شرُتی بھی وید ہی کا نام سمجھنا چاہیئے اور بقول نرُکت نگم بھی ویدوں کا نام ہے اسلئے شرُتی۔ وید۔ منتر۔ نگم سب مترادف ہیں جس سے تمام علوم کو سُنتے آئے ہیں اُس کو شرُتی کہتے ہیں وہی وید ہے اور انہی کا نام منتر۔ علی ہذا جس میں تمام علوم کو پاتے یا جانتے یا اُن کو حاصل کرتے ہیں اُسے نگم یعنی وید سمجھنا چاہیئے۔

اسی طرح دیاکرن کے بموجب بھی چھند منتر اور نگم مترادف الفاظ ہیں (دیکھو اشٹادھیائی ادھیائے ۲ پاد ۴۔ سوتر ۸۰ و ادھیائے ۳۔ پاد ۴۔ سُوتر ۶۔ و ادھیائے ۶۔ پاد ۴۔ سُوتر ۹ ؎۔ اسلئے یہہ سمجھنا چاہیئے کہ چھند وغیرہ الفاظ کے مترادف ثابت ہونے پر جو شخص اُن میں فرق بتلاتا ہے۔ اُس کے قول کی سند نہیں ہو سکتی۔

مضامین وید کی بحث ختم ہوئی

۱؎ رگ وید کا پہلا منتر مترجم۔ ۲؎ یعنی اُن علمی اصول کے بموجب جو وید منتروں میں بیان کئے گئے ہیں۔ مترجم

پر اُس کی قدر و منزلت کرنے سے لوگوں میں اُنہ تھ پھیل جائیگا۔" {نرُکت ادھیائے ۳ - کھنڈ ۱۲}

رگ وید کے دوسرے منتر میں لفظ پُرو اور نوتن کی تشریح

"قدیم یعنی پہلے پیدا ہوئے رشیوں کا دلیلوں سے اور نیز نئے یعنی موجودہ لوگوں کا اور آئندہ ہونے والی نسلوں۔ الغرض تینوں زمانوں کے لوگوں کا ممدوح اگنی (پرمیشور) ہے۔" پس یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ اُس کے علاوہ اور کوئی شے کسی شخص کا ممدوح یا معبود نہیں ہے۔ اس منتر کا ترجمہ اس طرح کیا جاوے تو بالکل ٹھیک ہے اور اس سے ویدوں پر نئے ہونیکا الزام بھی نہیں آسکتا۔

اس کا دوسرا ترجمہ (یہ بھی ہوسکتا ہے)

"رشی سے پُران (انفاس) مُراد ہیں۔" {ایتریہ - براہمن پنچکا ۲ - کھنڈ کا ۴}

"پہلے زمانہ یا حالتِ علت میں موجود پُرانوں (انفاس) کے ذریعہ سے اور نئے یعنی حالتِ معلول میں وجود کے اندر موجود پرانوں سے بذریعہ سمادھی یوگ (مُراقبہ) کے سب عالموں کو اُس اگنی (پرمیشور) ہی کی اُپاسنا (عبادت) کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اُس سے اعلےٰ درجہ کی بہبودی حاصل ہوتی ہے۔"

ویدوں ہی کو چھند نگم منتر اور شُرتی بھی کہتے ہیں۔

اسی طرح چھند اور منتر کو دو حصہ بتانا بھی ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ چھند - وید - نگم - منتر - شُرتی - یہ سب مترادف الفاظ ہیں۔ ان میں سے چھند کے کئی معنی ہیں۔ مثلاً وید کی گائتری وغیرہ بحروں کا نام چھند ہے اور ویدوں کے علاوہ معمولی زبان میں آریہ وغیرہ کو بھی کہتے ہیں۔ کہیں آزادی یا آزادروی کا مترادف بھی آتا ہے۔ اس کی بابت یاسک آچاریہ فرماتے ہیں کہ "منتر منن (بمعنی سوچنا یا جاننا) اور چھند چھادن (بمعنی ڈھانپنا یا حفاظت کرنا) اور ستوم ستون (بمعنی تعریف کرنا) سے اور یجُر یجتی (بمعنی ملانا) سے بنتا ہے۔" {نرُکت ادھیائے ۷ - کھنڈ ۱۲} جہالت وغیرہ دُکھوں کو دور کرنے اور سُکھوں کو پھیلانے یا بڑھانے (اچھادن) سے ویدوں کا نام چھند ہے۔ اسکے علاوہ اُنادی کوش کا سُوتر ہے کہ

"चदि چدِ دھاتو (مصدر) سے آدیش (ایزادی علامت) کرکے اور च چ کو छ چھ ہوکر چھند بن جاتا ہے۔" {اُنادی کوش پاد ۴ - سوتر ۲۱۹}

چدِ चदि مصدر کے معنی خوش ہونا اور روشن ہونا ہیں۔ اس مصدر سے علامت "سُن" ایزاد ہوکر اور च چ کی جگہ छ چھ آجانے سے لفظ چھندس بن جاتا ہے۔ چونکہ ویدوں کو پڑھ کر انسان تمام علوم سے ماہر اور مسرور ہوتا ہے اور تمام مطالب سے آگاہ اور عالمِ کامل بن جاتا ہے۔ اسلئے ویدوں کو چھند کہتے ہیں۔ "چھند دیو (منتر) ہیں۔ اور یہ تمام کائنات چھندوں ہی سے قائم ہوئی ہے۔ شتپتھ براہمن کانڈ ۱ ادھیائے ۲

عالم بنکر دوسروں کو پڑھاتے ہیں اُن کو پُراچین (متقدمین) کہتے ہیں اور جو پڑھتے ہیں۔ وہ نوین (مُتاخرین) کہلاتے ہیں۔ اسلئے ان دونوں قسموں کے رشیوں کا ممدوح اگنی (پرمیشور) ہے"۔ یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں۔

اِس بارہ میں نِرُکت کا حوالہ بھی درج کیا جاتا ہے۔

منتروں کے سمجھنے کے لئے خوض و فکر اور [redacted]

"منتر کے جُملے یعنی پد (لفظ بامزادی علامات) شبد (لفظ)۔ اکشر (حرف) جو صفت و موصوف کے تعلق سے باہم ایک جگہ مِلے ہوئے یا جمع ہوتے ہیں۔ اُنکے معنی کا معلوم کرنا چِنتا (غور) کہلاتا ہے۔ انسان کو کامل علم کے لئے اس طرح دلیل (ترک) کرنی چاہئے کہ اس منتر کا مطلب کیا ہوگا؟ اس طرح سوچنے یا خوض کرنے کو اُوہا کہتے ہیں صرف منتر سُن کر یا محض دلیل (ترک) سے منتروں کے معنی کو بیان کر دینا کافی نہیں ہے۔ بلکہ ہمیشہ محل و موقع کے مناسب آگے اور پیچھے کے تعلق و ربط کو دیکھ کر معنی کرنے چاہئیں۔ ان منتروں کا اُن لوگوں کو جو رشی (یعنی منتر کے معنی کو باطن کی آنکھ سے دیکھنے والے) اور تپ (ریاضت یا محنت) کرنے والے نہیں ہیں اور نیز اَسُدھ (ناپاک) اَنتہ کرن (باطن) والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا جب تک انسان مقدم و مؤخر کو سمجھنے کی لیاقت حاصل نہ کرلے اور منتروں کے معنی کو اچھی طرح صاف نہ کر لیوے اور اپنے ہمجنسوں میں بلحاظ مہارت علوم قابل تعریف اور اعلیٰ درجہ کا عالم نہ ہو جاوے تب تک وہ اچھی طرح اُوہا یعنی خوض و فکر کے ساتھ عمدہ ترک (دلیل) سے وید کے معنی بیان نہیں کر سکتا اس موقع پر ایک اِتہاس (روائت) بیان کرتے ہیں کہ "زمانۂ قدیم میں ایک بار کچھ لوگ رشیوں یعنی منتروں کے مطالب کو ذہن نشین کئے ہوئے عالموں کے پاس گئے اور اُن عالموں سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ "ہم میں سے کون رشی بنیگا؟" رشیوں نے اس خیال سے کہ اُن کو سچ اور جھوٹ کی تمیز کے ذریعہ سے ویدوں کے مطالب سمجھنے کی لیاقت ہو جاوے اُنہیں ترک رشی (یعنی دلیل کرنیکا علم) عطا کیا اور کہا تمہارے درمیان دلیل ہی رشی (ہونیکا نشان) ہوگا۔ اب وہ ترک (دلیل) کیا شے ہے؟ منتروں کے معنی پر چِنتا (غور) اور اُوہا (خوض) کرنے کو جن کے ذریعہ سے منتروں کے مطالب کھُلتے ہیں دلیل کہتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو صاحب فکر و تمیز اور علم و ہنر سے ماہر انسان اُوہا (خوض) کرتا ہے اور وید کے معنی پر چِنتا (غور) کرتا ہے۔ اُسی پر آرش (یا کھیان یعنی رشیوں کی کی ہوئی تفسیر وید کا منشا عیاں روشن ہوتا ہے مگر کم علم اور کوتاہ عقل۔ پُر تعصب انسان کی سوچی یا وچاری ہوئی بات اَنارش یعنی جھوٹ ہوتی ہے۔ اسلئے اُس کی تعظیم و توقیر کسی کو نہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ اُس کے اَنرتھ (بے معنی) ہونے

لفظ ہرنیہ گربھ وغیرہ کے آنے سے منتر نئے نہیں ہو سکتے

"ہرنیہ جیوتی کا نام ہے اور جیوتی امرت کو کہتے ہیں۔ اسلئے ہرنیہ امرت (نجات) کا نام ہے۔" {شت پتھ براہمن۔ کانڈ ۶۔ ادھیائے ۷ }

"کیش کرنوں کو کہتے ہیں اور جو کیشوں والا ہو اُسے کیشی کہتے ہیں۔ کیش کاشن (چمکنے) اور پرکاشن (روشن کرنے) سے بنتا ہے۔ پس کیشی جیوتی کو کہتے ہیں۔"

{ بنرکت ادھیائے ۱۲۔ کھنڈ ۲۵ }

"ہرنیہ ریش (نیکنامی یا ناموری) کا نام ہے۔" { ایتریہ براہمن پنچکا ۷۔ کھنڈ کا ۳ }

"اُس پُرش کا نام جیوتی ہے۔ اِسلئے جیوتی آتما کا نام ہے۔" {شتپتھ براہمن کانڈ ۷ ۔ ۷ }

"جیوتی اِندر اور اگنی کا نام ہے۔" {شت پتھ۔ براہمن کانڈ ۱۔ ادھیائے ۴ }

اِسلئے ہرنیہ گربھ کے یہ معنی ہوئے (۱) وہ جس کا گربھ یا سوَ روپ (ذات و ماہیت) جیوتی یا وِگیان (علم حقیقی) ہے (۲) ہرنیہ یعنی جیوتی (پرکاش یا نُور) اور اَمرت (موکش یا نجات) اور کیش (سورج وغیرہ روشن اجرام) اور ریش (ست کیرتی یعنی سچی ناموری و شہرت) اور آتما (جیو) اِندر (سورج) اور اگنی (اجرام گرم) یہ سب جس کے گربھ یعنی سامرتھ (قدرت) میں ہوں۔ وہ ہرنیہ گربھ پرمیشور ہے۔ اسلئے لفظ ہرنیہ گربھ کے استعمال سے ویدوں کا اعلیٰ اور قدیم ہونا ثابت ہوتا ہے نہ کہ جدید ہونا اور اسی وجہ سے اُن کا یہ کہنا کہ لفظ "ہرنیہ گربھ" کے استعمال سے منتر بھاگ (حصۂ منتر) کا جدید ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور اُس کے پُرانے یا قدیم ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا محض بے بنیاد اور غلطی پر مبنی ہے۔ اسی طرح ان کا یہہ بیان کہ اگنی پورو وے بھرالنح سے منتر بھاگ کا الگ ہونا پایا جاتا ہے۔ ویسا ہی بے بنیاد ہے۔ کیونکہ ایشور تری کال درشی یعنی تینوں زمانوں کا حال جاننے والا ہے۔ (اس منتر کے یہ معنی ہیں کہ) "مجھ ایشور کی زمانہ ماضی و حال و نیز زمانہ آئندہ میں منتروں کے مطالب کو کماحقہٗ جاننے والے رشی منتر اور پُران (لوگ) سے یا دلیل (ترک) سے ستُتی (حمد و ثنا) کرتے رہے ہیں۔ اب کرتے ہیں اور آیندہ بھی کرینگے۔" اس میں کوئی اعتراض کی بات نظر نہیں آتی۔ علاوہ ازیں جو لوگ وید اور شاستروں کو پڑھ کر اور پورے

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۵۰) اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ پروفیسر میکسمیولر نے لفظ ہرنیہ گربھ کا ترجمہ غلط کیا ہے۔ (دیکھو مہرشی سوامی دیانند سرسوتی کا جیون چرتر مصنفہ پنڈت لیکھرام مرحوم صفحہ ۸۵۳) اس کے علاوہ پنڈت گوردت جی ایم۔ اے نے بھی لفظ ہرنیہ گربھ کی نسبت لکھا ہے کہ میکس میولر وغیرہ نے اس لفظ کا ترجمہ بالکل غلط کیا ہے (دیکھو ویدک میگزین ماہ ستمبر ۱۸۸۹ء مضمون "ویدک ٹرمنالوجی" کی آخری بحث صفحہ ۴۷) مترجم

۴۲۔ تیتریہ۔ اُپ نشد برہمانند والی انوواک ۱۔

۴۳ و ۴۴۔ چھاندوگیہ اُپ نشد پرپاٹھک ۷۔ کھنڈ ۲۳ سالم و کھنڈ ۲۴ کا منترا۔

جس پرمیشور کو ویدوں میں ایشان وغیرہ صفات سے اور اُپ نشدوں میں لطیف سے لطیف اور غیر فانی وغیرہ صفات سے بیان کیا ہے۔ آریہ لوگ ابتدائے آفرینش سے لے کر ابتک اُسی کو مانتے اور اُسی کی عبادت (اُپاسنا) کرتے چلے آئے ہیں۔ اسلئے ہم یقین کرتے ہیں کہ پربرہم پرمیشور کو عیاں و بیاں کرنے والے مذکورۂ بالا حوالوں کے موجود ہونے پر پروفیسر میکس میولر کا یہ کہنا کہ پہلے آریہ لوگوں کو ایشور کا گیان نہیں تھا۔ مگر بعد میں بتدریج گیان ہوگیا راستی شعار نیک لوگوں کی نظر میں سچ نہیں ٹھیر سکتا۔

پروفیسر میکس میولر باشندۂ ملک جرمنی نے اپنی کتاب موسومہ "سنسکرت ساہتیہ" (سنسکرت کے علم ادب کی تاریخ) میں ہرنیہ گربھ سموورت تا گربھے الخ منتر کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "یہ منتر نیا ہے اور (وید کے حصہ) چھند سے متعلق ہے" یہ بات بھی کسی طرح عقل میں نہیں آتی۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ ویدوں کے دو حصے ہیں۔ ایک چھند اور دوسرا منتر اس میں سے چھند وہ اُسے بتاتے ہیں کہ جس میں ایسی معمولی باتیں بیان کی گئی ہوں جو بلند عقل یا اعلیٰ فکر کا نتیجہ نہ ہوں۔ اور جن میں خیالات کی بلند پروازی اور صنعت نہ پائی جاوے۔ یعنی کچھ ایسی باتیں ہوں کہ جیسے کسی جاہل کے مُنہ سے کوئی اُٹکل پچّو بات نکل پڑی ہو۔ اُن کے خیال میں اس حصہ کو بنے غایت درجہ ۳۱۰۰ برس اور منتروں کی تصنیف کو ۲۹۰۰ برس ہوئے ہیں چنانچہ اس امر کے حوالہ میں وہ یہ منتر پیش کرتے ہیں:۔ اگنی پورُوے بھرِرشی بھر ریڈیو نُوتنیر اُوت الخ۔ اُن کا یہ خیال بھی بے جا اور غلط ہے۔ کیونکہ اُنہیں لفظ "ہرنیہ گربھ" کے معنی کا علم نہیں ہے۔ اس لفظ کے معنی کے متعلق حسب ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

چھند اور منتر ویدوں کے دو حصے نہیں ہیں

---

۵۱ رگوید اشٹک ۸۔ ادھیائے ۷۔ ورگ ۳ منترا ۳ مترجم

۵۲ دیکھو میکسمیولر کی کتاب انگریزی موسومہ History of Ancient Sanscrit Literature صفحہ ۵۲۶ وغیرہ جہاں وہ چھندوں کی تعریف میں Primitive Strains (ابتدائی کوشش مضمون نگاری) Simple (سیدھی سادی باتیں) اور Spontaneous اتراشیدہ کلام وغیرہ الفاظ تحریر فرماتے ہیں مترجم

۵۳ رگوید اشٹک ۸۔ ادھیائے ۷۔ ورگ ۱۔ منتر ۲۔ مترجم ۵۴ پروفیسر میکس میولر اور دیگر یورپین سنسکرت دانوں نے ہرنیہ گربھ کے معنی سنہری تخم یا بچہ کیا ہے جو بالکل بیمعنی ہے۔ میڈم بلیوٹسکی بانی تھیوسوفیکل سوسائٹی بھی (دیکھو حاشیہ صفحہ ۵۱)

۲۔ رگ وید منڈل ۱۔ سوکت ۱۶۴۔ منتر ۴۶ کا حوالہ دیا ہے جس میں اِندر۔ متر۔ ورُن۔ اگنی۔ دِویہ۔ سُپرن۔ گرُتمان۔ یم۔ اور ماترشوا پرمیشور کے نام بتائے ہیں۔ اُسی جگہ

۳۔ لفظ اگنی کی لغت لکھتے ہوئے شت پتھ برہمن پرپاٹھک ۱۔ برہمن ۲۔ کانڈ ۳۔ کنڈکا ۲ کے حوالے سے اگنی کے معنی یہاں آتما (پرمیشور) کئے ہیں۔ پھر اُسی مقام پر

۴۔ یجُروید۔ ادھیائے ۳۲۔ منتر ۱ کا حوالہ دیا ہے جس میں اگنی۔ آدِتیہ۔ وایو۔ چندرما۔ شکر۔ برہم آپ اور پرجاپتی پرمیشور کے نام بتلائے ہیں۔

(مندرجہ ذیل منتروں میں بھی پرمیشور کا بیان ہے)

۵۔ رگ وید اشٹک ۱۔ ادھیائے ۶۔ ورگ ۱۵۔ منتر ۵۔ { ترجمہ کیلئے دیکھو برہم ودیا کا مضمون ۵۲ }

۶۔ لغایت ۱۴۔ رگ وید اشٹک ۸۔ ادھیائے ۷۔ ورگ ۳۔ منتر ۱ تا ۹

۱۵۔ لغایت ۱۶۔ یجُروید۔ ادھیائے ۳۲۔ منتر ۹ و ۱۰

۱۷۔ یجُروید۔ ادھیائے ۳۲۔ منتر ۱۱۔ { ترجمہ کے لئے دیکھو برہم ودیا کا مضمون ۵۲ }

۱۸۔ لغایت ۲۲۔ یجُروید۔ ادھیائے ۳۱۔ منتر ۱۸ و ۱۹ ادھیائے ۴۰۔ منتر ۵ ادھیائے ۱۷۔ منتر ۱ تا ۱۹۔

۲۳ و ۲۴۔ سام وید۔ اُتر آرچک۔ پرپاٹھک ۱۔ پرتھم آردھ۔ سوکت ۱۱۔ منتر ۱ و ۲

۲۵ لغایت ۳۱۔ رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۷۔ ورگ ۱۷۔ منتر ۱ لغایت ۷۔ { ترجمہ کے لئے دیکھو پیدائش عالم کا مضمون ۵۶ }۔

۳۲ و ۳۳۔ اتھروید کانڈ ۱۰۔ انوواک ۴۔ منتر ۸ و ۱۲ وغیرہ۔

اِن منتروں میں سے بعض کا ترجمہ پہلے کر چکے ہیں اور بعض کا آگے کیا جائیگا۔ یہاں موقع نہ ہونے کی وجہ سے ترجمہ نہیں کیا۔

ایضاً اُپ نشدوں سے | اُپ نشدوں میں تقریباً تمام پرمیشور ہی کا بیان ہے۔ یہاں صرف چند منتروں کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

۳۴ لغایت ۳۸۔ کٹھ اُپ نشد ولی ۲۔ منتر ۲۰۔ اور ولی ۳۔ منتر ۱۵۔ اور ولی ۴۔ منتر ۱۰۔ اور ولی ۵۔ منتر ۱۲ و ۱۳۔

۳۹ و ۴۰۔ منڈک اُپ نشد۔ مُنڈک ۲۔ کھنڈ ۱۔ منتر ۲۔ اور مُنڈک ۳۔ کھنڈ ۲۔ منتر ۷

۴۱۔ مانڈوکیہ۔ اُپ نشد۔ منتر ۷۔

---

۵۱ دیکھو صفحہ ۲۰۰ ۵۲ دیکھو صفحہ ۶۲ ۵۳ دیکھو صفحہ ۷۶ ۵۴ دیکھو صفحہ ۱۲۲۔ ۵۵ دیکھو صفحہ ۸۳۔ ۵۶ دیکھو صفحہ ۷۵ و ۷۶ مترجم

اِس بارہ میں بھی دو رائیں ہیں کیونکہ دیوتاؤں کی دو تقسیم ہیں۔ وِگرہ وَت (مجسم) اَوگرہ وَت (غیر مجسم) ان دونوں کی تفصیل اوپر آچکی ہے۔ آگے اَور بھی لکھی جاتی ہے۔ مثلاً

مجسم وغیر مجسم دیوتا

تیتریہ اُپ نشد میں پانچ دیوتاؤں کی پوجا ہر انسان پر واجب بتائی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ

"ماں۔ باپ۔ آچاریہ (اُستاد) آتتھی (گھر آئے سادھو یا مہمان) کو دیوتا سمجھو"

(تیتریہ اُپ نشد پرپاٹھک ۷۔ انوواک ۱۱)

یہ چار مجسم دیوتا ہیں۔ اور (پانچواں) برہم بالکل غیر مجسم ہے (چنانچہ اُسی اُپ نشد کے شروع میں لکھا ہے کہ)

"تو ظاہر برہم ہے۔ میں تجھے بالیقین ظاہر برہم کہونگا" (تیتریہ اُپ نشد۔ پرپاٹھک ۱۔ انوواک ۱)

اسی طرح مذکورہ بالا دیوتاؤں میں اگنی۔ پرتھوی۔ آدتیہ۔ چندرما۔ اور نکشتر۔ یہ پانچ دسو مجسم ہیں۔ اور گیارہ رُدر۔ بارہ آدتیہ (مہینے) پانچ گیان اِندریاں (قواء احساس) اور چھٹا من (دل) وایو (ہوا)۔ آنتریکش (خلا بالائے زمین)۔ دیوُ (آکاش کی شعاعیں) اور منتر (ہدایات الٰہی مندرجۂ وید) غیر مجسم ہیں۔ اور بجلی اور ودھی یگیہ مجسم اور غیر مجسم دونوں ہیں۔ اس طرح مجسم و غیر مجسم کی تفریق سے دیوتاؤں کی دو تقسیمیں ہیں۔ ان میں کاروبار دُنیوی کے سرانجام کے لئے مفید و کارآمد ہونا ہی دیوتاپن سمجھنا چاہیئے۔ ماں۔ باپ۔ آچاریہ اور آتتھی میں بھی سرانجام کاروبار دُنیوی میں فیض رساں ہونا اور مقصد اعلیٰ (پرمارتھ = نجات) کا (ہادی) ہونا ہی دیوتاپن ہے۔ مگر پرمیشور سب کا مطلوب اور فیضرسانِ کل ہونے سے سب کا معبود (اُپاسیہ) ہے۔ اسلئے اس بات کو یقین ماننا چاہیئے کہ اس کے علاوہ اور کسی دیوتا کی پوجا یا اُپاسنا (پرستش یا عبادت) ویدوں میں نہیں بتائی ہے

اِس زمانہ کے بعض آریوں (ہندوؤں) اور اہل یورپ نے لکھا ہے اور اب بھی کہتے ہیں۔ کہ ویدوں میں مادی (بھوتک) دیوتاؤں کی پوجا لکھی ہے۔ یہ بات اور بھی زیادہ زبون اور جھوٹ ہے۔ بعض اہل یُورپ کہتے ہیں کہ اوّل آریہ لوگ عناصر پرست تھے۔ پھر عناصر کو پوجتے پوجتے بہت زمانہ کے بعد پرماتما کو معبود سمجھنے لگے۔ یہ بھی جھوٹ ہے۔ کیونکہ آریہ لوگ ابتدائے آفرینش سے لیکر اِندر۔ رُدر۔ اگنی وغیرہ مختلف ناموں سے ہدایت وید کے مطابق اُسی ایک ایشور کی اُپاسنا (عبادت) کرتے چلے آئے ہیں۔

قدیم آریوں کی خدا پرستی کا ثبوت ویدوں سے

اس امر کے (ثبوت میں کہ زمانۂ قدیم سے آریہ لوگ پرمیشور ہی کی عبادت و پرستش کرتے چلے آئے ہیں نہ کہ کسی اَور شے کی) حسب ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں:۔

آ۔ رگ وید کے سب سے پہلے منتر میں اگنی پرمیشور کا نام ہے۔ اُس کی تفسیر میں ہم نے

(۱۰) گتی (حرکت کرنا۔ جاننا۔ حاصل کرنا یا موجود ہونا)۔

اُن معنوں کا دونوں صورتوں میں (یعنی مظہراتِ قُدرت اور ایشور دونوں پر) اطلاق ہو سکتا ہے مگر (پرمیشور کو چھوڑ کر) باقی سب دیوتا پرمیشور کی قُدرت سے ظاہر یا روشن ہوتے ہیں اور پرمیشور خود منوّر بالذات ہے۔

مذکورہ بالا معنوں میں سے کھیلنا۔ بدوں پر غالب ہونے کی خواہش۔ سرانجام کاروبار۔ سونا۔ اور عاجز ہونا یا کانپنا۔ اتنے معنی دُنیوی کاروبار سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اُن کا سرانجام اگنی (آگ) وغیرہ دیوتاؤں سے ہوتا ہے۔ مگر یہاں بھی پرمیشور کے بغیر کسی طرح چارہ نہیں۔ کیونکہ اخیر میں سب کے ساتھ اُسی کا تعلق ہے۔ وہی سب کا پیدا کرنیوالا اور قائم رکھنے والا ہے۔ اسی طرح روشن کرنا۔ تعریف کرنا یا گُنوں کو بیان کرنا یا گنوں کو پیدا کرنا۔ مسرور ہونا اور جمال۔ حرکت علم اور موجود ہونا۔ اتنے معنی خصوصیت سے پرمیشور کے لئے موزوں ہیں۔ اور اسکے علاوہ اور چیزوں میں بھی اُسی کی ذات یا وجود سے پائے جاتے ہیں۔ اس طرح مقدم وغیر مقدم ہر دو طرح سے دونوں (یعنی مظہرات قُدرت اور پرمیشور) میں دیوتا پن بخوبی ظاہر و ثابت ہے۔

سوال۔ ویدوں میں جڑ (غیر ذی شعور) اور چیتن (ذی شعور) دونوں کی پُوجا (پرستش) کا ذکر ہونے سے ایسا پایا جاتا ہے کہ وید شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

ویدوں میں عناصر پرستی نہیں ہے۔

جواب۔ ایسا شک نہیں کرنا چاہیئے۔ ایشور نے ہر چیز میں (فعل یا حرکت کی) قُدرتی طاقت رکھی ہے جس کے استعمال کرنے میں وہ آزاد (سوتنتر) ہے۔ مثلاً ایشور نے آنکھ میں شکل محسوس کرنے کی طاقت رکھی ہے۔ اسلئے دیکھا جاتا ہے کہ آنکھ والا ہی دیکھتا ہے اور اندھا نہیں دیکھ سکتا۔ اب اس پر کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ایشور آنکھ اور سُورج وغیرہ کے بغیر کیوں نہیں دکھلا سکتا؟ تو جس طرح یہ اعتراض فضول ہے اُسی طرح (جڑ کی پُوجا) کا شک بھی بے بُنیاد ہے۔ کیونکہ پوجن یا پوجا کے معنی ستکار (ادب) پُرَیہ آچرن (نیک چلن)۔ انکول آچرن (پابندی یا فرمانبرداری) وغیرہ ہیں۔ اِس معنی میں سب انسان آنکھ سے بھی پوجا یعنی حکم الٰہی کی تعمیل کرتے ہیں۔ اسی طرح آگ وغیرہ میں بھی جس قدر چیزوں کو روشن کرنیکا گُن یا تجربات علمی کی کارآمد باتیں ہیں۔ اُتنے حصہ میں اُس کو دیوتا مانا جائے تو کچھ بھی ہرج نہیں ہے۔ کیونکہ جہاں جہاں ویدوں میں اُپاسنا (عبادت) کرنے کی ہدایت ہے وہاں وہاں دیوتا سے ایشور ہی مراد ہے۔

لہ گویا آگ وغیرہ سے مناسب فیض یا فائدہ لینا پوجا ہے۔ کیونکہ اُن سے مناسب فائدہ لینا ہی ایشور کے حکم کی تعمیل ہے۔ مترجم

یاگیہ ولکیہ۔ اَدھیَردھ دیوتا وایُو (ہوا) ہے جو تمام کائنات (برہمانڈ) میں موجود ہے اور تمام دُنیا کو بڑھانے والی یا پھیلانے والی (اور قائم رکھنے والی) ہے اُس کا نام سُوتر آتما بھی ہے (کوئی یہ خیال نہ کرے کہ) یہ سب دیوتا اُپاسنا (عبادت) کے لائق ہیں۔ کیونکہ یہ ٹھیک نہیں ہے (جیسا کہ اگلے سوال اور اُسکے جواب سے واضح ہوگا)۔

شاکلیہ۔ ایک دیوتا کون ہے؟

یاگیہ ولکیہ۔ جو تمام کائنات کا بنانے والا۔ قادرِ مطلق۔ سب کا مطلوب و معبود۔ سب کو قائم رکھنے والا محیط کل۔ مُسبب الاسباب۔ ازلی ہست مطلق۔ عینِ علم و عینِ راحت۔ غیر مولود و عادل وغیرہ صفات سے موصوف بُرہم ہے۔ وہی ایک پرمیشور چونتیسواں دیوتا ہے جس کا وید کے سِدھانت (اصول) نشان دیتے ہیں۔ وہی کل نوعِ انسان کا معبود ہے۔"

سب کا معبود پرمیشور ان سے الگ ۳۴ واں دیوتا ہے۔

{شت پتھ برہمن کانڈ ۱۴۔ پربا ٹھک ۶}

جو وید میں بتائے ہوئے راستے پر چلنے والے آریہ ہوئے ہیں وہ ہمیشہ اُسی ایشور کی اُپاسنا (عبادت) کرتے آئے ہیں۔ اب کرتے ہیں اور آئندہ بھی کرینگے۔ پس ثابت ہوتا ہے کہ جو اُسے چھوڑ کر کسی اَور کو اپنا مطلوب یا معبود سمجھتا ہے وہ بالیقین آریہ نہیں ہے۔ اس بارہ میں ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے "آتما (پرمیشور) ہی کی اُپاسنا (عبادت) کرنی چاہیئے۔ اور جو یہہ کہے کہ پرمیشور کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی عبادت کرنی چاہیئے۔ اُس کو پیار سے یہ جواب دینا چاہیئے کہ تو دُکھ میں پڑ کر روئیگا۔ ایشور کرے کہ تو پرماتما ہی کی اُپاسنا کرے کیونکہ جو اُس پرماتما کو پیارا جانکر اُپاسنا کرتا ہے اُس کا کچھ بُرا نہیں ہوتا نہ اُسے دُکھ ہوتا ہے اور جو اُسے چھوڑ کر کسی دوسرے دیوتا کی اُپاسنا کرتا ہے۔ وہ کچھ نہیں جانتا۔ عالموں کے درمیان ایسا شخص بمنزلہ حیوان ہے۔"

آریہ خدا پرست ہوتے تھے۔

{شت پتھ برہمن۔ کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۴}

اس آریہ اِتہاس (تاریخ آریہ) سے معلوم ہوتا ہے کہ پرمیشور کو چھوڑ کر دوسرے کی اُپاسنا کرنے والے آریہ نہیں کہلاتے تھے۔

دیو کے لغوی معنی

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ لفظ "دیو" "دِوُ" مصدر سے نکلا ہے جس کے دس معنی ہوتے ہیں یعنی (۱) کریڑا (کھیلنا یا خوشی کرنا) (۲) وِجگیشا (بدوں کے مغلوب کرنے کی خواہش ہونا) (۳) ویوہار (کاروبار کرنا) (۴) دیوتی (روشن کرنا) (۵) سُتتی (تعریف کرنا) (۶) مود (خوش ہونا یا مسرور ہونا) (۷) مَد (عاجز ہونا یا کانپنا) (۸) سوَپن (سونا) (۹) کانتی (شوبھا یعنی جمال)

یہ دس پران اور گیارھویں آتما مل کر کل گیارہ رُودر ہوتے ہیں۔ ان کو رُودر اسلئے کہتے ہیں کہ جب یہ اس جسم فانی کو چھوڑتے ہیں تو اُس وقت اُس مرنے والے کے رشتہ دار روتے ہیں اور چونکہ اُس (خاندان) میں رُون (رونا) ہو جاتا ہے اسلئے اُن کا نام رُودر ہے۔

آدتیہ بارہ ہیں یعنی جیشٹھ سے لیکر (ویشاکھ - جیشٹھ - اَشاڈھ - شراون - بھادرپد - اشون - کارتک - مارگشیرش - پوش - ماگھ) پھالگن تک بارہ مہینوں کا نام آدتیہ ہے۔

ان کا نام آدتیہ اسلئے ہے کہ یہ تمام دُنیا (کی عمر کو) گھٹاتے ہیں یعنی ہر طرف سے سب کو (آدوان) اپنے قابو میں کرتے جاتے ہیں۔ جو چیز پیدا ہوئی ہے یہ ہر لمحہ (کشن) اُس کی عمر کو گھٹاتے اور زوال کو قریب تر لاتے ہیں۔ مہینے ہمیشہ چکر کی طرح گھومتے رہتے ہیں اور آہستہ آہستہ کائنات حادث کی فنا اور زوال کو قریب تر لاتے ہیں۔ اسی وجہ سے اُن کا نام آدتیہ ہے

اندر۔ اعلیٰ قوت ہونے کی وجہ سے پھیلنے والی محیطِ عالم بجلی کا نام ہے۔

پرجاپتی۔ یگیہ اور پشو (انسان کو فائدہ پہنچانے والے حیوانات) کو کہتے ہیں چونکہ یگیہ اور حیوانات (پشو) مخلوقات کی پرورش کے باعث ہیں۔ اسلئے اُن میں اس صفت کے موجود ہونے سے اُنکا نام پرجاپتی رکھا گیا ہے۔

یہ سب مل کر تینتیس ۳۳ دیوتا ہوتے ہیں۔ چونکہ نرُکت کے مطابق لفظ "دیو" دان وغیرہ سے نکلتا ہے اسلئے اِن میں بھی کاروبار دُنیوی کے سرانجام دینے کی صفت ہونیسے دیوتا پن سمجھنا چاہیئے

وہی تقسیم تین حصوں میں

شاکلیہ۔ تین دیوتا کونسے ہیں؟

یاگیہ وَلکیہ۔ تین لوک تین دیوتا ہیں (نرُکت کا مُصنف اسکی تفصیل اس طرح کرتا ہے کہ "تین دھام یا لوک یہ ہیں:- ستھان (مکان) نام جنم (پیدائش)" (نرُکت ادھیائے ۹ کھنڈ ۲۸)۔ اسکے علاوہ تین لوک اس طرح بھی گنائے جاتے ہیں کہ "یہ لوک (کرُہ ارضی) بمنزلہ اگ (زبان) ہے اور انتریکش لوک (خلا بالائے زمین) بمنزلہ مَن (دل) ہے اور وہ لوک (کرُہ آفتاب) پران (نفس) ہے"۔ (شت پتھ برہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۴) اس طرح زبان۔ دل اور نفس بھی تین دیوتا سمجھنے چاہئیں۔

پھر وہی تقسیم دو حصوں میں

شاکلیہ۔ دو دیوتا کون سے ہیں؟

یاگیہ وَلکیہ۔ اَن (اشیاء فانی) اور پران (اشیاء غیر فانی)۔

شاکلیہ۔ اَدھیَردھ دیوتا کون سا ہے؟

ان منتروں کی اصلی تفسیر براہمنوں میں دیکھنی چاہیے۔

یاگیہ ولکیہ جی شاکلیہ رشی سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ:۔

تمام کائنات کی تقسیم ۳۳ دیوتاؤں پر معنام و تفصیل

۳۳ دیوتا ہوتے ہیں یعنی ۸ وسو۔ ۱۱ رودر۔ ۱۲۔ آدتیہ۔ ۱۔ اندر۔ اور ۱۔ پرجاپتی۔ ان میں سے ۸ وسویہ ہیں:۔ اگنی[1] (اجرام گرم) پرتھوی (زمین وغیرہ سیارے) وایو[2] (گرد ہوائی)۔ انتریکش[3] (خلا بالائے زمین)۔ آدتیہ (آفتاب ہائے) دیو[4] (آکاش کی شعاعیں) چندرما۔ (چاند وغیرہ چھوٹے سیارے جو بڑے سیاروں کے گرد پھرتے ہیں)۔ نکشتر (ثوابت یا ستارے) ان آٹھوں کی اصطلاح وسو ہے۔ آدتیہ سے کرۂ آفتاب (سوریہ لوک) مراد ہے۔ دیو۔ وہ روشنی یا شعاعیں ہیں جو سورج کے قریب یا زمین وغیرہ پر پائی جاتی ہیں۔ اگنی سے اجرام گرم (اگنی لوک) مراد ہیں۔ ان سب کو وسو اس لئے کہتے ہیں کہ ان میں یہ گنج کائنات یعنی کل موجودات ظاہری محفوظ اور قائم ہے اور تمام مخلوقات کا قیامگاہ یا مسکن یہی لوک (مقامات) ہیں۔ چونکہ تمام دنیا ان میں بستی ہے اور وہ سب کا قیامگاہ مسکن ہیں۔ اسلئے ان اگنی وغیرہ آٹھ چیزوں کا نام وسو[5] ہے

رودر گیارہ ہیں جو انسان کے جسم میں موجود ہیں یعنی دس پران[6] (جو حسب ذیل ہیں):۔

۱۔ پران[7] (وہ نفس یا قوت جو سانس لینے کے وقت ہوا کو پھیپھڑوں سے باہر نکالتی ہے)

۲۔ اپان[8] (وہ نفس یا قوت جو سانس لینے کے وقت ہوا کو باہر سے اندر کی طرف حرکت دیتی ہے)

۳۔ سمان[9] (وہ نفس یا قوت جس کے ذریعہ سے خون دل سے شروع کر کے تمام جسم کے اندر دورہ کرتا ہے)

۴۔ اودان[10] (وہ نفس یا قوت جس سے کھانا پینا حلق کے نیچے کی طرف کھینچتا ہے)

۵۔ ویان[11] (وہ نفس یا قوت جس سے جسم کے اندر تمام حرکات پیدا ہوتی ہیں)۔

۶۔ ناگ[12] (وہ نفس یا قوت جس سے ڈکار آتی ہے)۔

۷۔ کورم[13] (وہ نفس یا قوت جس سے آنکھ کی پلکیں کھلتی یا مندتی ہیں)۔

۸۔ کرکل[14] (وہ نفس یا قوت جس سے بھوک لگتی ہے)۔

۹۔ دیوودت[15] (وہ نفس یا قوت جس سے جمائی آتی ہے)

۱۰۔ دھنجے[16] (وہ نفس یا قوت جو اخیر وقت تک جسم میں رہتی ہے اور جس سے مردے کا جسم پھول جاتا ہے)

---

[1] وسو۔ وس (वस) بمعنی بسنا سے نکلا ہے۔ مترجم

[2] پران سورگوں کی وہ مختلف قوتیں مراد ہیں جو جسم کے اندر مختلف حرکات اور فعلوں کو انجام دیتی ہیں۔ مترجم

کی گئی ہے۔ اسکے علاوہ اور جس قدر دیوتا بتائے گئے ہیں یا آگے بیان کئے جائینگے وہ سب اُسی ایک آتما یعنی پرمیشور کے پُرتی انگ (مظہرات جُزو قدرت) ہیں۔ کیونکہ وہ اُسکی ایک ایک انگ (قدرت کے جزو) کو ظاہر کرتے ہیں یعنی اُن سے اُس کی قدرت کے ایک جزو کا ظہور ہوتا ہے۔ چونکہ وہ فعل سے ظاہر ہوتے ہیں اسلئے اُن کو "کرم جنمان" کہتے ہیں اور اُس آتما یعنی ایشور کی قدرت سے ظہور پانے کی وجہ سے اُن کا نام "آتم جنمان" بھی ہے۔ ان دیوتاؤں کا قیام (رتھ = رمن یا ٹھیرنے کی جگہ) آتما یعنی پرمیشور ہے۔ وہی ایشور اُن کے ظہور کا باعث (اُشو = آمگن یعنی آنے کا ہیتو یا ذریعہ) ہے۔ اور وہی فتح کرانیوالا (آیدھ) اور وہی دکھوں کو فنا کرنے والا (اشو) ہے۔ الغرض سب دیوتاؤں کا دارومدار اُسی پر ہے۔" {رگ وید آدھیائے ۷۔ کھنڈ ۴}

وہی تمام دیوتاؤں کا پیدا کرنے والا اور وہی اُن کو قائم رکھنے والا منتظم کُل اور سب کو طاقت آئندہ عطا کرنے والا ہے۔ بالیقین کوئی بھی اُس سے برتر اور اعلیٰ نہیں ہے۔

اس بارہ میں اور بھی حوالے درج کئے جاتے ہیں:۔

"جو تینتیس ۳۳ دیوتا یگیہ میں قائم (یا کارآمد) ہوتے ہیں وہ (بذریعہ اگنی دُوت = قاصد حرارت) اپنا اپنا بھاگ (حصہ) لیکر ہمیں دُگنا (پھل یا نتیجہ) دیں (یعنی ہوم کے ذریعہ سے جو مقوی و دافع مرض ادویات آکاش کے اندر ہوا۔ پانی وغیرہ دیوتاؤں کو پہنچائی جاتی ہیں اُن کے عوض میں دیوتا عمدہ تاثیر والی بارش کے ذریعہ سے ہماری دولت و غلہ کے ذخیرہ کو ترقی بخشیں)"

{رگ وید اشٹک ۶۔ ادھیائے ۲۔ ورگ ۳۵۔ منتر ۱}

"وہ تمام مخلوقات کے محافظ۔ جملہ کائنات کے حاکم اور سب کو قائم رکھنے والے پرماتما نے تمام موجودات کو تینتیس ۳۳ (دیوتاؤں) پر منقسم کرکے قابو میں کر رکھا ہے" {یجروید۔ ادھیائے ۱۴۔ منتر ۳۱}

اُس پرماتما کا خزانۂ قدرت (ندھی) تینتیس ۳۳ دیوتاؤں سے محفوظ یا اُن میں قائم ہے۔ پرماتما کے اُس خزینۂ قدرت کو جس کی دیوتا حفاظت کرتے ہیں کون جان سکتا ہے؟

{اتھروید۔ کانڈ ۱۰۔ پرپاٹھک ۲۳۔ انوواک ۴۔ منتر ۲۳}

تینتیس ۳۳ دیوتا اُس پرماتما کے تقسیم کئے ہوئے فرایض کو پورا کر رہے ہیں۔ یا اُسکی قدرت کے جُزوی مظہرات ہیں۔ جو لوگ اُس برہم یعنی وید یا محیط کل ایشور کو پہچانتے ہیں وہی اُن تینتیس دیوتاؤں کو جانتے ہیں اور اُن کو اُسی ایک برہم کے سہارے قائم مانتے ہیں"

{اتھروید۔ کانڈ ۱۰۔ پرپاٹھک ۲۳۔ انوواک ۴۔ منتر ۲۷}

اس بارہ میں ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے :-

" وہاں (اُس پرمیشور کے سامنے) نہ سورج روشنی دیتا ہے اور نہ چاند اور تارے۔ نہ یہ بجلی چمک سکتی ہے اور آگ کا تو ذکر ہی کیا ہے؟ اُسی کے نور سے سب ضیا پاتے ہیں اور اُسی کے نور سے سب روشن ہیں۔ جو کچھ اُپ ستدولی ۵ منتر ۱۵ ؎ یعنی یہ (سورج۔ چاند۔ بجلی وغیرہ) بذات خود منور یا روشن نہیں ہیں (بلکہ اُس پرمیشور کی تجلّی سے روشن ہیں) اِسلئے مقدم دیوتا ایک پرمیشور ہی ہے اور اُسی کو معبود سمجھنا چاہئے۔

" اُس (پرمیشور) کو جو پہلے ہی سے سب جگہ موجود ہے دیو نہیں پا سکتے"۔ (یجروید۔ ادھیائے ۴۰ منتر ۴) اس منتر میں لفظ "دیو" سے مَن (دل) اور کان وغیرہ پانچ اندریاں (قواء احساس) یہ مراد ہیں۔ چونکہ اِن سے آواز، لمس، شکل، ذائقہ اور سچ اور جھوٹ کا علم یا احساس ہوتا ہے اسلئے یہ بھی دیو ہیں۔ جسے دیو کہتے ہیں وہی دیوتا کہلاتا ہے۔ لفظ "دیوتا" "دیوات تل" سُوتر سے اپنے ذاتی یا اُسی معنی میں علامت "تل" کے اِیزاد کرنے سے بنتا ہے۔

دیوتا اور گُنتی کی تشریح

کسی چیز کے گُن (فائدے، ہُنر یا خوبی) اور دوش (نقصان۔ عیب۔ یا نقص) کو بیان کرنا گُنتی کہلاتا ہے۔ یعنی جس چیز میں جو گُن یا دوش ہوں اُن کو جو اُسی طرح بیان کرنا گُنتی کہلاتا ہے۔ مثلاً یہ تلوار ہاتھ چھوڑنے پر گھری کاٹ کرتی ہے۔ اسکی دھار تیز ہے (لوہا) جو ہتھیار ہے۔ کمان کی طرح موڑنے سے بھی نہیں ٹوٹتی"۔ اس طرح گُنوں کو بیان کرنا گُنتی ہے۔ اسکے خلاف یہ کہنا کہ یہ تلوار ایسا کام نہیں کر سکتی یہ بھی تلوار کی گُنتی ہے۔ اسی طرح اور سب جگہ بھی سمجھنا چاہئے مگر یہ نیم (اصول) کرم کانڈ ہی میں ہے۔ اُپاسنا کانڈ اور گیان کانڈ میں اور نیز کرم کانڈ کے نشکام (بیغرض) حصّہ میں پرمیشور ہی معبود ہوتا ہے۔ کیونکہ وہاں اُسی کے ملنے کی پرارتھنا (استدعا) کی جاتی ہے اور (کرم کانڈ کا) جس قدر سکام (غرض آلودہ) حصّہ ہے اُس سے حصول سامان دنیوی (بھوگ) مقصود ہوتا ہے۔ اُسکے لئے بھی پرمیشور ہی سے استدعا کی جاتی ہے۔ ان دونوں میں بس اتنا ہی فرق ہے۔ ورنہ ایشور کے بغیر کہیں بھی چارہ نہیں ہے۔ الغرض وید کا مقصد یہی ہے۔

سب دیوتا پرمیشور کی قدرت کے مظہر ہیں

"جس قدر دیوتا سرانجام کار کے لئے مفید یا کارآمد ہیں اُن میں سے "آتما" مُقدم اور افضل دیوتا ہے کیونکہ آتما قادر مطلق وغیرہ صفات سے موصوف ہے۔ اسکے سامنے اور کسی دیوتا کی حقیقت نہیں۔ تمام ویدوں میں ایک ہی بے عدیل آتما کی جو کسی دوسرے کی مدد کی محتاج نہیں اور جو سب جگہ موجود اور حاضر و ناظر ہے ہر طرح سے اُپاسنا (عبادت) کرنے کی ہدایت

یاگیہ کے کسی انگ (جزو) کو یگیہ کے عالم (یاگیک) ایسا مانتے ہیں کہ جو منتر یگیہ کے سوائے کسی اور جگہ کارآمد ہوتے ہیں وہ منتر پُراجاپتیہ یعنی پرمیشور دیوتا (مضمون) والے ہوتے ہیں۔ مگر اس بارہ میں دو رائیں ہیں چنانچہ نیرکت (اہل لغت) کہتے ہیں کہ ایسے منتروں کا مضمون ناراشنسی یعنی انسان ہوتا ہے اور جو منتر کسی خواہش یا مراد کا مضمون رکھتے ہیں۔ وہ کام دیوتا یعنی مرادات کے مضمون والے ہوتے ہیں۔ اُن مرادوں یا خواہشوں کو دُنیا کے لوگ بخوبی جانتے ہیں۔ الغرض اس طرح دیوتا کے متعلق دنیا میں بہت سی رائیں مشہور ہیں۔ کہیں دیو یعنی ایشور دیوتا (مضمون) ہوتا ہے کہیں کرم (عمل) کہیں ماتا (ماں) کہیں وِدوان (عالم) کہیں اتتھی (گھر آیا مہمان یا سادھو) کہیں پتا (باپ) یعنی یہ سب راہتی شعار اور تعظیم کے لائق ہوتے ہیں اور اُن میں دُنیا کی بہبودی اور بھلائی (اُپکار) کرنا ہی دیوتا پن ہے منتر خصوصاً یگیہ کی تکمیل کے لئے ہوتے ہیں اسلئے بالیقین وہ یاگیہ دیوتا یعنی یگیہ کے مضمون والے ہیں۔" {نیرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۴}

یہاں گایتری وغیرہ چھندوں (بحروں) والے منتروں کے دیوتا کرم کانڈ کے لحاظ سے یہ گنائے گئے ہیں

کرم کانڈ کے دیوتاؤں کے نام: ایشور[1] آگیا[2] (حکم الٰہی) یگیہ[3]۔ یگیہ کا انگ[4] (جزو) پرجاپتی[5] (پرمیشور) نر[6] (انسان) کام[7] (مرادات و خواہشات) وِدوان[8] (عالم) اتتھی[9] (گھر آیا مہمان یا سادھو) ماتا[10] (ماں) پتا[11] (باپ) آچاریہ[12] (اُستاد)

مگر یاگیہ دیوت (یعنی عالمان یگیہ کی رائے میں) منتر اور ایشور یہی دو دیوتا ہیں

"دیو وان" بمعنی خیرات "دیپن" بمعنی روشنی۔ یا "دیوتن" بمعنی وضاحت سے بنتا ہے اور وہ "دیوستھان" (چشمۂ نور) کے معنی بھی رکھتا ہے۔" {نیرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۱۵}

لفظ دیو منتر اور چھند کی تشریح: "منتر" منن" بمعنی وچار یا غور کرنے سے اور "چھند" چھادن" بمعنی ڈھانپنے یا حفاظت کرنے وغیرہ سے بنتا ہے۔" {نیرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۱۲}

کسی چیز کو اپنی ملکیت سے خارج کر کے دوسرے کی ملکیت میں دینا دان کہلاتا ہے دیپن پرکاش یا روشن کرنے کو کہتے ہیں اور دیوتن اُپدیش (بیان یا تشریح وغیرہ) کو کہتے ہیں۔ اسلئے یہاں لفظ دان سے ایشور۔ عالم اور انسان بھی دیوتا کی اصطلاح میں آجاتے ہیں۔ اور دیپن سے سورج وغیرہ اور دیوتن سے ماں باپ۔ اُستاد اور اتتھی بھی دیوتا ہیں۔ دیو یعنی سورج کی کرنیں پران (انفاس) اور سورج وغیرہ جس کا جائے قیام ہوں اُس کو دیوستھان کہتے ہیں اور چونکہ پرمیشور روشن کرنیوالی چیزوں کو بھی منور کرتا ہے اسلئے اصلی دیو اُسی کو سمجھنا چاہیئے

تعریف کی جاتی ہے۔ اُس کو دیوت کہتے ہیں۔ منتروں میں جو نام آتے ہیں اور جن کا مضمون اُن میں بیان کیا جاتا ہے وہ سب دیوتا نام زد کئے جاتے ہیں (مثلاً یجروید۔ ادھیائے ۲۲۔ منتر ۱۔ اگنم دُوتم وغیرہ میں اگنی کا مضمون (لنگ) ہے) اِس سے معلوم ہوا کہ جس کو دیوتا کہتے ہیں وہ منتر کا مضمون ہوتا ہے یا منتر اُس مضمون کا ہوتا ہے۔

پس جس جوہر (دریہ) کا نام چھند (منتر) میں آتا ہے وہی دیوت ہے۔ دیوتاؤں کی پہچان وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی اور کچھ آگے بھی بیان کی جاتی ہے۔ علیم کُل (تینوں زمانوں کا حال جاننے والا) رشی یعنی بصیر کل ایشور جس منشا سے کسی دیوتا کو مضمون قرار دے کر اُپدیش (ہدایت) کرتا ہوا (کسی چیز کی) تعریف کرتا ہے۔ یعنی اُس چیز کے گُنوں کو بیان کرتا ہے وہ منتر اُسی دیوتا (مضمون) کا ہوتا ہے یعنی جس کے ذریعہ سے جو مضمون واضح اور روشن ہوتا ہے وہ منتر اُسی دیوتا یا مضمون والا کہلاتا ہے کسی دیوتا کے عنوان والی رچائیں جن کے ذریعہ سے عالم تمام علوم حقیقی کو بیان ظاہر یا واضح کرتے ہیں

رچاؤں یا منتروں کی تین قسمیں

(کیونکہ لفظ "رچا" رچ (ऋच्) مصدر سے بنتا ہے جس کے معنی ستُتی (تعریف کرنا یا بیان کرنا ہیں) تین قسم کی ہوتی ہیں۔ پروکش کرتا۔ پرتیکش کرتا۔ آدھیاتمکیہ جن رچاؤں کا دیوتا (مضمون) کوئی غیر محسوس چیز ہے۔ اُن کو پروکش کرتا کہتے ہیں۔ اور جن کا مضمون محسوس یا ظاہر نظر آتا ہے۔ اُن کو پرتیکش کرتا دیوتا والی رچا کہتے ہیں۔ جو رچائیں آدھیاتم (روحانی) مضمون کو بیان کرتی ہیں یعنی جن میں جیو آتما (روح انسان) اور سب کے اندر موجود اور سب کا انتظام کرنے والے پرمیشور کا بیان ہے وہ آدھیاتمکیہ منتر کہلاتے ہیں۔

حرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۱ ؎

الغرض کرم کانڈ میں لفظ "دیوتا" سے یہی مراد سمجھنی چاہیئے۔

منتروں میں دیوتاؤں کے تمیز

اب اس امر پر بحث کی جاتی ہے کہ جن منتروں کا دیوتا نہیں بتایا گیا یعنی جن منتروں میں کسی خاص دیوتا کا نام یا مضمون نظر نہیں آتا تو ایسے منتروں میں دیوتا کی کیا پہچان ہے؟ جہاں کوئی خاص (دیوتا یا مضمون) نظر نہ آتا ہو وہاں یگیہ ؎ کو دیوتا سمجھنا چاہیئے۔

؎ سوامی جی نے رگوید کے پہلے منتر کی تفسیر میں یگیہ کی تشریح اس طرح کی ہے کہ اس لفظ میں اوّل اگنی ہوتر (ہون) سے لیکر اشومیدھ تک تمام یگیہ شامل ہیں۔ دوئم اس سے پرکرتی (مادہ کی حالت اولیں) سے لیکر زمین تک تمام کائنات کا نظام اور نیز اُن کا علم اور صنعت و ہنر مراد ہے اور سوئم ست سنگ (نیک صحبت یا تعلیم و تربیت وغیرہ) اور یوگ بھی یگیہ میں شامل ہیں۔ الغرض یگیہ سے دُنیا کے تمام نیک اور رفاہ عام کے کام مراد ہیں۔ مترجم

مقصد ہوتا ہے۔ مگر یہ بات جو مشہور کی جاتی ہے کہ اس طرح پر نیتا رکھی جاوے تو پُن ہوتا ہے اور اُس طرح رکھی جائے تو پاپ ہوتا ہے۔ محض بناوٹ اور جھوٹ ہے کیونکہ اُس میں پاپ کی وجہ موجود نہیں ہے جو چیزیں یگیہ کی تکمیل کے لئے ضروری اور قرین عقل ہوں اُنہیں کو لینا چاہیئے۔ کیونکہ اُن کو نہ لیا جاوے تو کام نہیں چل سکتا۔

سوال یگیہ میں لفظ "دیوتا" سے کیا مُراد ہوتی ہے؟

جواب۔ وہی جو وید میں بتائی ہے۔ کرم کانڈ میں لفظ "دیوتا" سے وید منتروں کی طرف اشارہ ہے

دیوتاؤں سے کیا مراد ہے؟ گائتری وغیرہ چھند (بحریں) ہیں اور اگنی وغیرہ دیوتا کہے جاتے ہیں منتروں میں کرم کانڈ وغیرہ کا طریق بتایا گیا ہے۔ مثلاً جس منتر میں اگنی کے مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔ اُس منتر کو اگنی دیوتا والا کہتے ہیں (یعنی اُس منتر کا دیوتا یا مضمون اگنی ہے) چنانچہ ویدوں میں حسب ذیل دیوتا بیان کئے گئے ہیں۔

دیوتاؤں کے نام "اگنی۔ واتا۔ سُوریہ۔ چندرما۔ وسو۔ رُدر۔ آدیتہ۔ مرت۔ وشوے دیوا۔ برہسپتی اندر۔ ورُن۔ یہ دیوتا ہیں" {بحر وید۔ ادھیائے ۱۴۔ منتر ۲۰}

یعنی منتروں میں یہ لفظ دیوتا (مضمون) کہلاتے ہیں۔ کیونکہ منتر اِن مضمونوں (ارتھ) کو دیوتن (بیان یا واضح) کرتے ہیں اور رشتی شما مطلق پرمیشور نے اُن سنکیتوں (اشارات یا مضامین) کو قائم کیا ہے۔

اِس بارہ میں یاسک آچاریہ نرکت میں فرماتے ہیں کہ:۔

"جس منتر میں جن اعمال یا رسوم (کرم) یعنی اگنی ہوتر سے لیکر اشومیدھ تک (تمام یگیوں) اور نیز سامانِ علم صنعت (شلپ ودیا) کے علم اور مشق کا بیان یا تعلق ہوتا ہے اُس منتر کو اُسی دیوتا سے بیان کرتے ہیں۔ اُسی طرح جس سے نیک اعمال کا اعلیٰ نتیجہ (سمپتی) یعنی موکش (نجات) حاصل ہوتی ہے اور پرمیشور سے وصال ہوتا ہے اُس کو بھی منتر یا منتر کا مضمون ماننا چاہیئے"

{نرکت۔ ادھیائے ۱۔ کھنڈ ۲}

دیوت کی تشریح "اب (یہ بحث ہے کہ) دیوت کسے کہتے ہیں؟ جس دیوتا کی خصوصیت کے ساتھ

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۳۸) سب امور پہلے ہی سے بخوبی سوچ کر مکمل سامان مہیا رکھا جاتا تھا تاکہ اثنائے یگیہ میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔ اگر یگیہ کے پورے سامان اور اُس کا طریق معلوم کرنا مطلوب ہو تو سوامی دیانند سرسوتی جی کی بنائی ہوئی سنسکار ودھی کو دیکھنا چاہیئے۔ مترجم۔

ظاہر مشہور یا جاری ہوا ہے" (منوسمرتی۔ ادھیاے ۲۔ شلوک ۹۰)

"قدیم وید تمام جانداروں کی حفاظت اور پرورش کرتے ہیں اور چونکہ وہ تمام مخلوقات کے لئے (نجات یا حصول مرادات کا) ایک وسیلہ یا ذریعہ ہیں۔ اسلئے اُن کو سب سے بڑا مانتے ہیں" (ایضاً شلوک ۹۹)

سوال۔ کیا یگیہ کرنے کے لئے زمین کھود کر ویدی (ہون کنڈ) بنانا اور پرنیتا وغیرہ ظروف۔ کشا (گھاس) کے تنکے بہم پہنچانا۔ یگیہ شالا (ہون کا مکان) بنانا اور رتوج (ہون کرانے والوں) کا موجود ہونا یہ سب لازم ہیں؟

یگیہ یا ترووں کی ضرورت

جواب جو بات ضروری اور قرینِ عقل ہو اُسی کا کرنا فرض ہے نہ کہ اُس کا جو اُس کے برعکس ہو۔ مثلاً زمین کھود کر ویدی رچنے کی یہ ضرورت ہے کہ ویدی میں ہوم کرنے سے ہوم کی ہوئی چیز آگ کی حرارت سے ذرّے ذرّے ہو کر آکاش میں چلی جاتی ہے۔ ویدی کی شکل سے مثلث۔ مربع۔ گول اور شنکرے (زمین) وغیرہ کی شکل بنانے سے علم مساحت کی بھی مشق ہوتی تھی۔ علاوہ ازیں ویدی میں اینٹوں کی تعداد (مقررہ) ہونے کی وجہ سے علم حساب کا بھی کام پڑتا تھا۔ اسی طرح اور بھی سب چیزوں کا کچھ نہ کچھ

---

۵۱ ویدی زمین کے اندر اس طرح کھودی جاتی ہے کہ اگر اوپر سے سولہ انگل چورس ہو تو ڈھلتی ڈھلتی تہ چار انگل چورس رہجائے اور گہرائی بھی سولہ ہی انگل ہوتی ہے۔ خواہ کتنی ہی بڑی ویدی بنائی جاوے۔ مگر طول۔ عرض و عمق اسی نسبت سے رکھنا چاہیئے۔ مترجم۔ ۵۲ پرنیتا۔ پانی وغیرہ رکھنے کا برتن ہوتا ہے۔ اُس کی شکل یہ ہے۔

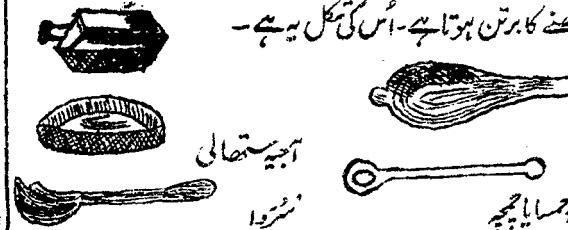

۵۳ ہون کنڈ اس غرض سے بنایا جاتا ہے کہ جو چیز آگ میں ڈالی جاوے وہ اِدھر اُدھر بکھرنے نہ پاوے معلوم ہوتا ہے کہ جن دنوں ہون عام تھا ویدی کی مختلف شکلیں اور اُن کی اینٹوں کی پیمایش شکل اور تعداد مقرر تھی اور مختلف پیمانہ کی ویدیوں کے لئے باقاعدہ حساب کے اصول بنے ہوئے تھے جنکی وجہ سے ویدی بنانے میں کچھ دقت نہ ہوتی تھی۔ یگیہ کے برتن سونے چاندی یا لکڑی کے بنائے جاتے تھے تاکہ اُن میں گھی وغیرہ چیز بکھرنے نہ پاوے۔ کشا کے تنکے اس کام آتے تھے کہ چیونٹی وغیرہ کوئی جانور جو ویدی کے پاس آجائے اُس کو آہستہ سے ہٹا دیا جاوے تاکہ وہ آگ میں نہ گرنے پاوے۔ یگیہ شالا بنانے کی ضرورت یہ ہے کہ ہوم کی آگ کھلی ہوا سے زیادہ نہ بھڑک اُٹھے۔ خاص ویدی کے اوپر ایک منٹر پڑھ کر چھوٹا سا شامیانہ کھڑا کیا جاتا تھا۔ کہ کوئی جانور اڑتا ہوا گرمی کی لپٹ میں آکر ویدی کے اندر نہ گر پڑے یا بیٹ نہ کر جائے۔ رتوج وہ لوگ ہوتے تھے جن کو موسم و موقع کے مطابق ہون کے سامان ترکیب اور طریقہ کا علم ہوتا تھا۔ سوا اُن کے بغیر بھی ہون کا کام چلنا مشکل ہے۔ الغرض یگیہ کی تکمیل کے لئے (دیکھو حاشیہ صفحہ ۳۹)

کہ ہوا کے ساتھ خوشبودار اور بدبودار ذرّے (ذرویہ) بھی اُڑتے پھرتے ہیں۔ مگر جب کوئی شخص (اُس مقام سے) بہت دور چلا جاتا ہے تو پھر اُس کی ناک میں خوشبو نہیں آتی۔ اُس وقت معمولی عقل (بال بُدھی) کے انسان کو یہ وہم ہوتا ہے کہ اب خوشبو نہیں رہی۔ حالانکہ بات یہ ہوتی ہے کہ اُس ہوم کی ہوئی چیز کے ذرّے جُدا جُدا ہو کر ہوا میں مِل جاتے ہیں۔ اور خوشبودار چیزوں سے دور ہو جانے کی وجہ سے اُن کا علم یا احساس نہیں ہوتا۔ اِسکے علاوہ ہوم کرنے کے اور بھی بڑے بڑے فائدے ہیں جن کو عقلمند لوگ غور سے سوچنے پر خود معلوم کر سکتے ہیں۔

سوال۔ اگر ہوم کرنے سے یہی فائدہ ہے تو وہ صرف ہوم کر لینے سے حاصل ہو سکتا ہے پھر ہوم میں وید کے منتر کیوں پڑھتے ہیں؟

جواب۔ اِس کا کچھ اَور ہی مطلب ہے۔

سوال۔ وہ کیا؟

جواب۔ جس طرح ہاتھ سے ہوم کرتے ہیں آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ جلد سے چھُوتے ہیں۔ اُسی طرح زبان سے بھی وید منتر پڑھتے ہیں اور اُنکے ذریعہ سے ایشور کی سُتتی (حمد و ثنا) پرارتھنا (مناجات و دعا) اور اُپاسنا (عبادت) کرتے ہیں۔ اُن سے اس بات کا بھی علم ہوتا ہے کہ ہوم کرنے سے کیا فائدہ ہے؟ اور بار بار منتروں کا ورد ہونے سے وہ حفظ بھی رہتے ہیں اور ساتھ ہی وجوب ایشور کا خیال رہتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ ہدایت بھی ہے کہ سب کاموں کے شروع میں ایشور کی پرارتھنا ضرور کرنی چاہیئے پس یگیہ میں وید منتروں کے پڑھنے سے سرا سر ایشور کی پرارتھنا ہوتی ہے۔

ہون میں وید کے منتر پڑھنے کا فائدہ

سوال۔ اگر وید کے منتر پڑھنے کی بجائے کسی اور عبارت کو اُس جگہ پڑھیں تو اُسمیں کیا عیب ہے؟

جواب۔ اگر کسی اور عبارت کو پڑھا جاوے تو اُس سے یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اُس صورت میں ایشور کے الہامی کلام سے محرومی اور مُطلق و بیمثال راستی سے جُدائی ہوتی ہے۔ واضح ہو کہ جہاں کہیں کچھ بھی سچائی پائی جاتی ہے وہ سب وید ہی سے نکلی ہے۔ اور جس قدر جھوٹ ہے وہ سب ایشور کے کلام سے خارج اور وید سے باہر ہے۔ اسی لئے منوسمرتی میں کہا ہے کہ

"اے بِرِگھُو (منو) اِتمام علوم کو بیان کرنے والے۔ دقیق۔ احاطہ تصوّر سے باہر۔ بے پایاں اور غیر متناہی ویدوں (سُوئمبھُو) کے اصلی اور حقیقی معانی کو سمجھنے والے آپ ایک ہی ہیں۔"

(منوسمرتی۔ ادھیائے ۱۔ شلوک ۳)[1]

"چاروں وران تینوں لوک جُدا جُدا چاروں آشرم اور ماضی۔ حال و استقبال سب ویدوں سے

[1] یہاں رشی لوگ جو منوجی کے پاس دھرم شاستر سُننے یا پوچھنے کے لئے آئے تھے منوجی سے مخاطب ہو کر اپنا سوال شروع کرتے ہیں۔ مترجم

(ذرہ) کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ ایسے جُزو اصغر ہوتے ہیں۔ کہ جن کی آگے تقسیم نہیں ہو سکتی وہ قوتِ احساس کے احاطہ سے باہر ہوتے ہیں اور آکاش میں موجود رہتے ہیں۔

اِسی طرح جو شے آگ میں ڈالی جاتی ہے۔ اُس کے اجزاء جُدا جُدا ہو کر دور دور مقام پر پہنچ جاتے ہیں مگر وہ معدوم ہرگز نہیں ہوتے۔ بدبو وغیرہ خرابیوں کو دور کرنے والی جو خوشبودار چیزیں ہوتی ہیں اُن کا آگ میں ہوم کرنے سے ہَوا اور بارش کے پانی کی صفائی ہوتی ہے۔ اور اُن کے صاف اور پاک ہونے سے دُنیا کا بڑا بھاری فائدہ اور بہبودی ہوتی ہے۔ اسلئے یگیہ [illegible] چاہیئے۔

سوال۔ اگر یگیہ کرنے سے یہی غرض ہے کہ ہَوا اور بارش کا پانی صاف ہو جاوے تو یہ بات گھروں میں (عطر وغیرہ) خوشبودار چیزوں کے رکھنے سے بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ پھر اتنے جھگڑے سے کیا فائدہ؟

عطر وغیرہ خوشبوئیں ہَوا کی کام نہیں دے سکتیں

جواب۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ ایسا کرنے سے خراب ہَوا ہلکی ہو کر آکاش میں نہیں چڑھتی۔ کیونکہ اُس سے نہ ہوا کے جُزو الگ الگ ہوتے ہیں اور نہ وہ ہلکی ہوتی ہے اور جب تک وہ (کثیف) ہَوا قائم رہتی ہے باہر کی ہوا اُس کی جگہ دخل نہیں پا سکتی۔ کیونکہ اُسکے سمانے کی گنجایش نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں اس صورت میں خوشبودار اور بدبودار دونوں ہواؤں کے ملے ہوئے موجود رہنے سے صحت و تندرستی وغیرہ عمدہ نتائج کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ مگر جب گھر میں آگ کے اندر خوشبودار وغیرہ چیزوں کا ہوم کرتے ہیں تو حرارت کے ذریعہ سے اوّل (کثیف) ہَوا کے جُزو الگ الگ اور لطیف ہو کر اوپر آکاش میں چڑھ جاتے ہیں اور جب خراب ہوا نکل جاتی ہے تو وہاں خلا ہو جانے سے چاروں طرف کی صاف ہَوا اُس کی جگہ آگھیرتی ہے اور تمام گھر کے آکاش میں بھر جاتی ہے اور اس سے حفظانِ صحت و تندرستی وغیرہ عمدہ نتیجے حاصل ہوتے ہیں۔ ہوم کرنے سے جو خوشبودار چیزوں کے ذرّوں سے ملی ہوئی ہَوا اوپر چڑھتی ہے۔ وہ بارش کے پانی کو پاک صاف کرتی ہے اور اُس سے بارش بھی زیادہ ہوتی ہے۔ پھر اُسکے ذریعہ سے پودے وغیرہ بھی نوبت بنوبت عمدہ اور بے روگ ہو کر دنیا میں بالیقین بڑے بھاری سُکھ کو بڑھاتے ہیں۔ آگ کے تعلق کے بغیر محض خوشبودار (عطر وغیرہ) کی ہَوا (یا مہک) سے یہ بات ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اسلئے یقین جاننا چاہیئے کہ ہوم کرنا ہی عمدہ ہے۔

ہون کی ہوئی چیز کے معدوم نہ ہونیکا ایک اور ثبوت

اور لیجئے جب کوئی شخص کہیں دور مقام پر آگ کے اندر خوشبودار چیزوں کا ہوم کرتا ہے تو اُس کی مہک سے بسی ہوئی ہَوا اُس مقام سے دور دور کے لوگوں کی ناک میں پہنچتی ہے جس سے وہ جھٹ جان لیتے ہیں کہ یہاں خوشبو آتی ہے۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے

شبد (قولِ معتبر) کہتے ہیں"۔ {ایضاً سوتر ۷}

مثلاً یہ قول کہ گیان (معرفت) سے موکش (نجات) ہوتی ہے۔

"اِیتیہیہ رِشی شعار عالموں کے کلام۔ قول یا تحریر کو کہتے ہیں (مثلاً) دیوتاؤں (عالموں) اور اسُروں (جاہلوں) میں لڑائی ہوئی تھی۔ وغیرہ۔ جو بات (متکلم) کے الفاظ یا منشاء سے ٹپکتی ہو۔ اُس کو ارتھاپتی کہتے ہیں (مثلاً کسی نے کہا کہ جب بادل ہوتے ہیں تب مینہ برستا ہے تو اس سے یہہ مترشح ہوتا ہے کہ جب بادل نہیں ہوتے تب مینہ نہیں برستا) جس صورت سے یا جس صورت میں کوئی بات ممکن ہو اُس کو سمبھو کہتے ہیں (مثلاً کسی نے کہا کہ ماں باپ سے اولاد ہوتی ہے تو یہہ بات سمبھو (ممکن) ہے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ کُمبھ کرن کی مونچھوں کے بال چار کوس لمبے اونچے کھڑے رہتے تھے اور سولہ کوس اونچی ناک تھی تو یہ اسمبھو (ناممکن) ہونے کی وجہ سے سراسر جھوٹ ہے) ابھاؤ (کسی چیز کے ایک جگہ نہ ہونے مگر دوسری جگہ ہونے کو کہتے ہیں) {مثلاً کوئی کہے کہ گھڑا لاؤ تو اُس جگہ گھڑا نہ دیکھ کر گویا وہاں گھڑے کا ابھاؤ خیال کر کے یعنی یہ سمجھ کر کہ یہاں گھڑا نہیں ہے جہاں گھڑا موجود ہو وہاں سے گھڑا لایا جاتا ہے}" {نیائے درشن۔ ادھیائے ۲۔ آہنک ۲۔ سوتر ۱}

"اِیتیہیہ کو شبد میں اور ارتھاپتی۔ سمبھو اور ابھاؤ کو انومان میں مانا جائے تو چار ہی پرمان رہ جاتے ہیں"۔ {ایضاً سوتر ۲}

یہہ پرتیکش وغیرہ کی مختصر تعریف لکھی گئی۔ ہم آٹھ قسم کے علم یا احساس کو مانتے ہیں۔ سچ تو یوں ہے کہ ان کے مانے بغیر کسی کو چارہ نہیں کیونکہ تمام کاروبار کا سرانجام اور مقصدِ اعلیٰ (پرمارتھ) کا حصول انہیں سے ہوتا ہے۔

غیر محسوس ہو جانے سے کوئی چیز کھوئی نہیں جاتی

اگر کوئی شخص مٹی کے ڈھیلے کو خوب باریک پیس کر تیز و تند ہوا کے اندر ہاتھ کے پورے زور سے آکاش کی طرف پھینکے تو اُس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ مٹی معدوم ہو گئی۔ کیونکہ آنکھ سے نظر نہیں آتی۔ (سنسکرت میں) "نش" مصدر دکھائی نہ دینے کے معنی رکھتا ہے "نش" سے علامت "گھین" ایزاد کر کے لفظ "ناش" بنتا ہے۔ اِس لئے حواس ظاہری سے غیر محسوس ہونے ہی کو "ناش" کہتے ہیں۔ چنانچہ جس وقت ذرّے (پرمانو) جُدا جُدا ہو جاتے ہیں اُس وقت وہ آنکھ سے نظر نہیں آتے کیونکہ وہ قوائے احساس کے احاطہ سے باہر نکل جاتے ہیں۔ مگر جب وہی ذرّے مل کر حالتِ کثیف میں آتے ہیں تب وہ نظر آنے لگتے ہیں کیونکہ کثیف حالت میں ہر شے قوائے احساس سے محسوس ہو سکتی ہے۔ جُزولایتجزّی کو اصطلاح میں پرمانو

یگیہ کرنا انسان کا فرض ہے۔ کو صاحبِ عقل و تمیز اور حصولِ معرفت کے لایق بنایا ہے اور انسان کے جسم میں ذرّوں کی ترتیبِ خاص (سنیوگ وِشیش) سے ایسی حکمت کے ساتھ اعضاء بنائے ہیں کہ وہ حصولِ علم و معرفت کے لئے عین موزون ہیں۔ اسلئے دَھرم اَدھرم (نیکی بدی) کا علم حاصل کرنا اور اُس پر عمل کرنا یا نہ کرنا بھی خاص انسان کی ذات سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ کسی دوسرے سے اسلئے انسان کو سب کے فائدے اور بہبودی کے لئے یگیہ کرنا چاہیئے۔

سوال۔ کستوری وغیرہ خوشبودار چیزوں کو آگ میں ڈال کر ناش کرنے سے یگیہ کس طرح فائدہ مند یا نفع رساں ہو سکتی ہے اِس سے تو یہ عمدہ نعمتیں کسی کو کھلا دی جاویں یا دان (خیرات) کر دی جاویں تو ہوم سے بھی زیادہ پھل ہو۔ پھر یگیہ کیوں کریں؟

یگیہ کرنے سے سامان ہوم کا نقصان نہیں ہوتا۔

جواب۔ کوئی چیز بھی بالکل معدوم نہیں ہوتی۔ وِناش (فنا) سے یہی مُراد ہے کہ کوئی شے محسوس ہو کر پھر محسوس نہ رہے۔

سوال۔ آپ احساس یا علم (درشن) کے قسم کا مانتے ہیں؟

جواب۔ آٹھ قسم کا۔

سوال۔ اُن کی تفصیل بیان کیجئے؟

جواب۔ گوتم آچاریہ کے مطابق ہم پرتیکش[1]۔ انومان[2]۔ اپمان[3]۔ شبد[4]۔ ایتیہیہ[5]۔ ارتھاپتی[6]۔ سمبھو[7]۔ ابھاؤ[8]۔ آٹھ پرمان (دلائل) مانتے ہیں۔ ان میں سے دو قوا احساس (اِندریوں) کا محسوسات (ارتھ) کے ساتھ تعلق ہونے سے جو سچا یا واقعی اور شک و شبہ سے خالی علم حاصل ہوتا ہے اُس کو پرتیکش (علم الیقین عین الیقین اور حق الیقین) کہتے ہیں۔"

{نیائے شاستر۔ ادھیائے ۱۔ آہنک ۱۔ سوتر ۴}

مثال۔ جیسے قریب سے دیکھنے پر عین الیقین ہو جانا کہ یہ انسان ہی ہے کوئی دوسری چیز نہیں۔

"صفت یا اشارہ کے ذریعہ سے موصوف یا مشارٌ الیہ کا علم ہو جانا انومان (قیاس) کہلاتا ہے۔"

{ایضاً۔ سوتر ۵}

مثال۔ جیسے بیٹے کو دیکھ کر باپ کا قیاس کرنا۔

"تشابہ یا مشابہت سے جو علم ہوتا ہے اُس کو اُپمان (نظیر یا مثال) کہتے ہیں {ایضاً سوتر ۶}

مثال۔ جیسا دیودت ہے ویسا ہی یگیہ دت بھی ہے۔ یہاں صورت یا سیرت کی مشابہت سے مراد ہے۔

"جس سے محسوس و معلوم یا غیر محسوس و غیر معلوم مطالب کا بیان کیا جاوے یا علم کرایا جاوے اُس کو

قدرتی اور مصنوعی یگیہ | یہ قانون (صفائی) دو طرح پر قائم ہے۔ اول ایشور کا کیا ہوا یا قدرتی۔ اور دوم انسان کا کیا ہوا یا مصنوعی۔ ایشور نے پُرحرارت سورج کو بنایا[1] ہے۔ اور نیز پھول وغیرہ خوشبودار چیزیں پیدا کی ہیں سورج تمام دُنیا سے رسوں کو برابر کھینچتا رہتا ہے (جن ذرّوں کو سورج اپنی کرنوں سے کھینچتا ہے) اُن میں خوشبودار اور بدبودار دونوں قسم کے ذرّے ملے رہنے کی وجہ سے (کُرۂ ہوائی کا) پانی اور ہوا بھی اچھے اور بُرے گُنوں (تاثیرات) کی آمیزش سے متوسط گُن والے ہو جاتے ہیں کیونکہ ان میں خوشبو اور بدبُو کی آمیزش قائم رہتی ہے۔ پھر اُس پانی کی بارش سے جو پودے اور اناج اور اُن سے مَنی اور جسم بنتے ہیں وہ بھی اوسط درجہ کے ہوتے ہیں اور اُن چیزوں کے اوسط درجہ ہونے سے قوت۔ عقل۔ شجاعت۔ حوصلہ۔ استقلال اور دلیری وغیرہ صفات بھی اوسط درجہ کی پیدا ہوتی ہیں۔ کیونکہ جیسی جس کی علت ہوتی ہے ویسا ہی اُس کا معلول بھی ہوتا ہے۔ چونکہ بدبو وغیرہ تمام خرابیاں انسان سے صادر ہوتی ہیں۔ اسلئے اُس میں ایشور کے نظام قدرت کا کچھ قصور نہیں۔ اور جب ان خرابیوں کا باعث انسان ہے تو ان کا دفع کرنا بھی اُسی کا فرض ہے جس طرح ایشور کا حکم ہے کہ ہمیشہ سچ ہی بولنا چاہیئے۔ نہ کہ جھوٹ اور جو شخص اُس حکم کے خلاف عمل کرتا ہے وہ پاپی ہوتا ہے۔ اور ایشور کی آئین سے اُس کی سزا میں دُکھ پاتا ہے۔ اسی طرح ایشور نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ یگیہ کرنا چاہیئے۔ اسلئے جو شخص اِس حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ وہ بھی پاپی ہو کر دُکھ پاتا ہے

یگیہ نہ کرنا پاپ ہے | یگیہ سب کو سُکھ اور فائدہ پہنچانے والی چیز ہے۔ جب کسی جگہ انسان وغیرہ جاندروں کا ہجوم کثیر ہوتا ہے وہاں بدبو بھی کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر اِس میں ایشور کا نظام قدرت باعث نہیں ہے۔ بلکہ انسان وغیرہ جانداروں کے ہجوم کی وجہ سے بدبو پیدا ہوتی ہے اور چونکہ ہاتھی وغیرہ جانوروں کو انسان ہمیشہ اپنے ذاتی آرام کے لئے جمع کرتا ہے اسلئے اُن سے جو سخت بدبو پیدا ہوتی ہے اُس کا باعث صرف انسان کا ذاتی آرام ہے۔ اِس طرح وہ تمام بدبو جو ہوا اور بارش کے پانی کو خراب کرتی ہے صرف انسان کی بدولت پیدا ہوتی ہے۔ اسلئے اُس کو دفع کرنا بھی اُسی کا فرض ہے۔

کل مخلوقات میں انسان ہی فائدے نقصان یا بھلے بُرے کو سمجھنے والا ہے۔ (سنسکرت میں انسان کو مَنُشیہ کہتے ہیں) مَنُشیہ مَنَن سے بنتا ہے جس کے معنی عقل و تمیز (وچار) ہیں اسلئے عقل و تمیز ہی سے انسانیت پیدا ہوتی ہے۔ پرمیشور نے کُل جسم والے جانداروں میں انسان ہی

[1] چنانچہ شت پتھ برہمن میں کہا ہے ॥ यावानादित्योयऽदिक्षि ॥ ۱۴ ॥ ۲ ॥ ۲ ॥ ۵ ॥ ۱ یعنی یہ سورج آکاش کے اندر یگیہ ہے۔ مترجم

کہ اسکے برعکس کرنے سے۔

اِس بارہ میں حسب ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں :۔

ہَون کے فواید "حرارت سے بخارات (دُھوم) پیدا ہوتے ہیں (جس وقت آگ درختوں (اَور کش) پودوں (اوشدھی[۵۱]) بڑے درختوں (بنسپتی[۵۲]) اور پانی وغیرہ چیزوں میں داخل ہوکر اُن کے اجزا کو الگ الگ کر دیتی ہے اور اُن کے رس کو اُڑا دیتی ہے تو وہ رَس ہلکا ہوکر ہوا کے ذریعہ سے اوپر آکاش میں چڑھ جاتا ہے۔ جب کسی چیز کو آگ میں جلاتے ہیں تو اُس میں جس قدر پانی کا جزو ہوتا ہے اُس کو بھاپ کہتے ہیں۔ اور خشک اور رُوکھا دھواں سُوکھی کا جزو ہوتا ہے۔ اور ان دونوں جُزوں کے مرکب کو دھوم کہتے ہیں۔ بخارات کے اوپر چڑھنے سے آکاش میں پانی کا ذخیرہ ہو جاتا ہے۔ اُس سے ابر یا بادل پیدا ہوتے ہیں اور اُن ہوائی بادلوں سے بارش ہوتی ہے اِسلئے گویا حرارت ہی سے جَو وغیرہ پودے پیدا ہوتے ہیں اور اُن پودوں سے اَناج نکلتا ہے اور اناج سے مَنی بنتی ہے اور منی سے جسم بنتے ہیں" {شت پتھ برہمن کانڈ ۵۔ ادھیائے ۳}

اِسی مضمون پر تیتریہ اُپ نِشد میں بھی کہا ہے کہ :۔

"اُس پرماتما نے آکاش کو بنایا۔ آکاش سے ہوا۔ ہوا سے آگ۔ آگ سے پانی۔ پانی سے زمین۔ زمین سے پودے۔ پودوں سے اناج۔ اناج سے منی اور منی سے انسان کا جسم بنتا ہے۔ اسلئے یہ جسم اِنسانی اناج کے رس سے بنا ہوا ہے" {تیتریہ اُپ نِشد۔ آنندوَلی۔ انوواک ۱}

"ایشور نے اپنے علم کامل سے اناج کو مقدم بنایا۔ اَنّ (اناج) کو برہم (بڑا) سمجھو۔ اناج سے یہ تمام اجسام[۵۳] پیدا ہوتے ہیں اور پیدا ہوکر اناج ہی سے زندہ رہتے ہیں۔ اور مرکر پھر اَن ہی میں ملجاتے ہیں" {تیتریہ اُپ نِشد بھرگو۔ وَلی۔ انوواک ۲}

اَنّ کا نام یہاں برہم (بڑا) کہا ہے۔ کیونکہ وہی زندگی کا بڑا سہارا ہے عمدہ صاف اناج پانی اور ہوا وغیرہ ہی سے جاندار سُکھ کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اُن کے بغیر کوئی نہیں جی سکتا

---

۵۱ سنسکرت کے علم نباتات میں اوشدھی اُن پودوں کا نام ہے جو ایک ہی سال کے اندر ایک بار پھل اگر سوکھ جاتے ہیں۔ مترجم

۵۲ اُن بڑے بڑے درختوں کو جن میں بلا شگوفہ پھل آتا ہے۔ سنسکرت کے علم نباتات میں بنسپتی کہتے ہیں۔ مترجم

۵۳ ان ناش ہونے والی اشیا کو کہتے ہیں۔ اسلئے اس سے مٹی وغیرہ فانی اشیا مراد ہیں۔ مترجم

(بغیر غرض) فعل نامزد کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اُس میں بے انتہا سُکھ ہوتا ہے اور جو فعل دولت اور مراد کے حصول کے لئے دنیوی سُکھ ملنے کی نیت سے کیا جاتا ہے وہ فعل دوسرے درجہ پر ہے اور سکام (غرض آلودہ) کہلاتا ہے۔ کیونکہ اُس کے پھل (ثمرہ) میں جینے اور مرنے کا دکھ بھوگنا پڑتا ہے۔ اگنی ہوتر سے لے کر اشومیدھ تک جس قدر یگیہ ہوتے ہیں اُن میں خوشبودار۔ شیریں مقوی اور دافع مرض وغیرہ گنوں والی باقاعدہ سنسکار (صاف) کی ہوئی چیزوں کا آگ کے اندر ہوم کیا جاتا ہے۔ اُس سے ہوا اور بارش کا پانی پاک صاف ہو جاتا ہے اور تمام دُنیا کو سُکھ پہنچتا ہے۔ کھانا۔ پہننا۔ سواری۔ کلیں۔ صنعتیں اور اوزار جو بغرض سرانجام اصول مجلسی استعمال

یگیہ کا بیان

کئے جاتے ہیں وہ زیادہ تر اپنے ہی ذاتی فائدہ کے لئے ہیں۔ اس بارہ میں پُورو میمانسا کا حوالہ درج کیا جاتا ہے۔ (دیکھو پُورو میمانسا۔ ادھیائے ۴۔ پاد ۳۔ سوتر ۱ و ۸)

"(فراہمی) اشیا (دروَیہ) صفائی (سنسکار) اور عمل (کرم) یگیہ کرنے والے کے یہ تین فرض ہیں اشیا یعنی مذکورہ بالا چار قسم کی خوشبودار وغیرہ گنوں والی چیزیں لیکر اور اُن کو باہم ملا کر عمدہ سے عمدہ گُن پیدا کرنے کے لئے اُن کا سنسکار (صفائی) کرنا چاہیئے۔ مثلاً جب دال وغیرہ کو عمدہ بنانے (سنسکار) کے لئے چمچہ میں خوشبودار گھی ڈال آگ میں تپا ذرا دھواں سا اُٹھنے پر اُس سے دال وغیرہ بگھار کر بگھی کا مُنہ بند کر چمچہ چلاتے ہیں۔ اُس وقت جو مذکورہ بالا دھوئیں کے شکل کی بھاپ اُٹھتی ہے۔ وہ خوشبودار سیال ہو کر تمام دال کے اندر سما جاتی ہے اور اُسے خوشبودار بنا دیتی ہے اور اُس سے دال مقوی اور لذیذ بن جاتی ہے اسی طرح یگیہ (ہوَن) سے جو بھاپ پیدا ہوتی ہے وہ ہوا اور بارش کے پانی کو سب قسم کی خرابیوں سے پاک اور صاف کر کے تمام دنیا کو سُکھ پہنچاتی ہے"۔ اسی وجہ سے کہا ہے کہ :-

"جب یگیہ میں مذکورہ بالا طریق سے کوئی عالم صاف کی ہوئی چیزوں کا آگ کے اندر ہوم کرتا ہے تو اُس سے مجمع انسانی کو بڑا سُکھ پہنچتا ہے"۔ {ایتریہ براہمن پنچکا ۱۔ کنڈکا ۲}

یگیہ سے ہمیشہ دوسروں کو فائدہ پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔ اسلئے (یگیہ کے) نتیجے اور فوائد بھی مشہور ہیں کہ وہ ہر قسم کی بُرائی یا خرابی کو دور کرتا ہے۔ ہوم کرنیکی چیزوں کی صفائی اور ہوم کرنے والوں کی قابلیت یگیہ کے ارکان میں شمار کرنے چاہئیں۔ اس طرح یگیہ کرنے سے دھرم حاصل ہوتا ہے نہ

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۳۰) جو کسی دنیوی منفعت کے لئے نہ کئے جاویں بلکہ بے غرض ہو کر صرف اس خیال سے کئے جاویں کہ اُن کا کرنا ہمارا فرض ہے۔ ایسے ہی اعمال کا نتیجہ موکش ہوتی ہے۔ مترجم

کا مالک ہے۔ کیونکہ دُنیا میں جو سولہ کلائیں یا صنعتیں پیدا کی گئی ہیں وہ اُسی ایشور کی ایجاد ہیں۔"

{یجروید۔ ادھیائے ۸۔ منتر ۳۶}

پس وہ ایشور ہی وید کا لُبِّ لُباب ہے۔ مانڈوکیہ اُپ نشد میں کہا ہے کہ :-

"جس کا نام اوم ہے وہ لازوال ہے۔ اُس کو کبھی فنا نہیں۔ وہ تمام ساکن و مُتحرک کائنات میں سمایا ہُوا ہے اُس کو ہم جاننا چاہیئے۔ تمام ویدوں اور شاستروں اور اِس تمام کائنات میں اُسی کا ظہور اور اُسی کا ذکر مذکور ہے۔" {مانڈوکیہ اُپ نشد۔ منتر ۱۱}

اِسلئے یہ ماننا چاہیئے کہ ویدوں کا مقصود و مقدم ایشور ہے۔ علاوہ ازیں مقدم (پُرَدھان) کے مقابلہ میں غیر مقدم (اَپُرَدھان) کو لینا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ دیاکرن مہابھاشیہ میں کہا ہے کہ "جہاں مُقدم و غیر مقدم دونوں ہوں وہاں مُقدم سے مراد سمجھنی چاہیئے۔" اِس لئے تمام ویدوں کا مقدم مضمون ایشور ماننا واجب ہے (ویدوں کے) تمام اُپدیش (تعلیم یا ہدایت) کا مقصد ایشور کو حاصل کرانا ہے۔ اسلئے ہر انسان پر اُس ایشور کے اُپدیش (الہام یا ہدائیت) سے تینوں یعنی کرم (عمل)۔ اُپاسنا (عبادت) اور گیان (علم) کو حاصل اور اُن کی پابندی (انُشٹھان) کرنا لازم ہے تاکہ پُرَمارتھک سِدھی (اعلیٰ مقصد انسانی میں کامیابی) اور دُیوہارک سِدھی (دُنیوی منفعت یعنی ہر شے سے مُناسب فیض اور فائدہ) بخوبی حاصل ہو سکے۔

۲۔ کرم کانڈ یا عمل وید کا دوسرا مضمون کرم کانڈ (ہدایت عمل) ہے۔ اِس مضمون کا سراسر فعل سے تعلق ہے۔ اسکے بغیر تحصیل علم اور گیان (معرفت) بھی مکمل نہیں ہوتے۔ وجہ یہ کہ باہمیہ (عملی یا خارجی) اور مانس (ذہنی یا باطنی) معاملات کا باہمی ایک دوسرے سے تعلق ہے فعل کئی قسم کے ہیں۔ مگر اُن کی بڑی تقسیم دو طرح پر ہے۔

(۱) اعلیٰ مقصدِ انسانی کے حاصل کرنے کے لئے یعنی ایشور کی سُتُتی (حمد و ثنا) پرارتھنا (مناجات و دعا) اور اُپاسنا (عبادت) کرنا۔ اُسکے حکم پر چلنا۔ دھرم کا پابند رہنا اور گیان (معرفت) سے موکش (نجات) کی تدبیر میں مشغول ہونا۔

(۲) کاروبار دنیوی کے سرانجام کے لئے یعنی دھرم کے ساتھ دولت (ارتھ) اور مراد (کام) حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنا۔

فعل کی تقسیم بلحاظ نشکام و سکام مارگ جو فعل یا عمل محض ایشور کے ملنے کی نیت سے کیا جاتا ہے وہ نیک نتیجہ والا نشکام[۱]

[۱] اگرچہ نشکام کے لفظی معنی بے خواہش ہیں مگر مجازاً اُس سے وہ اعمال نیک مراد لئے جاتے ہیں (دیکھو حاشیہ صفحہ ۳۱)

گھاس سے لے کر پرکرتی (مادہ کی حالتِ اولیں) تک کُل موجودات کا علم اور اُس علم سے مناسب فائدہ یا فیض حاصل کیا جاتا ہے اُس کو اپرا (دنیوی) علم کہتے ہیں اور جس سے غیر محسوس وغیرہ صفات سے موصوف قادرِ مطلق برہم کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اُس کو پرا (علم الٰہی) کہتے ہیں۔ اپرا سے پرا نہایت اعلیٰ ہے۔" {مُنڈک اُپنشد۔ مُنڈک ۱۔ کھنڈ ۱۔ منتر ۵ و ۶}

اِس مضمون کے متعلق اور بھی حوالے ہیں مثلاً

"جس محیطِ کُل ایشور کی ذات عین راحت اور تمام عمدہ تدابیر و وسائل سے حاصل کرنے کے لایق موکش کو عالمِ ہمیشہ ہر زمانہ میں دیکھتے یا پہچانتے ہیں وہ ایشور سب جگہ محیط و بسیط ہے اور مکان و زمان اور اشیاء کی گرفت یا احاطہ سے باہر ہے اور چونکہ وہ برہم مطلق محیطِ کُل ہے اسلئے وہ سب کو سب جگہ حاصل ہے۔ جس طرح سورج کی روشنی میں آنکھ کی حدِ نگاہ بے انتہا درجہ تک پھیلتی ہے۔ اسی طرح وہ حاصل کرنے کے لایق برہم سب جگہ موجود ہے۔ موکش سب چیزوں سے اعلےٰ و افضل ہے اِسلئے عالم اُسی کو دیکھنے اور حاصل کرنے کی خواہش کرتے ہیں۔"

{رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۲۔ ورگ ۷۔ منتر ۵}

پس وید خصوصیت کے ساتھ اُس ایشور کو ہی بیان کرتے ہیں۔ اِس مضمون پر ویاس جی نے بھی ایک سُوتر میں فرمایا ہے کہ:۔

"وید کے ہر جملہ میں برابر اُسی برہم کا بیان موجود ہے۔ کہیں صراحت کے ساتھ اور کہیں پرم پرا (کنایہ یا سلسلہ مضمون) سے۔" {وایدانت درشن۔ ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سُوتر ۴}۔

وِگیان کانڈ کی دیگر مضامین پر سبقت

اِسلئے ویدوں کا مقدم مضمون برہم ہی ہے چنانچہ اس بارہ میں یجُروید کا بھی حوالہ ہے۔

"جس پرُ برہم سے اعلیٰ یا بزرگ (اُتم) کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ جو پرجاپتی مخلوقات (پرجا) کا پرورش کرنے والا ہے اور تمام دنیاؤں (لوکوں) پر محیط یا اُن میں سمایا ہوا ہے۔ جو تمام جانداروں کو نہایت سُکھ دیتا ہوا تجلی بخشِ عالم۔ آگ۔ سورج اور بجلی تین روشنیوں کو اس مخلوقات (سرشٹی) کے ساتھ وابستہ و پیوستہ کرتا ہے وہ ایشور شوڈشی یعنی ۱۶ کلاؤں (صنعتوں)

---

۱ سولہ کلائیں یا صنائع ایزدی یہ ہیں:۔ ایکشن (فکر و خیال و ارادت) پران (رگوں کی وہ مختلف قوتیں جو جسم کے اندر مختلف جسمانی حرکات و افعال کو انجام دیتی ہیں) شردھا (سچائی پر یقین و اعتقاد) آکاش (عنصر اولین جس کو انگریزی میں ایتھر کہتے ہیں) وایو (ہوا) اگنی (آگ یا حرارت) جل (پانی)۔ پرتھوی (زمین یا مٹی)۔ اندریہ (قوائے احساس)۔ من (دل یا آلۂ علم و فکر) انّ (اناج یا کھانے کی چیزیں) ویریہ (منی یا قوت و حوصلہ) تپ (دھرم کی پابندی نیک چلن وغیرہ) منتر (علم یعنی وید) کرم (فعل یا جملہ حرکات) نام (محسوس و غیر محسوس ہر شخص کا نام و اصطلاح) "دیکھو پرشن اُپنشد پرشن ۶" مترجم۔

مضامین وید پر بحث

وید کے چار مضمون

وید میں[۵۱] چار مضمون ہیں۔ وگیان کانڈ[۱] (معرفت)۔ کرم کانڈ[۲] (عمل)۔ اُپاسنا کانڈ[۳] (عبادت) اور گیان کانڈ[۴] (علم) اِن میں سے پہلا مضمون وِگیان (معرفت) سب سے مقدم ہے۔ کیونکہ اُس میں پرمیشور سے لیکر تنکے تک کل اشیاء کا علم حقیقی شامل ہے اور اس میں بھی ایشور (کی ذات) کا ادراک مقدم ہے کیونکہ تمام ویدوں کا مقصود وہی ہے اور ایشور کی ذات کو کل کائنات پر شرف ہے۔ اس بارہ میں چند حوالے درج کئے جاتے ہیں :-

یم کہتا ہے کہ "اے نچکیتا! جس پربرہم کی وصال یعنی موکش کے نام سے مشہور پرم پد[۵۲] (حاصل کرنے کے لایق درجہ اعلیٰ) کو اور عین راحت اور تمام کلفتوں سے مبرا ایشور کو تمام ویدبیان اور تاکید

۱- وگیان کانڈ یا علم الٰہی

وخصوصیت کے ساتھ اُسکے گیان (معرفت) حاصل کرنیکی تعلیم وتلقین کرتے ہیں اور جس کے پانے کے لئے سچاتپ (ریاضت) یعنی دھرم انُشٹھان (دھرم کی پابندی) اور جس ایشور کے ملنے کی خواہش سے برہمچرج کیا جاتا ہے (یہاں برہمچرج تمثیلاً آیا ہے در اصل برہم بچریہ (حالت طالب علمی)۔ گرہستھ (حالتِ خانہ داری) بان پرستھ (حالتِ صحرا نشینی) اور سنیاس (ترک دُنیا) چاروں آشرم سے مُراد ہے) اور جس برہم کے وصال کی خواہش کرتے ہوئے عالم اُس کا تصور اور اُپدیش (وعظ) کرتے ہیں۔ جو اِس قسم کا پد (حاصل کرنے کے لایق پرمیشور) ہے اُس کو میں تجھے اختصار کے ساتھ بتاتا ہوں کہ وہ اوم ہے"۔ {کٹھ اُپنشد۔ ولی ۲ منتر ۱۵}

"اُس پرمیشور کا واچک (یعنی اُس کی ذات کو ظاہر کرنے والا لفظ) پرنو یا اوم ہے۔ گویا پرنو یا اوم اُس کی ذات کو بتانے والا لفظ ہے اور اُس لفظ کا مشارٌ الیہ ایشور ہے"۔

{یوگ شاستر۔ ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سُوتر ۲۷}

"اوم اور کلمہ برہم کے نام ہیں"۔ {یجروید۔ ادھیائے ۴۰}

"اوم برہم کو کہتے ہیں"۔ {تیتریہ آرنیک پرپاٹھک ۷۔ انوواک ۸}

"ویدوں میں دو علم ہیں ایک اپرا (دُنیوی) اور دوسرا پرا (علم الٰہی) جس کے ذریعہ سے مٹی اور

---

[۵۱] رگوید میں خصوصیت کے گیان کانڈ کا یجروید میں کرم کانڈ کا سام وید میں اُپاسنا کانڈ کا اور اتھروید میں وگیان کانڈ کا بیان ہے۔ یہ مُراد نہیں ہے کہ رگوید میں محض گیان کانڈ ہے۔ کرم یا اُپاسنا کانڈ نہیں یا یجروید میں صرف کرم کانڈ ہے اُپاسنا۔ گیان اور وگیان کانڈ نہیں بلکہ ہر وید میں سب ہی مضمون ہیں مگر اُن میں سب سے زیادہ مقدم وہی مضمون ہے جو اس سے خصوصیت رکھتا ہے اور باقی مضامین صرف ضمنی ہوتے ہیں۔ مترجم

[۵۲] پد کے مصدری معنی حاصل کرنیکے لایق چیز کے ہیں کیونکہ سنسکرت میں پد بمعنی حاصل کرنا آتا ہے۔ مترجم

کر دیتا ہے۔ پرمیشور اتصال اور انفصال دونوں سے مبرا اور محیطِ کل ہے۔ اسی وجہ سے وہ ذروں سے دُنیا کو بنانے اور فنا کرنے پر ٹھیک ٹھیک قادر ہے۔ اس کے خلاف نہیں ہو سکتا مثلاً ہم لوگوں کو اتصال اور انفصال کے قانون کے تابع ہونے کی وجہ سے پُرکرتی اور پرمانو کے اتصال اور انفصال میں دستِ قدرت حاصل نہیں ہے۔ اگر ایشور بھی اس قانون کے تابع ہوتا تو اُس پر بھی یہی مثال صادق آتی۔ اسکے علاوہ یہ بھی قابل غور ہے کہ جو اتصال اور انفصال کا مبداء ہوتا ہے وہ خود اُس (اتصال اور انفصال) سے جُدا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بنفسہٖ اتصال اور انفصال کے آغاز کی عِلّت اُولیٰ ہوتا ہے۔ اگر کوئی عِلّتُ اُولےٰ نہ ہووے تو اتصال اور انفصال کا آغاز بھی وقوع میں نہیں آسکتا۔ پس صفات مذکورۂ بالا سے موصوف اور ہمیشہ غیر متغیر بالذات۔ غیر مولود۔ ازلی و ابدی۔ قادرِ حقیقی۔ ایشور سے ظاہر ہونے اور اُس ایشور کے علم میں ہمیشہ موجود رہنے سے ویدوں کا حق المعانی سے معمور اور غیر فانی ہونا ثابت ہے۔

ویدوں کے غیر فانی ہونیکی بحث ختم ہوئی

(گیان) نہ ہوتا۔ اس میں نا تعلیم یافتہ بچے اور جنگلی آدمی کی مثال ہے۔ یعنی اُپدیش (تعلیم و تربیت) کے بغیر بچوں یا جنگلیوں کو علم یا انسان کی زبان کا وقوف نہیں ہوتا۔ پھر علم کے ایجاد کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اسلئے ویدوں کا علم جو ایشور سے (دُنیا میں) آیا ہے وہ غیر فانی ہے۔ کیونکہ ایشور کی تمام صفات غیر فانی ہیں۔ جو شے غیر فانی ہوتی ہے اُس کا نام صفت اور فعل بھی غیر فانی ہوتا ہے کیونکہ اُن کا جوہر (آدھار) غیر فانی ہے۔ جوہر (آدھشٹھان) کے بغیر نام صفت اور فعل وغیرہ عرض قیام نہیں پا سکتے۔ کیونکہ یہ ہمیشہ دوسرے کے سہارے رہتے ہیں۔ جو شے غیر فانی نہیں ہوتی اُسکے یہ (عرض) بھی غیر فانی نہیں ہوتے۔ غیر فانی وہی شے ہوتی ہے۔ جس کی پیدائش اور فنا نہ ہو علیحدہ علیحدہ عناصر (بھوت) یا جوہروں (ذرّوں) کے اتصال خاص سے پیدائش (اُت پتی) ہوتی ہے۔ اور اُن پیدا شدہ یعنی ذرّوں (یا عناصر) سے مل کر بنے ہوئے وجودوں کا انفصال (وِیوگ) یعنی اتصال کا زایل ہو جانا فنا (وناش) ہے۔ (سنسکرت میں) "وناش" نظر نہ آنے یا غیر محسوس ہو جانے کے معنی رکھتا ہے۔ چونکہ ایشور ہمیشہ یکساں رہتا ہے۔ اِس لئے اُسکی ذات میں اتصال اور انفصال کو دخل نہیں۔ اس بارہ میں کنا دمنی کا ایک سُوتر شاہد ہے۔ "معلول جو علت سے پیدا ہو کر وجود میں آتا ہے اُس کو فانی (اَنِتیہ) کہتے ہیں۔ اور جو کسی شے کا معلول نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ حالتِ علت میں قایم رہتا ہے اُس کو غیر فانی (نِتیہ) کہتے ہیں"۔ ویشیشک درشن۔ ادھیائے ۴۔ پاد ۴۔ سُوتر ۱۰ جو شے اتصال سے پیدا ہوتی ہے وہ ہمیشہ فاعل کی محتاج ہوتی ہے اور اگر فاعل کو بھی اتصال سے پیدا ہوا مانیں تو یہ نتیجہ نکلیگا۔ کہ اُس کا بھی کوئی دوسرا فاعل ہے۔ اس طرح متواتر سلسلہ بندی سے تسلسل[1] لازم آتا ہے جو شے اتصال سے پیدا ہوتی ہے وہ پرکرتی (مادّہ کی حالتِ اوّلیں) اور پرمانو (ذرّات) وغیرہ کے اتصال کرنے پر قادر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ چیزیں (پرکرتی اور پرمانو) لطیف ہیں جو جس سے لطیف ہوتا ہے وہ اُس کا آتما (یعنی اُس میں ساری) ہوتا ہے۔ کیونکہ لطیف شے کثیف شے میں سرایت کر سکتی ہے مثلاً لوہے میں آگ۔ آگ لطیف ہونے کی وجہ سے سخت اور ٹھوس لوہے میں سرایت کر کے اُسکے اجزاء کو جُدا جُدا کر دیتی ہے۔ اور پانی مٹی سے لطیف تر ہونے کے باعث مٹی کے ذرّوں میں سما جاتا ہے اور اُن کو ملا کر پنڈا بنا دیتا ہے۔ یا اُس کے ذرّوں کو الگ الگ بھی

[1] علم منطق کی اصطلاح میں "تسلسل" امور نا متناہی کے مترتب ہونے کو کہتے ہیں اور اصطلاح سنسکرت میں اُس کو "اَن اَوستھا پتی" یا "اَن اَوستھا دوش" کہتے ہیں۔ مترجم

ویدوں کے غیر فانی ہونیکا ثبوت دلائل سے

مثلاً جو نیست ہے وہ ہست نہیں ہو سکتا اور جو ہست ہے وہ نیست نہیں ہو سکتا۔ (یعنی نیستی سے ہستی اور ہستی سے نیستی ہونا ناممکن ہے) جو ہے وہی ہوگا۔ اس منطق سے بھی ویدوں کا غیر فانی ہونا قابل پذیرائی ہے۔ کیونکہ جس کی جڑ نہیں اُس کی شاخیں وغیرہ بھی نہیں ہو سکتیں۔ مثلاً بانجھ کے بیٹے کا بیاہ دیکھنا (ناممکن ہے) کیونکہ اگر بیٹا ہو تو ماں کا عقیمہ ہونا ثابت نہیں ہوتا اور جب لڑکا ہی نہیں تو پھر اُس کا بیاہ ہونا یا دیکھنا کب ممکن ہو سکتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی غور کرنا چاہئے کہ اگر ایشور میں غیر متناہی علم نہ ہوتا تو وہ کس طرح الہام (اُپدیش) کر سکتا اور اگر وہ الہام نہ کرتا تو کسی انسان میں بھی علم کا نشان نہ پایا جاتا۔ کیونکہ کوئی چیز جڑ کے بغیر نہیں اُگ سکتی۔ اس دُنیا میں کوئی شے بھی جڑ یا علت (مُول) کے بغیر پیدا ہوتی نظر نہیں آتی۔ ہر انسان کو وہی بات جس کا اُسے واقعی تجربہ ہوتا ہے (یا جس کو وہ موجودہ یا سابقہ جنم میں بھگتتے ہوئے ہوتا ہے) سُوجھتی یعنی اُس کے دل سے اُبھرتی یا پیدا ہوتی ہے۔ یعنی جس چیز کا بذریعہ علم الیقین (پرتیکش) تجربہ ہو چکتا ہے اُسی کا اثر (سنسکار) قائم رہتا ہے اور جس چیز کا اثر (سنسکار) ہوتا ہے وہی حافظہ اور علم میں ہوتا ہے اور اُسی کے بموجب کسی شے کی طرف رغبت یا نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اُس کے خلاف ہرگز نہیں ہوتا۔ پس اگر دُنیا کے شروع میں ایشور کا اُپدیش (الہام) اور تعلیم و ہدایت نہ ہوتی تو کسی شخص کو بھی علم کا آنُوبھو[1] نہ ہوتا۔ پھر (آنُوبھو کے بغیر) اُس کا اثر یا خیال (سنسکار) بھی نہ ہوتا اور اثر یا خیال کے بغیر یاد کہاں سے رہتا اور یاد کے بغیر کسی کو ذرا بھی علم نہیں ہو سکتا۔

سوال۔ انسان کو جو طبعاً دنیوی دھندوں سے لگاؤ (پرورتی) ہے اُن سے دُکھ اور سُکھ کا تجربہ ہوتا ہے اور جوں جوں بڑا ہوتا جاتا ہے بتدریج تجربہ بڑھ کر علم ترقی پاجاتا ہے۔ پھر اس بات کے ماننے کی کیا ضرورت ہے کہ ایشور نے ویدوں کو پیدا کیا؟

جواب۔ اس بات کا جواب شافی پیدائش وید کے بیان میں دیا گیا ہے۔ اُس مقام پر ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ جس طرح اب دوسرے سے پڑھنے کے بغیر کوئی شخص عالم نہیں بن جاتا اور نہ اُس کے علم کی ترقی ہوتی ہے اسی طرح ایشور کے الہام (اُپدیش) کے بغیر کسی انسان کو بھی علم اور عرفان

[1] سنسکرت میں گیان کے دو ذریعے مانے جاتے ہیں ایک سمرتی دوسرا آنُوبھو۔ جو گیان محض سنسکار یعنی پہلے یا اس موجودہ جنم کے دل پر نقش شدہ اثر سے پیدا ہوتا ہے اُس کو سمرتی کہتے ہیں اور جو گیان بلا کسی سنسکار یا اثر کے خود اپنے تجربہ یا مشاہدہ سے پیدا ہو اُسے آنُوبھو کہتے ہیں۔ مترجم

(ذرّوں) وغیرہ تمام چھوٹی بڑی چیزوں کو روشن کرتا ہے اسی طرح وید بھی خود منوّر بالذات ہونے سے تمام علوم کو ظاہر و روشن کرتے ہیں۔ ایشور نے ویدوں میں جو اُس کا الہام ہیں (ایک منتر) فرمایا ہے،

۸۔ خود ویدوں سے | جس سے ویدوں اور خود اُس کی ذات کا (غیر فانی اور بنفسہٖ مستند) ہونا ثابت ہے۔

" وہ محیطِ کل وغیرہ صفات سے موصوف ایشور سب جگہ موجود اور حاضر و ناظر ہے۔ ایک ذرّہ بھی اُس کی سرایت سے خالی نہیں۔ وہ برہم تمام دُنیا کا بنانے والا صاحبِ قدرت اور بے انتہا طاقت والا ہے۔ اُس ایشور کی ذات سُتھول (کثیف) سُوکشم (لطیف) اور کارن (مادہ کی حالتِ اوّلین صورت) جسم کے تعلق یا وابستگی سے منزّہ ہے۔ اُس میں ایک ذرہ بھی چھدر (سوراخ) نہیں کرسکتا (یعنی اس کی ذات یا ماہیت میں ایک ذرہ کو بھی گنجایش یا جگہ نہیں ہے۔ اسلئے وہ کٹ نہ سکنے کی وجہ سے بے جراحت ہے۔ چونکہ اُس میں نس یا ناڑی کا دخل نہیں ہے اسلئے وہ ہر قسم کے بندھن (پردے یا رُکاوٹ) سے مبرّا ہے۔ وہ ہمیشہ جہالت وغیرہ عیوب سے پاک ہے۔ اُس کی ذات میں پاپ کا نام نہیں اسلئے وہ کبھی پاپ نہیں کرتا۔ وہ علیم کُل ہے۔ وہ سب کے دلوں کا شاہد یا جاننے والا ہے اُس کو سب پر فضیلت ہے۔ نہ اُس کی کوئی عِلّت فاعلی (نمتکارن) ہے۔ نہ عِلّتِ مادی (اُپادان کارن) اور نہ عِلّتِ غیر (سادھارن کارن) وہ سب کا پیدا کرنے والا (پتا) ہے اور خود کسی سے پیدا نہیں ہُوا۔ وہ خود اپنی قدرت سے قایم یعنی قائم بالذات ہے اِن صفات سے موصوف ہستیِ مُطلق عین علم اور عین راحت پرماتما ہر کلپ کے شروع میں ہمیشہ اپنی قدیم و اَبدی مخلوقات کے لئے ویدوں کے صحیح و صادق الہام کے ذریعہ سے علم کو ظاہر کرتا ہے یعنی وہ بھگوان (پرمیشور) ہر مرتبہ جب از سرِ نو پیدائش عالم ہوتی ہے تب مخلوقات کی بہبودی کے لئے دُنیا کے شروع ہی میں تمام علوم سے معمور ویدوں کا اُپدیش (الہام) کرتا ہے"۔ (یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۸)

اسلئے ویدوں کو کبھی فانی نہ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ ایشور کا علم ہمیشہ یکساں بنا رہتا ہے۔

جس طرح ویدوں کا غیر فانی ہونا شاستروں کے حوالوں سے ثابت ہے اُسی طرح دلیل سے بھی ثابت ہے

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۲۳) کے اندر سورج کی کرنیں آتی ہوں اُن میں جو ذرّے نظر آتے ہیں اُن کو ترسرینو کہتے ہیں۔ یہ مادہ کے اوّل محسوس جزو ہوتے ہیں۔ مترجم

۱؎ ہر ایک شے کی کم از کم تین علتیں ضرور ہوتی ہیں۔ مثلاً گھڑے کی علّت فاعلی کُمہار عِلّتِ مادی مٹی اور باقی چیزیں مثل آلات (چاک و ڈنڈا وغیرہ) ظرف زمان و مکان و عِلّتِ غائی وغیرہ سب تیسری علت میں شامل ہیں جس کو سنسکرت میں سادھارن کارن کہتے ہیں اور جس کا یہاں علّت غیر ترجمہ کیا ہے۔ مترجم

ایشور کی ذات میں جہالت وغیرہ کلفتوں (کلیش) یا پاپ کے کام یا خیال کا نشان تک نہیں۔ چونکہ ایشور کا علم طبعی کامل اور غیر فانی ہے اسلئے اُسکا الہام ہونے سے ویدوں کو بھی پرم صداقت اور غیر فانی ماننا چاہیئے۔

اسی طرح کپل آچاریہ بھی اپنے سانکھیہ شاستر میں فرماتے ہیں کہ :-

۶۔ سانکھیہ درشن سے

"ویدوں کا ظہور ایشور کی خاص قدرت سے ہونے کے باعث یعنی پُرش (ایشور) کی طبعی یا ذاتی (سہجاری) قدرتِ کاملہ سے ویدوں کا ظہور ہونے کی وجہ سے ویدوں کو بنفسہم مستند (سوتہ پرمان) اور غیر فانی ماننا چاہیئے" {سانکھیہ درشن۔ ادھیائے ۵۔ سوتر ۵۱}

کرشن دُوِپائن ویاس مُنی اپنے ویدانت شاستر میں اس مضمون پر اس طرح لکھتے ہیں کہ :-

۷۔ ویدانت درشن سے

"رگ وغیرہ چاروں وید جو ہر قسم کے علوم کا مخزن ہیں اور مثل آفتاب کُل مطالب و معانی کو روشن کرتے ہیں اور تمام علوم کی کان ہیں اُن کا مخرج (یونی) یا مسبب (کارن) برہم ہے" {ویدانت درشن۔ ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۳}۔

"جو صفت کُل علوم سے معمور رگ وغیرہ چاروں ویدوں میں پائی جاتی ہے اُس صفت کے شاستر کا مخرج علیم کل ایشور کے سوائے کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ ویدوں کے مطالب کی تفصیل کے لئے خاص خاص انسانوں نے شاستر بنائے ہیں مثلاً ویاکرن وغیرہ کتابیں پانینی وغیرہ عالموں نے بنائی ہیں تاہم وہ وید کی صرف جُزوی تفصیل ہیں۔ ویدوں میں اس سے بھی زیادہ وگیان (علم و معرفت) کا ذخیرہ ہے۔ یہ بات دُنیا میں اس قدر مشہور ہے کہ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں"۔ یہ الفاظ شنکر آچاریہ کے ہیں جو اُنہوں نے اس سوتر کی شرح میں لکھے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ علیم کُل ایشور کی تصنیف (شاستر) بھی غیر فانی اور کل مطالب اور علوم سے معمور ہونی چاہیئے۔ ویاس جی نے اُسی ادھیائے میں ایک اَور سوتر لکھا ہے کہ :-

"ایشور کا قول ہونے اور غیر فانی کی صفت رکھنے سے ویدوں کا بنفسہ مستند (سوتہ پرمان) ہونا اور کُل علوم سے معمور اور سب زمانوں میں "وِیہیچار" (اختلاف۔ شک یا تغیر) سے مبرا ہونے کی وجہ سے غیر فانی ہونا سب کو ماننا چاہیئے"۔ {ویدانت درشن۔ ادھیائے ۱۔ پاد ۳۔ سوتر ۲۹}

ویدوں کے مستند ہونے کے ثبوت میں شہادت درکار نہیں کیونکہ وہ اپنی سند آپ ہونے سے بنفسہم مستند ہیں جس طرح سورج بذات خود روشن ہونے کی وجہ سے دنیا کے پہاڑوں اور تر سرینو[۵]

۵ ایک تر سرینو ۳۶۰ پرمانوں سے مرکب ہوتا ہے جب کسی سوراخ میں سے اندھیری کوٹھڑی (دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۴)

۴۔ نیایہ شاستر سے | "ایشور کے بنائے ہوئے غیر فانی ویدوں کی سند سب کو ماننی چاہیئے۔ کیونکہ اُن کو راستی شعار عالموں یعنی تمام دھرماتماؤں کپٹ چھل (مکر و فریب) اور عیب سے خالی۔ رحمدل سچی بات کے ہدایت کرنے والے سب علوم کے ماہر اعلیٰ درجہ کے یوگیوں اور برہما وغیرہ تمام راستی شعار عالموں نے مثل منتر اور آیُرو وید (علم طب) کے سند مانا ہے۔ گویا جس طرح سچے علم طبیعات کو بیان کرنے والے منتروں (اصول یا ہدایت) کو سچا ہونے سے سند کیا جاتا ہے یا جس طرح آیُرو وید (علم طب) کے ایک مقام پر بتائی ہوئی دوا کے استعمال سے بیماری رفع ہو جانے پر اُسکے علاوہ کتاب کے باقی حصہ کی بھی اُسی طرح سند مان لی جاتی ہے۔ اسی طرح ویدوں میں بیان کئے ہوئے مطالب کا ایک مقام پر علم الیقین (پرتیکش) ہو جانے سے باقی غیر محسوس یا غیر معلوم (اَدرِشٹ) دیگر مطالب یا وید کے باقی حصہ کو بھی سند ماننا چاہیئے"۔ {نیائے شاستر۔ ادھیائے ۲۔ اَہنک ۱۔ سوتر ۶۷}

اِس سوتر پر وَاتسیایَن مُنی شارح (بھاشیہ کار) لکھتے ہیں کہ:۔

"دَرِشٹا (ویدوں کے مطالب سمجھنے والوں) اور وَکتا (علوم کے بیان کرنے والوں) کے ایک ہی ہونے سے بھی یہی بات قیاس میں آتی ہے یعنی جو راستی شعار عالم ویدوں کے مطالب کو کماحقہ جانتے تھے وہی آیُرو وید (علم طب) وغیرہ کے بیان کرنے والے ہوئے ہیں۔ اس لئے آیُرو وید کے سند کی مثال وید کی سند بھی قیاس کرنی چاہیئے۔ پس وید کے غیر فانی بچنوں کی سند ماننے میں یہ دلیل ہے کہ راستی شعار عالموں نے اُن کو سند مانا ہے"۔

اس سے یہ منشاء ہے کہ جس طرح راستی شعار عالم کا قول بمنزلہ شَبدِ پرَمان (قول معتبر) سند گردانا جاتا ہے۔ اسی طرح ویدوں کو بھی سراپا راستی شعار علیم کُل ایشور کا کلام ہونے سے مستند ماننا چاہیئے۔ کیونکہ کل راستی شعار عالموں نے اُس کو سند مانا ہے۔ پس ایشور کا علم ہونے سے وید کا غیر فانی ہونا ثابت ہے۔

اِس بارہ میں پتنجلی مُنی جی یوگ شاستر میں فرماتے ہیں کہ:۔

۵۔ یوگ شاستر سے | "ایشور جو قدیم بزرگوں (یعنی اَگنی۔ وَایُو۔ آدتیہ۔ انگرہ۔ اور برہما وغیرہ کا (جو دُنیا کے شروع میں ہوئے) اور نیز ہم لوگوں اور اُنکا جو آگے ہونگے سب کا گرُو۔

{گرُو "گرِ" مصدر سے بنتا ہے جس کے معنیٰ "بولنا" ہے۔ پس جو بذریعہ وید سچی باتوں کی ہدایت (اُپدیش) کرتا ہے وہی ایشور گرُو ہے} اور ہمیشہ غیر فانی ہے۔ کیونکہ وہ وقت کی گرفت سے باہر ہے"۔

{پاتنجل یوگ درشن۔ ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۲۶}

اور نہ بولیں تو غائب رہتا ہے۔ گویا جو زبان کے فعل کا حال ہے وہی اُس کا ہے۔ پھر وہ غیر فانی کس طرح ہو سکتا ہے؟

جواب۔ آکاش کی طرح پیشتر سے موجود ہونے پر بھی تاوقتیکہ اُسکے ظاہر ہونے کا ذریعہ موجود نہ ہو لفظ محسوس نہیں ہوتا بلکہ سانس (پران) اور زبان کے فعل سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے لفظ گوہ ہے۔ جب تک زبان گ تک رہتی ہے تب تک آدمیں نہیں ہوتی اور جب تک آدمیں رہتی ہے تب تک وسرگ (ہائے مخفی) میں نہیں ہوتی۔ اس طرح زبان کے فعل اور تلفظ غائب اور موجود ہوتے رہتے ہیں۔ نہ کہ لازوال اور ہمیشہ یکساں رہنے والا لفظ۔ کیونکہ لفظ سب جگہ موجود ہے اور ہر جگہ حاصل ہو سکتا ہے۔ جہاں ہوا اور زبان کا فعل یا حرکت نہیں ہوتی۔ وہاں تلفظ نہیں ہوتا اور نہ لفظ سُنائی دیتا ہے۔ اسلئے لفظ اکاش کی طرح ہمیشہ غیر فانی ہے۔ اور ویاکرن کے مذکورہ بالا حوالوں سے تمام لفظوں کا غیر فانی ہونا ثابت ہے۔ پھر وید کے لفظوں میں تو کلام ہی کیا ہے۔

جیمنی مُنی بھی لفظ کو غیر فانی مانتے ہیں (چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ):۔

۲۔ یوروَمیمانسا سے | "منتا نہ ہونے سے لفظ تو غیر فانی ہی ہے کیونکہ اُس کا ظہور دوسروں کے لئے ہوتا ہے یعنی تلفظ دوسروں کو عندیہ جتلانے کے لئے کیا جاتا ہے" {پوروَمیمانسا ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۱۸}

اِس سوتر میں لفظ "تو" (سنسکرت ت) لفظ کے فانی ہونے کے اعتراض کا جواب دینے کے لئے ہے۔ لفظ فانی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر لفظ فانی مانا جائے تو یہ علم نہیں ہو سکتا کہ لفظ "گوہ" کے یہ معنی ہیں۔ غیر فانی ہونے کی صورت میں ہی گیاپک (کسی شے کو بتانے والا لفظ) اور گیاپیہ (وہ شے جس کو وہ ظاہر کرتا ہے) دونوں کے موجود ہونے پر علم ہونا ممکن ہے اسی وجہ سے ایک ہی لفظ "گوہ" کو ایک ساتھ کئی مقاموں پر مختلف بولنے والے بار بار حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح جیمنی مُنی نے لفظ کے غیر فانی ہونے میں کئی دلیلیں دی ہیں ویشیشک درشن کے مصنف کناد مُنی فرماتے ہیں کہ:۔

۳۔ ویشیشک درشن سے | "ایشور کا کلام ہونے اور دھرم اور ایشور کو بیان کرنے یعنی دھرم کرنا ہی فرض بتلانے اور ایشور سے ظاہر ہونیکی وجہ سے سب کو چاروں وید (آمنایہ) لازوال ماننے چاہئیں"۔

{ویشیشک درشن۔ ادھیائے ۱۔ اہنک ۱۔ سوتر ۳}

گوتم مُنی بھی اپنے نیائے درشن میں فرماتے ہیں کہ:۔

میں اس طرح دیا ہے کہ "پورے جملے (سنگھات = مجموعۂ الفاظ) پورے جملے (پد) کی جگہ آتے ہیں یعنی ایک مجموعہ الفاظ کی جگہ دوسرا مجموعہ الفاظ آجاتا ہے مثلاً وید پار۔ گم۔ ڈ۔ سن۔ پھوٹ۔ تپ۔ اس مجموعہ لفظی کی جگہ وید پار گو بھوت یہ ایک مختلف مجموعہ الفاظ آگیا۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس نئے بنے ہوئے مجموعہ الفاظ میں گم۔ ڈ۔ سن۔ شپ۔ تپ۔ ہیں سے اَم۔ ڈ (حرف ڈ بلا حرکت) اُن۔ رش (حرف ش بلا حرکت) پ (حرف پ بلا حرکت) ا۔ پ (حرف پ بلا حرکت) محذوف ہو گئے۔ مگر اُن کا یہ خیال صرف وہم پر مبنی ہے۔ کیونکہ یہ تغیر الفاظ کے ایک جزو میں نہیں ہوتا۔ یہاں لفظ "تغیر" صرف تمثیلاً آیا ہے۔ دراصل الفاظ کے حذف ایزادی اور تغیر سے مراد ہے یعنی اگر داکشی کے بیٹے پانینی آچاریہ کے قواعد (رمت) میں الفاظ کے ایک جزو (ویبھش) میں حذف ایزادی اور تغیر ہوتا تو لفظ کا غیر فانی ہونا ثابت نہ ہوتا۔ دراصل یہ حذف و ایزادی وغیرہ من سمجھوتی یا فرضی ہوتے ہیں۔ ان سے کوئی نیا لفظ نہیں بنتا بلکہ لفظ تو پہلے ہی سے موجود ہیں۔ وہ اگر ان کے قواعد صرف اُنکے موجودہ روپ (شکل) کی تشریح کرتے ہیں۔ اسلئے یہ حذف و تغیر وغیرہ واقعی نہیں ہیں۔ کیونکہ صورت اوّل و صورت دوم دونوں کے معنے ایک ہی ہیں اور جن حروفِ اوّل کی جگہ حروف ثانی آئے ہیں وہ دونوں بھی اپنی اپنی جگہ بنفسہم غیر متغیر و بے زوال ہیں مثلاً گاڑی میں بیل کی جگہ گھوڑا جوڑیں تو اس سے بیل اور گھوڑے کی ہستی میں فرق نہیں آتا۔ دونوں بجائے خود مثل سابق موجود ہیں۔ البتہ اگر حرف کے ایک جزو میں تغیر ہوتا تو اس صورت میں حرف کو کاٹنا پڑتا۔ مگر حرف کٹ نہیں سکتا۔ اسی وجہ سے کہا ہے کہ سالم مجموعہ حروف کی جگہ سالم مجموعہ حروف کا اوّل بدل ہوتا ہے)

اسی طرح آڈ کے ایزاد ہونے سے لفظ भू بھو کی جگہ भवति بھوت ہو جانے کی بابت بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیئے اور جہاں لفظ کی یہ تعریف کی ہے کہ جس کا مقام حساس کان سے ہوتا ہے اور ہمیشہ عقل سے جانا جاتا ہے اور بولنے سے ظاہر ہوتا ہے اور جس کا مقام آکاش ہے اس کو شبد (لفظ) کہتے ہیں۔ اس سے بھی شبد (لفظ) غیر فانی ثابت ہوتا ہے۔ مہابھاشیہ میں کہا ہے کہ "بولنے اور سننے کا فعل لمحہ لمحہ میں غائب ہوتا جاتا ہے اور زبان ایک ایک حرف میں قائم ہوتی ہے یعنی ہر ایک حرف پر زبان کا فعل ختم ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں صرف وہ فعل[1] ہی فانی ثابت ہوتا ہے نہ کہ لفظ"

سوال۔ لفظ بھی فنا یا غائب اور موجود یا حاضر ہوتا ہے۔ جب بولتے ہیں تب ظاہر ہو جاتا ہے

[1] یعنی زبان وغیرہ کی حرکت۔ مترجم

ویدوں کا فانی ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ وہ ایشور کے گیان میں ہمیشہ قائم اور موجود رہتے ہیں[۵۱]۔ جس طرح اس کلپ کے اندر ویدوں میں الفاظ، حروف معنی اور انکا ربط موجود ہے اسی طرح پہلے بھی تھا۔ اور آگے بھی اسی طرح ہوگا۔ کیونکہ ایشور کے علم میں غیر فانی ہونے کی وجہ سے کبھی فرق یا مغالطہ نہیں پڑتا۔ اسی وجہ سے رگ وید میں کہا ہے کہ:۔

"سب کائنات کے قائم رکھنے والے پرمیشور نے سورج اور چاند وغیرہ سب چیزوں کو مثل سابق بنایا ہے"۔ {رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۴۸}

اس منتر میں سورج اور چاند کو صرف تمثیلاً (یعنی بطور مشتے نمونہ از خروارے) لیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جس طرح پہلے کلپ میں سورج اور چاند وغیرہ (کل کائنات) بنانے کا علم ایشور کی ذات میں موجود تھا اس کلپ میں بھی ان کو اسی طرح بنایا ہے۔ کیونکہ ایشور کے علم میں کمی بیشی یا الٹ پھیر واقع نہیں ہو سکتا

ایشور کا علم غیر متغیر ہے

اسی طرح ویدوں کی نسبت بھی ماننا چاہیئے۔ کیونکہ ایشور نے اُن کو خاص اپنے علم سے ظاہر کیا ہے۔ اس موقع پر ویدوں کے غیر فانی ہونیکے متعلق ویاکرن وغیرہ شاستروں کے حوالے بطور شہادت لکھے جاتے ہیں۔ چنانچہ مہابھاشیہ کے مصنف پتنجلی منی جی کتاب مذکور کے پہلے آہنک اور نیز کئی مقاموں پر لکھتے ہیں کہ "جس قدر الفاظ ویدوں میں آئے ہیں اور نیز وہ الفاظ جو دنیا میں مشہور ہیں سب غیر فانی ہیں۔ کیونکہ الفاظ کے اندر غیر متغیر، بے زوال، غیر متحرک[۵۲]، حذف نہ ہونیوالے ایزادی سے بری اور غیر مبدل[۵۴] حروف ہوتے ہیں"۔

لفظ کے غیر فانی ہونیکا ثبوت ۱۔ ویاکرن سے

اسی طرح इदमन् (اے اِی اُنّ) سوتر پر شرح لکھتے ہوئے پتنجلی منی فرماتے ہیں کہ "جو کان سے سُنائی دے، عقل سے معلوم ہو۔ اپنے مخرج سے باقاعدہ ادا کرنے پر ظاہر ہو اور آکاش جس کا جائے قیام ہے اُسے "شبد" (لفظ) کہتے ہیں۔

سوال۔ گن پاٹھ۔ اشٹادھیائی اور مہابھاشیہ میں حذف وغیرہ کرنیکا قاعدہ درج ہے۔ پھر یہ کہنا کس طرح ٹھیک ہے؟

جواب۔ اس اعتراض کا جواب مہابھاشیہ کے مصنف نے "दादाघोर्" سوتر کی شرح

---

[۵۱] اس کے خلاف مسلمان اپنے قرآن کو حادث مانتے ہیں۔ چنانچہ مولانا مولوی شبلی نعمانی اپنی کتاب المامون طبع سوم کی صفحہ ۱۳۴ پر لکھتے ہیں کہ "ابو حنیفہ سے کسی نے پوچھا قرآن حادث ہے یا قدیم کہا حادث کیونکہ قرآن خدا نہیں جو خدا نہیں وہ حادث ہے"۔

[۵۲] سنسکرت لفظ "اَن اپایہ" ہے۔ اَنْ حرف نفی ہے اور اَپایہ کے معنی حذف (لوپ) گر جانا (لوز نی) اور نہ لینا ہیں۔ مترجم

[۵۳] سنسکرت میں لفظ "اَنْ اُپ جن" ہے۔ اَن حرف نفی اور اُپ جن بمعنی ایزادی (آگم) ہے۔ مترجم

[۵۴] سنسکرت میں لفظ "ادیکاری" ہے۔ اَ حرف نفی اور دکار بمعنی تغیر و تبدل ہے۔ مترجم۔

ویدوں کے غیر فانی[۵۱] ہونے پر بحث

چونکہ ویدوں کا ظہور ایشور سے ہُوا ہے اسلئے اُنکا غیر فانی ہونا خود بخود ثابت ہے کیونکہ ایشور کی سب قوتیں غیر فانی ہیں۔

ویدکے لفظ غیر فانی ہیں

سوال۔ چونکہ وید (شبد[۵۲]) لفظوں کا مجموعہ ہیں اسلئے اُن کا غیر فانی ہونا ممکن نہیں کیونکہ لفظ گھڑے کی طرح (کارُیہ) موضوع ہونے کی وجہ سے فانی ہے۔ جس طرح گھڑا بنا ہُوا ہے اُسی طرح لفظ بھی بنتا ہے۔ اسلئے لفظ کے فانی ہونے سے ویدوں کا فانی ہونا بھی ماننا چاہیئے۔

جواب۔ ایسا مت خیال کیجئے۔ لفظ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک (نِتیہ) غیر فانی اور دوسرا (کارُیہ) موضوع۔ جو الفاظ و معنی اور اُن کا باہمی ربط ایشور کے گیان میں موجود ہے۔ وہ غیر فانی ہے اور جو الفاظ ہم لوگ استعمال کرتے ہیں وہ موضوع ہیں۔ کیونکہ جس کا گیان (علم[۵۳]) اور کرِیا (فعل) دونوں غیر فانی طبعی اور ازلی ہوتے ہیں۔ اُس کی تمام قوتیں بھی غیر فانی ہونی چاہئیں۔ چونکہ وید ایشور کے علم سے پُر ہیں اسلئے اُن کی نسبت فانی کہنا واجب نہیں ہے۔

سوال۔ جب یہ تمام دُنیا پھر حالت علت میں چلی جائیگی تو اُس حالت میں تمام اجسام مرکب و کثیف غائب ہو جائینگے اور پڑھنے پڑھانے اور کتابوں کا بھی نشان نہ رہیگا پھر آپ ویدوں کا غیر فانی بنا رہنا کس طرح مانتے ہیں؟

جواب۔ یہ (دلیل) تو کتاب۔ کاغذ۔ سیاہی وغیرہ چیزوں کی نسبت عاید ہو سکتی ہے یا ہم لوگوں کے فعل پر[۵۴]۔ اس کے سوائے اور کسی بات پر صادق نہیں آسکتی۔ وید چونکہ ایشور کا علم (ودیا) ہیں اس لئے ہم اُن کا غیر فانی ہونا مانتے ہیں۔ پڑھنے پڑھانے اور کتابوں کے فانی ہونے سے

---

۵۱ اصلی سنسکرت لفظ نِتیہ ہے جس کے معنی ہمیشہ قائم رہنے والے کے ہیں اختصار کے خیال سے ہمنے ہر جگہ نتیہ کو غیر فانی لکھا ہے۔

۵۲ "شبد" زبان سنسکرت میں آواز۔ صورت یا بامعنی لفظ کو کہتے ہیں۔ اسلئے یہاں اُن آوازوں سے مُراد ہے جو بامعنی ہوں مترجم

۵۳ گیان (علم) کا غیر فانی ہونا اُس کا راست مطلق ہونا ہی پس راست مطلق علم ایشور کے سوا اور کسی کو نہیں ہو سکتا کیونکہ واقعی اور کامل علم ہی سچا ہے جیسا کہ چھاندوگیہ اُپنشد میں کہا ہے کہ विजानन्नेव सत्यं वदति। یعنی جس کو کامل علم حقیقی ہے وہی سچ بول سکتا ہے (چھاندوگیہ پرپاٹھک کھنڈ ۱۰) ۵۴ یعنی وید نسبتی طور پر فانی ہیں۔ کیونکہ کتاب۔ کاغذ و سیاہی وغیرہ غیر فانی نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح ہمارا پڑھنے پڑھانے کا فعل بھی فانی ہے کیونکہ ہمارا فعل قرأت و قوت حافظہ محدود ہے مگر وید نسبتی علم غیر فانی ہیں کیونکہ ایشور غیر فانی ہے اور اُس کا علم اُس کی صفت طبعی ہونے سے غیر فانی خود بخود ثابت ہے۔ مترجم

تے کلی یگے کلی پرتھم چرنے اُنک سہو سرایشرت ماس پکش دن نکشتر لگن مہورتے چیدم کرتم کرتیتے چہ"

علاوہ ازیں تمام آریہ ورت دیش (ملک ہندوستان) میں اُس کا اِتہاس (تاریخ یا جنتری) موجود ہے اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ سب جگہ یکساں ہونے سے کوئی اس قاعدہ کو بدل یا بگاڑ نہیں سکتا۔

یُگوں کا مفصل بیان آگے کیا جائیگا۔ وہاں دیکھنا چاہئے۔

یورپین و دیگر مفسران حال کی رائے نسبت زمانۂ وید غلط ہے

اوپر کے بیان سے یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ پروفیسر ولسن و پروفیسر میکس میولر وغیرہ اہالیانِ یورپ کا یہ قول کہ "وید انسان کے بنائے ہوئے ہیں۔ شرُتی نہیں ہیں"۔ اور نیز اُن کا یہ بیان کہ ویدوں کو بنے ہوئے ۲۴۰۰ یا ۲۹۰۰ یا ۳۰۰۰ یا ۳۱۰۰ برس گذرے ہیں" سراسر غلط ہے۔ کیونکہ اُنہوں نے دھوکا کھایا ہے۔ اسی طرح دیگر پراکرت یعنی مختلف مقامات کی زبانوں میں تفسیر کرنے والوں کی رائے بھی جو اسی قسم کی ہے غلطی پر مبنی ہے۔

پیدائش وید کا مضمون ختم ہوا

بقیہ نوٹ متعلق صفحہ ۱۶) ۴۴ بندر واسطے۔ دن نکشتر لگن۔ مہورت میں یہ کام کیا جاتا ہے۔ مترجم

منوّنتروں کی تعداد اور دُنیا کی پیدائش اور اُس کی پرلے (فنا) شمار میں نہیں آسکتی۔ پرمیشور اِن سب کو بار بار بطور بازیچہ یعنی بکمال آسانی بناتا ہے۔" {ایضاً۔ شلوک ۸۰}

وقت کے پیمانہ کے لئے برہم دِن اور برہم رات وغیرہ اصطلاحیں بنائی گئی ہیں تاکہ اُنکے سمجھنے میں آسانی ہوجائے اور دُنیا کی پیدائش اور پرلے کی مدّت اور نیز ویدوں کی پیدائش کا حساب بخوبی ہوسکے۔ ہر منوّنتر کے بدلنے پر کائنات کی عارضی تاثیرات (گنوں) میں کسی قدر تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے ان کا نام منوّنتر (انقلاب زمانہ) رکھا گیا ہے۔ سنسکرت میں شمارِ اعداد اِس طرح ہے:-

"ایک = ۱۔ دش = ۱۰۔ شت = ۱۰۰۔ سہسر = ۱۰۰۰۔ ایُت = ۱۰۰۰۰۔ لکش = ۱۰۰۰۰۰ لاکھ۔ نیُت = ۱۰ لاکھ۔ کوٹی = کروڑ۔ ارُبُد = ۱۰ کروڑ۔ برند = ارب۔ کھرب = دس ارب۔ نکھرب = کھرب۔ شنکھ = ۱۰ کھرب۔ پدم = نیل۔ ساگر = دس نیل۔ انتیہ = پدم۔ مدھیہ = دس پدم۔ پرارُدھ = سنکھ" {سوریہ سدھانت}

اِسی طرح ترتیب وار دس دس گنے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اِسلئے برسوں کی شمار اِسی طرح کرنی چاہیئے

"ہزار مہایُگ کے برابر دن اور رات (سرو) یا کُل کائنات (سروَ = برہمانڈ) کا پیمانہ یا شمار کرنے والا پرمیشور ہے۔" {بحُر وید۔ ادھیائے ۱۵۔ منتر ۶۵}

سروَ (سنسکرت میں) تمام دُنیا کا نام ہے اور وقت کا بھی ہے۔ چنانچہ شت پتھ برہمن کانڈ، ادھیائے ۵ میں لکھا ہے کہ

"سہسر اور سروَ مترادف ہیں اور وہ ایشور سروَ (کائنات) کا داتا ہے۔"

"جیوتش شاستر میں دن دن کا حساب بتلایا گیا ہے اور آریہ لوگ ایک کشن سے لیکر کلپ تک کا حساب علم ریاضی کے مطابق ٹھیک ٹھیک کرتے رہے ہیں اور اب تک بھی کرتے ہیں چونکہ دن دن کا حساب لگتا چلا آتا ہے اور اس بات کو سب لوگ بخوبی جانتے ہیں۔ اسلئے سب لوگوں کو یہ بات صحیح ماننی چاہیئے۔ اس کے خلاف ہرگز یقین نہیں کرنا چاہیئے۔ اس میں یہہ بھی دلیل ہے کہ آریہ لوگ ہمیشہ بچے سے لیکر بوڑھے تک ہر روز اپنے کاروبار میں اس عبارت کو استعمال کرتے ہیں

"اوم[۵۱] تت ست۔ شری برہمنے دوتیہ پرہ ارُدھے ویُو سوتے منونترے۔ اشٹاوِنشتی

---

۵۱ اس کو عام لوگ سنکلپ کہتے ہیں اور اس کا ترجمہ یہہ ہے کہ برہم دن کی دوپہر کو اور ویُوسوت منوّنتر کے اٹھائیسویں [۲۸] بلے حصّہ میں فلاں سموت فصل (این) موسم۔ مہینے۔ (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۷) ۴۳

اور ساتویں ویوسوت منو میں یہ اٹھائیسوان کل یُگ گذر رہا ہے اور اس موجودہ کل یُگ کو بھی ۴۹۷۶ برس گذر چکے ہیں اور یہہ چار ہزار نو سو ستر واں برس گذر رہا[1] ہے جس کو آریہ لوگ وِکرمادِتیہ کا ۱۹۳۳ واں سمّوت کہتے ہیں۔ اسکے متعلق مندرجہ ذیل حوالے لکھے جاتے ہیں۔

"برہم دِن اور برہم رات کی میعاد اور ہر ایک یُگ کی تعداد ترتیب وار اس طرح سمجھو"

{منوسمرتی۔ ادھیائے ۱۔ شلوک ۶۸}

"چار ہزار برس کا کرت یُگ (ست یُگ) ہوتا ہے اور اُس کے اتنے ہی سَو برسوں (یعنی چار سو برس کی سندھی اور اُتنا ہی (یعنی چار سو برس کا) سَندھیانش ہوتا ہے"۔ {ایضاً شلوک ۶۹}

باقی تینوں یُگوں میں اور اُن کی سَندھیوں اور سندھیانشوں میں ترتیب وار ایک ایک ہزار اور ایک ایک سو برس کم ہوتے ہیں" {ایضاً۔ شلوک ۷۰}

"جو چار یُگ اوپر گنائے گئے۔ اِن سب کے برس مل کر بارہ ہزار ہوتے ہیں جو دیویُگ کہلاتا ہے"

{ایضاً۔ شلوک ۷۱}

"ان ہزار دیویُگوں کا ایک برہم دن ہوتا ہے اور اتنی ہی برہم رات ہوتی ہے"۔ {ایضاً شلوک ۷۲}

"ایسے ہزار یُگوں کے برابر مُبارک (پُنیہ) برہم دن ہوتا ہے۔ اور اتنی ہی رات ہوتی ہے اور ان کو اہوراتر[3] کہتے ہیں"۔ {ایضاً۔ شلوک ۷۳}

پیشتر جو بارہ ہزار برس کا دیویُگ بیان کیا گیا اُسکے اکہتر گُنے عرصہ کا نام منونتر ہے"۔ {ایضاً۔ شلوک ۷۹}

---

[1] یہ سمت ۱۹۳۳ یعنی ۱۸۷۶ء کی بات ہے جس کو اب ۲۱ برس گذر گئے ہیں۔ [2] یہ دیویہ برسوں کی تعداد ہے۔ ۳۶۰ مانش برس کا ایک دیویہ برس ہوتا ہے۔ گویا انسانی ایک برس ایک دیویہ دن کے برابر ہوتا ہے۔ اسلئے ست یُگ ترِیتا۔ دواپر اور کل یُگ کی تعداد دیویہ برسوں کے حساب سے سندھی اور سندھیانش مِل کر بالترتیب ۴۸۰۰ و ۳۶۰۰ و ۲۴۰۰ و ۱۲۰۰ برس ہوتی ہے اور مانش برسوں کے حساب سے اُن کو ترتیب وار ۳۶۰ میں ضرب دینے سے حسب ذیل برس آتے ہیں۔ ست یُگ = ۱۷۲۸۰۰۰ - ترتیا یُگ = ۱۲۹۶۰۰۰ - دواپر یُگ = ۸۶۴۰۰۰ اور کل یُگ = ۴۳۲۰۰۰ - میزان ۴۳۲۰۰۰۰ - [3] اہوراتر = برہم دن ۴۳۲۰۰۰۰ + برہم رات ۴۳۲۰۰۰۰ = ۸۶۴۰۰۰۰۰ برس اس کا نام کلپ ہے اور مہاکلپ اس سے ۳۶ ہزار گُنا ہوتا ہے۔ مترجم۔

[4] منونتر = چترِیُگ ۴۳۲۰۰۰ × ۷۱ = ۳۰۶۷۲۰۰۰۰ برس۔ پھر اس کو ۱۴ میں ضرب دینے سے جو ۱۴ منونتروں کا زمانہ ۴۲۹۴۰۸۰۰۰۰ برس ہوتا ہے جس میں ایک ایک ست یُگ کے برابر ۱۵ سندھیاں جمع کرنے سے ایک برہم دن کی تعداد (۴۳۲۰۰۰۰۰۰ برس) پوری ہو جاتی ہے۔ مترجم۔

شرتی کہتے ہیں۔ شرتی نام ہونے کی یہ بھی وجہ ہے کہ کسی انسان نے کبھی کسی جسم والے شخص کو وید تصنیف کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ کیونکہ اُن کا ظہور ہاتھ۔ پاؤں (وغیرہ) اعضاء نہ رکھنے والے ایشور سے ہوا ہے۔ اگنی۔ وایو۔ آدتیہ اور انگرس کو ایشور نے وید ظاہر کرنے کے لئے صرف ایک ذریعہ بنایا تھا کیونکہ اُن کے گیان (علم) سے وید پیدا نہیں ہوئے۔ ویدوں میں جو الفاظ اور معنی اور اُن کا باہمی ربط ہے وہ خاص پرمیشور ہی نے ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ ایشور تمام علوم سے ماہر ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ پرمیشور نے اگنی۔ وایو۔ روی (آدتیہ) اور انگرس نام والے اہلِ جسم جیووں یعنی انسانوں کے ذریعہ سے وید یا شرتی کو ظاہر کیا۔

سوال۔ ویدوں کے ظہور کو کتنے سال گذرے ہیں؟۔

جواب۔ ایک ارب چھیانوے کروڑ آٹھ لاکھ باون ہزار نو سو چھیتر برس گذر گئے ہیں اور اب یہ ۵۲ ۱۹۶۰۸۵۲۹۷۶ واں برس گذر رہا ہے اور اتنے ہی سال اس موجودہ کلپ کی دُنیا کو ہوئے ہیں۔

ویدا اور دُنیا کی پیدائش کا زمانہ

سوال۔ یہ کس طرح معلوم ہوا کہ اتنے ہی برس گذرے ہیں؟

جواب۔ اس موجودہ دُنیا کی پیدائش سے اب یہ ساتواں منونتر گذر رہا ہے۔ اور اس سے پہلے چھ منونتر گذر چکے ہیں۔ سات منونتروں کے نام یہ ہیں:۔ سوایمبھو۔ سوارو چش۔ اُدتمی۔ تامس۔ رئیوت۔ چاکشش۔ ویوسوت۔ اور ساورن وغیرہ سات آئندہ آنے والے منونتروں کو ملا کر کل چودہ منونتر ہوتے ہیں اور ہر ایک منونتر میں اکہتر چترُیگی ہوتی ہیں اور چودہ منونتر کا ایک برہم دن ہوتا ہے اور ایک ہزار چترُیگی کے برابر برہم دن کا پیمانہ ہے۔ اور اتنی ہی برہم راتری ہوتی ہے۔ دُنیا کے موجود یا قائم رہنے کے عرصہ کا نام برہم دن ہے۔ پرلے (فنا) کی اصطلاح برہم راتری ہے۔ اس موجودہ برہم دن میں چھ منونتر گذر چکے ہیں۔

---

۵۱ مگر جو الہام ایشور نے اُن کے سینہ میں دیا اُس کے سمجھنے کی طاقت اُن میں موجود تھی۔ مترجم

۵۲ یہ سنہ ۱۹۳۳ بکرمی یعنی ۱۸۷۶ء کی بات ہے جس کو اب ۸۱ برس گذر گئے ہیں۔ مترجم

۵۳ آئندہ آنے والے سات منونتروں کے نام یہ ہیں:۔ ساورن۔ دکش ساورن۔ برہم ساورن۔ دھرم ساورن۔ رُدر پتر۔ رودھیہ۔ بھوتیک۔ مترجم

۵۴ واضح رہے کہ چودہ منونتروں میں فی منونتر اکہتر چترُیگیوں کے حساب سے دیکھا جاوے تو (۷۱ × ۱۴ = ۹۹۴) چترُیگیاں ہوتی ہیں۔ مگر چھ چترُیگیاں سندھیوں میں آجاتی ہیں یعنی ہر منونتر کے شروع میں ایک ایک ست یگ کے برابر ایک سندھی ہوتی ہے۔ اس طرح سندھیوں کا زمانہ مل کر ہزار چترُیگیاں پوری ہو جاتی ہیں۔ مترجم

† یہاں کچھ مغالطہ معلوم ہوتا ہے دراصل سوریہ سدھانت کے مطابق سمت ۱۹۳۳ تک ۱۹۵۵۸۸۴۹۷۶ برس ہوتے ہیں۔ مترجم

نے دُنیا کے شروع میں برہما کو (اگنی وغیرہ رشیوں کے ذریعہ سے) ویدوں کی تعلیم دی"۔
{شوتپتا شوترآپ رشد۔ ادھیائے ۶۔ منتر ۱۸}

علاوہ ازیں جب وہ رشی (جن کے نام منتروں اور سُوکتوں کے ساتھ لکھے جاتے ہیں) پیدا بھی نہ ہوئے تھے اُس وقت بھی برہما وغیرہ کے پاس وید موجود تھے۔ اس میں منوجی کی شہادت بھی موجود ہے کہ "اگنی۔ وایُو۔ رَوِی (آدِتیہ) اور انگرس سے برہما نے ویدوں کو پڑھا"۔
{دیکھو منوسمرتی۔ ادھیائے ۱۔ شلوک ۲۳ و ادھیائے ۲۔ شلوک ۱۵۱} پھر ویاس وغیرہ دوسرے رشیوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

سوال۔ رگ وغیرہ سنہتاؤں کے وید اور شرُتی یہ دو نام کیوں ہیں؟

الفاظ وید اور شرتی کی تشریح

جواب۔ معنی کے لحاظ سے (سنسکرت کے) مصدر "وِدْ" विद बमعنی جاننا یا "وِدْ" विद بمعنی "ہونا" یا "وِدِلْ" विदल بمعنی "حاصل کرنا یا ہونا"۔ یا "وِد" विद بمعنی "بچارنا و غور کرنا" سے کرن (آلہ) اور اَدھکرن کارک[۵۲] (ظرف) میں علامت "گھین" घञ् ایزاد کر کے لفظ "وید" वेद بنتا ہے۔ اسی طرح "شرُو" श्रु بمعنی "سننا" مصدر سے کرن کارک (اسم آلہ کی حالت) میں علامت "کِتن" क्तिन ایزاد کر کے لفظ "شرُتی" श्रुति بنتا ہے۔ اسلئے جن کے ذریعہ سے "گیان" ہوتا ہے یا جن میں (صحیح علم) "موجود" ہے۔ جن کے ذریعہ سے "عالِم" ہوتے" ہیں یا جن سے (گیان یا سکھ) "حاصل کرتے" ہیں یا "حاصل ہوتا ہے"۔ جن میں یا جن کے ذریعہ سے تمام سچے علوم کو "سوچتے" یا "بچارتے" ہیں اُسے وید کہتے ہیں۔ اسی طرح ابتدائے آفرینش سے لیکر آجتک جن کے ذریعہ سے برہما وغیرہ رشی یا عالِم تمام سچے علوم کو "سُنتے" (یا سینہ بسینہ پڑھتے) چلے آئے اُس کو

۵۱ ویاس جی سے ویدوں کو منسوب کرنا بالکل ہی بیمعنی ہے۔ کیونکہ ویاس جی کل یُگ کے شروع میں جبکو پانچ ہزار سے بھی کم برس ہوئے ہیں موجود تھے۔ وید منتروں کے ساتھ یادداشت کے لئے ہر منتر کا چھندر (بحر) اور اُس کا دیوتا (مضمون) اور رشی (اس عالِم کا نام جس نے اُسکے معنی کو پورا پورا سمجھا تھا اور جس کی تفسیر بطور روایت سینہ بسینہ چلی آئی) لکھا ہوا ہوتا ہے۔ یہ امور صرف ایک قسم کی یادداشت کے لئے فہرست میں لکھے جاتے ہیں۔ ورنہ اصلی منتر کے ساتھ اُن کو سرمُو تعلق نہیں ہے اور نہ وہ وید کا جزو ہیں۔ مترجم

۵۲ سنسکرت زبان کی دیاکرن (علوم صرف و نحو) میں کارک اُس ربط کا نام ہے جو جملہ کے اندر فعل اور اسم کے مابین واقع ہو۔ کارک چھ ہیں۔ کرتر (فاعل)۔ کرم (مفعول)۔ کرن (اسم آلہ)۔ سمپردان (مفعول لہٗ) اُپادان (مفعول منہٗ)۔ ادھکرن (اسم ظرف یا مفعول فیہ) مترجم

بیشک ہے کیونکہ وہ علیم کل ہے۔ اسلئے تمہارا یہ اعتراض بے بنیاد ہے۔

سوال۔ ایتیہیہ (تاریخی بیان) ہے کہ چار منہ والے برہما نے ویدوں کو بنایا۔

جواب۔ ایسا نہیں کہنا چاہئے کیونکہ ایتیہیہ یعنی تاریخی حوالہ یا روایت شبد پرمان (قول معتبر) کے اندر شامل ہے۔ اور نیائے شاستر ادھیائے ۲۔ سوتر ۶۸ میں گوتم آچاریہ نے کہا ہے کہ "آپت (راستی شعار عالم) کا قول شبد ہے"۔ اور ایسا معتبر قول ہی ایتیہیہ ہوتا ہے۔ اس سوتر پر واتسیایین منی نے اپنے نیائے بھاشیہ (شرح نیائے شاستر) میں لکھا ہے کہ "آپت وہ ہے جس نے تمام علوم کو ساکشات یعنی بخوبی عبور کر لیا ہو جو بے ریا نیک اور سب باتوں کو ذاتی تجربہ سے معلوم کئے ہوئے ہو اور جو کامل علم سے اپنی آتما میں جس طرح جس بات کو صحیح صحیح جانتا ہو اُس کو دُنیا کی بھلائی کے لئے اوروں پر ظاہر کرنے کی خواہش سے سچی نصیحت یا ہدایت کرے۔ (مٹی سے لیکر پرمیشور تک) سب چیزوں کو قرار واقعی جاننا (ساکشات کرنا) اور اُس کے مطابق عمل کرنا آپتی کہلاتا ہے اور جس میں یہ آپتی پائی جائے اُسے آپت کہتے ہیں"۔ اس لئے تاریخی حوالے کو تب ہی مان سکتے ہیں جبکہ وہ سچا اور معتبر ہو۔ جھوٹی بات کو نہیں مان سکتے جو آپت (راستی شعار عالم) کا تواریخی سچا قول ہو وہی تسلیم کرنا چاہئے۔ نہ کہ اُس کے خلاف جھوٹی باگلوں کی بڑ کو۔ اسی طرح یہ بات بھی غلط سمجھنی چاہئے کہ ویاس وغیرہ رشیوں نے ویدوں کو بنایا کیونکہ (برہم ویوورت وغیرہ) پُران اور (برہم یامل وغیرہ) تنتر کی کتابوں میں فضول بے معنی اور بے ٹھکانہ باتیں لکھی ہیں[1] (اور انہیں کتابوں میں برہما ویاس وغیرہ کو ویدوں کا مصنف بتایا ہے)۔

منتروں کے رشیوں سے کیا مراد ہے؟

سوال۔ جو منتر اور سوکتوں کے رشی لکھے ہیں اُنہوں ہی نے اُس اُس (منتر اور سوکت) کو بنایا۔ ایسا کیوں نہ مانا جائے؟۔

جواب۔ یہ نہیں کہنا چاہئے کیونکہ برہما وغیرہ نے بھی ویدوں کو پڑھا اور سُنا ہے۔ چنانچہ شوتیا شوتر آپ تشد وغیرہ میں ایسے حوالے ملتے ہیں کہ "جس نے برہما کو پیدا کیا اور جس

[1] "نوورگ میں" نام کا ایک رسالہ ایڈیٹر آریا درت دانا پور کی طرف سے نکلا ہے جس میں بڑے لطف و خوبی کے ساتھ ظاہر کیا ہے کہ پُران اور تنتر وغیرہ کتابیں۔ ویاس یا شو کی بنائی ہوئی نہیں ہیں۔ ایک اور چھوٹا سا رسالہ از تصنیف پنڈت لیکھرام جی مرحوم بنام "پُران کس نے بنائے" ہے جس میں متعدد دلیلوں سے یہ کا زمانہ حال کی تصنیف ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ مترجم۔

یعنی اُن رشیوں کے گیان میں الہام ہوکر اُس کے ذریعہ سے وید ظاہر ہوئے۔

سوال۔ ٹھیک ہے معلوم ہوا کہ پرمیشور نے اُنکو گیان دیا اور اُنہوں نے اُس گیان سے ویدوں کو تصنیف کرلیا

جواب۔ ایسا مت خیال کرو۔ کیونکہ گیان کس قسم کا یا چیز کا دیا؟ (تم کہوگے) وید کا (یا وید کی شکل میں) (تو اب **سوال** یہ ہے کہ) وہ (گیان) ایشور کا تھا یا اُن کا؟

جواب۔ ایشور ہی کا تھا۔

سوال۔ تو پھر اُس (ایشور)۔ نے ویدوں کو بنایا کہ اُن رشیوں نے؟

جواب جس کا گیان اُسی نے بنایا۔

سوال (مصنف) پھر یہ اعتراض کیوں کیا تھا کہ اُن رشیوں ہی نے وید بنائے؟

جواب (رسائل) اطمینان کرنے کے لئے۔

سوال۔ ایشور منصف ہے یا طرفدار متعصب؟۔

جواب۔ منصف ہے۔

ویدکا الہام صرف چار رشیوں کو کیوں ہُوا؟

سوال۔ تو پھر کیا وجہ کہ چار ہی (رشیوں) کے دلوں میں ویدوں کو ظاہر کیا۔ سب کے دلوں میں نہ کیا؟

جواب۔ اِس سے ایشور کی نسبت طرفداری یا تعصب کا الزام ذرا بھی نہیں آتا۔ بلکہ اِس سے عادل و منصف پرمیشور کا سچا انصاف ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ انصاف اِسی کا نام ہے کہ جو جیسا عمل کرے اُس کو ویسا ہی پھل دیا جاوے۔ اسلئے یہاں یہ سمجھنا چاہیئے کہ اُن کے پہلے پُنوں کی وجہ سے اُن کے دِل میں ویدوں کا الہام یا انکشاف کرنا مناسب تھا۔

سوال۔ وہ تو دُنیا کے شروع میں پیدا ہوئے تھے۔ پھر اُن کے پہلے پُن (نیک اعمال) کہاں سے آگئے؟

جواب۔ تمام جیو اپنی ذات سے اَنادی (ازلی) ہیں اور اُن کے اعمال[1] اور یہ تمام ذرّوں سے بلکر بنی ہُوئی دُنیا پَرواہ (دورِ مسلسل) سے انادی (ازلی) ہے۔ اِن کے انادی ہونے کی نسبت دلائل کے ساتھ آگے بحث کی جائیگی۔

سوال۔ کیا گائتری وغیرہ چھندوں (بحروں) کو بھی ایشور ہی نے بنایا ہے؟

جواب۔ یہ وہم کہاں سے پیدا ہوا؟ کیا ایشور کو گائتری وغیرہ چھند (بحر) بنانے کا علم نہیں ہے؟

---

[1] اور اُس کے اعمال کا (ویسا ہی) تعلق دوامی ہے جیسے بیج اور درخت کا۔ اسلئے ایک کے انادی (ازلی) ماننے سے دوسرے کو لازمی طور پر انادی ماننا پڑیگا۔ مترجم

اُسی طرح ویدوں کو بھی بنایا[۵۱]۔ قادرِ مطلق پرمیشور پر ویدبنانے کے بارہ میں ایسے شکوک مت کیجئے۔ کیونکہ اُس نے ابتدائے آفرینش میں ویدوں کو کتاب کی شکل میں پیدا نہیں کیا۔

سوال۔ تو پھر کس طرح پیدا کیا؟

جواب۔ گیان (علم یا باطن) میں پریرنا (الہام یا تحریک) ہوئی۔

سوال۔ کن کے؟

جواب۔ اگنی[۱]۔ وایو[۲]۔ آدتیہ[۳]۔ اور انگرس[۴] کے

سوال۔ یہ تو غیر ذی شعور مادی اشیاء ہیں:۔

جواب۔ یہ کہنا دُرست نہیں۔ یہ (اگنی وغیرہ) دُنیا کے شروع میں جسم[۵۳] والے انسان ہوئے ہیں۔ کیونکہ بیجان شے میں گیان (علم) کا ہونا ناممکن ہے۔ جہاں معنی میں غیر امکان پایا جاتا ہے۔ وہاں لکشنا (استعارہ) ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی راستگو عالم کسی سے یہ کہے کہ مچان بولتے ہیں۔ یہاں یہ مراد سمجھی جائیگی کہ مچان پر بیٹھے ہوئے انسان بولتے ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی سمجھنا چاہیئے یعنی انسان ہی میں علم کا موجود ہونا یا ظاہر ہونا ممکن ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس بات کی بابت ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

اُن سے جبکہ اُن پر الہام یا انکشاف ہُوا سہ گانہ ویدظاہر ہوئے۔ اگنی سے رگ وید۔ وایو سے یجر وید اور سُوریہ (روی یا آدتیہ) سے سام وید ظاہر ہوا[۵۴] الخ شتپتھ برہمن۔ کانڈ ۱۱۔ ادھیائے ۵[۵۵]

---

۵۱ مراد یہ ہے کہ جس طرح ایشور اپنی قدرت کاملہ سے دُنیا کو بنا دیتا ہے اور اُس کے بنانے کے لئے اوزاروں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسیطرح پرماتما نے ویدوں کو بھی دُنیا میں ظاہر کرنے کے لئے اپنی قدرت کاملہ سے کام لیا۔ ویدوں کے ظاہر کرنے کے لئے کاغذ قلم سیاہی کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ ان چیزوں کی ضرورت انسان کو صرف حروف شناسی کی غرض سے ہوتی ہے ورنہ علم ہمیشہ باطنی تحریک کا نتیجہ ہے۔ مترجم

۵۲ یہ اعتراض اسلئے پیدا ہوا ہے کہ اگنی۔ آگ۔ وایو۔ ہوا۔ آدتیہ۔ سورج۔ اور انگرس۔ سانس یا روشنی کو کہتے ہیں۔ حالانکہ دراصل یہ رشیوں کے نام تھے۔ جیسا کہ سوامی جی نے آگے بیان کیا ہے۔ مترجم

۵۳ سایان رگ وید بھاشیہ کے دیباچہ میں بھی ان کو چیدہ دیشیش یعنی انسان مانا ہے۔ چنانچہ دلائل کے اثناء میں ایک جگہ لکھا ہے کہ "وید ایشور کی پریرنا (تحریک) سے خاص انسان یعنی اگنی۔ وایو۔ آدتیہ (وغیرہ) کی معرفت ظاہر ہوئے اصلی عبارت یہ ہے

तेषु विषये वैरञ्जिनवाक्यादित्यं वेदानामुत्पादितत्वात् स्मृतेरीश्वरस्यान्याधिप्रेरकत्वेनानि

(دیکھو رگ وید سنہتا۔ سایانا چاریہ رچت ادھوی دیدارتھ پرکاش نام بھاشیہ بہت مطبوعہ پروفیسر میکس ہیورر بمقام لندن۔ سموت ۱۹۰۶ بکرمی مطابق ۱۸۴۹ء صفحہ ۳۔ سطر ۵) مترجم

۵۴ یہ تقسیم لحاظ مضامین ہے یعنی گیان کانڈ۔ کرم کانڈ اور اُپاسنا کانڈ جن کی تشریح آگے آئیگی۔ مترجم

۵۵ نیز دیکھو گوپتھ برہمن پُورد بھاگ پرپاٹھک اکھنڈ ۶۔

ہوئے گیان (الہام) کی ضرورت احتیاج ہوتی ہے۔ دُنیا کے شروع میں پڑھنے یا پڑھانے کا کچھ بھی انتظام نہ تھا اور نہ کوئی کتاب تھی۔ اُس وقت اگر ایشور اُپدیش (الہام) نہ کرتا تو کسی کو بھی علم ہونا ممکن نہ تھا پھر کتاب تو کوئی کیا بنا سکتا تھا۔ "نیمتّک گیان" یا وہ علم جو دوسروں سے حاصل ہوتا ہے انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ وہ خود بخود حاصل نہیں ہو سکتا۔ محض عقل حیوانی سے علم حاصل ہونا ناممکن ہے۔ اور آپ کا یہ کہنا بھی بے معنی ہے کہ انسان کا ذاتی علم سب سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ وہ آنکھ کی طرح صرف ایک ذریعہ یا آلہ ہے جس طرح آنکھ مَن (دل) کی ہمراہی یا توجہ کے بغیر بیکار رہے۔ اُسی طرح دوسرے عالموں یا ایشور سے علم حاصل کرنے کے بغیر عقل حیوانی بالکل فضول و بیکار رہے۔

سوال۔ ویدوں کے پیدا کرنے سے ایشور کی کیا غرض ہے؟

جواب۔ اگر کوئی تم سے پوچھے کہ ایشور ویدوں کو نہ بناتا تو کیا غرض ہوتی؟ اس کا جواب تم یہی دو گے کہ ہم نہیں جانتے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اب ویدوں کے پیدا کرنے کی جو غرض ہے اُس کو سُنو ایشور کا علم غیر متناہی ہے یا نہیں؟ ہے تو پھر وہ کس کام کے لئے ہے؟ (اگر کہو کہ) اپنے ہی لئے ہے تو کیا ایشور بیکار (دوسروں کی بھلائی) نہیں کرتا (تم یہ کہو گے کہ) کرتا ہے۔ پھر اس سے کیا؟ اُس سے یہ کہ علم اپنے لئے ہوتا ہے اور دوسروں کے لئے بھی۔ کیونکہ اس کے یہی دو مقصد ہیں۔ اگر ایشور اُپدیش (الہام) نہ کرتا تو علم کا دوسرا مقصد فوت ہو جاتا۔ اِس لئے ایشور نے اپنے علم یعنی وید کے اُپدیش (الہام) سے اس (دوسرے) مقصد کو پورا کیا ہے۔ پرمیشور بڑا رحیم ہے جس طرح باپ اپنی اولاد پر ہمیشہ نظر عنایت رکھتا ہے۔ اِسی طرح ایشور نے بھی اپنی عنایت بغایت سے کُل اِنسانوں کے لئے ویدوں کا الہام دیا ہے۔ اگر ایسا نہ کرتا تو ہمیشہ جہالت کا سلسلہ قائم رہتا اور انسان دھرم۔ ارتھ (دولت) کام (مراد)۔ موکش (نجات) کے حصول سے محروم رہ کر پرم آنند (راحتِ اعلیٰ) نہ پا سکتا۔ جب ایشور نے اپنی رحمت سے مخلوقات کے سُکھ کے لئے کندمول پھل اور گھاس وغیرہ پیدا کئے ہیں تو پھر وہ تمام سُکھوں کے مخزن اور کل علوم کے چشمے یعنی وید کا کس طرح الہام نہ کرتا۔ تمام دُنیا کی اچھی سے اچھی نعمتوں کے ملنے سے جو سُکھ ہوتا ہے وہ حصول علم کے سُکھ کے ہزارویں حصہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ اِسلئے یہ یقین جاننا چاہئے۔ کہ ویدوں کا الہام ایشور نے کیا ہے۔

سوال۔ ویدوں کی کتاب لکھنے کے لئے ایشور نے قلم سیاہی اور کاغذ وغیرہ سامان کہاں سے لیا؟

جواب۔ اُہو ہو ہو! آپ نے تو بڑا بھاری اعتراض کیا؟ ہاتھ۔ پاؤں وغیرہ اعضاء اور لکڑی۔ لوہا وغیرہ سامان اور اوزاروں کے بغیر جس طرح ایشور نے دُنیا کو بنا لیا

ویدکیوں بنائے گئے؟

ویدوں کا الہام کس طرح اور کس کو ہوا؟

جواب۔ ایشور کے بنائے ہوئے ویدوں کو پڑھنے کے بعد کسی شخص کو کتاب بنانے کی طاقت ہو سکتی ہے نہ کہ اُس سے برعکس۔ پڑھنے اور سُننے کے بغیر کوئی انسان بھی عالم نہیں بن سکتا۔ مثلاً دیکھا جاتا ہے کہ کچھ نہ کچھ شاستر (علمی کتب) پڑھ کر اُپدیش (تقریر) سُن کر اور کارو بارِ عالم کا مشاہدہ کر کے انسان کو علم اور گیان (عرفان) حاصل ہوتا ہے۔ فرض کرو کسی کے بچے کو علیحدہ کسی جگہ بند رکھیں اور اُس کو ایک قاعدے سے روٹی پانی دیتے رہیں۔ اور اُس کے ساتھ بول چال وغیرہ کسی قسم کا ذرا بھی برتاؤ نہ کریں تو اُسے مطلق بھی اصلی علم نہ ہوگا۔ اسی طرح جنگلی (یا وحشی) آدمیوں کی حالت بھی تا وقتیکہ اُنہیں تعلیم نہ دیجائے حیوان کی مانند ہوتی ہے۔ پس ابتدائے آفرینش سے آج تک اگر ویدوں کی تعلیم نہ ہوتی تو کُل انسانوں کی یہی حالت ہوتی۔ پھر کتاب بنانے کا تو ذکر ہی کیا ہے ؟۔

الہام کی ضرورت

سوال۔ یہ بات نہیں ہے۔ ایشور نے انسانوں کو "سُوبھاوِک گیان" یعنی عقل حیوانی دی ہے جو سب کتابوں سے بڑھ کر ہے۔ اُس کے بغیر ویدوں کے الفاظ، معنی اور ربط باہمی کا علم بھی نہیں ہو سکتا۔ انسان عقلِ حیوانی کو ترقی دے کر کتاب بھی بنا سکتا ہے۔ پھر آپ یہ کیوں مانتے ہیں کہ ویدوں کو ایشور نے پیدا کیا۔ ؟

جواب۔ کیا مذکورۂ بالا علیحدہ بند کئے ہوئے اور تعلیم سے محروم رکھے ہوئے بچے کو اور جنگلی وحشیوں کو ایشور نے عقل حیوانی نہیں دی ؟ ہم دوسروں سے تعلیم حاصل کرنے اور ویدوں کو پڑھنے کے بغیر کیوں پنڈت (عالم) نہیں بن جاتے ؟ اِس سے کیا ثابت ہُوا ؟ یہ کہ تعلیم پانے اور پڑھنے کے بغیر محض عقل حیوانی سے کچھ بھی کام نہیں چل سکتا۔ جس طرح ہم دوسرے عالموں سے یا عالموں کی بنائی ہوئی کتابوں کے پڑھنے سے قسم قسم کے علم کو حاصل کر کے نئی نئی کتابیں بنا لیتے ہیں۔ اسی طرح کل انسانوں کو ایشور کے عطا کئے

عقل حیوانی تعلیم کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی

---

[1] اکبر نے ایک بار اس بات کا امتحان کرنیکے لئے کہ انسان کی قدرتی زبان کیا ہے ؛ چند بچوں کو ایک مکان میں بند کیا تھا اور اُس کا نام گُنگ محل رکھا تھا کیونکہ وہاں جو لوگ بچوں کو روٹی پانی پہنچانے کے لئے تعینات تھے وہ بول نہیں سکتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ جب بچوں کو دربار میں لاکر پیش کیا گیا تو وہ جانوروں کی طرح غائیں بائیں کرنے کے سوائے اور کچھ نہ بول سکتے تھے پس ثابت ہوتا ہے کہ ابتدائے آفرینش میں ضرور کسی قسم کا الہام یا ہدایت ہوئی جس کا سلسلہ اب تک قائم ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اب بھی جہالت ہی ورثہ میں آتی اور چونکہ سب سے پہلے انسانوں کے لئے کوئی انسان تعلیم دینے والا موجود نہیں تھا اسلئے معلم اوّل پرمیشور کے سوائے اور کوئی نہیں ہو سکتا چنانچہ اسی بات کو سوامی جی نے آگے ثابت کیا ہے مترجم

ہے اُس کو بتائیے ؟ (یہ سوال ہے اور اس کا جواب اس منتر کے اگلے ٹکڑے میں اس طرح دیا ہے) جان کہ وہ مُستظہر کل (سُکنبھ) سب دُنیا کا قائم رکھنے والا پرمیشور ہے۔ یعنی سب کی پشت و پناہ اور سب کے قائم رکھنے والے پرمیشور کے سوائے کوئی دوسرا دیو (عالم) وید کا بنانے والا نہیں ہے۔" {اتھروید کانڈ ۱۰۔ پرپاٹھک ۲۳۔ انوواک ۴۔ منتر ۲۰}

یاگیہ ولکیہ جی اپنی اہلیہ سے کہتے ہیں کہ :-

"اے میتریئی[1] ! آکاش سے بھی بڑے پرمیشور سے رگ وغیرہ چاروں وید سانس کی طرح بکمال آسانی ظاہر ہوئے یعنی جس طرح سانس جسم سے نکل کر پھر اُسی میں سما جاتا ہے۔ اسی طرح وید بھی پرمیشور سے ظاہر ہو کر پھر اُسی میں سما جاتے ہیں۔" {شتپتھ براہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۵۔ براہمن ۴۔ کنڈکا ۱۰}۔

سوال۔ ہاتھ۔ پاؤں وغیرہ اعضاء نہ رکھنے والے پرمیشور سے وید بصورتِ آواز یا لفظ (شبد) کس طرح پیدا ہوئے ؟

ایشور ہاتھ پاؤں کے بغیر ہی دُنیا اور وید کو رچتا ہے۔

جواب۔ قادرِ مُطلق پرمیشور کی نسبت یہ شک پیدا نہیں ہو سکتا کیونکہ مُنہ یا سانس وغیرہ سامان کے بغیر بھی اُس میں کام کرنے کی طاقت ہمیشہ موجود رہتی ہے۔ علاوہ ازیں جس طرح سوچنے کے وقت دِل ہی دل میں سوال و جواب کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ اسی طرح ایشور کی نسبت بھی سمجھنا چاہیئے۔ پرمیشور جو قادرِ مطلق ہے۔ کام کرنے میں کسی کی مدد نہیں لیتا جس طرح ہم لوگوں میں امداد کے بغیر کام کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ ایشور میں یہ بات نہیں جس صورت میں ہاتھ پاؤں اعضاء نہ رکھنے والے پرمیشور نے تمام کائنات کو بنا لیا تو پھر وید کے بنانے میں کیا شُبہ ہو سکتا ہے ؟ کیونکہ جس طرح اُس نے ویدوں کو نہایت لطافت کے ساتھ رچا ہے۔ اُسی طرح کائنات کو بھی نہایت عجیب و غریب صنعت سے بنایا ہے۔

سوال۔ مانا کہ ایشور کے سوائے اَور کسی کی مجال نہیں کہ کائنات بنا سکے۔ لیکن ویدوں کا بنا لینا مثل دیگر کتابوں کے اِنسان سے ممکن ہے۔

---

[1] میتریئی یاگیولکیہ کی بیوی برہم وادنی (یعنی علم الٰہی میں ماہر) تھی۔ شتپتھ براہمن میں اکثر جگہ برہم ودیا کے مضمون پر اُنکی باہمی گفتگو درج ہے۔ مترجم [2] چونکہ وید ایشور کا گیان ہیں اسلئے وہ ہرگز اُس سے جُدا نہیں ہو سکتے۔ اُنکے ظہور سے صرف انسان کی ہدایت کے لئے الہام ہونا مقصود ہے اور پھر اُسمیں سما جانے سے یہ مراد ہے کہ پرلے میں وید ایشور کے گیان کے اندر بدستور بنے رہتے ہیں۔ مگر جیووں میں اُس وقت کچھ گیان کا دیوا رہنیں ہوتا۔ مترجم۔

ویدوں کی پیدائش کا بیان

"اُس یگیہ یعنی ہستِ مطلق۔ عینِ علم اور عینِ راحت وغیرہ صفات سے موصوف۔ مُحیطِ کُل پرمیشور سے جو سَرو ہُت (سب کا پُوج یا معبود) اور قادرِ مطلق پَرَبرہم ہے۔ رگ وید۔ یجُر وید۔ سام وید۔ اور چھند یعنی اتھروید چاروں ظاہر ہوئے"

چاروں ویدوں کا ظہور پرمیشور سے ہوا ہے

{یجُروید۔ ادھیائے ۳۱۔ منتر ۷}

(اس منتر میں[۵۱] لفظ "سَرو ہُت"۔ ویدوں کی صفت بھی ہوسکتا ہے۔ اُس صورت میں یہ معنی ہونگے کہ "(اُس یگیہ یعنی پرمیشور سے) سبھوں کے قبول کرنے یا ماننے کے لائق وید (ظاہر ہوئے) ویدوں میں علوم کی کثرت ظاہر کرنے کے لئے (اس منتر میں) "ظاہر ہوئے" اور "پیدا ہوئے" دو فعل آئے ہیں اور ضمیر "اُس سے" بھی اس امر کی تاکید کے لئے مکرر آئی ہے کہ وید ایشور ہی سے ظاہر یا پیدا ہوئے ہیں۔ پھر ویدوں میں گائتری وغیرہ چھند (بحر) موجود ہونے پر لفظ "چھند" کہنے سے یہی پایا جاتا ہے کہ چوتھے اتھروید کا ظہور بھی اُسی پرمیشور سے ہُوا۔

"یگیہ وشنو کا نام ہے"۔ {شتپتھ براہمن۔ کانڈ ۱۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۱۔ کنڈکا ۱۳}

"اُس وشنو (پرماتما) نے اِس تین قسم کی (کثیف۔ لطیف اور روشن) کائنات کو بنایا ہے"

{یجُروید۔ ادھیائے ۵۔ منتر ۱۵}

اِن حوالوں سے لفظ "وشنو" دُنیا کے بنانے والے پرمیشور ہی پر صادق آتا ہے نہ کہ اور کسی پر۔ یعنی جو متحرک و ساکن تمام کائنات میں سمایا ہوا ہے یا اُس پر محیط ہے اُس کو "وشنو" کہتے ہیں۔ اس لئے وہ پرمیشور ہی ہُوا۔

"جس قادرِ مطلق پرمیشور سے رگ وید پیدا ہُوا اور جس پَرَبرہم سے یجُروید ظاہر ہوا۔ جس نے سام وید اور آنگرس یعنی اتھروید کو پیدا کیا اور اتھروید جس کے مُنہ کی بجائے یعنی سب سے مقدم اور سام بمنزلہ پاؤں کے ہے۔ یجُروید جس کے ہردے (قلب) کی جگہ اور رگ وید پران کی مانند ہے (یہ روپک النکار یعنی مرقع ہے) یعنی جس پرمیشور سے چاروں وید پیدا ہوئے وہ کونسا دیو

[۵۱] اِس منتر کا لفظی ترجمہ کیا جائے تو اس طرح ہوتا ہے کہ "اُس سَرو ہُت یگیہ سے رگ اور سام [illegible] ہوئے اُس سے چھند پیدا ہوئے۔ یجُر بھی اُسی سے ظاہر ہُوا"۔ مترجم

میں رہنے والی مخلوقات اور حیوانات سے ہمیں کچھ خوف نہ ہو تاکہ ہم سب مقاموں اور انمیں رہنے والی مخلوقات سے ہر قسم کے خوف و ایذا سے محفوظ ہو کر دھرم۔ ارتھ (دولت) کام (مراد) موکش (نجات) وغیرہ سکھ ہمیشہ حاصل کریں۔" {یجروید۔ ادھیائے ۳۶۔ منتر ۲۲}۔

"اے مخزن رحمت بھگون! جس من (دل) کے اندر رگ وید سام وید اور یجروید قائم ہیں جس میں موکش کا علم حقیقی موجود ہے۔ جس میں مخلوقات کے چیت یعنی قوا، حافظہ موتیوں کی طرح لڑی میں پروئے ہوئے یا رتھ کے پہیے کے نابھ میں آروں کی طرح جڑے ہوئے ہیں۔ وہ میرا من آپ کی عنایت سے نیک ارادے رکھنے والا یعنی راستی پسند اور علم حقیقت سے منور ہو (تاکہ ویدوں کے صحیح مطالب ہم پر روشن ہو جاویں)" یجروید۔ ادھیائے ۳۴۔ منتر ۵}

اے علیم کل تمام حقیقت کے جاننے والے! ایسی عنایت کیجئے کہ ہم اس صحیح و راست معنی سے مکمل تفسیر وید کو بے خلل بنا سکیں اور آپ کے نام اور ویدوں کے سچے الہام کو شہرت دیں۔ تاکہ اُسے دیکھ بھال کر ہم لوگوں میں نہایت عمدہ و اعلےٰ اوصاف پیدا ہوں۔ آپ ہمارے اوپر نظر رحمت کیجئے اور ہماری التجا کو سُن کر جلد التفات کیجئے تاکہ یہ فیضِ عام کا کام کامیابی کے ساتھ پورا ہو۔

ایشور پرارتھنا کا مضمون ختم ہُوا

کرنوں[1] کو آنکھوں کی مثال اور سمات[2] کو باہم خیالات کا تبادلہ اور کاروبار کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ اُس بے انتہا علم والے بزرگ وجلیل برہم کو ہمارا بار بار نمسکار رہو۔" {ایضاً منتر ۳۴}

"جو پرمیشور علم اور وگیان (عرفان) عطا کرنے والا اور جسم۔ حواس۔ پران (انفاس) اور من (دل) کو توانائی۔ حوصلہ۔ ہمت۔ قوت و استقلال بخشنے والا ہے۔ جس کو تمام عالم پوجتے ہیں۔ اور جس کا حکم سب بجالاتے ہیں۔ جس کی پناہ لینا ہی موکش (نجات) اور جس کے ظلِ حمایت وپناہ و عنایت سے محروم ہونا ہی موت یعنی متواتر پیدا ہونے اور مرنے کے چکر[3] میں پڑنا ہے۔ اس تمام مخلوقات کے مالک اور عین راحت برہم دیو کے لئے ہم ہمیشہ پریم بھکتی (محبت بھری عبودیت یا عجز و نیاز) کو نذر کریں یعنی ہمیشہ اُس کی عبادت کریں۔" {یجروید۔ ادھیائے ۲۵۔ منتر ۱۳}۔

"اے قادر مطلق پرمیشور! آپ کی بھکتی (عبودیت یا اطاعت) اور آپ کے فضل وکرم کے طفیل سے آکاش (عنصر اوّل جس کو انگریزی میں ایتھر کہتے ہیں) انتریکش (خلا بالائے زمین) زمین۔ پانی پودے۔ درخت۔ تمام عالم۔ برہم یعنی وید اور تمام دنیا ہمارے لئے سکھ دینے والی اور بے ایذا ہو دے یعنی سب چیزیں ہمارے موافق رہیں۔" {یجروید ادھیائے ۳۶۔ منتر ۱۷}

تاکہ ہم اس تفسیر وید کو سکھ سے بنا سکیں۔ اے بھگون! (پرمیشور) آپ کی مدد کامل سے ان سب کے شانت (سکھ دینے والا) اور بے ایذا ہونے پر ہمارے اور نیز دُنیا میں سب کے علم وعقل۔ عرفان۔ اور صحتِ جسمانی کی ہمیشہ ترقی ہو۔

اے پرمیشور! جس جس مقام[4] سے آپ دُنیا کے بنانے اور پالنے کے لئے حرکت کریں اُس اُس مقام سے ہمارا خوف دور ہو تاکہ ہم آپ کی نظرِ عنایت سے سب مقاموں میں بے خوف رہیں۔ نیز اُن اُن مقاموں

---

[1] اصلی سنسکرت لفظ "انگرس" ہے جس کا ترجمہ سوامی جی نے رگ کت ادھیائے ۳۔ کھنڈ ۷ کے حوالہ سے "پرکاشنا کرنا" یعنی روشن کرنے والی کرنیں کیا ہے۔ مترجم

[2] دِشا کے لئے سمت رکھا گیا ہے۔ مگر "دشا" سے عام وسعت یا پہنائی مراد ہے۔ مترجم۔

[3] اس منتر میں لفظ "کسمئی" آیا ہے جو لفظ "کہ" سے مفعول لہٗ بنا ہوا ہے۔ "کہ" کے معنی سوامی جی نے شتپتھ برہمن کانڈ ۷۔ ادھیائے ۳ کے حوالہ سے "پرجاپتی" یعنی محافظ و مالک مخلوقات کئے ہیں۔ مترجم

[4] چونکہ ایشور تمام کائنات کے اندر سمایا ہوا ہر جگہ موجود اور حاضر و ناظر ہے اور ہر لحہ کائنات کی صنعت تغیر و تبدل و قیام اُسی کی قدرت سے انجام پاتے رہتے ہیں اسلئے یہاں پرمیشور سے یہ استدعا کی گئی ہے کہ آپ دُنیا کو بناتے یا اس کو پالتے ہوئے ہر مقام پر ہمارے محافظ ہوں اور ہمیں کہیں خوف نہ ہو۔ مترجم

"اے ہستی مطلق۔ عین علم و راحت! اے رحیم کامل و علیم کل! اے علم و معرفت کے عطا کرنیوالے! اے دیو یعنی سورج وغیرہ کو پُرنور اور تمام کائنات اور علوم کا ظہور کرنے والے! اے تمام راحتوں کے بخشنے والے! اے تمام دُنیا کے پیدا کرنے والے! ہمارے تمام دُکھوں اور عیبوں کو دور کیجئے اور ہمیں سچی بہبودی (کلیان) یعنی سب دُکھوں سے آزادی اور سچے علوم کے حصول سے دنیوی سکھ اور مُوکش (نجات) کا آنند اپنی عنایت بیغائت سے عطا کیجئے۔" {یجروید ادھیائے ۳۰۔ منتر ۳}

اِس تفسیر کے بنانے میں جو خلل واقع ہوں اُن کو آپ پہلے ہی سے دور کر دیجئے۔ اے پرمیشور آپ جسم کی تندرستی، عقل کی صحت۔ ہر قسم کی امداد و قابلیت سچے علم کی روشنی وغیرہ جو بہتری (کلیان) کی باتیں ہیں وہ سب اپنی نظرِ عنایت سے ہم کو عطا کیجئے۔ تاکہ آپ کی نظرِ رحمت سے حوصلہ پاکر ہم آپ کے بنائے ہوئے سچے علوم سے مُنوّر اور پرتیکش (علم الیقین) وغیرہ پرمانوں (دلائل) سے مدلل ویدوں کی صحیح صحیح تفسیر کر سکیں۔ آپ کے لطف و کرم سے عوام الناس اِس تفسیر سے فیض پاویں۔ آپ ایسی عنایت کیجئے کہ لوگوں کو اس تفسیر وید میں شردھا (عقیدت) اور نہایت شوق و رغبت پیدا ہو۔

"ماضی۔ حال و استقبال تینوں زمانے اور تمام کائنات جس کے قبضۂ قدرت میں ہے اور جو سب کا حاکم اور کال (وقت یا موت) کی گرفت سے باہر موجود، منوّر، غیر متغیر اور محض راحتِ مطلق ہے جسکی ذات میں دُکھ کا نام و نشان نہیں جو عین راحت برہم ہے۔ اُس بزرگ و جلیل برہم کو ہمارا نمسکار ہو۔"

{اتھروید۔ کانڈ ۱۰۔ پرپاٹھک ۲۳۔ انوواک ۴۔ منتر ۱۔}

"زمین[1] جس کی پرما یعنی معرفت حقیقی کا ذریعہ اور بمنزلہ پاؤں ہے۔ انتریکش (خلا بالائے زمین) بمنزلہ معدہ یا شکم ہے اور جس نے سب سے اوپر سورج کی کرنوں سے روشن آکاش (دیو) کو دماغ یا سر کی جگہ قایم کیا ہے۔ اُس بزرگ و جلیل برہم کو ہمارا نمسکار ہو۔" {ایضاً منتر ۳۲}

"جو بید الٰہی عالم کے شروع میں بار بار سورج اور چاند کو بمنزلہ دو آنکھ کے بناتا ہے اور جس نے آگ کو بجائے مُنہ کے بنایا ہے۔ اُس بزرگ و جلیل برہم کو ہمارا نمسکار ہو۔" {ایضاً منتر ۳۳}

"جس پرمیشور نے اس عالمِ محسوس کی ہوا کو پرانؔ[2] اور اپانؔ کی جگہ قایم کیا ہے۔ اور روشن

---

[1] اتھروید کے اِن آخری تین منتروں کی تشریح پنڈت گوردت جی نے اپنے رسالہ ویدک میگزین" نمبر ۲ مطبوعہ جولائی ۱۸۸۹ء کے صفحہ ۲۴ پر بڑی لیاقت اور خوبی کے ساتھ کی ہے جو قابل دید ہے۔ مترجم

[2] پران جسم کے اندر سے باہر آنے والی ہوا کو کہتے ہیں اور اپان باہر سے جسم کے اندر جانے والی ہوا کا نام ہے۔ مترجم

ترجمہ: اے آریہ نیک۔ پرپاٹھک ۹۔ انوواک ۱ تاکہ ہم اس وید بھاشیہ (تفسیر وید) کو سکھ کے ساتھ ٹھیک ٹھیک بنا کر عوام الناس کو فیض پہنچاویں۔ یہی آپ سے چاہتے ہیں اسلئے آپ ہماری ہمیشہ مدد کیجئے

۵

مُنکار[۵۱] میرا ہے اُس برہم[۵۲] کو[۵۳] — اَنَنت[۵۴] اور اَنادی[۵۵] وخالق ہے جو
وہ ہے ہستِ مطلق رحیم و کریم — مُقدس ہیں وید[۵۶] اُس کا علمِ قدیم
گناہ و جہالت کریں دُور وید — جگت کی بھلائی سے بھرپور وید
خلایق میں ہو تاکہ اُن کا شیوع[۵۷] — میں تفسیر کرتا ہوں اُن کی شروع
یہ اُنیس سو تینتیس[۱۹۳۳] ہے سن بکرمی — ربی وار[۵۸] دن پڑوا بھادوں سُدی
ہیں نام مُفسّر سے آگہہ سبھی — سوامی دیانند جی سرسوتی
یہ بھومکا صحیح اور پُر از بہی — عنایت سے ایشور کے تفسیر کی
یہ بھاشا و سنسکرت میں ہے تمام — اُٹھاویں سبھی اس سے تا فیض تام
قدیمی رَوِش پر رشی مُنیوں کی — یہ تفسیر ویدوں کی ہے میں نے کی
نئے بھاشیہ ٹیکے بنے جس قدر — وہ ٹیکا سیاہی کا ہیں وید پر
سراپا غلط ہیں وہ گمرہ کریں — وہ ناحق خطا وید کے سر دھریں
کریں ایسی کرپا[۵۹] خُدائے کریم — کُھلیں وید کے سب مطالب قدیم
تفاسیر باطل کا مُنہ کالا ہو — صحیح بھاشیہ کا بول بالا ہو
دعا ہے یہی ذاتِ باری سے اب — کہ محنت ٹھکانے لگی میری سب

۵۱ اس منتر کا ترجمہ سوامی جی نے سنسکرت میں نہیں کیا بلکہ صرف آریہ (ہندی) بھاشا میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس لئے یہاں اُسی کے مطابق ترجمہ کر دیا گیا۔ سوائے ایک اس مقام کے اور سب جگہ صرف سوامی جی کی سنسکرت سے براہ راست ترجمہ کیا ہے مترجم ۵۲ اوم یا عجز و نیاز ۵۳ محیطِ کُل پرمیشور۔ ۵۴ غیر متناہی۔ ۵۵ ازلی۔ ۵۶ وید چار الہامی کتابیں ہیں جن کا علم دُنیا کے شروع میں چار رشیوں کے دل میں ظاہر ہوا تھا۔ اُن کے نام یہ ہیں:- (۱) رگ وید (۲)۔ یجُر وید (۳) سام وید (۴) اتھر وید۔ ۵۷ اِشاعت۔ پھیلاؤ۔ پرچار۔ ۵۸ ربی وار = آیت وار۔ پڑوا = قمری مہینے کی پہلی تاریخ۔ بھادوں = ہندی مہینہ جو ستمبر کے مطابق ہے۔ سُدی = روشن پندرواڑہ یعنی قمری مہینے کے پچھلے پندرہ روزیہ تاریخ ۲۰ اگست ۱۸۷۶ء کے مطابق ہوتی ہے۔ ۵۹ بھاشیہ = تفسیر۔ ٹیکا = شرح۔

۵۹ کرپا بمعنی عنایت۔ مہربانی۔ مترجم

میں ویدوں کے چار مضمونوں میں سے خصوصاً گیان کانڈ اور کرم کانڈ کو بیان کیا ہے اور اُپاسنا کانڈ کو "ایشور ستتی پرارتھنا اُپاسنا وِدھیا۔ یاچنا اور سُمرن" کے مضمون میں مفصل بیان کیا ہے اور گیان کانڈ جو کہ ایک عام اور بہت وسیع مضمون ہے "پیدائش عالم" "زمین وغیرہ اجرام کی گردش" "کشش بین اجسام" "روشن وغیر روشن اجرام" "علم ریاضی" "جہاز وغبارہ وغیرہ کا علم" "علم تار برقی" "اصول طب" وغیرہ میں بخوبی آگیا ہے۔ اِس لئے اِس مضمون کو بھی مکمل سمجھنا چاہیئے۔ اسکے سوائے باقی سب مضامین اپنی اپنی جگہ مکمل ہیں۔

۹۶۔ دیاکرن کا مضمون دیاکرن کے اُن سُوتروں کا جو ویدوں سے خصوصیت رکھتے ہیں ترجمہ کرنے میں ہم نے ویدانگ پرکاش سے مدد لی ہے۔ کیونکہ بھاشا میں اُنکی تشریح بالکل نامکمل ہے اور بعض جگہ بالکل ترجمہ ہی نہیں کیا ہے۔ اسلئے جہاں کسی سُوتر کے متعلق کوئی تشریح یا مثال بھومکا سے علاوہ لکھی گئی ہے وہ ویدانگ پرکاش کی سمجھنی چاہیئے۔ پہلے ادھیائے کے سُوتروں کو ترجمہ کرتے ہوئے ہم نے مہابھاشیہ کو دیکھ لیا ہے کیونکہ اس ادھیائے کے سُوتروں کے متعلق سوامی جی نے صرف مہابھاشیہ کے ٹکڑے حوالے کے طور پر لئے ہیں اصلی سُوتروں سے چنداں تعلق نہیں ہے۔ ادھیائے ۳ لغایت ۸ کے جسقدر سوتر سوامی جی نے لکھے ہیں وہ بجز دس بارہ سُوتروں کے سب کے سب ویدانگ پرکاش میں آئے ہیں چنانچہ ہم ناظرین کی سہولیت کے لئے نیچے ایک نقشہ میں ہر سُوتر اور اُسکے سامنے ویدانگ پرکاش کے رسالے اور اُس صفحہ کا پتہ جہاں وہ سُوتر ملیگا درج کرتے ہیں

سُوتر اشٹادھیائی						سوتر اشٹادھیائی						سوتر اشٹادھیائی					
ادھیائے	پاد	سُوتر	جسمیں سُوتر ملیگا	صفحہ		ادھیائے	پاد	سوتر	جسمیں سُوتر ملیگا	صفحہ		ادھیائے	پاد	سُوتر	جسمیں سُوتر ملیگا	صفحہ	
۲	۳	۶۲	کارکیہ	۳۲		۳	۴	۶	آگھیا تک	۲۵۹		۵	۲	۱۲۲	سنتر رمن	۱۲۵	
۲	۴	۳۹	پار بھاشک	۲۷		۳	۴	۷	〃	۹		۵	۲	۹۴	〃	۱۲۱	
۲	۴	۷۳	آگھیا تک	۱۱۵		۳	۴	۹۴	〃	۱۰		۵	۴	۱۰۳	سامانیک	۱۳	
۲	۴	۷۶	〃	۱۳۹		۳	۴	۹۵	〃	۱۹		۶	۱	۹	آگھیا تک	۱۰۳	
۳	۱	۳۴	〃	۱۰		۳	۴	۹۶	〃	۱۹		۶	۱	۱۲۷	سندھی	۶۴	
۳	۱	۸۴	〃	۱۷۸		۳	۴	۹۷	〃	۱۰		۷	۱	۱۰	نانک	۸	
۳	۲	۸۸	〃	۳۱۲		۳	۴	۹۸	〃	۱۱		۷	۱	۳۹	〃	۶۴	
۳	۲	۱۰۵	〃	۳۲۹		۳	۴	۹	〃	۳۷۵		۷	۱	۷۸	آگھیا تک	۱۴۴	
۱	۲	۱۰۶	〃	۳۳۰		۳	۴	۱۲	〃	۳۷۶		۸	۴	۱۸	〃	۷۸	
۳	۲	۱۰۷	〃	〃		۳	۴	۱۳	〃	〃		۸	۲	۲۵	〃	۱۸	
۳	۲	۱۷۰	〃	۲۱۳		۳	۴	۱۴	〃	۳۷۷		۸	۲	۳۲	نخ ناتک	۱۱۸ ۴۸	
۳	۳	۱۱۳	〃	۲۷۸		۴	۱	۲۹	سترین	۱۲		۸	۳	۳۶	سندھی	۸۶	
۳	۳	۱۲۹	〃	۳۷۴		۴	۱	۴۶	〃	۱۶		۳	۳	۱	نخ آگھیا تک	۳۴۵	
۳	۳	۱۳۰	〃	〃		۴	۴	۱۱۰	〃	۹۶							

(۱۰) جہاں کسی مضمون میں اسی کتاب کے دوسرے مضمون کا حوالہ یا ذکر آیا ہے وہاں اُس صفحہ کا پتہ جس پر وہ دوسرا مضمون درج ہے لکھدیا گیا ہے۔

(۱۱) رِگ وِدھر کی ناشائستہ تفسیر کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا گیا ہے۔ کیونکہ اُس کو اُردو زبان میں لکھنا ناموزون معلوم ہوتا تھا۔ سنسکرت میں اس قسم کی تحریریں وام مارگ کی عنایت کا نتیجہ اور پورانکوں کے لئے سخت شرمساری کا باعث ہیں۔

(۱۲) ایک مفصّل فہرست مضامین کتاب ہذا کے شروع میں لگادی گئی ہے۔

۹۵۔ واضح رہے کہ وید بھاشیہ بھومکا میں ویدک سدھانتوں کی تشریح کے لئے دوسری کتابوں کے حوالے دینے سے سوامی جی کی یہ مُراد نہیں ہے کہ وہ دوسری کتابوں کی شہادت کے محتاج ہیں۔ بلکہ اس امر کا ظاہر کرنا مقصود ہے کہ اُن کتابوں میں ویدوں کے مضامین کی شرح کی گئی ہے اور ویدوں کے صحیح منشا سمجھنے کے لئے ان کتابوں کا پڑھنا لازمی ہے ہم ابھی کہہ چکے ہیں کہ سنسکرت زبان کی تمام علمی کتابیں ویدوں سے اخذ کرکے لکھی گئی ہیں۔ اِسلئے ویدوں کی شرح کے لئے اُن کا حوالہ دینا ضروری ہے۔ لفظ لفظ کے لئے اِن پُرانی کتابوں کے بیشمار حوالے درج کرنیسے سوامی جی کا یہی مطلب ہے کہ تمام دُنیا کو یہ معلوم ہو جاوے کہ وہ اپنی طرف سے کوئی بات نہیں گھڑتے بلکہ ویدوں کے سدھانتوں کو جس طرح سے کہ وہ قدیم کتابوں میں بیان کئے گئے ہیں۔ ظاہر کیا جاتا ہے اسپر بھی اگر دُنیا اُن کی باتوں کو نئی۔ انوکھی اور بنادٹی سمجھے تو یہ صریحًا اس امر کا ثبوت ہے کہ وہ ویدوں کی قدیم تفسیروں سے ناواقف ہے۔

بھومکا میں دوسری کتابوں کے حوالے

۹۶۔ وید بھاشیہ بھومکا کی اصلی ہئیت قائم رکھنے کے لئے ہم نے کسی جگہ مضمون کی ترتیب کو نہیں بدلا۔ اور نہ اُس کے بدلنے کی چنداں ضرورت تھی۔ کیونکہ مضامین اکثر با ترتیب ہیں۔ البتہ چند مضامین حسب موقع مختلف سُرخیوں کے نیچے چلے گئے ہیں مثلاً ہَون کا بیان اوّل "مضامین وید" کے نیچے گرم کانڈ کے مضمون میں آیا ہے اور پھر پنچ مہایگیہ کے مضمون میں دوسری یگیہ یعنی اگنی ہوتر کا ذکر کرتے ہوئے ہَون کرنیکا طریقہ اور ہَون کے منتر درج کئے گئے ہیں۔ اس دوسرے مقام پر ہم نے ہَون کی سامگری بھی لکھدی ہے۔ اس طرح اس مضمون کے متعلق پوری پوری واقفیت حاصل کرنیکے لئے ناظرین کو اِن دونو مقام کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اسی طرح اگرچہ "ورنآشرم کا بیان" ایک علیحدہ مضمون ہے تاہم کچھ باتیں ورنآشرم کے متعلق "تحصیل علم کے استحقاق و عدم استحقاق کی بحث" کے آخری حصہ میں بیان کیگئی ہیں پس اس مضمون کی تکمیل کے لئے بھی ان ہر دو مقامات کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ "مضامین وید" کی بحث

مضامین کی ترتیب

مگر جس طرح برہمنوں۔ ویدانگوں۔ اپ نشدوں اور شاستروں وغیرہ کو پرتہ پرمان یعنی سند کے لئے ویدوں کی تصدیق کا محتاج مانتے ہیں۔ اسی طرح سوامی جی کا کلام بھی پرتہ پرمان ہے۔ سوامی جی کی تصنیفات مانش گرنتھ[1] (معمولی انسانوں کی تصنیفات) نہیں ہیں بلکہ آرش گرنتھ (رشی کی بنائی ہوئی کتابیں) ہیں۔ جن کو پرم وِدوان رشی سوامی ورجانند جی سچا رہنمائے انسان بتاتے ہیں۔

۹۴۔ ہمارے ترجمے کے اصول وہی ہیں جو ہم نے ستیارتھ پرکاش کے نویں باب کے ترجمہ میں استعمال کئے تھے۔ چنانچہ ہم اپنے ترجمہ کے چند ضروری اصول کو عوام الناس کی اطلاع کے لئے یہاں درج کرتے ہیں:۔

ہمارے ترجمہ کے اصول

(۱) بڑی کوشش اس بارہ میں کی گئی ہے کہ مصنف کا صحیح اور اصلی منشا سلیس اور بامحاورہ اردو میں بیان کیا جاوے۔

(۲) سنسکرت زبان اور خصوصاً ویدک سدھانت کے اصطلاحی الفاظ کو اصلی صورت میں رکھا ہے۔ مگر اُن کی پوری پوری تشریح کر دی گئی ہے اور کوئی لفظ سنسکرت زبان کا ایسا نہیں رکھا جسکے معنی یا تشریح نہ کر دی گئی ہو۔

(۳) سوامی جی کے اُن مضمون کو جو وہ خاص خاص ویدک یا دیگر الفاظ سے منسوب کرتے ہیں۔ بڑی احتیاط کے ساتھ قائم رکھا ہے۔

(۴) ترجمے میں کسی قسم کی ذاتی مداخلت نہیں کی ہے۔

(۵) سوامی جی کی عبارت۔ محاورہ اور مضمون کی ترتیب کو بڑی کوشش سے قایم رکھا گیا ہے۔

(۶) ہر فقرہ کا مضمون مختصر الفاظ میں بطور حاشیہ داخل لکھا گیا ہے۔

(۷) جہاں عبارت مشکل اور دقیق تھی یا اعتراض یا شک پیدا ہونیکا احتمال تھا وہاں نیچے مفصل نوٹ دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اصلی مضمون کی تائید و تشریح کے لئے بھی سیکڑوں نوٹ دئے گئے ہیں۔

(۸) دوسری کتابوں کے پرمان (حوالے) جو سوامی جی نے اس کتاب میں دئے ہیں اُن کو ہر جگہ سنسکرت میں نہیں لکھا۔ مگر جہاں خاص طور پر ضرورت سمجھی گئی اُن کو سنسکرت میں لکھدیا گیا ہے۔

(۹) حوالوں کا پورا پتہ دیا گیا ہے اور جہاں اصلی کتاب میں حوالوں کا پتہ درج ہونے سے رہ گیا تھا اُن کو بھی بڑی محنت سے تلاش کر کے لکھ دیا گیا ہے۔

---

[1] معمولی انسانوں کی (مانش) اور رشیوں کی (آرش) تصنیف میں سب سے بڑا فرق یہی ہوتا ہے کہ رشیوں کی تحریر بیجیدہ۔ سچی۔ صاف۔ سہل اور پُر مغز ہوتی ہے اور اُسکے خلاف انسان کی تحریر پیچیدہ۔ غلط آمیز۔ دقیق۔ مصنوعی اور پُر مبالغہ ہوتی ہے یعنی جھوٹ کی جاشنی بھی ہوتی ہے اسی وجہ سے شتپتھ برہمن (کانڈ ۱۔ ادھیائے ۱) میں کہا ہے کہ جس میں سچائی ہے وہ دیو تا رشی ہیں اور جنمیں جھوٹ ہے وہ انسان ہیں (دیکھو صفحہ ۶ و ۱۸۰ ترجمہ بھومکا)

امر کی ضرورت ہے کہ اوّل مطلب کو خود مترجم اپنے ذہن میں صاف کرلے اور پھر اُس کو دوسری زبان میں اس طرح بیان کرے کہ جو منشاء الفاظ مذکور سے ظاہر کرنا مطلوب ہو بخوبی ادا ہو جائے۔ اگرچہ سوامی جی کی سنسکرت نہایت آسان اور فصیح ہے تاہم اُنکے خیالات کو کسی دوسری زبان میں ادا کرنے کے وقت اِس امر کا خیال رکھنا نہایت لازمی ہے کہ جن الفاظ کو وہ قدیم زمانہ کے لُغتوں اور قواعد کے مُطابق اُن کے مروجہ معنوں سے مختلف معنوں میں استعمال کرتے ہیں اُن کا پُورا پُورا لحاظ رکھا جاوے۔ پس جس شخص نے قدیم کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا ہے اور نہ سوامی جی کی کتابوں کو بغور پڑھا ہے اغلب ہے کہ اس بارہ میں دھوکا کھاوے اور مذکورۂ بالا قسم کے خاص خاص لفظوں کے معنی کرنے میں غلطی کر جاوے۔ خصوصاً جن لوگوں نے ویدک الفاظ کی خصوصیتوں کے سمجھنے پر محنت نہیں کی ہے اور نہ قدیم تفسیروں کے مطابق ویدوں کے سدھانتوں کو معلوم کرنے کی تکلیف کی ہے اُن سے ہرگز اُمید نہیں ہو سکتی کہ سوامی جی کی کتابوں کا صحیح ترجمہ کر سکیں۔

۹۲۔ سوامی جی کا ہمیشہ یہ قاعدہ ہے کہ جب وہ کسی وید وغیرہ کے پرَمان (حوالہ) کا ترجمہ کرتے ہیں تو لفظ کی جگہ لفظ نہیں رکھتے۔ بلکہ ایک ایک لفظ کی تشریح اکثر ایک ایک اور بعض اوقات ایک سے بھی زیادہ فقروں میں کرتے ہیں۔ جو لوگ سوامی جی کے اس اصول سے واقف نہیں ہیں ممکن ہے کہ اُن کو دھوکا ہو اور وہ یہہ خیال کریں کہ سوامی جی نے اپنی طرف سے بات بڑھا دی۔ مگر دراصل یہ بات نہیں ہے کیونکہ سوامی جی اپنی تشریح میں کوئی بات ایسی نہیں کہتے جو پرَمان کے لفظوں سے نہ نکلتی ہو۔ جو شخص کسی مضمون کی تہ کو پہنچ جاتا ہے تو وہ اُس میں سے ایسی ایسی باریک باتوں کو نکال لیتا ہے۔ جو سرسری نگاہ سے پڑھنے پر کبھی دھیان میں نہیں آسکتیں۔ چونکہ سوامی دیانند جی سچ مچ رشی تھے اسلئے وہ منتروں یا قدیم کتابوں کے حوالوں کا ترجمہ کرتے ہوئے اکثر ایسے اُصول کو بیان کر جاتے ہیں جو گہری نگاہ سے غور کرنے پر اُس کے اندر موجود پائے جائینگے +

سوامی جی کا پرمان رشیوں کے برابر ہے

۹۳۔ سوامی جی کے ترجمے یا تحریر پر یہ اعتراض کرنا کہ سوامی جی صحیح مطلب نہیں سمجھتے یا کچھ کمی بیشی یا تغیر و تبدل کر دیتے ہیں۔ خود اپنی بے سمجھی کا ثبوت دینا ہے۔ اسلئے سوامی جی کی کسی تحریر پر اعتراض کرنے سے پیشتر اس امر کا اچھی طرح خیال کر لینا چاہیئے۔ بلا سوچے سمجھے اُنکے کسی لفظ۔ عبارت۔ سدھانت یا رائے پر تا وقتیکہ پوری پوری وجہ واقعی اختلاف کی نہ پائی جائے حرف گیری کی جرأت کرنا باعث ندامت ہوگا۔ یہ ماننا کہ سوامی جی کی تحریر سوتہ پرَمان (مستند بالذات) نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے سدھانت کے مطابق ویدوں کے سوائے کوئی دوسرا کلام مستند بالذات نہیں ہو سکتا

+ دیکھو فقرہ ۴۸

وید بھاشیہ بھومکا بلحاظ توضیح سدھانت نہایت مفید اور ضروری کتاب ہے اسلئے ہم یقین کرتے ہیں کہ اس کتاب کا اُردو زبان میں ترجمہ کرنا نہایت فائدہ مند ہوگا +

۸۹ - دراصل یہ کتاب سوامی جی نے سنسکرت زبان میں لکھی تھی مگر اُس کا ترجمہ آریہ (ہندی) بھاشا میں بھی ساتھ ساتھ دیا ہوا ہے۔ یہ بھاشا کا ترجمہ اصلی سنسکرت کا پُورا پُورا ترجمہ نہیں ہے کیونکہ اکثر سنسکرت کی عبارت کا مختصر مطلب بیان کر دیا ہے اور بعض جگہ عبارت کی شرح اصل سے زیادہ بھی کر دی ہے اور چند مقامات پر ترجمہ اصل کے خلاف بھی پایا جاتا ہے مثلاً پُرش سُوکت یعنی یجُروید کے اکتیسویں ادھیایہ کے منتر ۱۶ کا ترجمہ کرتے ہوئے (دیکھو صفحہ ۸۲ ترجمہ بھومکا) سوامی جی نے یہ الفاظ لکھے ہیں کہ "وہ اُس درجہ اعلےٰ یعنی موکش کو حاصل کر کے سکھی رہتے ہیں اور اُس سے تلوٹ کر بہت کے برسوں تک ہرگز واپس نہیں آتے بلکہ اُس عرصہ تک برابر اُسی پرمیشور کے ساتھ رہتے ہیں" بھاشا کے ترجمہ میں اِن الفاظ کو بالکل چھوڑ دیا گیا ہے اور اُس کی بجائے یہ لکھا ہے کہ جس درجہ کو پاکر وہ بڑی راحت میں رہتے ہیں۔ اُسی کو موکش کہتے ہیں کیونکہ اُس سے چھوٹ کر دُنیا کے دُکھوں میں کبھی نہیں گرتے یہ ترجمہ نہ صرف اصل کے خلاف ہے بلکہ اس سے بالکل سدھانت ہی بدل جاتا ہے۔ البتہ ایک دو مقام پر سوامی جی نے اُپ رشدوں یا شاستروں وغیرہ کے حوالے دیکر اُن کے آسان ہونے کی وجہ سے یہ لکھ دیا ہے کہ اُنکا ترجمہ پراکرت (ہندی) بھاشا میں دیکھ لینا چاہئے [۱]

الغرض ترجمہ اصل سے بہت کم مختصر اور نامکمل ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھاشا کا ترجمہ سوامی جی نے خود نہیں کیا تھا بلکہ پنڈت بھیم سین پنڈت جوالادت وغیرہ نے تیار کیا تھا۔

اصلی کتاب سنسکرت میں ہے

۹۰ - بوجوہات بالا ہم نے یہی مناسب سمجھا کہ براہ راست سوامی جی کی سنسکرت سے ترجمہ کیا جاوے تاکہ عوام الناس کو سوامی جی کی تحریر اُنہیں کے الفاظ و محاورہ میں پڑھنے کا موقعہ مل سکے۔ ایک طرح ہمارا ترجمہ بالکل ایک نئی کتاب ہوگی۔ کیونکہ ہمارے خیال میں اِس کتاب کو شائد ہی کسی نے اصل سنسکرت میں پڑھا ہوگا۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اوّل تو آجکل سنسکرت دان بہت کم ہیں اور پھر اُن میں بھی بھاشا کا ترجمہ موجود ہونے پر اصل کو پڑھنے کی تکلیف اُٹھانے والے بہت کم نظر آتے ہیں۔ اسلئے ہم اُمید کرتے ہیں کہ عوام الناس اِس ترجمہ کو جو براہ راست سوامی جی کی سنسکرت سے اُنہیں کی عبارت اور محاورہ میں کیا گیا ہے بڑے شوق سے پڑھینگے۔

اسلئے سنسکرت سے ترجمہ کیا گیا۔

۹۱ - ترجموں اور خصوصاً سنسکرت زبان کے ترجموں میں صحیح مطلب کو ادا کرنیکے لئے لفظ کی جگہ لفظ رکھ دینا کافی نہیں ہے۔ بلکہ یاسک آچاریہ کے قول مندرجہ فقرہ ۵۱ (۶) کے بموجب اس

مترجم کی مشکلات

[۱] دیکھو ہمارے نوٹ صفحہ ۱۱۶ و ۱۱۷ ترجمہ بھومکا پر [۲] دیکھو پنڈت تلسی رام سوامی کی تحریر مندرجہ اخبار وید پرکاش بابت ماہ نومبر ۱۸۹۷ء۔

قادرِ مطلق۔ سب سچائیوں کے جاننے والے۔ عادلِ مطلق پرمیشور کے آگے سر جھکا کر اور اُس کی مدد کے سہارے اور بھروسے پر یہ نیک کام شروع کیا ہے۔"

ناظرین مذکورۂ بالا تحریر سے خود نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہ باتیں کیسی گہری سچائی سے بھرے ہوئے دل سے نکل رہی ہیں۔

دیگر متفرق اعتراضات

۸۷۔ اس کے علاوہ سوامی جی کے بعد بھی اکثر اعتراض ہوتے رہے جن کے جواب اکثر آریہ پنڈت دیتے رہے ہیں۔ دیکھو بھاشیہ بھومکا نند دُوپرا گے پرتھمو۔ ذدتیو اَنشہ اور آریہ سدھانت وغیرہ۔ ان سب اعتراضوں اور اُن کے جوابوں کو ہم یہاں بوجہ عدم گنجایش درج نہیں کر سکتے۔

میرے خیال میں ابتک کوئی اعتراض ایسا نہیں کیا گیا ہے۔ جس کا جواب سوامی جی نے وید بھاشیہ یا اُس کی بھومکا میں پیشتر سے نہ دیا ہو۔ بات صرف یہ ہے کہ تعصب اور ضد کی وجہ سے اعتراض کرنے والے اعتراض کرنے سے پہلے سوامی جی کی کتابوں کو غور سے نہیں پڑھتے یا اگر پڑھتے ہیں تو خود غرضی میں پھنس کر سنسکرت زبان اور خصوصاً ویدک سدھانتوں سے ناواقف لوگوں کو اپنی غلط بیانی سے یا جھوٹی اور غیر مستند کتابوں کے حوالے دیکر دھوکے میں ڈالتے ہیں۔

وید بھاشیہ بھومکا اور اُسکے ترجمہ کی ضرورت

۸۸۔ سوامی دیانند جی نے اپنی عمر کے آخری ۷ یا ۸ برس کے اندر بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں سے اُن کا سب سے بڑا کام وید بھاشیہ (تفسیر وید) ہے جس کی بھومکا (تمہید) کا دیباچہ ہم اب لکھ رہے ہیں۔ یہ رگوید ادی بھاشیہ بھومکا بجائے خود پونے چار سو صفحہ کی کتاب ہے۔ مگر کتاب کا تقریباً نصف حصہ اُس کے آریہ (ہندی) بھاشا کے ترجمہ میں آجاتا ہے اسلئے اصلی کتاب کی ضخامت صرف پونے دو سو صفحہ کے قریب رہ جاتی ہے۔ اِس کتاب میں ویدوں کے سدھانتوں کو سنسکرت زبان میں بڑی خوبی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور خصوصاً اُن سدھانتوں کو جن کی نسبت آجکل کے عالموں کے درمیان تنازعہ ہے۔ قدیم کتابوں کے حوالوں اور عقلی دلائل سے اچھی طرح ثابت کیا گیا ہے۔ مگر بڑے افسوس کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کہ اگرچہ سوامی جی نے اپنی کتابوں میں بڑی بڑی عقلی دلیلوں اور قدیم مستند کتابوں کے حوالوں سے ویدک سدھانتوں کو بڑی تفصیل و خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ مگر لوگ اُن کو مطالعہ نہیں کرتے۔ اکثر معترض لوگ سُنی سنائی بات پر یقین کر کے مخالفانہ بحث کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور آریہ لوگ بھی زیادہ تر سنسکرت اور آریہ (ہندی) بھاشا سے ناآشنا ہونے کے سبب مطالعہ سے محروم رہتے ہیں۔ پس اس امر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ سوامی جی کی کتابوں کو بامحاورہ سلیس اُردو زبان میں ترجمہ کیا جاوے۔ اور چونکہ سوامی جی کی تصنیفات میں

(۳) میں ایشور نہیں۔ بلکہ ایشور کا اُپاسک (عبادت کرنیوالا) ہوں۔ ایشور نے ویدوں کو جگت کی بھلائی کے لئے ظاہر کیا ہے۔ اسلئے میں بے روعایت اُن کے صحیح معنی کو بیان کرتا ہوں۔ اگر کہیں مجھ سے غلطی ہوئی ہو تو ہیوم صاحب ظاہر کریں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آجتک کوئی بھی ایک غلطی وید بھاشیہ کی نہ نکال سکا۔ فضول تضیع اوقات کے لئے بے بُنیاد و بلا حوالہ اعتراض کر دیتے ہیں۔"

اخیر میں سوامی جی نے یہ بھی لکھا کہ اگر تھیوسوفی کے مُہتمم ایسی باتیں کریں تو کیا تعجب ہے کیونکہ وہ ایشور سے منکر بودھ مت کے پیرو۔ اور بھوت پریت۔ چڑیلوں کو ماننے والے ہیں۔ افسوس! کہ پرمیشور کو جو ہر طرح علم و عقل سے ثابت ہے نہ مان کر بھوت پریت اور مُردوں کے جھگڑے میں پھنسکر بھولے بھالے آدمیوں کو پھنسانا اور اپنے تئیں سُدھارنیوالا سمجھنا کتنی بڑی بیعقلی کی بات ہے۔"

۸۶۔ اخیر میں پنڈت مہیش چندر نیایہ رتن قائم مقام پرنسپل سنسکرت کالج کلکتہ نے سوامی جی کے بھاشیہ پر اعتراض کئے۔ ان اعتراضوں کا جواب سوامی جی نے بھرانتی نوارن نام کتاب کے ذریعہ سے سموت ۱۹۴۰ وکرمی میں دیا تھا جو اُس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا۔

۸۔ پنڈت مہیش چندر کے اعتراضات

کتاب مذکور کے دیباچہ میں سوامی جی فرماتے ہیں کہ "اس وید بھاشیہ پر پہلے آر۔ گریفتھ۔ سی۔ ایچ۔ ٹائی اور پنڈت گورپرساد وغیرہ نے اپنے اپنے زعم میں اعتراض کئے جن کا جواب اچھی طرح دیا جا چکا ہے۔ اب پنڈت مہیش چندر نیایہ رتن نے خالی سن کے گولے چلائے ہیں۔ اگرچہ ایسے اعتراضوں کا جواب دینا اوقات عزیز کو ضایع کرنا ہے۔ مگر چونکہ اُن کے جواب دینے میں دو فائدے ہیں یعنی اوّل یہہ بات ثابت ہو جائیگی کہ ایشور کے بنائے ہوئے علوم حقیقی کے مخزن ویدوں میں کئی پرمیشوروں کی پوجا نہیں ہے اور دوسرے آئندہ کے لئے لوگوں کو معلوم ہو جائیگا کہ ایسے فضول اعتراضوں سے بیش بہا وقت کو ضائع کرنے کے سوائے دوسرا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اسلئے اُن کا جواب دیا جاتا ہے ..... میں نے دُنیا کی بھلائی کے لئے وید بھاشیہ کو بنانا شروع کیا ہے جو قدیم رشیوں کی شرح اور دیگر سچی کتابوں کے حوالوں سے کیا جاتا ہے۔ اس بات کی تصدیق کے لئے وہ کتابیں موجود ہیں۔ مگر دُنیا میں یہ اُلٹی ریت ہے۔ کہ جب نے کوئی نیک کام کیا ہو۔ یا جو نیک کام کرتا ہوا سے دیکھ کر ایسے خوش نہیں ہوتے جیسے کہ بُرائی کے کام یا نقصان کو دیکھکر خوش ہوتے ہیں۔ اگر میں صرف دُنیا کا خوف کرتا اور اُس علیم کُل پرمیشور کا جس کے ہاتھ میں کُل اِنسانوں کی موت اور زندگی اور سُکھ دُکھ ہے کچھ خوف نہ کرتا تو میں بھی ایسے ہی جھگڑوں میں پھنس جاتا۔ میں تو اپنا تن من اور دھن سب سچائی کے ظاہر کرنے کیلئے نذر کر چکا ہوں۔ مجھ سے خوشامد کر کے خود غرضی کا کام نہیں ہو سکتا۔ دُنیا کو فائدہ پہنچانا ہی مجھے دُنیا کی شہنشاہی کے برابر ہے۔ میں نے اُس

زور میرے وید بھاشیہ کے سکولوں میں جاری نہ ہونے کے لئے لگایا گیا ہے۔ مگر رائے دہندگان غلطی پر ہیں۔ میرا بھاشیہ مہابھارت سے پہلے بھاشیوں کی مدد سے یوروپین سنسکرت دانوں کے خلاف تحقیقات کا ایک زبردست مادہ پیدا کریگا۔ مگر نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ پنڈتوں کو اپنے ٹکے کی اور اہالیان یوروپ کو اپنی انجیل کی عزت مدنظر تھی۔ وہ سچائی کیسی تلخ شے کو کب گوارا کر سکتے تھے۔ اسلئے کچھ نتیجہ نہ نکلا۔

۸۴۔ اخبار انڈین مرر مورخہ ۴۔ نومبر ۱۸۸۳ء میں انہیں اعتراضوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اخبار مذکور کا

انڈین مرر کی رائے

اڈیٹر اخیر میں لکھتا ہے کہ "بہرحال پرانی وحدانیت کے زمانہ کی باتوں کو از سر نو قائم کرنے کے اُن (سوامی دیانند جی) کی کوشش کچھ نہ کچھ نیک نتیجہ ضرور پیدا کریگی۔ اور اس مباحثہ کی رگڑ سے نکلی ہوئی سچائی کی چنگاڑی سینکڑوں موجودہ تحریکوں کے مقابلہ میں پرانی وضع کے ہندوؤں کے مذہبی اعتقادوں کو ہلانے کے لئے بہت بڑا کام دیگی"

۸۵۔ تھیوسوفسٹ اپریل ۱۸۸۳ء میں مسٹر اے او ہیوم (A. O. Hume.) صاحب نے حسب ذیل

۶۱۔ مسٹر ہیوم کے اعتراضات

اعتراضات کئے:۔

(۱) وید کلام الٰہی و بے خطا نہیں ہیں۔

(۲) ویدوں میں اختلافات کیوں ہیں؟

(۳) سوامی دیانند کا وید بھاشیہ تب بے خطا ہو سکتا ہے جب دیانند جی خود ایشور کے برابر ہوں"

ان اعتراضوں کا جواب سوامی جی نے اس طرح دیا تھا:۔

"(۱) مسٹر ہیوم صاحب نے اپنے دعوے کی تائید میں کوئی خاص دلیل یا ثبوت نہیں دیا۔ اگر کوئی غلطی نکال کر پیش کی جاتی تو جواب دیا جاتا۔ اگر کوئی ہزار روپیہ کی تھیلی بالکل کھوٹی بتادے تو دوسرا کب مان سکتا ہے تاوقتیکہ اُس میں سے ایک روپیہ بھی کھوٹا نکال کر نہ دکھایا جاوے۔ اُن کو واجب تھا کہ کوئی منتر نکال کر دکھاتے تاکہ اُس کا جواب دیا جاتا +

(۲) آپ نے کوئی اختلافات نہیں بتائے۔ اگر مختلف علوم کا بیان ہونے سے اختلاف نظر آتا ہے تو وہ اختلاف نہیں ہوتا۔ مثلاً صرف و نحو لغت۔ عروض ہیئت۔ ہندسہ۔ اصول جہانداری۔ موسیقی۔ صنعت و ہنر وغیرہ۔ الغرض مٹی سے لیکر ایشور تک تمام باتوں کا علم ویدوں میں بشکل اصول موجود ہے۔ اِس لئے مختلف منتر مختلف علوم کو بیان کرتے ہیں۔ اگر اس کے سوائے اور کسی اختلاف سے مُراد ہے تو وہ بیان کرنا چاہیئے۔

(۳) وید صرف ایک ہی ایشور کو مانتا ہے جو قادرِ مطلق بے انتہا و ابتدا۔ قائم بالذات اور مالکِ جہاں ہے۔
(بھگوو گیتا مترجمہ ریورنڈ گیرٹ)

(۴) "اسی سوکت میں ایک منتر ہے جو کھلے طور پر ایشور کی ہستی کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ ایشور کئی ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ اُس کو اِندر۔ اگنی۔ متر۔ ورُن کہتے ہیں۔" ہسٹری آف اِن شنٹ سنسکرت لٹریچر History of Ancient Sanscrit Literature. مصنفہ میکس میولر صفحہ ۵۶۷)

۸۰۔ مسٹر ٹانی صاحب ایم۔ اے۔ پرنسپل ریزیڈنسی کالج کلکتہ کے اعتراضوں کے جواب میں سوامی جی لکھتے ہیں کہ "رگوید کے پہلے منتر میں لفظ "اگنی" کا ترجمہ ٹانی صاحب آگ کرتے ہیں لیکن وہ اپنی پہلے سے قائم کی ہوئی رائے سے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ آگ کبھی کسی رشی نے نہیں پوجی جہاں دُنیوی کاروبار کا ذکر ہے وہاں اس سے آگ مراد ہے اور برارتھنا اور اُپاسنا کے موقع پر اُس سے ایشور ہی مراد ہوتی ہے۔ یہ میری گھڑت نہیں بلکہ یہ دونوں معنی برہمنوں اور نرکت میں صاف صاف لکھے ہیں۔

۸۱۔ پنڈت گوریر ساد ہیڈ پنڈت اورینٹل کالج لاہور کا جواب سوامی جی نے اس طرح دیا تھا۔

۳۔ پنڈت گوریر ساد کے اعتراضوں کا جواب

"مجھ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ میں اپنا نیا مت گھڑتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ اس بات سے اُس کی ویدوں کے بارہ میں ناواقفیت ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر اُسنے پرانے بھاشیہ پڑھے ہوتے تو جو حوالے میں درج کر چکا ہوں اُنکے مقابلہ میں کبھی ایسا نہ کہتے۔ مجھ پر نئی پد کی جگہ آتمنے پد کے استعمال کرنے کا الزام لگایا ہے۔ حالانکہ میں نے اپنے विधामहे ودھامہے کے صحیح استعمال کی بابت اشٹا دھیائی ادھیائے آ پاد ۳۔ سوتر ۷۰ کا حوالہ دیدیا ہے۔"

۸۲۔ پنڈت رکھی کیش سیکنڈ ٹیچر اورینٹل کالج لاہور کے اعتراض کی نسبت سوامی جی لکھتے ہیں کہ "معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت رکھی کیش نے پنڈت گوریر ساد کی پیروی کی ہے۔ اِس لئے اُسکے اعتراضوں کا جواب بھی آچکا۔ لفظ उपचक्षते کے صحیح استعمال کی بابت میں اُس کو صرف اشٹا دھیائی ادھیائے آ۔ پاد ۳۔ سوتر ۳۲ کا حوالہ دیتا ہوں۔"

۴۔ پنڈت رکھی کیش کے اعتراضوں کا جواب

۸۳۔ پنڈت بھگوانداس اسسٹنٹ پروفیسر سنسکرت گورنمنٹ کالج لاہور کے اعتراضوں کے جواب میں سوامی جی لکھتے ہیں کہ "پنڈت بھگوانداس کسی نئی بات کا ذکر نہیں کرتا۔ اِس لئے میں جو کچھ پہلے لکھ چکا ہوں اُسی کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔"

۵۔ پنڈت بھگوانداس کے اعتراضوں کا جواب

اِن اعتراضوں کا جواب ختم کر کے اخیر میں سوامی جی نے گورنمنٹ کو یہ بھی لکھا تھا کہ "اِن تمام اعتراضوں کا

۷۸۔ ہم یہاں مختصر طور پر ان اعتراضوں اور نیز اُن کے جوابوں کو جو سوامی جی اپنی حیات میں دے چکے تھے درج کرتے ہیں۔ ان اعتراضوں کے پیدا ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ سوامی جی نے اپنا وید بھاشیہ گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں بدیں غرض ارسال کیا تھا کہ اُسے محکمہ تعلیم کے کورس میں داخل کیا جائے گورنمنٹ پنجاب نے اُس پر سینٹ کی رائے طلب کی سینٹ نے سنسکرت کے پروفیسروں اور پنڈتوں سے رائے مانگی ظاہر ہے کہ وہ کب حق میں رائے دینے والے تھے۔ سوامی جی نے خود اُنہیں کے وہمی خیالات کی جڑ کاٹنے کے لئے ویدوں کا بھاشیہ کیا تھا۔ پنڈت اور پروفیسر جن کے دماغ روزمرہ کاذیوں۔ ناٹکوں اور اسی قسم کے گندہ مضامین کے مطالعہ اور درس و تدریس سے خراب ہو جاتے ہیں۔ وید کیسے پاک خیالات اور علمی سچائیوں کی کتاب کو کب سمجھ سکتے ہیں۔ گورنمنٹ نے بھی "بلی دودھ کی رکھوالی" کی مثل کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پروفیسروں اور پنڈتوں نے اُس پر اعتراض کئے جن سے اُنکی ویدوں کی طرف سے قطعی لاعلمی اور تعصب ٹپکتا ہے۔

اعتراضوں کی وجہ

۷۹۔ مسٹر گریفتھ صاحب ایم اے پرنسپل بنارس کالج کے اعتراضوں کا جواب دیتے ہوئے۔ سوامی جی لکھتے ہیں کہ "اگر مسٹر گریفتھ صاحب کے پاس وہ پرانے بھاشیہ (شرح) یا پرمان (حوالے) جو میں نے دیئے ہیں ہوتے تو وہ اپنی موجودہ رائے کے خلاف رائے دیتے۔ سائن۔ مہی دھر اور اُوٹ کے بھاشیہ زمانہ قدیم کی تفسیروں سے مختلف ہیں میکس میولر اور ولسن صاحب نے تقریباً انہیں کا ترجمہ کیا ہے اسلئے وہ بھی مستند نہیں۔ گریفتھ صاحب وغیرہ بھی اُنہیں کو مستند مانتے ہیں۔ اسلئے اُن کو مغالطہ ہوا ہے۔ آپ الزام دیتے ہیں کہ میں نے لفظوں کے وہ معنی لئے ہیں جن سے میرا مطلب نکلتا ہے۔ یہ اعتراض ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ میں نے ہر جگہ ایتریہ۔ شت پتھ براہمن۔ نرکت اور اشٹادھیائی وغیرہ کے حوالے دیئے ہیں۔ میرے خیال میں مسٹر گریفتھ صاحب نے میری کتابوں کو پورا پڑھنے کے بغیر ہی رائے دی ہے ورنہ وہ میری محنت کو رائیگاں نہ سمجھتے۔ آخر میں گریفتھ صاحب نے لکھا ہے کہ منتروں میں بہت سے دیوتاؤں کا ذکر ہے۔ ایک ایشور کا ذکر نہیں"۔ اس کی تردید میں کولبروک (Colebrook.) چارلس کولمین (Charles Coleman.) ریورنڈ گیرٹ (Revd. Garrett.) اور میکس میولر کے مفصلہ ذیل حوالے کافی ہیں:۔

اعتراضوں کا جواب

(۱) ہندوستان کا پرانا مذہب جو ہندوستان کی مقدس کتاب وید پر مبنی ہے۔ صرف ایک ہی خدا کو مانتا ہے"۔ (کولبروک صاحب کی کتاب "ویداز")

Hindu Mythology.

(۲) ویدوں کا مذہب ایک خدا پر اعتقاد رکھنا اور اُس کی اُپاسنا کرنا ہے (ہندو مائتھولوجی مصنفہ چارلس کولمین)

(۳) نرُکت ادھیائے ۱۰۔ کھنڈ ۸ میں لکھا ہے کہ "इन्द्रतेर्वैश्वर्यं कर्मणे" لفظ "اِندر" کے معنی صاحبِ حشمت و اقتدار یا اہلِ علم و دولت ہیں پس اُس سے صاحبِ اقتدار و علم انسان یا قادرِ مطلق پرمیشور مراد ہے۔

(۴) نرُکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۲ میں "اِندر" لفظ کے معنی ایشور بتائے ہیں۔

اب ہم اِس مقابلہ کو یہیں ختم کرتے ہیں اور اس بات کو ناظرین کے انصاف پر چھوڑتے ہیں کہ اِن نو ترجموں میں سب سے زیادہ معقول صحیح۔ مدلّل اور معتبر کونسا ترجمہ ہے اور ہم اِن میں سے کس پر بھروسہ کرنے سے بہبودی کی توقع رکھ سکتے ہیں؟ ہم اُمید کرتے ہیں کہ حق پسند اور منصف مزاج ناظرین ضرور ہمارے ساتھ اس امر میں متفق ہونگے کہ مروجہ ترجموں میں فتح سوامی جی کے نام ہے۔

۷۷۔ قاعدہ کی بات ہے کہ چمگادڑ کو روشنی بُری معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ روشنی بنفسہٖ قابلِ نفرت شے نہیں ہے

سوامی جی کے ویدبھاشیہ پر اعتراض

عرصۂ دراز کے تعلق یا عادت سے انسان چین کے ۸۰ سال کے بوڑھے قیدی کی طرح قیدخانہ ہی بُری چیز کے ساتھ بھی مانوس ہو جاتا ہے جس طرح آریاورت کے لوگ عرصۂ دراز کے رواج کے باعث ہندو کہلانے کے اس قدر عادی ہو گئے ہیں کہ اب انہیں یہ لفظ باوجود مذموم اور غیر ملک و زبان کا ہونے کے قابلِ نفرت یا مکروہ معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ اُس کے خلاف آریہ کیسے بزرگ۔ شریف اور پُرفخر و عزت نام سے پکارا جانا اُنہیں مکروہ اور قابلِ نفرت معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح یہاں کے لوگ تقریباً پانچ ہزار برس کے عرصہ سے ویدوں کا رواج بند ہو جانے کے باعث اپنے قدیم دھرم کو اس قدر بھول گئے ہیں کہ اب وہ اُنہیں اوپرا معلوم ہوتا ہے۔ اُسے سُن یا دیکھ کر نہ صرف طبیعت نفرت کرتی ہے بلکہ اُس کا اصلی اور سچی ہیئت میں پیش کرنیوالا دشمن نظر آتا ہے۔ بدرسوم۔ وہمی خیالات اور غلامی کا طوق عرصۂ دراز کے اُنس و تعلق سے اُنہیں پیارا معلوم ہوتا ہے جس طرح عادی جھوٹ بولنے والا جس کی جھوٹ کی بدولت روزی چلتی ہو جھوٹ کو اپنا عزیز بلکہ محسن سمجھتا ہے۔ اور ہزار سچی نصیحت کرنے پر بھی اُسے چھوڑنے اور سچ کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا من و عن وہی کیفیت آجکل کے عالموں کی ہوئی ہے جب سوامی جی کیسے سچے مہرشی نے پانچ ہزار برس کے بعد پھر ویدوں کے اصلی سیدھانتوں کو پھیلانا شروع کیا تو لوگوں کی آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو جانے کے باعث ویدوں کی پُرآب و تاب سچائی سے چندھیا گئیں اور اُنہیں وہ سچائیاں ایسی بُری معلوم ہونے لگیں کہ وہ اُس روشنی کو روکنے کے لئے پردے تاننے اور دروازے بند کرنے لگے چنانچہ سوامی جی کے ویدبھاشیہ پر کئی لوگوں نے اعتراض کر کے اس بات کا ثبوت دیا کہ وہ زمانۂ حال کی گری ہوئی حالت سے نکل کر یک لخت ویدوں کی سچائیوں کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

مندرجہ بالا ترجموں کا سوامی جی کے ترجمہ سے مقابلہ

مختلف ہیں۔ اور ایک مترجم دوسرے مترجم کو کس طرح مات کرتا ہے۔ اوّل تو ان ترجموں کے نامعتبر اور غلط ہونے کی بابت اِسی قدر ثبوت کافی ہے۔ مگر سوامی دیانند سرسوتی جی کے ترجمے کے ساتھ مقابلہ کرنے سے اُن کا بالکل ناقص، بیہودہ اور غلط ہونا اور بھی اچھی طرح ظاہر ہو جائیگا

۷۔ (۹) سوامی دیانند سرسوتی جی اسی منتر کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں :-

۹۔ رشی دیانند کا ترجمہ

(ا) پدارتھ (لفظی ترجمہ) "इषमत् बالتحقیق इत تمام علوم کا اُپدیش کریں۔ नः ہم کو निन्दः نندا (مذمت) کرنے والے निः ہمیشہ अन्यतः کسی ایک مقام سے دوسری جگہ चले جاویں धारय دھارن (قائم) کرنے والے इन्द्रे اعلیٰ حشمت و دولت کے مالک پرمیشور میں इत (یعنی इतः) پہنچاتے ہیں ध्रुवे پرُچرُیا (عبادت) کو"

(ب) اَنَ وَیاَرتھ (بامحاورہ ترجمہ) "جو لوگ اِندر یعنی پرمیشور میں پرُچرُیا (عبادت) کو قائم کرتے ہیں اور جو تمام علوم۔ دھرم اور پرُشارتھ (محنت و تدبیر) میں قائم ہیں وہ بالتحقیق ہمیں تمام علوم کا اُپدیش کریں اور جو دوسرے ناستک[1] (ایشور کی ذات سے مُنکر) نندا کرنے والے جاہل اور مکار ہیں وہ سب اِس جگہ سے کسی دوسری جگہ دور چلے جاویں اور اُس دوسرے مقام سے بھی کسی دوسری جگہ چلے جاویں یعنی اُدھرمی (پاپی) لوگ کہیں بھی نہ رہنے پاویں"

ناظرین ذرا انصاف سے دیکھیں کہ یہہ ترجمہ معقول اور صحیح ہے یا اوپر کے ترجمے؟۔ لفظ इन्द्रे کا ترجمہ سوامی جی نے اُس کے مصدری معنی کے لحاظ سے "ایشور میں" یا علوم۔ دھرم اور پرُشارتھ میں" کیا ہے اور अन्यतः کا ترجمہ "کسی دوسرے مقام سے" کیا ہے۔

ہم نے اس ترجمہ میں دُیاکرن کے حوالے نہیں دیئے۔ کیونکہ دیاکرن کے لحاظ سے سوامی جی اور سایَن کا ترجمہ تقریباً مطابق ہے۔ زیادہ تر "اِندر" لفظ پر جھگڑا ہے۔ سایَن اِندر کو دیوتا سمجھتا ہے اور سوامی جی اُس سے ایشور یا صاحب دولت و حشمت یا اہلِ علم و محنت وغیرہ مُراد لیتے ہیں جو حسب ذیل قدیم کتابوں کے حوالوں سے ثابت ہے۔

(۱) اُناوی کوش پاد ۲۔ سُوتر ۲۸ میں لکھا ہے کہ "جو پرَم اَیشوریہ وان (اعلیٰ دولت حشمت۔ اقبال و علم کا مالک) ہو اُسے "اِندر" کہتے ہیں اور اُس کے معنی طاقتور۔ صاحب اقتدار۔ انتر آتما (پرمیشور) اور سورج اور یوگ بھی ہیں۔

(۲) نگھنٹو ادھیائے ۵ کھنڈ ۴ میں لفظ "اِندر" کے معنی عالِم۔ جیو۔ یا ایشور بتائے ہیں۔

[1] منوسمرتی میں وید کی نندا کرنے والے کو ناستک بتایا ہے۔ नास्तिको वेद निन्दकः । २ । ११ ॥

گر ہمیں مکتب است و ایں مُلّا ✦ کارِ طفلاں تمام خواہد شد

۷۳۔ (۸) پروفیسر کولنسن صاحب کی نسبت میکس مُیولر صاحب لکھتے ہیں کہ :-

۸۔ پروفیسر کولنسن کا ترجمہ

"پروفیسر کولنسن (اپنی کتاب Orient Und Occident. کی جلد ۲ صفحہ ۴۶۲ پر) پروفیسر روتھ صاحب کے دوسرے ترجمے کو لیکر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ کچھ اور چیز جو نظر انداز کی جاتی ہے، اُس سے اندر کو چھوڑ کر باقی سب دیوتاؤں کی پُوجا مراد ہے۔"

یہ سب سے بڑھ کر بُوجھ بُجھکڑ نکلے۔ اِس قسم کے ترجموں کو دیکھ کر دل پر بڑا سخت صدمہ گذرتا ہے۔ نہ معلوم یوروپ کے سنسکرت دان ویدوں کو کھیل سمجھتے ہیں کہ جدھر چاہی اُدھر کل گھما دی۔ اس میں ذرا شبہ نہیں کہ وید کے متعلق اُن کی تحقیقات اور رائیں بالکل فرضی۔ بناوٹی۔ اور پُر تعصب ہیں۔ ایشور ان سے پناہ میں رکھے۔ یہ لوگ اپنی آتما کا خون کر کے ویدوں کے صحیح اور معقول معنی کو بگاڑنا چاہتے ہیں۔

۷۴۔ یورپ کے سنسکرت دان اور خصوصاً "ویدک عالم" زمانہ حال کے چار واک ہیں۔ ویدوں کی بیعزتی

۱۱ الیان یوروپ کے ترجموں پر عام رائے

اور بدنامی اُن کا دلی مقصود ہے اور اِس مقصد کے پورا کرنے میں اُنہیں کسی بُرے سے بُرے ذریعہ کو استعمال کرنے سے دریغ نہیں۔ خرابی یہ ہے کہ ان سنسکرت زبان اور خصوصاً ویدک سنسکرت سے ناواقف۔ وید کے سخت دشمن اور متعصب لوگوں کے ترجمے کو ہمارے ملک کے بھولے بھالے بھائی جو خود سنسکرت سے ناآشنا ہیں صحیح سمجھتے ہیں۔ اُنہیں خود تحقیقات کا مادہ نہیں۔ انگریزی ترجمے دیکھ کر یقین کر لیتے ہیں کہ سچ مچ ویدوں میں دیوتاؤں کی کہانیاں لکھی ہیں۔ مگر وہ ذرا آنکھ کھولکر دیکھیں کہ دیوتاؤں کی کہانیاں کس طرح گھڑی جاتی ہیں۔ ایک شخص غلط ترجمہ کرتا ہے۔ دوسرا اُس سے فائدہ اُٹھا کر فوراً ایک نئی تاویل نکالتا ہے۔ یہانتک کہ ایک لمبی چوڑی کہانی طیار ہو جاتی ہے۔ دیکھو یہاں پروفیسر کولنسن صاحب نے روتھ صاحب کے لفظ अन्यतः کے غلط ترجمے سے کس طرح فائدہ اُٹھایا ہے۔ ہم ابھی کہہ چکے ہیں کہ اس لفظ کے معنی صرف "دوسرے سے" یا "دوسری جگہ سے" ہیں۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ اس پر روتھ صاحب نے کھینچ کھانچ کر "تم کسی اور چیز کو نظر انداز کرتے ہو" بنایا۔ اس پر کولنسن صاحب نے ترقی کر کے یہ بات گھڑ دی کہ अन्यतः کے معنی "تم اندر کو چھوڑ کر باقی سب دیوتاؤں کی پُوجا کو نظر انداز کرتے ہو" ہیں۔ نہ معلوم اِن لوگوں نے آپس میں صلاح کر رکھی ہے کہ ہیں یہ گھڑ دینگے اور تم اُس پر یہ بات گھڑنا۔ یا یہ انکی لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ مگر کچھ ہو ہمیں اس بات پر سخت افسوس آتا ہے کہ اِن کے ہاتھ میں ویدوں کی شامت آگئی۔ نہ معلوم یہ کیا کچھ کر کے رہینگے۔ دراصل یہ سب باتیں ہمیں جاہل اور وحشی بنانے کی ہیں ✦

۷۵۔ ناظرین کو مندرجہ بالا آٹھ ترجموں کے دیکھنے سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ وہ ایک دوسرے سے کس قدر

ہم اِندر کی رسمیں پوری کریں تم یہاں سے اور دوسری جگہ سے چلے جاؤ"
یہ سب سے بڑھ کر ہے "سب مل کر پھر اِندر کی تعریف کریں" یہ الفاظ سٹیونسن صاحب اپنے گھر سے لائے ہونگے کیونکہ وید منتر میں ان الفاظ کے مقابل سوائے اِندر کے اور کوئی لفظ نظر نہیں آتا "جب تک ہم اِندر کی رسمیں پوری کریں" بہت عمدہ ترجمہ ہے جس میں نہ دیا کرن کا خیال ہے نہ مطلب کا۔ یہاں سب کام اٹکل سے ہی چلتے ہیں منتر کے دو لفظ لئے اور باقی عبارت اپنی طرف سے گھڑ دی پس مندرجہ بالا فقرہ ۴۲ وفقرہ ۵۱ (۶) کے مطابق ایسے لوگ کبھی منتروں کے مطلب کو نہیں سمجھ سکتے۔

۱۷۔ (۶) پروفیسر بنفی صاحب اِس منتر کا ترجمہ اِس طرح کرتے ہیں :۔

۶۔ پروفیسر بنفی کا ترجمہ

"ہر نندا کرنے والے کہیں۔ ان کو ہر کسی نے خارج کر دیا ہے۔ اسلئے یہ صرف اندر کو مناتے یا پوجتے ہیں"

واہ کیا خوب! سب جگہ سے خارج ہو کر اندر کی پوجا کرنے کے کچھ گہرے معنی معلوم ہوتے ہیں جو شاید بنفی صاحب ہی کو معلوم ہیں۔ دیوتاؤں کی پوجا کے جھگڑے میں پڑ کر لڑائیاں ہونگی تو اُن کا کیا بگڑتا ہے۔ اِسی ملک کے لوگوں کا نقصان ہوگا۔ ایک دیوتا کو چھوڑ کر دوسرا دیوتا پوجنا شروع کر دینا نئی ایجاد ہے۔ گویا مترجم صاحب کی کوشش ہے کہ ایسی بیہودہ باتوں کو کسی نہ کسی طرح ویدوں میں ثابت کیا جاوے۔ ہم نہیں جانتے کہ ویدوں کے اندر بیہودہ باتیں بھرنے کی اس سے بڑھ کر اور کیا کوشش ہو سکتی ہے ؟

جائے غور ہے کہ "ہر کسی نے خارج کر دیا ہے" کہاں سے آن کُودا؟ بظاہر بنفی صاحب اِن الفاظ سے अन्यतः کا ترجمہ کرتے ہیں۔ جس کے صحیح معنی "چلے جاؤ" (فعل امر) ہیں جس شخص کو سنسکرت کے علم صرف ونحو کا اتنا بھی علم نہیں کہ امر و ماضی قریب میں تمیز کر سکے اُس سے کب امید ہو سکتی ہے کہ ویدوں کا صحیح ترجمہ کر سکے۔

۱۸۔ (۷) میکس میولر صاحب لکھتے ہیں کہ "پروفیسر روتھ نے اس منتر میں لفظ अन्यतः کا ترجمہ "دوسری جگہ کو" کیا ہے۔ اِسلئے اُن کا اس لفظ کا ترجمہ میرے ترجمے سے ملتا ہے۔ مگر بعد میں دوسری جگہ روتھ صاحب نے اس لفظ کا ترجمہ "تم کسی اور چیز کو نظر انداز کرتے ہو" کیا ہے میکس میولر صاحب کی باتوں پر ہنسی آتی ہے کہ اپنی تائید دوسرے پوروین عالموں سے کرانا چاہتے ہیں۔ اور خوبی یہ ہے کہ لفظ अन्यतः میں دونوں غلطی کھاتے ہیں۔ دراصل अन्यतः پنچمی (مفعول منہ) ہے اور اسکے صحیح معنی "دوسری جگہ سے" ہیں "کسی دوسری جگہ کو" ترجمہ کریں تو دوتیا (مفعول بہ) بن جاتا ہے جو سنسکرت زبان کے لحاظ سے بالکل غلط ہے۔ مگر کمال یہ ہے کہ روتھ صاحب اِسی لفظ کا ترجمہ کہیں "تم کسی اور چیز کو نظر انداز کرتے ہو" کرتے ہیں ؎

۷۔ پروفیسر روتھ کا ترجمہ

لئے اپنی طرف سے ڈالے ہیں۔ اور: इन्द्रं दुवः इवाना: جس کا ترجمہ سائن آچاریہ نے "اندر کی پرچیا (پوجا) کرتے ہوئے" کیا ہے۔ اُسکا ترجمہ آپ "تم جو صرف اندر کی پوجا کرتے ہو" کرتے ہیں۔ اور لفظ: अन्यत: (دوسری جگہ سے) کا جو پنچمی (مفعول منہ) ہے آپ "دوسری جگہ کو" یعنی مفعول میں ترجمہ کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یوروپ کے سنسکرت دان ویدوں کی سنسکرت تو درکنار عمولی سنسکرت بھی نہیں سمجھ سکتے۔ ان سے تو سائن آچاریہ ہی اچھا ہے۔ کیونکہ وہ معمولی فعل فاعل مفعول وغیرہ کی تو غلطیاں نہیں کرتا۔ اگر اُس کے ترجمے میں کوئی غلطی ہے تو یہی ہے کہ وہ اندر وغیرہ الفاظ کا دیوتاؤں کے نام سمجھ کر ترجمہ نہیں کرتا اور منتر کے ترجمے میں اپنے خیالات کے مطابق ایک آدھ لفظ بڑھا کر بات پوری کر دیتا ہے۔ مگر یوروپ کے سنسکرت دانوں کی کچھ اَور ہی کیفیت نظر آتی ہے وہ سائن کی غلطیوں پر اَور بھی ترقی کرتے ہیں اور اپنے زعم میں یہ خیال کرتے ہیں کہ چلو ہمیں بھی سائن کو اصلاح دینے کی لیاقت ہوگئی۔ مگر اس میں ذرا شُبہ نہیں کہ یہ لوگ سائن سے بھی زیادہ ویدوں کے معنی کو بگاڑتے ہیں اور سائن کو آگے رکھ کر ویدوں میں دیوتاؤں کی پوجا اور منتوں کے جھگڑے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

۶۸ یہی کیا ہے آگے دیکھئے! پروفیسر میکس مُیولر صاحب بھی بڑھ کر منتروں کے بُوجھ بُجھکڑ موجود ہیں

۳۔ پروفیسر ولسن کا ترجمہ

چنانچہ (۳) پروفیسر ولسن صاحب اسی منتر کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:۔

ہمارے کارپرداز (= رتوج؟) اندر کی پوجا کرتے ہوئے کہیں کہ اے مذمت کرنے والو! اس جگہ سے اور نیز دوسری جگہوں سے (جہاں اندر پوجا جاتا ہے) دور ہو"

یہ ترجمہ سائن کی نقل ہے جہاں ایک آدھ ترمیم کی ہے وہ چنداں قابلِ لحاظ نہیں۔ اسلئے اسپر بھی وہی کیفیت عاید سمجھنی چاہئے جو ہم اوپر سائن کی نسبت لکھ چکے ہیں۔

۶۹۔ (۴) پروفیسر لینگ لوئے نے اس منتر کا ترجمہ فرنچ (French. فرانسیسی) زبان[1] میں اس طرح کیا ہے: "وہ (جو ہمارے دوست ہیں) اندر کو مناتے ہوئے یہہ کہیں کہ تم جو ہمارے دشمن ہو یہاں سے چلے جاؤ"

۴۔ پروفیسر لینگ لوئے کا ترجمہ

یہہ ترجمہ بھی سائن کے قدم بقدم ہے اور مکس مُیولر صاحب خود ہی تصدیق کرتے ہیں کہ لینگ لوئے کا ترجمہ عموماً اصل سے دور اور صرف طبع آزمائی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

۷۰۔ (۵) سٹیونسن صاحب کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

۵۔ سٹیونسن صاحب کا ترجمہ

سب لوگ مل کر پھر اندر کی تعریف (ستتی) کریں۔ اے ناپاک ہنسنے والو! جب تک

[1] ریورنڈ ہیگ صاحب ایم اے ایس پی جی مشن کرنال کی عنایت سے یہ ترجمہ براہ راست فرنچ زبان سے کیا گیا ہے۔

اِندر[۱] کی (ऋतुवन्त् تعریف کریں[۳]) उत نیز اے[۴] निन्दो نندا (مذمت) کرنے والے لوگو!
اس جگہ سے निरारत چلے جاؤ۔ अन्यतश्चित् دوسرے مقام سے بھی چلے جاؤ۔ کیسے ہیں
وہ رِتوِج इन्द्रं द्रवः दधानाः اِندر میں پرَیَن کرتے ہوئے لفظ उत یقین یا تحقیق کے لئے ہے
یعنی ہمیشہ اِندر کی پرَیَن (خدمت یا عبادت) کرتے ہوئے (तिष्ठन्तु قائم ہوں)"

۶۶ مناسب ہوگا کہ لگے ہاتھ ہم ہر ترجمے کی نسبت چند کیفیت طلب باتوں کو بھی ظاہر کردیں۔ چنانچہ اِس ترجمے
اور اُس پر اعتراض میں حسب ذیل باتیں قابل اعتراض ہیں (۱) لفظ नो سے رِتوِج کس طرح مفہوم ہوتے ہیں؟
اُس کی بابت سائن نے کوئی حوالہ درج نہیں کیا (۲) اِندر لفظ کا کچھ ترجمہ نہیں کیا۔ حالانکہ یاسک آچاریہ
کے بموجب ویدوں کے تمام الفاظ یوگک ہیں یعنی اُن کے اپنے اپنے مصدر کے مطابق معنے کرنے چاہئیں۔ کوئی
لفظ رُوڑھی یعنی جامد یا اسم معرفہ نہیں ہے پس اندر کو کسی انسان یا دیوتا کا نام سمجھ کر اسم معرفہ خیال کرنا غلطی
ہے (۳) منتر میں لفظ ऋतुवन्त् (تعریف کریں) کہیں نہیں ہے۔ یہ کہاں سے آیا؟ کیا اس کی یہ وجہ
نہیں ہے کہ سائن اِندر کو ایک دیوتا سمجھتا ہے اور اُس کے لئے ऋतुवन्त् اپنی طرف سے ڈالا گیا ہے۔ سائن
کی کھینچا تانی اسی سے ظاہر ہے کہ اُسے اندر کو دیوتا قرار دینے کے لئے ایک لفظ اپنی طرف سے گھڑنا پڑا۔
(۴) لفظ निन्दः (نندا کرنیوالے) ندا میں نہیں ہے۔ بلکہ یہ تھما (حالتِ فاعلی) میں ہے۔ (۵) لفظ
तिष्ठन्तु (قائم ہوں) بھی سائن آچاریہ نے اپنی طرف سے ڈالا ہے۔ اصل منتر میں نہیں ہے۔ پس
سائن آچاریہ کا ترجمہ صریح بناوٹی معلوم ہوتا ہے۔

۶۷۔ اِس سے آگے ہم پروفیسر میکسمیولر اور دیگر یوروپین سنسکرت دانوں کا ترجمہ لکھتے ہیں۔

۲۔ پروفیسر میکسمیولر کا ترجمہ

(۲) پروفیسر میکس میولر صاحب کا ترجمہ :-

"خواہ ہمارے دشمن کہیں۔ تم جو صرف اِندر کی پوجا کرتے ہو دوسری جگہ چلے جاؤ"۔ گویا میکس میولر صاحب
کے خیال میں اس منتر کے اندر بات پوری نہیں ہوئی ہے۔ اور وہ اُس کی تکمیل اگلے منتر سے کرتے ہیں
جس کا ترجمہ اُنہوں نے اس طرح کیا ہے "یا خواہ اے زبردست! سب لوگ ہم کو مبارک کہیں۔ ہم
ہمیشہ اِندر کی حفاظت میں رہیں"۔ مگر اُن کا خیال غلط ہے۔ کیونکہ یہ منتر بجائے خود مکمل ہے۔ جسکی
یہ دلیل ہے کہ اس منتر پر ورگ ختم ہوتا ہے اور اس سے اگلے منتر سے نیا ورگ چلتا ہے۔ میکس میولر صاحب
کا ترجمہ دیکھکر بڑا سخت تعجب آتا ہے۔ ترجمہ میں منتر کے پورے الفاظ بھی نہیں آتے۔ قطع نظر اس کے ترجمہ
کچھ اس طرح پر کیا ہے کہ کچھ پتہ نہیں لگتا کہ کس لفظ کا کیا ترجمہ ہوا؟ ہم نہیں جانتے کہ "تم جو صرف اِندر کی
پوجا کرتے ہو"۔ کہاں سے آگیا؟ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ الفاظ "تم جو صرف" پروفیسر صاحب نے فقرہ بنانیکے

لفظ دیو کے معنی صرف ڈوائن Divine (الٰہی) نہیں ہیں بلکہ روشن و چمکدار بھی ہیں"۔ بے شک یہ سوامی دیانند سرسوتی جی کی فتح کا نشان ہے کہ اب اہالیان یوروپ کی آنکھیں بھی کھلنے لگیں اور بجپ جا پ کئی باتیں کو مانتے چلے جاتے ہیں۔

۶۲۔ اب ہم وید کے مروجہ ترجموں کا سوامی دیانند سرسوتی کے ترجمے کے ساتھ مقابلہ کرکے دکھاتے ہیں۔

مختلف ترجموں کا مقابلہ

ہم یہ نہیں چاہتے کہ خود اپنی طرف سے کوئی منتر مثال کے لئے تلاش کریں بلکہ رگوید کے جن دو منتروں کا مقابلہ پروفیسر میکس میولر صاحب نے اپنے دیباچہ کے صفحہ ۲۲ تا ۲۶ پر کیا ہے اور جن کے مروجہ ترجموں کا پروفیسر صاحب نے خود مقابلہ کرکے دکھایا ہے اُن میں سے بوجہ عدم گنجایش صرف پہلے ایک منتر کو نمونہ کے طور پر لیتے ہیں۔ صرف اس قدر ارزادی کی جاویگی کہ اخیر میں ہم سوامی دیانند سرسوتی جی کے سنسکرت ترجمے کا جو اُن کے رگوید بھاشیہ میں درج ہے۔ یہاں اُردو میں لفظ بلفظ ترجمہ کرکے دکھائینگے تاکہ ناظرین خود اس بات کا انصاف کریں کہ کونسا ترجمہ قدیم تفسیروں اور دیاکرن کے مطابق مدلل صحیح اور قرین عقل ہے۔

۶۳۔ منتر مذکور رگوید۔ منڈل ۱۔ ادھیائے ۱۔ سوکت ۴ کا پانچوان منتر ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

نمونہ کا منتر

उत ब्रुवन्तु नो निदो निरन्यतश्चिदारत । दधाना इन्द इत्कृवः ॥ ऋ०१,२,४,५

اس سنہتا پاٹھ کی سندھی کھول کر یعنی ایک ایک لفظ کو جُدا جُدا کرکے پدپاٹھ بنایا جاوے تو اس طرح ہوتا ہے

उत । ब्रुवन्तु । नः । निदः । निः । अन्यतः । चित् । आरत । दधानाः । इन्दे । इत् । कुवः ।

۶۴۔ اگرچہ اس منتر کا ترجمہ اوّل پروفیسر میکس میولر صاحب نے خود کرکے دکھایا ہے اور اس کے بعد سائن کا ترجمہ دیا ہے۔ مگر چونکہ ہم سائن کو یوروپ کے سنسکرت دانوں کا گرو سمجھتے ہیں۔ اسلئے اوّل اُسی کا ترجمہ درج کرینگے میکس میولر صاحب نے سائن کا ترجمہ مختصر طور پر لکھا ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ

ترجمہ کرنے کے مختلف طریقے

اہل یوروپ معمولی کتابوں کی طرح وید کے منتروں کا ترجمہ فقرہ فقرہ میں کرتے ہیں یعنی منتر کے ایک ایک لفظ کے مقابلہ میں ایک ہی ایک انگریزی لفظ رکھدیتے ہیں۔ خواہ وہ لفظ منتر کے اصلی لفظ کے معنی کو پورا پورا ادا کرتا ہو یا نہ کرتا ہو۔ اس کے خلاف آریہ ورت کے پنڈت ہر لفظ کی تشریح اکثر ایک ایک فقرہ سے کرتے ہیں تاکہ مطلب کے پورا پورا ادا ہونے میں کمی نہ رہے۔ اسلئے ہم سائن کا ترجمہ بھی سوامی جی کے ترجمہ کی طرح ان کے اصلی سنسکرت سے لفظ بلفظ کرینگے۔

۶۵۔ (۱) سائن نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:۔

۱۔ سائن کا ترجمہ

नो ہمارے متعلقین یعنی رتوج (جو محذوف ہے) ब्रुवन्तु بولیں اور इन्दे

یورپ کے عالموں کا ویدوں کی نسبت لاعلمی کا اقرار

عالم جانتے ہیں کہ منتر کے منتر ایسے موجود ہیں جن کا مطلب اب تک ٹھیک ٹھیک سمجھ میں نہیں آتا اور اکثر الفاظ ایسے ہیں جن کے معنی لگانے میں ہم صرف اٹکل سے کام لے سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اگر عرصۂ دراز تک ویدوں کا مطالعہ لگاتار جاری رہا تو کسی زمانۂ آئندہ میں انکا مطلب نکل سکیگا۔" پھر صفحہ ۱۴ پر یورپ کے ویدک عالموں کی شکایت کرتے ہوئے پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ "اکثر خود غرضی۔ کینہ بلکہ جھوٹ سے کام لیا جاتا ہے اور اسی طرح علمی ترقی رُک جاتی ہے"۔ معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر مَیکس مُیولر صاحب دیگر یورپین سنسکرت دانوں کے مقابلے میں لایق اور ایماندار ہیں کیونکہ وہ اپنے ترجمہ کے صحیح ہونیکا دعوےٰ نہیں کرتے بلکہ خود اپنی لاعلمی کے مقر ہیں اور صحیح ترجمے کے لئے مزید تحقیقات اور مطالعہ کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں۔

۶۰۔ آگے صفحہ ۱۵ پر پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ "ویدوں کے کئی ترجمے موجود ہیں (۱) سائن کا ترجمہ جو ہندوستانی روایت کا نمونہ ہے (۲) لینگ لوئے (Langlois.) کا پُر لیاقت ترجمہ جس میں صحت کا بالکل خیال نہیں ہے۔ بلکہ صرف طبع آزمائی کی گئی ہے اور اٹکل سے کام لیا ہے (۳) بنفی (Benfey) صاحب کا عالمانہ ترجمہ جس میں بعض الفاظ کا بڑی محنت سے پتہ لگایا گیا ہے مگر باقی الفاظ کا ترجمہ یا تو سائن کے مطابق کیا گیا ہے یا اپنی طرف سے معنی گھڑے گئے ہیں۔ اسکے علاوہ (۴) پروفیسر ولسن Wilson. (۵) سٹیون سن Stevenson. (۶) پروفیسر روتھ (Roth.) (۷) پروفیسر بولن سن Bollenson. صاحب کے ترجمے بھی ہیں"۔ جن میں سے کوئی بھی صحیح ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا کیونکہ پروفیسر مَیکس مُیولر صاحب خود فرماتے ہیں کہ "ان ترجموں میں مترجموں کی ذاتی رایوں کا بہت کچھ دخل ہے اور اکثر لفظوں کے معنی صرف اٹکل پچو کئے گئے ہیں"۔ بعض ایسے متعصب عیسائی بھی ہیں جو ویدوں کے لفظ مگرس (نرَان) کو اینجل (Angel) یعنی فرشتہ بتاتے ہیں۔ دیکھو صفحہ ۱۹۔ دیباچہ مَیکس مُیولر)

ویدوں کے مروجہ ترجموں کے بنانیوالے

۶۱۔ آگے صفحہ ۱۶ پر پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ ویدوں کے بہت سے الفاظ ابھی تک حل طلب ہیں اور یہ ایسے لفظ نہیں ہیں جو کبھی کبھی آتے ہوں بلکہ اکثر ایسے لفظ ہیں جو بالکل معمولی ہیں اور بار بار آتے ہیں۔ شاید پروفیسر صاحب کا اشارہ۔ دیو۔ یگیہ۔ اندر۔ اگنی۔ وایو وغیرہ کی طرف ہے جس کی نسبت ہم ابھی مفصل بحث کر چکے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یورپ کے سنسکرت دانوں کو ابھی ویدوں کی معمولی ابتدائی باتوں پر بھی عبور حاصل نہیں ہوا ہے۔ پروفیسر صاحب صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں کہ "اب اسقدر ترقی ہو گئی ہے کہ اس بات کے پوچھنے کی ضرورت نہیں کہ کس شخص نے اوّل مرتبہ یہ دریافت کیا تھا۔ کہ

سوامی دیانند کی فہم کے آثار

پڑھیں اور نیزہ۔ تلوار۔ گرز۔ گولہ۔ بارود۔ بندوق وغیرہ دیگر سامانِ حرب کا بیان اور جنگ کے قواعد ایسی ادھیائے کے شلوک ۴۵۔ ۱۰۔ الغائت ۱۲۴۰ میں پڑھ کر دیکھیں کہ اُس زمانہ میں زمانہ حال سے زیادہ ترقی تھی یا کم؟ مجھے تو یقین ہے کہ اُس زمانہ میں ہر قسم کا سامان اب سے بھی عمدہ موجود تھا چنانچہ شکر نیتی ادھیائے ۴ کے شلوک ۲۶۴ وغیرہ میں ۳۲ ودیاؤں (علوم) اور ۶۴ کلاؤں (صنعتوں یا ہنروں) کا ذکر موجود ہے صرف زمانہ کا ہیر پھیر ہے کہ وہی ملک جس کی نسبت منوجی لکھتے ہیں کہ "دُنیا کے تمام لوگ ہر قسم کا علم و ہنر اس ملک کے برہمنوں سے آکر سیکھیں"۔ (منوسمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۲۰) اب اپنے باپ دادا کے علم کو بھلا کر دوسری قوموں کا دست نگر ہو رہا ہے۔ نہ معلوم آجکل کے براہمن بڑوں کی چال کیا سمجھتے ہیں میں نہیں سمجھتا اُن کے بزرگ اُن کی طرح مکر و فریب سے لوگوں کو ٹھگ کر اپنا پیٹ بھرتے تھے۔ یا اپنا وقت علم و ہنر میں لگاتے تھے یہ پرانی کتابوں میں اُن کے علم و ہنر کا بیان دیکھنے سے تو یہی یقین ہوتا ہے کہ وہ علم و ہنر دوست[1] تھے اُن کی طرح سُست و کاہل بیٹھ کر دوسروں کا مال کھانا اُن کا شیوہ نہ تھا۔ پس اس زمانہ کے براہمنوں کو شرم آنی چاہیئے کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ اُنکے بزرگ دُنیا بھر کو علم و ہنر کی تعلیم دیتے تھے یا اب یہ زمانہ ہے کہ اُن کی اولاد دھرم کرم سے محروم اور علم و ہنر کی دشمن ہو کر صرف باپ دادا کے نام پر ٹانگ کر پیٹ بھرتی ہے۔ لوگوں کا زمانہ قدیم کی طرح اب بھی اُن پر ویسا ہی اعتقاد[2] چلا آتا ہے ورنہ اُن میں اُن کے بزرگوں کا ایک بھی نشان نہیں ہے۔ عزت اور دان کا مستحق بننے کے لئے اُنہیں اپنے بزرگوں کی طرح علم و ہنر بھی سیکھنا چاہیئے۔ کیونکہ (ع) میراثِ پدر خواہی علم پدر آموز[3]۔ اپنے مُلک کے بھائیوں کو اس طرح طعنہ دینے سے ہمیں اُنہیں کا سُدھار مقصود ہے۔ کاش کہ اُنہیں کبھی اپنے بزرگوں کی میراثِ علمی کا خیال آوے اور وہ ہمارے سر سے اس کلنک کو اُتارنے کے لئے آمادہ ہوں کہ ہم صرف بزرگوں کی بڑائی پر شیخی مارتے ہیں خود کچھ بھی کر کے نہیں دکھا سکتے۔ دراصل ہم اپنی موجودہ حالت میں غیر ملک والوں کی زبان سے اپنی تعریف سُن کر سرنگوں ہو جاتے ہیں۔ اہل یورپ اور یونان وغیرہ کے مؤرخ ہمارے بزرگوں کے علم و ہنر اور شایستگی کی بابت شہادت دیتے ہیں اور ہم اُسے پڑھ پڑھ کر شرم کھاتے ہیں۔

ایشور سے دعا ہے کہ اس مُلک میں پھر علم و ہنر کی روشنی پھیلے اور پُرانے علمی دفینوں کے دریافت کرنیوالے آریہ پھر اس ملک میں پیدا ہوں۔

۵۹۔ پروفیسر میکنیمو لر صاحب اپنے ترجمہ رگوید کے دیباچہ میں صفحہ ۳۱ پر لکھتے ہیں کہ "ویدوں کے یورپین

---

[1] دیکھو منوسمرتی ادھیایہ ۲ شلوک ۲۸ و ادھیایہ ۱ شلوک ۸۸ و بھگود گیتا۔ ادھیایہ ۱۸۔ شلوک ۴۲

[2] منوجی کہتے ہیں کہ جاہل (براہمن) کو دنیا پتھر کی ناؤ میں بیٹھ کر ڈوبتا ہے (منوسمرتی ادھیایہ ۴ شلوک ۱۹۲)

[3] دیکھو منوسمرتی ادھیایہ ۴ شلوک ۱۷۸۔

دغریب علمی تصنیف ہے کہ دُنیا بھر میں کوئی کتاب اُس کی ہمسری نہیں کرسکتی اور کسی مُلک کی صرف ونحو اُس سے لگا نہیں کھا سکتی۔ وہ پانی دیا کرن کو علم صرف ونحو کا جبر و مقابلہ بتاتے ہیں۔

۵۸۔ زبان کا کمال یہ ہے کہ اُس میں سب علم موجود ہوں۔ پس اس لحاظ سے سنسکرت دُنیا بھر کی زبانوں سے زیادہ مکمل ہے۔ کیونکہ اس میں تمام علوم موجود ہیں۔ مگر یہ سوال ہوسکتا ہے کہ جس صورت میں تمام علوم سنسکرت زبان میں موجود تھے تو پھر زمانۂ حال کی ایجادیں کہاں جائینگی؟

سنسکرت کے مکمل ہونے کا ثبوت

اس کا جواب یہ ہے کہ دُنیا میں کوئی بات بھی کبھی ایجاد نہیں ہوتی۔ اب جو کچھ ہوتا ہے وہ وہی ہے جو ہوتا رہا ہے اور آگے بھی وہی ہوگا۔ علم کو انسانی ایجاد بتانا بڑی سخت غلطی ہے جس شے کو ہم علم کہتے ہیں وہ ایشور کے بنائے ہوئے قوانین کا بیان ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ جب نیوٹن نے کشش ثقل کا اصول دریافت کیا تو کشش ثقل ایجاد ہوگئی۔ بلکہ کشش ثقل ہمیشہ سے موجود تھی اور اس کا علم قدیم سے موجود تھا۔ ویدوں سے لیکر رشیوں نے اُسے جیوتش شاستروں میں بیان کیا۔ ریل۔ جہاز۔ غباروں اور تار کے متعلق سوامی جی نے کئی وید منتر اُس بھاشیہ بھومکا میں دئے ہیں۔ وِمان (غبارہ) اور جہاز وغیرہ کا ذکر سنسکرت کی کتابوں میں لاکھوں جگہ آتا ہے۔ منوسمرتی میں جہاز کے محصول کا قانون ہے۔ مہابھارت میں ذکر ہے کہ راجہ اوپری چر ہمیشہ وِمان (غبارہ) میں سفر کیا کرتا تھا۔

بھوج پربندھ میں لکھا[1] ہے کہ

अश्वैर्यायाक्षोणदशैकसम्मितः मुक्तक्रियो गच्छति चाक्षगत्या।
वायुं ददाति व्यजनं सुपक्षलं विनासमुत्थेन चलत्यजस्रम्॥ भोजप्रबन्ध

"ایک اشتویان (دُخانی گاڑی) کلوں اور پہیوں والی ایسی بنائی گئی تھی جو ایک گھڑی میں گیارہ کوس (گویا ایک گھنٹہ میں ساڑھے ستائیس کوس یا ۴۷ میل) چلتی تھی۔ اس کے علاوہ ایک پنکھا بنایا گیا تھا جو کل کے ذریعہ سے خود بخود چلتا تھا اور خوب زور سے ہوا دیتا تھا۔" کیا کوئی ہستی پسند انسان اس حوالے کے موجود ہونے پر کہہ سکتا ہے کہ اس مُلک میں کبھی ریل یا کلیں نہ تھیں۔

اکثر لوگ سوامی جی پر اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں کہ سوامی جی نے زمانۂ حال کی ایجادیں دیکھ کر تُک ملادی ورنہ سنسکرت زبان کی پُرانی کتابوں میں صنعت و ہنر کی باتوں کا نام و نشان ہی کہاں ہے۔ جو لوگ توپ اور بندوق کو سوامی جی کی من مانی گھڑت خیال کرتے ہیں۔ وہ ذرا آنکھیں کھول کر شکر نیتی کے چوتھے ادھیائے میں شلوک ۱۰۲۴ لغایت ۱۰۴۴ میں بندوق اور توپ کا بیان اور اُن کے بنانے کی ترکیب

[1] دیکھو صفحہ ۳۲۱ ستیارتھ پرکاش بار پنجم یا صفحہ ۴۰۰ بار چہارم۔

میکسمیولر صاحب نے اب مدتوں کی تحقیقات کے بعد مان لیا ہے کہ ہر لفظ میں دھاتو مقدم ہے اور معنی میں دھاتو یعنی مصدر کا پورا پورا تعلق رہتا ہے۔ دراصل لفظ کا اُسکے معنی کے ساتھ ویسا ہی قدرتی تعلق ہے جیسا کہ آگ کو حرارت یا روشنی کے ساتھ۔ اس امر کی مفصل بحث نرکت اور مہابھاشیہ میں دیکھنی چاہیئے۔

۵۶۔ سنسکرت زبان کو اہل یوروپ نہایت مشکل سمجھتے ہیں۔ ہم اوپر دکھا چکے ہیں کہ اٹالیان یوروپ سنسکرت کے پورے چھوڑ ادھورے بھی عالم نہیں ہیں خصوصاً ویدوں کے مترسمجھنے کے لئے جس قدر علم درکار ہے اُن میں اُس کا ہزارواں حصہ بھی نہیں ہے۔ اسکی دو وجہ ہیں۔ اوّل تو وہ اس علم کو حاصل نہیں کرسکتے۔ دوم۔ اگر حاصل بھی کرسکیں تو وہ دیدہ و دانستہ خصوصاً اُن قواعد کی طرف سے آنکھ پھیر لیتے ہیں جو ویدوں کے معنی پر روشنی ڈال سکتے ہیں۔ وید تو درکنار اہل یوروپ معمولی سنسکرت کو دیکھ کر گھبراتے ہیں اور اُس کو پڑھنا پہاڑ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ سر مونیر ولیمس لکھتے ہیں کہ "سنسکرت زبان کی ویاکرن (علم صرف ونحو) کو زباندانی کے کمال کا وسیلہ ہونے کے بجائے پنڈتوں نے بجائے خود کمال بنا دیا۔ اُس میں اس قدر نکات اور باریکیاں رکھی ہیں کہ سخت پیچیدہ علم بن گیا اور اصطلاحات کی وہ خاردار باڑ لگائی کہ اُس میں داخل ہونا مشکل ہے۔ نہ صرف قواعد بلکہ زبان بھی اس قدر سخت بنائی گئی کہ اُس کا نام بھی سنسکرت یعنی کلام بہمہ وجوہ مکمل رکھا گیا" (دیکھو انڈین وزڈم کا دیباچہ) سنسکرت پر یہ بہت اچھا طعنہ ہے کہ زبان کو سخت بنا کر اُس کا نام سنسکرت رکھدیا۔ اتنی عقل نہیں کہ زبان کا نام اُس کی خوبی یا صفت کو ظاہر کیا کرتا ہے سنسکرت دراصل مکمل اور شائستہ زبان ہے۔ بڑائی کے لئے سنسکرت نام نہیں رکھا۔ کول بروک صاحب لکھتے ہیں کہ "استثناؤں کا بے انتہا سلسلہ قواعد کلیہ کو اتنی دور پھینک دیتا ہے کہ طالب علم اُن کے تعلق اور باہمی لگاؤ کو یاد نہیں رکھ سکتا۔ وہ ایک پیچ در پیچ بھول بھلیاں میں بھٹکتا پھرتا ہے اور جہاں ذرا پتہ چلنے لگتا ہے تو اصلی بات فوراً دل سے بسر جاتی ہے۔ الغرض ہمیشہ اسی سراسیمگی میں غلطاں و پیچاں رہتا ہے"۔ اسی پر سنسکرت کا دعویٰ! ویدوں کا ترجمہ کرنے کے لئے یوں ہی لپک پڑے! افسوس ہے کہ اہل یوروپ سنسکرت زبان کے سمجھنے کی نسبت اپنی کمزوری و ناقابلیت کو ایسے صاف لفظوں میں تعلیم کرتے ہوئے پھر بھی ویدوں کے مترجم بننے کا دعوے کرتے ہیں۔

اہل یوروپ کے لئے سنسکرت سیکھنا آسان ہے

یہ بھی واضح رہے کہ پرانے زمانے میں اسی ویاکرن اور مہابھاشیہ کو زبانی یاد کیا جاتا تھا کیونکہ جب تک یہ کتابیں زبانی یاد نہ ہوں تب تک کام نہیں چل سکتا۔

۵۷۔ پروفیسر گولڈسٹکر صاحب پانینی رشی کی ویاکرن کو زبان سنسکرت کا علم اشیا بتلاتے ہیں اور پروفیسر ولیمس تسلیم کرتے ہیں کہ پانینی رشی کی اشٹادھیائی ایسی دقیق اور عجیب

سنسکرت زبان کے صرف ونحو کا کمال

بیٹھ جاتے ہیں۔ اِسی وجہ سے اُن کا ترجمہ بالکل غلط ہے۔

۵۴۔ ویدوں کے قدیم ثابت ہونے سے سنسکرت زبان کا قدیم ہونا خود بخود ثابت ہے۔ اس کے علاوہ سنسکرت زبان کا مکمل اور شائستہ ہونا اُسکے نام ہی سے ظاہر ہے۔ کیونکہ لفظ "سنسکرت" کے معنی مانجھی ہوئی یا شستہ و باقاعدہ زبان ہیں۔ اِس زبان میں جو کمال و خوبی ہے تمام دُنیا اُس کی شاہد ہے۔ سب قوم کے عالم اُس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ چنانچہ سر ولیم جونز لکھتے ہیں کہ "سنسکرت زبان نہایت شستہ۔ یونانی سے زیادہ مکمل۔ لاطینی سے زیادہ وسیع اور دونوں سے عمدہ نفیس اور ہر دو سے تعلق رکھنے والی ہے۔ مگر بمصداق آنکہ (ع) اُے روشنی طبع تو برمن بلا شدی" اُس کی خوبیاں اُسی کی تباہی کا باعث بنگئیں۔ سچ ہے جب کسی قوم پر زوال آتا ہے تو مُلک کی زبان کا بگڑ جانا اُس کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ دوسری کی تو شکایت ہی کیا ہے؛ اپنے ہی ملک کے لوگ اس زبان سے ناآشنا اور اُسکے قدیم لغوی معنوں سے اِس قدر ناواقف ہوگئے کہ اب اُن کو ظاہر کیا جاتا ہے تو اُنہیں یقین نہیں آتا۔ میکسمیولر وغیرہ اہل یورپ سنسکرت کو اگرچہ سب زبانوں کی ماں نہیں مانتے تاہم یونانی و لاطینی وغیرہ زبانوں کی بڑی بہن مانتے ہیں مگر ماں کا اُنہیں بھی پتہ نہیں۔ اسلئے ماں کی عدم موجودگی میں بڑی بہن ماں کی برابر ہے۔ اس دلیل سے سنسکرت زبان ہی کو سب پر سبقت ہے۔

زبان کی اصلیت

۵۵۔ ڈارون ہنسلی۔ وتنی ووڈ وغیرہ زبانوں کو اِنسانی ایجاد مانتے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ "معمولی چیخوں اور ہُوہا وغیرہ سے ترقی کرتے کراتے زبانیں بن گئیں"۔ مگر اُن کی یہ رائے مثل اُنکی اس رائے کے کہ "بندر سے ترقی کرتے کرتے اِنسان بن گیا" بالکل بیہودہ ہے۔ چنانچہ آر۔ سی۔ ٹرنچ۔ نائٹر۔ اور پاٹ وغیرہ اس کی بالکل تردید کرتے ہیں۔ موخر الذکر گروہ زبان کی جڑوں (دھاتوؤں) کو قدرتی مانتا ہے۔ اُسکا خیال ہے کہ کوئی نئی روٹ Root یعنی دھاتو پیدا نہیں ہوسکتی۔ میکسمیولر اس بات کو مانتا ہے کہ دُنیا میں اوّل سب اِنسانوں کی ایک ہی زبان تھی مگر وہ یہ نہیں بتا سکتا کہ وہ کیا زبان تھی؟ اہل یورپ عموماً یہ خیال کرتے ہیں کہ "انسان کی اصلی قدیم زبان اب معدوم ہوگئی۔ صرف اُس کی اولادیں یادگار رہ گئی ہیں جن میں سے سنسکرت سب سے بڑی بہن ہے"۔ مگر یہ اُن کی سخت غلطی ہے۔ کیونکہ ویدوں کی زبان جو کسی قدر عام سنسکرت زبان سے مختلف ہے سب زبانوں کی ماں یا مخرج ہے۔ کیونکہ پروفیسر میکسمیولر صاحب بھی سیمٹک وغیرہ زبانوں کو سنسکرت سے جُدا مانتے ہوئے ایک مقام پر تسلیم کرتے ہیں کہ آرین زبان کی دھاتو بلحاظ شکل و معنی سیمٹک وغیرہ زبانوں سے ملتی جلتی ہیں پس سنسکرت کے سب سے قدیم ماننے میں کوئی بھی اعتراض نظر نہیں آتا۔

(۲۹) لفظ مقدم نہیں ہے بلکہ معنی مقدم ہیں[1]۔ (اشٹادھیائی ۱-۱-۴۴ پر)

(۳۰) اُنادی کوش وغیرہ میں تمام سنسکرت علامتوں کا مکمل مجموعہ نہیں ہے۔

(۳۱) دھاتُو پاٹھ وغیرہ میں تمام مصدر مکمل درج نہیں ہیں۔

(۳۲) اشٹادھیائی وغیرہ میں مختلف الفاظ بنانے کے متعلق جس قدر قاعدے درج ہیں اُنہیں پر قواعد کا خاتمہ نہیں ہے۔

(۳۳) تمام الفاظ مصدر سے نکلے ہیں اور شاکٹائن رشی بھی ایسا ہی مانتے ہیں اسلئے تمام الفاظ کو اُنکے لغوی یا مصدری معنی میں لینا چاہیئے (یہ قاعدہ بھی آجکل اکثر نظر انداز کیا جاتا ہے)۔

(۳۴) اگر کسی مشہور لفظ میں علامت یا مصدر معلوم نہ ہوتا ہو تو نئی علامتیں اور نئے مصدر بنا لینے چاہئیں یعنی مصدر کو دیکھ کر علامت کا اور علامت کو دیکھ کر مصدر کا قیاس کر لینا چاہیئے[2]

(۳۵) ہر لفظ کے پہلے جزو میں مصدر اور آخری جزو میں علامت ہوتی ہے۔

(رہا بھاشیہ نظر اشٹادھیائی ۳-۳-۱-۱ پر)[2]

اِس کے علاوہ علامتوں وغیرہ کے متعلق بہت سی استثنائیں اشٹادھیائی میں لکھی ہیں جو ویدوں سے مخصوص ہیں۔

۳۵۔ میں یقین کرتا ہوں کہ جو شخص ان ۳۵ قواعد کی پوری پوری پابندی کے ساتھ ویدوں کا ترجمہ کریگا وہ کبھی غلطی میں[4] نہ پڑیگا۔ سوامی جی نے ویدوں کی تفسیر میں اِن سب باتوں کا پورا پورا خیال رکھا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ جب کسی منتر کی تفسیر کرتے ہیں تو ایک ایک لفظ کی تشریح کئی کئی فقروں میں کرتے ہیں۔ مگر اُن میں سے کوئی بات اُس لفظ کے معنی سے باہر نہیں ہوتی جس مصدر (دھاتُو) سے وہ لفظ بنا ہے اُس کے ایک ایک معنی کو اکثر ایک ایک فقرہ سے ظاہر کیا ہے بعض ناواقف لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ سوامی جی نے اپنی طرف سے بات بڑھا دی۔ مگر اُنکا یہ خیال غلط ہے۔ اِس لئے اُن کی تفسیر بالکل صحیح ہے۔ مگر سائن۔ مہی دھر یا میکس مُیولر وغیرہ ان قواعد کی پرواہ نہیں کرتے۔ اہل یورپ تو اِن قواعد کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہتے ہیں۔ ویدوں کو لغو ٹھیرانے کے لئے اُن کا ہمیشہ یہی شیوہ ہے کہ ان قواعد کو دیدہ و دانستہ نظر انداز کر دیتے ہیں اور پُرانوں اور دیگر کتابوں کی طرح ویدوں کا ترجمہ کرتے

اور اُن کی پابندی کی ضرورت

---

[1] دیکھو صفحہ ۲۱۹۔ ترجمہ بھومکا [2] دیکھو صفحہ ۲۳۱ تا ۲۳۳ لغایت ۲۳۳۔ ترجمہ بھومکا۔

[3] اگر اس قاعدہ پر غور کیا جائے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دُنیا بھر کی زبانیں سنسکرت میں شامل ہو سکتی ہیں۔ مثلاً سوامی جی اکثر سنسکرت زبان میں تقریر کرتے ہوئے لفظ گپ استعمال کیا کرتے تھے۔ ایک بار کسی شخص نے اعتراض کیا کہ گپ سنسکرت کے کون سے مصدر سے بنتا ہے۔ اس پر آپ نے جواب دیا کہ गप्प् अनुनासिके च छन्दसि گپ مصدر یعنی جھوٹ بولنا سے گپ بنتا ہے

[4] میرا تجربہ ہے کہ اگر اول ہر لفظ کے معنی ثت پتھ۔ ایترتہ۔ کو پتھ۔ اور سام۔ براہمن اور نرُکت۔ نگھنٹو اُنادی کوش دھاتُو پاٹھ۔ گن پاٹھ وغیرہ کے بموجب لکھ لئے جاویں تو منتروں کے صحیح ترجمہ کرنے اور انکے علمی مطالب کے سمجھنے میں بڑی آسانی ہو جاتی ہے۔

(۱۱) ایک ہی لفظ کے کئی معنی اور کئی الفاظ ہم معنی ہوتے ہیں[۵۱] (مہابھاشیہ۔ اشٹادھیائی ۱-۲-۴۵ پر)

(۱۲) اُپ سرگ (علامت ماقبل فعل) اور فعل میں فاصلہ بھی ہوجاتا ہے۔ اُپ سرگ آگے یا پیچھے دور فاصلہ پر بھی آجاتی ہے[۵۲] (وارتک اشٹادھیائی ۱-۴-۸۰ پر)

(۱۳) ششٹھی (مضاف الیہ) چترتھی (مفعول لہٗ) کے معنی دیتی ہے اور چترتھی ششٹھی کے[۵۳]

(اشٹادھیائی ۲-۳-۶۲ معہ وارتک)

(۱۴) وبھکتیوں میں تغیر وتبدل ہوجاتا ہے یعنی کسی وبھکتی کو کسی وبھکتی کے معنی میں لے سکتے ہیں[۵۴]

(اشٹادھیائی ۷-۱-۳۹)

(۱۵) فعل کا تغیر وتبدل ہوجاتا ہے یعنی فعل واحد کی جگہ جمع اور جمع کی بجائے واحد وغیرہ ہوجاتا ہے۔

(۱۶) حروف کا بدل ہوجاتا ہے یعنی کسی حرف کو کسی حرف سے بدل لیتے ہیں۔

(۱۷) تذکیر وتانیث کا بدل ہوجاتا ہے یعنی مذکر کی جگہ مونث اور مونث کی جگہ مذکر آجاتا ہے۔

(۱۸) ضمیروں کا اول بدل ہوجاتا ہے یعنی غائب کی جگہ حاضر اور حاضر کی جگہ متکلم وغیرہ ہوجاتا ہے۔

(۱۹) زمانہ کا تغیر وتبدل ہوجاتا ہے مثلاً حال کی جگہ ماضی اور ماضی کی جگہ حال کا آجانا وغیرہ

(۲۰) فعل لازمی کی جگہ متعدی آجاتا ہے

(۲۱) فعل متعدی کی جگہ لازمی آجاتا ہے

(۲۲) سُوَر (حرکات یا سُر) بدل جاتے ہیں۔

(۲۳) کرتری (فاعل) کا تغیر وتبدل ہوجاتا ہے۔

(۲۴) علامت ~~ZAS~~ کا تغیر تبدل ہوجاتا ہے

(مہابھاشیہ اشٹادھیائی ۳-۱-۸۵ پر)[۵۵]

(۲۵) ویدوں میں ماضی سب زمانوں کے لئے استعمال کی جاتی ہے (اشٹادھیائی ۳-۴-۶)[۵۵]

(۲۶) ویدوں میں مستقبل مضارع کے معنی دیتا ہے اُس میں مضارع کی طرح حکم اور شرط اور جزا بھی پائی جاتی ہے[۵۵]

(اشٹادھیائی ۳-۴-۷)

(۲۷) ویدوں میں فعل مستقبل عہد واقرار اور شک واحتمال کو بھی ظاہر کرتا ہے (اشٹادھیائی ۳-۴-۸)

(۲۸) مصدروں کے کئی کئی معنی ہوتے ہیں یعنی جو معنی دھاتو پاٹھ میں لکھے ہیں اُن سے بھی زیادہ معنی ہوتے ہیں[۵۶] (مہابھاشیہ۔ اشٹادھیائی ۶-۱-۹ پر)

---

[۵۱] دیکھو صفحہ ۲۱۹ ترجمہ بھومکا [۵۲] دیکھو صفحہ ۲۲۰ ترجمہ بھومکا [۵۳] دیکھو صفحہ ۲۲۸ ترجمہ بھومکا۔ نیز دیکھو صفحہ ۲۲۱ وتیسوں کی تفصیل میں [۵۴] دیکھو صفحہ ۲۲۱ و ۲۲۲ ترجمہ بھومکا۔ [۵۵] دیکھو صفحہ ۲۲۴۔ ترجمہ بھومکا۔
[۵۶] دیکھو صفحہ ۲۲۷۔ ترجمہ بھومکا

مناسب مقدم و مؤخر کا ربط دیکھ کر معنی کرنے چاہئیں جو رشی اور تپ کرنیوالے نہیں ہیں اُن ناپاک باطن جاہلوں کو منتروں کا اصلی منشاء معلوم نہیں ہو سکتا جب تک انسان مقدم و موخر کو سمجھنے کی لیاقت حاصل نکرے اور منتروں کے معنی کو اپنے ذہن میں اچھی طرح صاف نہ کرلے اور بلحاظ کمال علم اپنے ہمجنسوں پر شرف و سبقت حاصل نہ کرلے تب تک وہ اچھی طرح اُوہا (خوض و فکر) اور معقول تَرک (دلیل) سے وید کے معنی بیان نہیں کرسکتا[۵۱] (نِرُکت ادھیائے ۱۳۔ کھنڈ ۱۲)

(۷) اِندر۔ مِتر۔ وَرُن۔ اگنی۔ وِویَہ سُپَرن۔ گُرُتمان۔ یَم۔ ماترِشوا۔ پرمیشور کے نام ہیں[۵۲]۔

(رگوید۔ منڈل ۱۔ سُوکت ۱۶۴۔ منتر ۴۶)

مگر اہلِ یوروپ جن کے دماغ میں یونانی دیوتاؤں کی کہانیاں بھری رہتی ہیں۔ اُن کو آگ پانی وغیرہ کا دیوتا کہتے ہیں جو سخت غلطی ہے۔ اور یہی کیفیت اُن پنڈتوں کی ہے جن کے دماغ میں ہر وقت پُرانوں کی کہانیاں سمائی رہتی ہیں۔

(۸) اُسی اگنی کو بُزرگ و جلیل آتما (پرمیشور) کہتے ہیں۔ اُسی ایک آتما (پرمیشور) کو دانشمند۔ اِندر۔ مِتر وَرُن وغیرہ ناموں سے پکارتے ہیں[۵۳]۔ (نِرُکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۱۸)

(۹) پروکش (غیر محسوس) اشیاء کے لئے ضمیر غائب۔ پرتیکش (محسوس و ظاہر) کے لئے ضمیر حاضر اور آدھیاتمکیہ (روحانی مضامین یعنی جیو یا ایشور) کے لئے ضمیر متکلم آتی ہے۔ اور جہاں بیان کی جانے والی شے ظاہر و محسوس ہوتی ہے۔ وہاں اور جہاں تشریح طلب شے غیر محسوس یا غائب اور بیان یا تعریف کرنیوالا ظاہر و محسوس ہو وہاں بھی ضمیر حاضر آجاتی ہے۔ بیجان اشیاء کے لئے ضمیر غائب آتی ہے اور جاندار یا ذیشعور کے لئے ضمیر حاضر و متکلم آتی ہے۔ ویدوں میں ایک خاص بات یہ ہے کہ ظاہر و محسوس بیجان یا غیر ذیشعور اشیاء کے لئے بھی ضمیر حاضر آتی ہے[۵۴] (نِرُکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۱ و ۲)

(۱۰) معنی لینے میں وِبھکتی کا خیال نہیں کیا جاتا بلکہ جس وِبھکتی کو مان کر معنی ٹھیک بیٹھ سکتے ہوں۔ وہی وِبھکتی لی جاتی ہے (مہابھاشیہ۔ اشٹادھیائی۔ ادھیائے ۱۔ پادا ۔ سُوتر ۵۵ پر)[۵۵]

واضح رہے کہ اِس قسم کے قاعدوں پر اہلِ فرنگ سوامی جی سے بہت جلتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایسے قاعدوں سے فائدہ اُٹھا کر سوامی جی نے ویدوں کے بہت کچھ معنی بدل ڈالے۔ مگر سوال یہ ہے کہ جب ان قاعدوں کو قدیم اور مستند رشی اور مُنی بیان کر چکے ہیں تو اُن سے فائدہ کیوں نہ اُٹھایا جائے؟ اور فائدہ اُٹھانے والے بُرے کیوں بنتے ہیں؟

---

[۵۱] دیکھو صفحہ ۵۲ و ۵۳ ترجمہ بھومکا۔ [۵۲] دیکھو صفحہ ۴۹ ترجمہ بھومکا۔ [۵۳] دیکھو صفحہ ۴۹ و ۲۰۱ ترجمہ بھومکا
[۵۴] " " ۲۱۶ " " [۵۵] " " ۲۱۹ " "

عام پنڈت بھی ویدوں کے الفاظ کے متعلق ان خاص قواعد کا خیال نہ کرکے لوکک (دُنیوی استعمال میں آنے والے) الفاظ کے مطابق ویدوں کے الفاظ کا بھی ترجمہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ منتروں کا اصلی منشاء بالکل فوت ہو جاتا ہے۔ ویدک الفاظ کے معنی معمولی دیاکرنوں کے ذریعہ سے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ پس لازم ہے کہ اوّل ہم اُن خاص قواعد کا علم حاصل کریں جو ویدوں سے خصوصیت رکھتے ہیں تاکہ ہمیں ویدوں کے معنی کو صحیح صحیح سمجھنے کی طاقت حاصل ہو۔

۵۴۔ سوامی جی نے اِس بھومکا میں اس قسم کے بہت سے قواعد لکھے ہیں۔ اُن میں سے چند بڑے بڑے

ویدک الفاظ کی خصوصیتیں

قواعد کا خلاصہ یہاں درج کیا جاتا ہے تاکہ ویدپڑھنے کے شایقین اُن سے آگاہ ہو کر غلط ترجموں کے دھوکے میں نہ پڑیں اور اُن کو صحیح تفسیر کے پہچاننے کی کسوٹی حاصل ہو۔ قواعد مذکور مختصر طور پر یہ ہیں: (۱) وید کے ہر جملہ میں برابر اُسی برہم کا بیان ہے۔ کہیں صراحتاً اور کہیں کنایتاً (ویدانت درشن ۱-۱-۴)

(۲) جس منتر میں جن اعمال یعنی اگنی ہوتر سے لیکر اشومیدھ تک تمام یگیوں اور نیز علم صنعت کا بیان ہوتا ہے اُس منتر کا وہی دیوتا ہوتا ہے۔ وید میں اعمال کے اعلےٰ نتیجے یعنی موکش کا بیان ہے (نرُکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۲)[۵۲]

(۳) منتر سے جس مضمون کو واضح کیا جاتا ہے وہی اُس منتر کا دیوتا ہے۔ منتر تین قسم کے ہوتے ہیں۔ پروکش کرتا۔ پرتیکش کرتا۔ اور ادھیاتمکیہ۔ پروکش کرتا وہ منتر ہیں جن کا مضمون کوئی غیر محسوس شے ہو۔ پرتیکش کرتا وہ ہے جس کا مضمون محسوس یا ظاہر نظر آتا ہو۔ اور ادھیاتمکیہ ایشور یا جیو کے بیان کرنے والے منتروں کو کہتے ہیں[۵۳] (نرُکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۱)

(۴) جہاں کوئی خاص دیوتا نظر نہ آتا ہو وہاں یگیہ[۵۴] دیوتا ہوتا ہے یا یگیہ کا کوئی جزو۔ اہل لُغت عالموں کی رائے میں ایسے منتروں کا دیوتا انسان ہوتا ہے۔ بعض منتر کام دیوتا والے ہوتے ہیں یعنی اُن میں دُنیوی مرادات کا مضمون ہے۔ کہیں دیو (ایشور) دیوتا (مضمون) ہوتا ہے۔ کہیں کرم (عمل) کہیں۔ ماں کہیں باپ۔ کہیں عالم۔ کہیں اتمھی۔ کیونکہ ان سب میں دُنیا کی بہبودی وغیرہ کرنا دیوتا پن ہے (نرُکت ۷۔ ۴)

(۵) جس قدر دیوتا دُنیوی کاروبار کے سرانجام کیلئے مفید یا کارآمد ہیں اُن میں سے آتما مقدم و افضل دیوتا ہے باقی سب دیوتا اُسی ایک آتما (پرمیشور) کے پرکٹی انگ (مظہرات جزو قدرت) ہیں یعنی وہ اُس کی جزوی قدرت کو ظاہر کرتے ہیں[۵۵] (نرُکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۴)

(۶) صرف منتر سُن کر یا محض ترک (حجت و دلیل) سے منتروں کا ترجمہ نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ محل و موقع کے

---

۵۱ دیکھو صفحہ ۲۹ و ۳۰ ترجمہ بھومکا
۵۲ " ۳۹ ترجمہ بھومکا
۵۳ " ۴۰ و ۲۱۶ ترجمہ بھومکا
۵۴ دیکھو لفظ یگیہ کے معنی جو پیچھے فقرہ ۳۴ میں دئے گئے۔
۵۵ دیکھو صفحہ ۴۰ و ۴۱ ترجمہ بھومکا۔

۵۰ ۔ اُسکے مقابلہ میں جب ہم سائن۔ مہی دھر وغیرہ کی طرف دیکھتے ہیں تو اُن میں ایک بات بھی رشی پن کی نہیں پائی جاتی۔ سائن کی نسبت لکھا ہے کہ وہ پندرھویں یا چودھویں صدی میں گذرا ہے مادھو اُس کا بڑا بھائی دے نگر کے مہاراجہ بُکّ اوّل کے دربار میں وزیر اعظم تھا۔ کہتے ہیں کہ سائن اور مادھو نے مل کر رگ وید کی تفسیر لکھی تھی۔ مادھو نے سَروَدَرشن سنگرہ تصنیف کیا تھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناستک (ایشور کی ہستی سے منکر) تھا چنانچہ اُس نے کتاب مذکور میں چار واک مت کا سب سے اوّل اور بُدھ اور جین مت کا دوم اور سوم درجے پر بیان کیا ہے۔ پس جس تفسیر میں ایشور کے نہ ماننے والے اور خوشامد کی عادت اور دُنیوی عزت کے پابند شخص کا دخل ہو اُس کے بالکل صحیح ہونے کی کب اُمید ہو سکتی ہے۔ مانا کہ سائن اچھا پنڈت تھا مگر اعتقاد کو کیا کیجئے۔ اور ہم ابھی کہہ آئے ہیں کہ ہر تصنیف یا ترجمہ میں مصنف کے ذاتی اعتقاد کا بہت کچھ دخل ہوتا ہے۔ اسی طرح مہی دھر کی بابت اگرچہ کچھ پتہ نہیں مگر اُس کی تفسیر اُس کے خیالات کا عمدہ عکس ہے۔ مہی دھر نے یجُروید کے تیئیسویں ادھیائے کے بعض منتروں کا جو ترجمہ کیا ہے اُس سے اُس کا رند اور عیاش ہونا بالکل ظاہر ہے۔ پس اُسکے ترجمہ سے بھی صحت اور صداقت کی امید رکھنا بالکل فضول ہے اور یورپ کے فرضی سنسکرت دان عالموں یعنی انجیل کے مقلدوں اور اُس کی خاطر وید کی مذمت کرنے والوں اور اپنے ملک کی خیر خواہی میں تمام دُنیا کو وحشی بتلانے والوں سے صحیح ترجمہ کی امید رکھنا ایسی بات ہے جیسے شیر سے گایوں کی حفاظت کرنیکی امید رکھنا اسلئے بقول یاسک آچاریہ قدیم رشیوں مُنیوں یا زمانۂ حال کے سچے رشی یعنی سوامی دیانند سرسوتی جی کی تفسیر ہی صحیح اور درست ہے۔ اُن کے علاوہ باقی سب تفسیریں آنارش یعنی غلط ہیں۔

سائن مہیدھر وغیرہ ایفائے شرائط میں ناکام رہے

۵۱ ۔ جب یہ ثابت ہو چکا کہ ایشور نے ویدوں کو دُنیا کے شروع میں چار رشیوں کی آتما کے اندر ظاہر کیا اور اُن میں تمام علوم موجود ہیں۔ تو اُس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعد میں جس قدر علم دُنیا میں جاری ہُوا اُس کا محرّک وید ہی ہیں۔ پس دیکھا جاتا ہے کہ وَیاکرن (علم صرف ونحو) بھی ویدوں سے لیا گیا۔ پانِنی مُنی کے سُوتروں سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ویدوں کو وَیاکرن کے تابع نہیں سمجھتے بلکہ وَیاکرن کو ویدوں کے تابع سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ سے اُنہوں نے لوکک (دُنیوی استعمال میں آنے والے) الفاظ کے لئے قواعد لکھنے کے علاوہ چند ایسے قواعد بھی لکھے ہیں جو ویدوں کے الفاظ سے خصوصیت رکھتے ہیں۔ یاسک آچاریہ نے بھی نِرُکت اور نگھنٹو میں ویدوں کی چند خصوصیتوں کا بیان کیا ہے جن کو آجکل کے انگریزی سنسکرت دان وید منتروں کا ترجمہ کرتے ہوئے بالکل بھلا دیتے ہیں۔ یا تو یہ بات ہے کہ وہ ان قواعد کو جانتے نہیں یا یہ کہ وہ دانستہ اُن کی طرف سے آنکھ بند کر لیتے ہیں۔ بظاہر قیاس ثانی غالب ہے

ویدو یاکرن کے تابع نہیں

۴۸۔ دُنیوی تعلق عزت و دولت سے استغنا کی وجہ سے

دھن سے کیا مطلب برآری ہوتی ہے۔ اُسکے نزدیک[۱]

नैव ब्रह्मावन्दविनेनतुल्यं लोकवित्त वदाचिद्वितुमर्हति ।

" وصال پرمیشور کے سرور کے مقابلہ میں دُنیوی دولت وحشمت ہیچ دناچیز ہے" ایک گدی کیا اگر سات اقلیم کا راج بھی اُن کو ملتا تو وہ پنچکیتا کی طرح اُسپر بھی لات مارتے۔ اُن کو دنیوی عزت کی خواہش[۲] نہ تھی۔ کیونکہ وہ اپنی آتما میں اچھی طرح سے جانتے تھے کہ[۳]

अथ्य परमेश्वरे प्रतिष्ठास्ति तस्यान्या: सर्वा: प्रतिष्टा नैव रुचिता भवन्ति ।।

"جسکی عزت پرمیشور کی نظر میں ہے پھر اُس کو دُنیوی عزت کی ضرورت نہیں"۔ نہ اُن کو اولاد کی تمنا تھی تمام عمر برہمچریہ کا عہد قائم رکھنا خصوصاً اس زمانے میں حد کے درجہ کا کمال ہے شتپتھ براہمن میں لکھا ہے کہ ایشور کی لگن میں سنیاس لینے والے اعلےٰ درجہ کے عارف یعنی ایشور کو جاننے والے براہمن پورے عالم اور تمام شکوک کو مٹانے والے گیانی گرہ آشرم یعنی اولاد کی خواہش نہیں کرتے۔ وہ علم کے نور اور معرفت کے سرور میں مست ہو کر کہتے ہیں کہ ہم اولاد کو کیا کرینگے؛ آتما اور پرمیشور ہی ہمارا منزل مقصود یعنی دلی مطلوب ہے۔ ایسے گیانی لوگ اولاد کی خواہش۔ دولت وحشمت کے لالچ اور دُنیوی عزت کی تمنا چھوڑ کر وَیراگ (پاپ سے نفرت) کر کے سنیاس لے لیتے ہیں جس کو صرف پرمیشور کو پانے یعنی موکش حاصل کرنیکی خواہش ہوتی ہے۔ اُس کی یہ تینوں خواہشیں مٹ جاتی ہیں[۴]" (کانڈ ۴۔ ادھیائے ۷۔ براہمن ۲) پس وہ سچے سنیاسی۔ گیانی۔ برہم کے جاننے والے اور موکش کی راہ پر چلنے والے تھے۔

۴۹ جس طرح وہ دراز قامت۔ قوی ہیکل اور توانا تھے۔ اُسی طرح دلیل اور بحث کے بھی دھنی تھے اُنکی زبردست

۴۔ بلحاظ قوت وصحت دلیل

دلیل کے سامنے اچھے اچھے پنڈتوں کے مُنہ بند ہو جاتے تھے۔ کیسا ہی زبردست بولنے والا کیوں نہ ہو اُن کے سامنے پھیکا پڑ جاتا تھا گویا وہ سچ مچ زمانۂ قدیم کے مہرشیوں کے نمونہ تھے۔ رگ وید میں لکھا ہے کہ "جو شخص ویدوں کو معنی کے علم کے ساتھ پڑھا ہوتا ہے اُس کو کوئی شخص خواہ کیسا ہی سخت جرح کے سوال جواب کرنیوالا۔ نقتہ انگیز سخت مخالف۔ نکتہ چین اور معترض حریف کیوں نہ ہو تنگ یا لاجواب نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اُس کی زبان سچے علم سے آراستہ۔ حاضر جواب اور نیک اوصاف سے پیراستہ ہوتی ہے"۔ (منڈل ۱۰۔ سُوکت ۷۱۔ منتر ۵)[۵]

پس سوامی جی کا دلیل میں زبردست ہونا اور سب کو لاجواب کرنا ثابت کرتا ہے کہ وہ سچے مہرشی یعنی ویدوں کے مطالب کو صحیح صحیح سمجھنے والے تھے۔ الغرض ویدوں کی صحیح تفسیر کرنیوالے کے لئے جن شرائط کا پورا کرنا لازمی ہے وہ سب سوامی جی میں یکجا موجود تھیں۔ اسلئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُن کی تفسیر صحیح اور مستند ہے۔

---

[۱] سچے براہمنوں کو دنیوی عزت کی ضرورت نہیں ہوتی دیکھو منوسمرتی ادھیایہ ۲ شلوک ۱۶۲۔ [۲] دیکھو صفحہ ۱۵۲ ترجمہ بھومکا
[۳] دیکھو صفحہ ۱۵۲۔ ترجمہ بھومکا۔ [۴] دیکھو صفحہ ۱۹۸ ترجمہ بھومکا۔

باہر پاؤں نہیں رکھتے"۔ جب آپنے پرم وِدوان اور دَیاکرن کے سورج شری سوامی وِرجانند سرسوتی جی سے اشٹادھیائی۔ مہابھاشیہ اور ویدانت سُوتروں کی تعلیم پاکر ویدوں کی کنجی حاصل کی تو گرُو جی نے آپ سے بطریق گرُو دکشنا یہ عہد لیا کہ

"(۱) دیش کا اُپکار (مُلک کی بہبودی) کرو۔

(۲) ستیہ شاستروں (سچی علمی کتابوں) کا اُدّھار کرو۔ یعنی اُنہیں از سرِ نو رواج دو۔

(۳) مت متانتر۔ یعنی مختلف فرقوں کی جہالت کو دور کرکے ویدک دھرم کو پھیلاؤ"۔

اس عہد کو جس دیانتداری سے سوامی دیانند سرسوتی جی نے جان پر کھیل کر پورا کیا۔ اس کو ایک عالم جانتا ہے۔ ہمارے بیان کرنیکی ضرورت نہیں۔ اس سے بڑھ کر وعدہ وفائی اور سچائی کا خیال اور کیا ہو سکتا ہے۔ پس شتپتھ براہمن کے بموجب وہ دیو یعنی دیوتا کے درجے پر ممتاز تھے۔ کیونکہ دیوتا کی صفت صرف سچائی بتائی ہے۔ جو جھوٹ اور خوشامد کو چھوڑ کر سچائی کو اختیار کرتا ہے وہی دیو ہے۔

۷۴۔ سوامی دیانند سرسوتی جی نے قدیم شاستروں کا بہت کچھ مطالعہ کیا تھا۔ وید اُنکے نوکِ زبان تھے۔

۲۔ بلحاظ علمیت اس کے علاوہ وہ لکھتے ہیں کہ "میں تین ہزار کتابوں کو پڑھنے کے لائق سمجھتا ہوں"۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اُنہوں نے خود تین ہزار سے کئی گنی زیادہ کتابیں پڑھی تھیں۔ اِس زمانہ میں جبکہ صرف ایک شاستر یا معمولی کتاب کے پڑھ لینے پر انسان بڑا بھاری پنڈت مشہور ہو جاتا ہے تو سوامی جی کیسے عالم کا کیا درجہ ہونا چاہیئے؟ اُنہوں نے علم کے شوق میں تمام دُنیوی راحت کو ترک کیا۔ جس اکیس ۲۱ برس کی عمر میں اُس وقت جبکہ آپکے بیاہ کا سامان ہو رہا تھا۔ ساماں عشرت۔ خاندانی دولت۔ اور موروثی حکومت پر لات مار کر گھر سے چل نکلے اور موکش کی لگن میں سنیاس لیا۔ اور شیر اور ریچھوں سے بھرے ہوئے لق ودق جنگلوں۔ اونچی گھاٹیوں اور برفانی پہاڑوں پر یوگیوں کو تلاش کرتے پھرے اور یوگ سیکھا۔ اور جہاں ودیا (علم) اور دھرم کی بات دیکھی وہیں سے حاصل کی۔ تمام عمر وگیان (علم ومعرفت) کے حصول میں صرف کی۔ ایک بار آتی ویراگ کی حالت میں ارادہ ہُوا کہ برف میں گل کر قید جسم سے آزادی پاویں۔ مگر پھر دل سے آواز آئی کہ اس طرح مرنے سے کیا حاصل ہے۔ دُنیا میں آئے تو وِگیان کی تکمیل کرنی چاہیئے۔ کیونکہ تلوکار اُپ نشد میں کہا ہے

यद चेदवेदीदथ सत्यमस्ति न चेदिहवेदीन्महती विनष्टिः ॥ केनोप० खं० २ । ५ ॥

"اسی جنم میں اُس ایشور کا گیان حاصل کر لیا تو سمجھو جنم سپھل کر لیا۔ نہیں تو جنم اَکارتھ ہے"۔

چنانچہ آپ نے سچ مچ گیان کی تکمیل کی اور یوگ سمادھی میں ایشور کا درشن بھی کیا۔

۷۸۔ راجپوتانہ میں آپ کو ایک بڑی بھاری آمدنی کی گدی ملتی تھی۔ مگر دھرم اور موکش کے پیاسے کی

(۴) مقدم و مؤخر سمجھنے کی لیاقت رکھتا ہو۔
(۵) منتروں کے معنی اوّل اُسکے اپنے ذہن نشین ہو جائیں۔
(۶) اعلیٰ درجہ کا عالم اور ویدوں کے علم میں سب پر سبقت رکھتا ہو۔
(۷) کم علم۔ کوتاہ عقل اور متعصب نہ ہو۔
(۸) سچ اور جھوٹ کی تمیز کر سکتا ہو۔

۵۴۔ ان آٹھوں شرائط پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمانہ حال کے عالم عموماً ان شرایط کو پورا نہیں کر سکتے۔ وہ اپنے پیٹ کے غلام بن رہے ہیں اور تپ کے نام سے اُنکو تپ چڑھتی ہے۔ دلیل اور فکر و خوض کو تو اُنہوں نے اُسی دن بالائے طاق رکھدیا تھا جس دن انکی عقل مارنے کے لئے بناوٹی پُران بن گئے تھے۔ اور پُرانوں میں ہزاروں دروغ (اختلافات) اور اجتماع ضدین کی روزانہ مشق و تجربہ نے اُن کی عقلوں کو اس درجہ بگاڑ دیا ہے کہ اب اُن میں مقدم و مؤخر یا سچ اور جھوٹ تمیز کرنے کی طاقت ہی نہیں ہے۔ کم علمی اور کوتاہ عقلی اُن کی پیشانی سے ٹپکتی ہے۔ اہل یوروپ کی سب سے بڑی لیاقت تعصب کرنا اور سچ کو جھوٹ بنا دینا ہے۔ منتروں کے معنی کو سمجھنے کے بجائے وہ خود دانستہ بگاڑنا اور بے معنی بنانا چاہتے ہیں تاکہ لوگوں کا اعتقاد ویدوں سے پھر کر انجیلی کہانیوں میں پھنس جائے۔ تپ اور یوگ کے تو وہ معنی ہی نہیں سمجھتے۔ بلکہ اُن کے نزدیک ایسی باتیں عقل کا فتور اور ناشائستگی کا نشان ہیں۔ اُنکا بڑا غور و فکر اور دلیل اس بات پر خرچ ہوتی ہے کہ انجیل کی کہانیوں کو کسی طرح اُبھار کر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھایا جاوے اور وید کی علمی باتوں کو پہاڑ کی چوٹی پر سے اس بیدردی کے ساتھ نیچے پٹکا جاوے کہ وہ نیچے گر کر چور چور ہو جاویں اور اُس ملک کے بھولے بھالے لوگ اُن کو اپنے پاؤں میں روندیں اور اُسکی گری ہوئی حالت پر ہنسیں اور ناک چڑھائیں۔ خیر یہ بھی زمانہ آنا تھا۔ مگر خوش قسمتی کی بات ہے کہ ویدوں کو اپنے اصلی درجے پر پہنچانے کے لئے اس زمانے میں پھر ایک رشی نے جنم لیا +

حال کے مفسروں کی ناقابلیت

۵۶۔ سوامی دیانند سرسوتی جی اِس زمانے میں ویدک ودیا (علم وید) کے ایک ہی بیمثیل عالم ہوئے ہیں۔ وہ اعلیٰ درجے کے سچے تھے۔ سچائی اُن کی ذات سے خاص نسبت رکھتی تھی۔ وہ دنیادار نہ تھے اور اسی وجہ سے اُنہوں نے دُنیادار عالموں کی طرح خوشامد کرنا پسند نہ کیا۔ اپنی راست گوئی کی بدولت ایک جہان کو اپنا دُشمن بنا لیا۔ سچائی کے سامنے اُنہوں نے اپنی جان کو عزیز نہ سمجھا۔ وہ اِس مقولہ کے بڑے پکے پابند تھے کہ (सत्यमेव जयति नानृतं सत्येन पन्था विततो देवयानः ॥)

سوامی دیانند کی قابلیت اور لیاقت

سچ ہی کی فتح ہے نہ کہ جھوٹ کی۔ سچے دھرماتما اور گیانی لوگ سچائی کے راستے پر چلتے ہیں اور کبھی سچائی سے

بالکل غلط ہیں۔ کیونکہ وہ شرائط بالا کو پورا نہیں کرتیں۔

۴۳۔ اب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ ویدوں کے سمجھنے کے لئے کس کس بات کی ضرورت ہے؟

ویدوں کے سمجھنے کیلئے ضروری شرائط

یاسک آچاریہ جی نرُکت میں لکھتے ہیں کہ

"منتروں کے الفاظ کے معنی پر غور کرنا چنتا کہلاتا ہے۔ ویدوں کا صحیح منشا سمجھنے کیلئے ترک (دلیل) کرنی چاہیئے۔ دلیل کے ساتھ منتروں کے معنی پر غور کرنیکا نام اُوہ ہے۔ منتر کو ایک بار سُننے ہی معنی کر دینا یا محض دلیل پر حصر کرنا کافی نہیں ہے۔ بلکہ محل و موقع کے مناسب آگے اور پیچھے کے ربط کو دیکھ کر معنی کرنے چاہئیں۔ صرف تپ (محنت و ریاضت) کرنیوالے رشیوں کو ویدوں کے معنی کا علم ہو سکتا ہے جن میں تپ یا رشی کی صفت نہیں اور جو بدھو اور جاہل ہیں اُن کو ویدوں کے مطالب کا قرار واقعی علم نہیں ہوتا۔ جب تک انسان کو مقدم و مؤخر کے سمجھنے کی لیاقت حاصل نہ ہو جائے اور وہ منتروں کے معنی کو اپنے ذہن میں صاف نہ کر لیوے یا جب تک انسان اپنے ہمجنسوں میں بلحاظ مہارتِ علوم قابل تعریف اور اعلےٰ درجہ کا عالم نہ ہو جائے تب تک وہ اچھی طرح اُوہا کر کے عمدہ دلیل کے ساتھ ویدوں کے معنی کو بیان نہیں کر سکتا۔ رشی وہی ہے جو ترک (دلیل) کے ذریعہ سے سچ اور جھوٹ کی تمیز کر سکے۔ ترک ہی رشی ہونے کا نشان ہے اور منتروں کے معنی کی چنتا (غور) اور اُوہا (خوض و فکر) کرنے ہی کو ترک (دلیل) کہتے ہیں۔

پس جو صاحب عقل و تمیز اور علم و فضل سے ماہر انسان ویدوں کے معنی پر فکر و خوض کرتا ہے اُسی پر آرش و یاکھیان یعنی رشیوں کی کی ہوئی تفسیر وید کا منشا عیاں و روشن ہوتا ہے۔ مگر کم علم۔ کوتاہ عقل۔ پر تعصب انسان کی سوچی ہوئی بات اَنارش یعنی جھوٹ ہوتی ہے کسی کو اُسے نہ ماننا چاہیئے۔ کیونکہ انرتھ یعنی اصل سے گمراہ ہونے کی وجہ سے اُن کی قدر کرنا بھی لوگوں کو گمراہی کا باعث ہوگا۔"[1] [نرُکت ادھیائے ۱۳ کھنڈ ۱۲]

یاسک آچاریہ کا یہ قول بالکل ٹھیک ہے۔ دراصل جس کسی نے ویدوں کی تفسیر شرائط بالا کو پورا کئے بغیر کرنیکی جرأت کی ہے وہ ہمیشہ گمراہی میں پڑ کر دوسروں کی گمراہی کا باعث ہوا ہے۔ آج کے دن ویدوں کی نسبت جو غلط فہمیاں ہو رہی ہیں وہ انہیں حضرات کی کوشش کا نتیجہ ہے۔

۴۴۔ یاسک آچاریہ کے مندرجۂ بالا حوالے کے بموجب ویدوں کے صحیح منشاء سمجھنے کے لئے حسب ذیل

اُن کا خلاصہ

شرائط کا پورا کرنا لازمی ہے:۔

(۱) تفسیر کرنے والا رشی ہو۔

(۲) وہ تپ (ریاضت الٰہی) کرنے والا ہو۔

(۳) چنتا (غور) اُوہا (خوض و فکر) اور دلیل سے کام لے۔

[1] دیکھو صفحہ ۵۲ و ۵۳ ترجمہ بھومکا

(۴) وَایُو (ہوا) یجُروید۔ ادھیائے ۸۔ منتر ۵۷ (۵) وِدْیُت (بجلی) یجُروید۔ ۸۔ ۵۷
(۶) سُوریہ (سورج) یجُروید۔ ۸۔ ۵۷ (۷) واجن (بیگ وان تیز رو یعنی ہوا وغیرہ) رگوید۔ ۲۴۔ ۴۲
(۸) ماترِشوا (ایشور) رگوید ۱۔ ۱۶۔ ۴۶

لفظ گندھرو کے معنی شتپتھ براہمن میں حسب ذیل لکھے ہیں :-

نمبر شمار	معنی سنسکرت	اُردو معنی	حوالہ شتپتھ براہمن				نمبر شمار	معنی سنسکرت	اردو معنی	حوالہ شتپتھ براہمن			
			کانڈ	پرپاٹھک	براہمن	کنڈکا				کانڈ	پرپاٹھک	براہمن	کنڈکا
۱	وات	ہوا	۹	۳	۳	۱۰	۴	اَگنی	آگ	۹	۳	۳	۷
۲	مَن	دل	۹	۳	۳	۱۲	۵	سُوریہ	سورج	۹	۳	۳	۸
۳	رَیتیہ	اسکے معنے اوپر لکھ چکے ہیں	۹	۳	۳	۱۱	۶	چَندرما	چاند	۹	۳	۳	۹

۱ اور اَپسرا کے معنی شتپتھ براہمن کے بموجب یہ ہیں :-

۱	اوشدھی	نباتات	۹	۳	۳	۷	۴	آپ	پانی یا بخارات آبی	۹	۳	۳	۱۰
۲	مَرچی	کرنیں	۹	۳	۳	۸	۵	رک ساما	رگ وید اور سام وید	۹	۳	۳	۱۲
۳	نکشتر	ستارے	۹	۳	۳	۹							

گندھرو اور اَپسرا کے اِن معنوں کا مُروجہ معنوں سے مقابلہ کیجئے۔ آجکل ناٹکوں اور پُرانوں میں گندھرو اور اَپسرا سے اِندر سبھا کے دیو اور پری مراد لیتے ہیں۔ پس اگر آجکل کے پنڈت کا دیوں۔ ناٹکوں اور پُرانوں کو پڑھ کر ویدوں میں بھی ان لفظوں کے ایسے ہی معنی لیں تو کچھ تعجب نہیں۔ کیونکہ اُن کے سر میں یہی باتیں بھری ہیں۔ براہمنوں وغیرہ قدیم کتابوں کا اُنہوں نے کبھی خواب میں بھی مطالعہ نہیں کیا۔ اسی طرح اور بہت سے الفاظ کے معنوں کی نسبت غلط فہمی ہے۔ یہاں صرف مثال کے طور پر چند لفظ لکھے گئے کیونکہ تمام متنازعہ الفاظ پر بحث کرنیکی یہاں گنجایش نہیں ہے +

۴۲۔ اسلئے اگر ویدوں کے صحیح معنی تک پہنچنا مطلوب ہے تو لازم ہے کہ

صحت معنی کس طرح ہو؟ (۱) انسان کو اپنے ذاتی عقیدے ویدوں کا ترجمہ کرتے وقت دُور رکھدینے چاہئیں۔
(۲) پُران کی کتھاؤں کو دل سے بھلا دینا چاہیئے۔ اور
(۳) ویدوں کی قدیم تفسیروں۔ اشٹادھیائی۔ نرکت اور نگھنٹو وغیرہ لُغتوں سے مدد لیکر ترجمہ کرنا چاہیئے۔
جب تک ایسا نہ کیا جاویگا ویدوں کا صحیح صحیح منشا و مطلب ہرگز سمجھ میں نہ آسکے گا +

اِسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ سائن آچاریہ وغیرہ پنڈتوں اور منکس مُیولر وغیرہ انگریزوں کی تفسیریں

پس ویدوں میں لفظ سوم کے معنی محل وموقع کے مناسب ان سولہ میں سے کوئی ایک لئے جائینگے۔ جائے غور ہے کہ ویدوں کی قدیم تفسیروں میں سوم کے معنی ایشور۔ عالم۔ چاند اور نباتات وغیرہ لکھے ہیں۔ مگر زمانۂ حال کی زبردست تحقیقات سے جس میں ذاتی عقیدہ۔ اور ٹکل اور تخمینہ کا غائت درجہ دخل ہے۔ سوم کے معنی شراب انگور۔ میشکر اور جوار وغیرہ ہوتے ہیں (ع) ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؛

۳۹۔ اسی طرح مہی دھر نے اپنے وام مارگی اعتقاد کے مطابق جو ویدوں کے منتروں کا ترجمہ کیا ہے وہ سقدر

مہی دھر کے ناشائستہ خیالات

ناشائستہ ہے کہ ہمیں بھی اُس کو اُردو زبان میں لکھنے سے عار آئی۔ اُس کا نمونہ سوامی جی نے تفسیر ہذا کی ضرورت پر بحث کے مضمون میں دیا ہے۔ ہم نے اس مقام پر مہی دھر کی سنسکرت تفسیر کو فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اگر اُس میں کوئی شرمناک بات ہے تو اُس کے ذمہ دار ہندو لوگ ہیں نہ کہ آریہ۔ کیونکہ مہی دھر ہندو مذہب کا حامی ہے۔

۴۰۔ اسی طرح سائن وغیرہ زمانۂ حال کے پورانک پنڈتوں نے پُران کی کتھاؤں کو جو اُن کے ذہن میں

سائن کی غلط فہمیاں

سمائی ہوئی تھیں جگہ جگہ ویدوں میں داخل کر دیا ہے۔ ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں وید کے انکاروں کو فسانہ اور ناٹک نویسی کی مشق کے لئے زمین بنایا گیا ہو۔ مگر زمانۂ حال میں اُن ناٹک اور کتھاؤں کی کتابوں نے ہمارے ملک کے پنڈتوں کے دلوں میں اس درجہ گھر کر لیا ہے کہ اُنہیں مرضِ یرقان کے بیمار کی طرح ہر طرف کتھائیں ہی کتھائیں نظر آتی ہیں۔ چنانچہ سائن وغیرہ نے جہاں کہیں کسی منتر میں اندر گوتم۔ اہلیا۔ اُشا۔ اہی۔ دِرتراشٹر۔ گندھرو اور اپسرا وغیرہ لفظ دیکھے۔ فوراً پُران کی کتھا کو نقل کر دیا حالانکہ اُنکے ترجمہ کے بموجب بھی خاص منتروں کے لفظوں سے وہ کتھا نہیں نکلتی۔ مگر اُنہیں اس سے کیا مطلب۔ اپنے اظہار علم وواقفیت کے شوق میں پُران کی جو کتھا اُس لفظ سے بال برابر بھی تعلق رکھتی نظر آئی فوراً اُس کو دھر گھسیٹا۔ اِندر۔ اہلیا۔ گوتم۔ اُشا۔ اہی۔ دِرتراشٹر۔ توشٹا وغیرہ کی نسبت سوامی جی نے "مستند وغیر مستند کتابوں" کے مضمون میں قدیم تفسیروں کے حوالوں سے ثابت کر دیا ہے کہ ان سے سورج۔ رات چاند۔ ستفق۔ بادل وغیرہ مراد ہیں۔ لفظ اگنی۔ وایو۔ سرسوتی۔ اشو وغیرہ کی نسبت بھی سوامی جی نے معاملہ کو صاف کر دیا ہے

۴۱۔ یم۔ گندھرو۔ اور اپسرا کی نسبت ذیل میں چند حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

یم۔ گندھرو اور اپسرا کیا ہیں؟

یم کے معنی حسب ذیل ہیں :۔

(۱) رِتُو (فصل) رگوید۔ منڈل ۱۔ سوکت ۱۶۴۔ منتر ۱۵۔

(۲) واجی (پرمیشور) رگوید ۲۔ ۵۔ ۱ (۳) اگنی (آگ) رگوید۔ ۱۰۔ ۱۴۔ ۱۳

۵۱ دیکھو صفحہ ۲۰۲ لغایتہ ۲۰۸۔ ۵۲ دیکھو صفحہ ۱۷۵ لغایت ۱۸۹۔ ۵۳ دیکھو صفحہ ۲۱۳ لغایت ۲۱۵

(۲) ڈاکٹر رائس (Dr Rice) صاحب جو سنسکرت کے عالم بیان کئے جاتے ہیں رائے دیتے ہیں کہ میں اس کوشش میں ہوں کہ سوم کو معمولی نیشکر (گنا) ثابت کروں لیکن میں اُن اعتراضوں کا جواب نہیں دے سکتا جو میری اس رائے کے خلاف ہیں۔ تاہم جو ہیئت اس پودے کی بیان کی جاتی ہے۔ اُس سے وہ نیشکر یا کوئی جوار کی قسم پائی جاتی ہے۔

(۳) ڈاکٹر راجیندر لعل مترنے ایکبار گورنمنٹ ہند کو لکھا کہ سوم عرق بنانے میں ایک ایسا ہی جڑ و بوٹا جیسا کہ ولایت میں Hops کے پودے Beer بوزہ شراب کے جزو ہوتے ہیں عیدوں کے براہمنی زمانہ میں سوم لفظ کا صرف النکارے کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا"

۳۷۔ الغرض انگور سے لیکر جوار تک سوم سمجھا جاتا ہے جو آجکل کے عالموں کے نزدیک شاید کوئی بڑا فرق اور اتنی غلطی نہیں ہے۔ مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان اٹکل پچو رایوں[1] اور مضحکوں کا نشانہ ویدوں ہی کو کیوں بنایا جاتا ہے؟ کیا اتنی بات کہنے میں شرم آتی ہے کہ سوم کی نسبت ہم کو صحیح علم نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ آجکل یہ بیل پیدا ہی نہ ہوتی ہو۔

سوم کے اصلی معنی

۳۸۔ تمتیتہ براہمن میں لفظ سوم کے ۱۶ معنی لکھے ہیں جو نقشہ مندرجہ ذیل سے عیاں ہیں +

نمبر شمار	سنسکرت معنی	اردو معنی	حوالہ شتپتھ براہمن				نمبر شمار	سنسکرت معنی	اردو معنی	حوالہ شتپتھ براہمن			
			کانڈ	پرپاٹھک	برہمن	منڈکا				کانڈ	برہمن	برہمن	کنڈکا
۱	پھراٹ	روشنی منزا الشعاع	۳	۲	۳	۹	۹	شری	اقبال و حشمت	۴	۱	۳	۹
۲	ریت	دیرپا طاقت وغیرہ	۳	۲	۵	۱	۱۰	یش	نامور ی شہرت	۴	۲	۳	۹
۳	کشتر	بلوان یا شہ زور	۳	۲	۵	۸	۱۱	پرجاپتی	ہی فظ مخلوقات پر مشتمل	۵	۱	۵	۲۶
۴	کن	ملک بیل یعنی جو ہل میں جوتی جائے	۳	۳	۱	۶	۱۲	اگنی	آگ	۱۱	۳	۱	۷
۵	ان	اناج۔ غلہ	۳	۳	۱	۲۸	۱۳	پتندریا	چاند	۱۲	۱	۱	۲
۶	دیو	عالم	۳	۳	۴	۱۴	۱۱	اوشدھی	نباتات	۱۲	۱	۱	۲
۷	ذوتر	باؤل	۳	۳	۴	۱۳	۱۵	یگیہ	جسفروشی کریے ہیں ہی سنسکرت چاند	۱۴	۱	۳	۲۳
۸	ساتری	مات	۳	۳	۵	۱۸	۱۶	راجا	بادشاہ	۱۴	۱	۳	۱۲

[1] اہل یورپ ہمیشہ ویدوں کی تمام باتوں میں اٹکل سے کام لیتے ہیں۔ بھانریکر ننگ آکر مینس نیوٹر کو سایان بھاشیہ بہت رگوید طبع کراتے ہوئے اپنے دیباچہ انگریزی کے صفحہ ۲۰ کے فٹ نوٹ کے اخیر میں مجبور آیہ لکھنا پڑا کہ "فرضی دعوے اور بنا وٹی اٹکلوں نے ویدوں کے مطالعہ کا بازار کا سد کر دیا اور افسوس ہے کہ ویدوں کے متعلق بڑی بھاری تعداد اٹکل پچو رایوں کی چھاپے میں آچکی ہے" +

ہوتا ہے پھر اُن پر عمل کرنے کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

۳۶ - اہالیان یوروپ کا سوم کی نسبت اسی قدر اختلاف بیان ہے جس قدر ویدوں کی تاریخ کی نسبت ہے۔

سوم کی نسبت اہالیان یوروپ کی رائے

چنانچہ مسٹر جارج واٹ (George Watt.) صاحب اپنی کتاب "ڈکشنری آف ایکانامیکل پروڈکٹس آف انڈیا" Dictionary of Economical Products of India. کی جلد ۳ صفحہ ۲۴۶ تا ۲۵۱ میں لفظ (Ephedra.) کے نیچے لکھتے ہیں کہ یہ ایک مستقیم القامت جھوٹی جھاڑی ہوتی ہے جو یوروپ۔ ایشیا کے منطقہ معتدلہ اور جنوبی امریکہ میں پائی جاتی ہے۔ اُسکی آٹھ دس قسمیں ہیں۔ ہندوستان میں اس کی ایک قسم ہمالیہ پر پائی جاتی ہے۔ اور دو قسمیں گڑھوال سے افغانستان و ایران تک اور پنجاب۔ راجپوتانہ اور سندھ میں ملتی ہیں۔ پارسی لوگ اسے ایران سے بمبئی لاتے ہیں اور اُسے ہوم کہتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے اُس کو سنسکرت کے لفظ سوم سے نسبت دیگئی ہے۔ سیکس میوئر صاحب لکھتے ہیں کہ اس پودے کو بھینچکر عرق نکالا جاتا تھا اور اُس میں دودھ اور شہد ملاکر جوش دیا جاتا تھا جس سے وہ نشیلا عرق بن جاتا تھا۔ عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ آجکل سوم نہیں ملتا چنانچہ گرہیہ سوتروں اور براہمنوں میں بھی لکھا ہے کہ اصلی سوم کا ملنا مشکل ہے اور اُسکی بجائے کوئی اور پودا استعمال کرنا چاہیئے۔ رَوکس برگ (Rox Burgh) صاحب اُسکو "Sarcostemma brevistigma" بتاتے ہیں اور ڈتھی (Duthie.) صاحب اُسکو "Seteria Glanca" گھاس بتاتے ہیں۔ ڈاکٹر ایچیسن (Dr Aitchison.) صاحب کہتے ہیں کہ شمالی بلوچستان میں اسے اُم یا اُما کہتے ہیں۔ کشمیر میں ایک جنگلی انگور کی قسم کو اُم یا اُمبر کہتے ہیں۔ مگر اُس کو انگور سمجھنا غلطی ہے۔ ڈاکٹر ڈائی موک (Dymock.) صاحب اسے (Periploca Aphylla) بتاتے ہیں۔ میں نے (Ephydra Vulgaris.) نام کا پودا منگوا کر امتحان کیا تو معلوم ہوا کہ اُس کا ملخ ذائقہ تھا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ عرق کشی میں اسی طرح کام آتا ہوگا جس طرح کہ آجکل شراب کشی میں کیکر کا کس کام آتا ہے (شاباش) مگر جیسا کہ سیکس میوئر صاحب اس پودے کو بیان کرتے ہیں ویسا کوئی پودا نہیں ملتا کیوں ملتا ہے! آکھ بھی جسے سنسکرت میں آرک اور عربی میں عشر کہتے ہیں مُنشی اثر رکھتا ہے اور شاید افغانستان کے انگور ہی سوم ہوں۔ آخر میں واٹ صاحب لکھتے ہیں کہ "میں نے کئی عالموں سے سوم کی بابت دریافت کیا تو اُنہوں نے حسب ذیل رائیں دیں:-

(۱) ڈاکٹر ڈائی موک نے زند اوستا پڑھ کر رائے دی کہ ہوم یا سوم صرف عرق کا جزو تھا۔ پارسی کہتے ہیں کہ ہوم کبھی نہیں مُرجھاتا۔

वनस्पतयोहि यज्ञिया नहि मनुष्या यज्ञियन्यद्वनस्पतयो न स्युरतस्माद्वा वनस्पतिर्यज्ञिय इति ॥ शतपथ० कां० ३ प्र० २ ब्रा० १ श्रु० ८ ॥

یگیہ میں صرف نباتات پڑتی ہیں۔ انسان ہرگز اُس چیز سے یگیہ نکرے جو وَنسپتی یعنی از قسم نباتات نہ ہو اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ نباتات ہی یگیہ کرنیکی چیز ہے"

(شت پتھ براہمن۔ کانڈ ۳۔ پرپاٹھک ۲۔ براہمن ۱۔ کنڈکا ۱۹

اسی طرح اشٹولائین گرہیہ سوتروں میں لکھا ہے کہ हौम्यं च मांसवर्जम् ॥ ६ ॥ یعنی ہوم کرنے کے لائق سب چیزیں ہیں مگر مانس (گوشت) ہوم کی چیز نہیں ہے۔

پس جو لوگ کہتے ہیں کہ پُرانے زمانہ میں یگیہ کے موقع پر جانور مارے جاتے تھے وہ دکھائیں کہ پرانی تفسیروں میں کہاں لکھا ہے کہ اس طرح کیا جاتا تھا۔ یہ صرف اُن کے ذاتی اعتقاد کی جھلک ہے۔ ورنہ ویدوں میں کہیں بھی جانوروں کو مار کر قربانی کرنیکا ذکر نہیں ہے +

سوم شراب نہیں ہے

۳۵۔ اہل یوروپ ویدوں میں لفظ سوم کو دیکھ کر لکھ مارتے ہیں کہ ویدوں میں شراب کا ذکر ہے۔ کوئی اُن سے پوچھے کہ سوم کے معنی شراب کہاں لکھے ہیں؟ تو چپ ہیں کوئی حوالہ نہیں دے سکتے وجہ یہ ہے کہ خود شراب پیتے ہیں تو یہ کب گوارا ہے کہ پڑوسی خالی رہیں۔ مگر ان کے ایسے ایسے گندے چھینٹے اُڑانے سے کیا ہوتا ہے۔ سچے علوم کا سورج ذاتی عیوب کی دھول سے نہیں ڈھک سکتا۔ آیُرید یعنی سُشرت (علم طب کی مستند کتاب) کو کھول کر دیکھو کہ اُس کے چکتسا ستھان ادھیائے ۲۹ میں کیا لکھا ہے سوم۔ دراصل ایک رسائینک (کیمیائی) اثر رکھنے والی بیل ہوتی ہے جس کے رس کو سونے کی سوئی سے چھید کر پیا جاتا تھا۔ اُس کے پینے سے لکھا ہے کہ جسم کی کھال اُتر جاتی تھی اور نیا گوشت اور پوست آکر انسان کی شکل بالکل بدل جاتی تھی۔ گویا انسان کا جسم از سر نو تیار ہوتا تھا اور اُس کی عمر نہایت دراز ہو جاتی تھی۔ اُسکے پیدا ہونے کے مقامات اکثر پہاڑ یا پہاڑی جھیلیں اور دریا بتائے ہیں۔ اور اُنکا پتہ بھی دیا ہے۔ ہم نے پتر یگیہ کے مضمون میں لفظ سوم پر ایک مختصر سا حاشیہ صفحہ ۱۶۳ کے تحت میں دیا ہے اُسمیں ان مقامات کے نام اور بیل کی شکل کا بیان بھی درج ہے۔ شاید آجکل یہ بیل نہیں ہوتی یا اگر ہوتی ہے تو اُس کا پہچاننا اور دستیاب ہونا مشکل ہے۔ مگر کچھ ہو اُسکے استعمال کی جو شرائط لکھی ہیں اُن کو پڑھ کر ہی خوف معلوم

لہ آریہ ورت میں شراب پینے کو ہمیشہ بُرا سمجھتے رہے ہیں سنسکرت کی علم طب میں تمام منشی چیزوں کو مضر لکھا ہے چنانچہ شارنگدھر سہنتا کھنڈ اول ادھیائے ۴ شلوک ۲۱ میں لکھا ہے کہ

बुद्धिं लुम्पति यद्द्रव्यं मदकारि तदुच्यते । तमोमुष्प्रभवं च यथा मद्य सुरादिकम्"

یعنی جو شے عقل کو زائل کرتی ہے اُسے نشیلی کہتے ہیں وہ تمو گن (جہالت) کو بڑھاتے ہیں مثلاً مسکرات و شراب وغیرہ۔

مثلاً عیسائی جب کبھی یگیہ کا ترجمہ کرتے ہیں تو قربانی ہی کرتے ہیں اور مسلمان بھی یگیہ کا مطلب قربانی ہی سمجھتے ہیں اور کیوں نہ ہو اُن کے دماغ میں اپنے مذہب کی باتیں بھری ہوئی ہیں۔ یگیہ کی نسبت سوامی جی نے اس بھاشیہ بھومکا اور نیز تفسیر وید کے اندر دلایل اور حوالوں سے بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ یگیہ سے محض رفاہ عام کے نیک کام مراد ہیں۔ مثلاً روزانہ پانچ فرائض کا نام پنچ مہایگیہ ہے اور اُن سے ویدوں کا پڑھنا۔ ایشور کا دھیان کرنا۔ ہون یعنی ہوا وغیرہ کی صفائی کے لئے خوشبودار مقوی شیریں اور دافع مرض اشیاء کو آگ میں ڈالنا۔ گھر آئے مہمان۔ عالم۔ بزرگ اور دھرم کی تعلیم دینے والوں کی خاطر تواضع کرنا۔ ماں باپ کی خدمت اور اُن کی تاحیات روٹی کپڑے سے تواضع اور خبر گیری رکھنا۔ غریبوں مریضوں جانوروں اور پرندوں وغیرہ کی امداد و پرورش کرنا مراد ہے۔ اسی طرح اشومیدھ سے انتظام سلطنت مراد ہے ۳۴۔ دور کیوں جاتے ہو۔ ویدوں کی قدیم تفسیروں کو دیکھو چنانچہ شت پتھ براہمن میں لفظ یگیہ کے یگیہ قربانی نہیں ہے | اِس قدر معنی لکھے ہیں :۔

نمبر شمار	سنسکرت معنی	اُردو معنی	حوالہ کانڈ	حوالہ پرپاٹھک	حوالہ براہمن	حوالہ کنڈکا	نمبر شمار	سنسکرت معنی	اُردو معنی	حوالہ کانڈ	حوالہ پرپاٹھک	حوالہ براہمن	حوالہ کنڈکا
۱	وِراٹ	محیط کل ایشور	۱	۱	۱	۲۲	۱۰	وِشو	عالم	۱	۵	۴	۹
۲	کرم	عمل یا فعل	۱	۱	۲	۱	۱۱	نمہ	اناج یا بحر	۲	۵	۱	۴۲
۳	واک	زبان یا کلام	۱	۱	۲	۲	۱۲	وات	ہوا	۳	۱	۳	۲۶
۴	اَن	اناج۔ غذا	۱	۱	۲	۶	۱۳	آپ	پانی	۳	۷	۱	۱
۵	وِشنُو	محیط کل ایشور	۱	۱	۲	۱۳	۱۴	آہوتی	ہون کا سامان	۶	۲	۳	۲
۶	تری وِدیا	چاروں وید	۱	۱	۴	۲	۱۵	مہا	عظمت	۶	۲	۳	۱۷
۷	میرو	ریڑھ کی ہڈی	۱	۱	۶	۱۷	۱۶	آجیہ	گھی	۱۲	۳	۵	۱۸
۸	سَنوتسَر	سال	۱	۲	۳	۱۳	۱۷	مکھ	ہون	۱۴	۱	۲	۹
۹	پُرُش	جیو یا پرمیشور	۱	۲	۵	۱	۱۸	سوم	ایک رس دار بیل	۱۴	۱	۳	۱۲

پس ویدوں کے صحیح ترجمہ کرنے کے لئے لازم ہے کہ لفظ یگیہ کے موقع موقع کے مناسب ان اٹھارہ معنوں میں سے کوئی معنی کئے جاویں۔ اب عیسائیوں اور مسلمانوں سے پوچھنا چاہیئے کہ تم قربانی کہاں سے کھینچ لائے؟ یگیہ سے قربانی ہرگز مراد نہیں ہے اور نہ اُس کے کسی معنی میں ایسی بات پائی جاتی ہے جس سے قربانی کا خیال پیدا ہو سکے۔ قربانی جیسی کریہہ اور بے رحم رسم کا ویدوں کے سر منڈھنا اُنکے ذاتی عقیدے کا اثر نہیں ہے تو کیا ہے اور اُسپر خوبی یہ ہے کہ ویدوں کے قدیم مفسر صاف صاف کہہ رہے ہیں کہ

(قیاس) اور ہر قسم کے شاستروں (علمی کُتب) کا علم اچھی طرح حاصل کرے" (منوسمرتی ادھیایہ ۱۲ شلوک ۱۰۵)

ویدوں میں ایشور کی پُوجا لکھی ہے

۳۲۔ آجکل ایک بڑا دھوکا یہ دیا جاتا ہے کہ ویدوں میں ایک ایشور کی پُوجا نہیں لکھی بلکہ کئی دیوتاؤں کی پُوجا یا عناصر پرستی لکھی ہے یہ دھوکا صرف لفظ دیوتا سے واقع ہوا ہے۔ ورنہ ویدوں میں کہیں بھی عناصر پرستی یا مُورتی یا دیوتاؤں کی پوجا نہیں ہے۔ ویدوں میں منتر کے مضمون کو دیوتا کہتے ہیں۔ دیوتا منتر کے معنی کو دیپن (ظاہر عیاں یا روشن) اور دیوتن (واضح اور مشرح) کرنیوالے ہیں۔ ویدوں میں ۳۳ دیوتاؤں کا بیان ہے۔ ایشور، جیو اور نیز بڑی بڑی کارآمد و پُرفیض و فائدہ مادی اشیاء مثل آگ ہوا۔ پانی سورج وغیرہ ویدوں کے دیوتا ہیں یعنی ویدوں میں اِن کی تعریف بیان کیگئی ہے[۵۱]۔ ویدوں میں لفظ دیو۔ یکیہ وغیرہ الفاظ کی طرح کثیر المعنی لفظ ہے۔ اس کو ہر ایسے جاندار یا بیجان شے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس میں عمدہ گُن۔ وصفت یا تاثیر نیک اعمال اور عاداتِ حسنہ یا روشنی پائی جاوے۔ اس وید بھاشیہ بھومکا میں سوامی جی نے لفظ دیوتا کے معنی نِرُکت نگھنٹو وغیرہ کے حوالہ سے بالکل صاف کر دیئے ہیں اور شتپتھ برہمن کے حوالے سے یہ بھی دکھا دیا ہے کہ سچا اُپاسیہ دیو (معبود مطلق) صرف ایک پرمیشور ہی ہے کیونکہ پرمیشور کو بھی دیو کہتے ہیں جو حوالے سوامی جی نے اس بھومکا میں دئیے ہیں[۵۲]۔ اُن کے مطابق لفظ دیو کے معنی ایشور۔ عالم۔ حواس۔ عناصر وغیرہ ہوتے ہیں۔ ایک ہی لفظ کے کئی معنے ہونا ویدوں سے خصوصیت رکھتا ہے۔ اس کو شلیش النکار یعنی صنعت کثیر المعانی کہتے ہیں اور مضامین وسیع کو مختصر الفاظ میں بیان کرنے کے لئے اس صنعت کا استعمال کرنا نہایت لازمی ہے۔ اسی طرح الفاظ اگنی۔ وایو۔ اندر۔ برہسپتی۔ متر۔ ورن۔ یم۔ کال۔ پُرش۔ یکیہ برہم سوم وغیرہ بھی کثیر المعانی لفظ ہیں۔ چونکہ ویدوں میں ظاہری یا مادی (دیو ہارک) اور باطنی یا روحانی (پرماتھک) دونوں مضامین کا بیان ہے اور اُن میں بھی پرمارتھک (باطنی یا روحانی علم) مقدم ہے۔ اِس لئے اُن سب الفاظ سے اوّل ایشور مُراد ہے اور دوم درجہ پر آگ وغیرہ دُنیوی اشیاء۔ سوامی جی نے قدیم تفسیروں اور شاستروں کے حوالے سے ان الفاظ کے معنے پرمیشور ثابت کر دیئے ہیں اسلئے ہمیں اُن کی نسبت یہاں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے +

ویدوں کی تفسیر میں ذاتی اعتقاد کا دخل

۳۳۔ مگر اس امر کا بیان کرنا ضروریات سے ہے کہ جو ترجمے ویدوں کے آجکل مروج ہیں اُن میں مترجموں کے اپنے ذاتی خیالات اور اُنکے مذہبی عقاید کا بہت کچھ دخل پایا جاتا ہے[۵۳]

---

[۵۱] ویدوں میں بیجان اشیاء کے لئے ضمیر حاضر کا آنا ایک قاعدہ استثنائی ہے جو ویدوں سے مخصوص ہے۔ اس بات کو ہم فقرہ ۵۱ میں قدیم کتب کے حوالوں سے بیان کرینگے۔

[۵۲] دیکھو صفحہ ۳۹ تا ۵۰ ترجمہ بھومکا

[۵۳] ویدوں کے ترجمہ میں ذاتی رائے یا اعتقاد کا دخل مہابھارت کے بعد سے چلا ہے۔ چنانچہ مہابھارت میں بھی ایک کتھا آتی ہے جس میں ایک لفظ اج پر بحث آ دشی اُسکے معنی اُن (غلہ یا اناج) بتاتے تھے اور دوسرا گروہ بکرا۔ راجہ نبھو نے رعایت سے گروہ ثانی کے حق میں فیصلہ دیا اور اس جھوٹ کی سزا میں وہ زمین کا پیوند ہو گیا۔ (دیکھو شانتی پرب۔ موکش دھرم۔ ادھیائے ۱۶۳)

انجیل کے لئے دین اور ایمان کو تصدق کر دینے والے ہیں۔ وہاں دوسری طرف ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ شتپتھ وغیرہ براہمن قدیم رسمی شعار۔ بیغرض اور حق پرست رشیوں کی بنائی ہوئی کتابیں ہیں اور سوامی دیانند سرسوتی جی جو اُنکی تفسیروں کو اس زمانہ میں سرسبز کرنے والے ہوئے ہیں۔ خود سچے رشی۔ پاکباطن۔ عالم اور قدیم تفسیروں کے اس زمانہ میں ایک ہی یکتا ماہر تھے۔ علاوہ ازیں جس نے سنسکرت کی بڑی بڑی تین ہزار سے زیادہ کتابیں پڑھی ہوں۔ اُس کے مقابلہ میں چند پُرانوں یا کاویہ وغیرہ کے پڑھے ہوئے پنڈت یا انگریز کیا حقیقت رکھ سکتے ہیں اسلئے سوامی جی کی بنائی ہوئی تفسیر ہی سچی تفسیر ہو سکتی ہے اور ہم اسی اعتقاد سے اُس کو اُردو زبان میں شہرت دینا چاہتے ہیں ✣

۳۰۔ چونکہ وید دُنیا کی سب سے پُرانی کتابیں ہیں۔ اسی وجہ سے اُن میں حال کی کتابوں کی طرح مذہب وغیرہ کا جھگڑا نہیں ہے۔ ویدوں میں تمام عالمگیر سچائیاں پائی جاتی ہیں کسی خاص مذہب کی تبلیغ نہیں ہے۔ مت۔ سمپردایہ۔ فرقہ۔ مذہب وغیرہ لفظ اور اُن کی تفریق صرف ضد و تعصب کا نتیجہ اور زمانہ حال کی ایجادوں میں شامل ہے۔ ویدوں میں صرف علمی اور سچی باتیں ہیں۔ پس سچا علم حاصل کرنا۔ دوسروں کو سچائی پر عمل کرنے کی ہدایت کرنا اور خود راستی پر چلنا ویدک[1] دھرم ہے۔ وہ سچائی کیا ہے؟ اس کا جواب ویدوں کے مطالعہ اور کائنات کا مشاہدہ کرنے سے بخوبی ملیگا۔ اس میں ہر شئے کی اصلی حقیقت بیان کی ہے دنیا کے اندر جس قدر چیزیں نظر آتی ہیں ویدوں میں اُنکی صحیح صحیح ماہیت بیان کی ہے۔ کیونکہ صانع ایزدی کے علم سے صانع قدرت کا علم ہوتا ہے۔ جبتک ہمیں کسی انسان کے کام یا کلام کے دیکھنے یا سُننے کا موقع نہیں ملتا۔ ہم اُسکی نسبت کچھ نہیں جان سکتے اور نہ اُس کی نسبت رائے دے سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر دھرم کا سب سے بڑا مقصد الیشور کو جاننا اور اُس سے ملنا مانا جائے تو لازم ہے کہ ہم اُس کے بنائے ہوئے سامان عالم کا علم حاصل کریں۔ کیونکہ اُسکی غیر متناہی طاقت علم اور صفات کا صحیح علم صرف اسی طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں منوجی فرماتے ہیں کہ جو سچے دل سے دھرم کو جاننے اور اس پر عمل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں اُنکے لئے وید پرم پرمان (سچے رہبر اور صراط المستقیم) ہیں اُن سے بڑھ کر کوئی سند نہیں"۔ [منوادھیائے ۲ شلوک ۱۳] ✣

۳۱۔ یہ بھی واضح رہے کہ جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ دھرم میں عقل و دلیل کا کچھ کام نہیں ہے۔ وہ سخت غلطی پر ہیں کیونکہ جس بات کی بنا عقل و دلیل پر نہیں وہ لازمی طور پر جنون و جہالت پر مبنی ہوئی اسی وجہ سے رشی لوگ کہہ گئے ہیں کہ "جو شخص ترک (دلیل و معقولات) سے تحقیقات کرتا ہے وہی دھرم کا علم حاصل کرتا ہے دوسرا نہیں" [نروکت ادھیائے ۲ شلوک ۱] جو شخص دھرم کو قرار واقعی جاننا چاہتا ہے اس کو چاہیئے کہ پہلے پرتکش (علم الیقین یقین الیقین اور حق الیقین) الغرض

[1] دیکھو دھرم کی تعریف نروکت ادھیائے ۲ شلوک ۱-۱۲ اور ادھیائے ۱ شلوک ۱۰۸ اور ادھیائے ۲ شلوک ۹۱ و ۹۲ و ۷۵ و ۷۰ و ۷۶ اور ادھیائے ۲ شلوک ۳۱۶ و ۶ و ۸ و ۱۰ اور ادھیائے ۲ شلوک ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۶۵ و ۲۳۸ تا ۲۴۰ و ۲۴۲ و ۲۴۳ وغیرہ۔ نیز دیکھو ویدوکت دھرم کا بیان صفحہ ۶۴۔ لغایت ۶۷ پر ✣

صحیح و معتبر ترجمہ کی ضرورت

ہے کہ محنت کر کے اپنے دھرم کی کتابوں کو اُن کی اصلی زبان میں مطالعہ کریں۔ پنڈت اپنے ٹکے کی فکر میں غلطان و پیچان ہیں۔ اُنہیں اس بات کی فرصت ہی کب ہے کہ اس طرف توجہ دیں۔ بہت زور مارا تو دیا کرن میں سارسوت۔ چندر کا پڑھ لی۔ شیکھر اودھا اور ہورا چکر پڑھ کر کمانیکا کا فی سامان ہو ہی جاتا ہے۔ بہت شوق رہوا ایک آدھ پُران پڑھ لیا۔ اور بھاگوتی پنڈت کہلانے لگے سخت حیرانی کی بات ہے کہ اس ٹوٹی حالت میں ویدوں کے مطالب کا رواج ہو تو کس طرح ہو۔ آخر کار سوامی جی نے سوچا کہ اس زمانہ کی کمزور اولاد کی طاقت اور دماغ کہاں جو ویدوں کے پڑھنے کی ہمت کر سکیں۔ بہتر ہوگا کہ ان کے لئے ویدوں کے مطالب کو آسان سنسکرت میں بیان کر دیا جاوے۔ تا کہ عوام الناس کو ویدوں کے اصلی سدھانت کے سمجھنے کا موقع مل جاوے۔ اور یہ بات روشن ہو جاوے کہ انگریزی وغیرہ زبانوں کے موجودہ ترجمے ہمیں کس قدر دھوکے میں ڈال رہے ہیں۔ سوامی جی آریاورت کے صرف اُن پنڈتوں کے ترجموں کی تردید کرتے ہیں جو اُس زمانہ کی پیدائش ہیں جبکہ موجودہ بناوٹی پُران رواج پا چکے تھے۔ ویدمنتروں کی قدیم تفسیریں جو شتپتھ وغیرہ براہمنوں اور ویدوں کی ایک ہزار ایک سو ستائیس شاکھاؤں میں موجود ہیں اُن کی سوامی جی تردید نہیں کرتے[۵۱] بلکہ اُن کی صرف یہ کوشش ہے کہ موجودہ غلط ترجموں کا رواج بند ہو کر اُن قدیم تفسیروں کو دوبارہ از سر نو رواج دیا جاوے۔ پس آجکل کی کمزور آریہ نسل جو روٹی کمانے کے علم یعنی انگریزی وغیرہ کی تعلیم کے بعد اپنے دماغ میں اسقدر گنجائش نہیں دیکھتی کہ قدیم رشیوں کی کتابوں کو پڑھ کر ویدوں کے مطالب سمجھنے کی محنت کرے[۵۲]۔ وہ سوامی جی کی تفسیر سے جو نہایت سلیس اور آسان سنسکرت میں کیگئی ہے فائدہ اُٹھا سکتی ہے۔ اُن کو واجب ہے کہ معمولی سنسکرت پڑھیں اور اسقدر لیاقت حاصل کریں کہ سوامی جی کی سنسکرت کو جو نہایت آسان اور فصیح ہے سمجھ سکیں۔ سوامی جی فرماتے ہیں کہ "اوّل تو باقاعدہ براہمنوں اور ویدوں کے انگوں اور اُپانگوں کو پڑھ کر ویدپڑھنے کی لیاقت حاصل کرنی چاہئے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ایسی تفسیر کو پڑھ کر جسے ان تمام کتابوں کے پڑھے ہوئے عالم نے بنایا ہو ویدوں کے معنی کا علم حاصل کرنا چاہئے[۵۳]۔" پس جہاں ایک طرف ہمیں یہ معلوم ہے۔ کہ مروجہ تفسیریں یا تو اُن دنیادار اور خود غرض پنڈتوں نے لکھی ہیں جن کے دماغ میں پُرانوں کی کہانیاں سمائی ہوئی تھیں اور جو دام مارگ وغیرہ متوں کے پیرو تھے یا اُن اہالیان یورپ نے بنائی ہیں جو صریح سایٹن ہی دھرم وغیرہ کا جھوٹا کھانے والے۔ ویدوں کے سخت بدخواہ دشمن اور اپنے مذہب اور کہانیوں سے بھری

---

۵۱ دیکھو صفحہ ۲۰۰ ترجمہ بھومکا۔ ۵۲ منوجی شاستروں کے مطالعہ اور ویدوں کے پڑھنے کو سب کا فرض بتلاتے ہیں۔ دیکھو منو سمرتی ادھیایہ ۴ شلوک ۱۹ و ۲۰۔ ۵۳ دیکھو صفحہ ۱۹۸۔ ترجمہ بھومکا +

سمجھ میں نہیں آسکتے۔ جو لوگ انگریزی ترجموں کے بھروسے پر رہتے ہیں وہ سخت خطا کرتے ہیں۔ کیونکہ اوّل تو اہل یورپ اپنے مذہب یعنی انجیل پر کسی کو سبقت دینا گوارا نہیں کر سکتے۔ دوم وہ اس قدر لیاقت نہیں رکھتے کہ ویدوں کے مطالب صحیح صحیح سمجھ سکیں۔ چنانچہ جرمنی کے مشہور فلاسفر شوپن ہاٹر صاحب Schopenhauer فرماتے ہیں کہ سنسکرت کتابوں کے اُن ترجموں کو دیکھ کر جو انگریزوں نے کئے ہیں مجھے یقین پڑتا ہے کہ انگریز سنسکرت زبان کو اچھی طرح نہیں سمجھتے بلکہ اُن کو سنسکرت زبان کا صرف اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنا کہ ایک کالج کے طالبعلم کو یونانی زبان کا"۔ یعنی مراد یہ ہے کہ سنسکرت کو سمجھنے کے لئے تمام عمر اُسی کے مطالعہ میں صرف کرنیکی ضرورت ہے۔ معمولی طور پر اختیاری مضمون کی حیثیت میں سنسکرت کو پڑھنے سے اُس میں مہارت پیدا نہیں ہو سکتی۔ سوامی جی ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں۔ کہ جس قدر سنسکرت زبان کا رواج اور ترقی آریاورت (ہندوستان) میں پائی جاتی ہے اُتنی کسی دوسرے ملک میں نہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ مُلکِ جرمنی میں علم سنسکرت کا بہت رواج ہے اور جس قدر سنسکرت میکس میولر صاحب نے پڑھی ہے۔ اُتنی کسی نے نہیں پڑھی۔ یہ بات صرف کہنے ہی کی ہے۔ کیونکہ جہاں کوئی بڑا درخت نہیں ہوتا وہاں ارنڈ ہی درخت بن جاتا ہے۔ پس مُلک یورپ میں سنسکرت کا رواج نہ ہونیکی وجہ سے اہالیانِ جرمنی اور میکس میولر وغیرہ کا تھوڑا سا پڑھا ہوا بھی اُس ملک کے باشندوں کو بہت بڑا نظر آتا ہے۔ مگر آریاورت کی طرف نگاہ کی جاوے تو وہ ادنے درجے میں بھی شمار نہیں ہو سکتے کیونکہ مُلک جرمنی کے ایک پرنسپل صاحب کی چٹھی سے مجھے معلوم ہوا کہ وہاں زبان سنسکرت کی چٹھی کا مطلب سمجھنے والے بھی کم ہیں اور میکس میولر صاحب کی سنسکرت ساہتیہ اور تھوڑا سا ویدکا ترجمہ دیکھکر مجھے معلوم ہوا کہ میکس میولر صاحب نے اِدھر اُدھر سے آریہ ورت کے لوگوں کی بنائی ہوئی شرحیں دیکھکر کچھ تھوڑا تھوڑا کی ہے" (دیکھو ستیارتھ پرکاش باب ۱۱ کے شروع میں)۔

پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو معمولی چٹھی کے مطلب کو نہیں سمجھ سکتے وہ ویدوں کو کیا خاک سمجھ سکتے ہیں۔

۲۸۔ کسی عبارت کو مطلب سمجھنے کے بغیر پڑھنا کچھ فائدہ نہیں دیتا اور یہی وجہ ہے کہ اگرچہ بعض پنڈت ویدوں کے منتر طوطے کی طرح پڑھ لیتے ہیں مگر اُن کا مطلب نہ سمجھنے کی وجہ سے اُن پر عمل نہیں کرتے اور جب تک منتروں کے مطلب کو نہ سمجھا جائے۔ تب تک دل میں اثر ہونا یا اُن پر عمل ہونا محال ہے۔ اسی وجہ سے آجکل کے لوگ دھرم سے گرے ہوئے ہیں اور وید پاٹھی رنڑے "چار پائے بردکتابے چند" ہیں۔ چنانچہ کہا ہے کہ مطلب سمجھے بغیر کتاب پڑھنا ایسا ہے جیسے گدھے کی پیٹھ پر چندن کا بوجھ یا درختوں کا خوشبودار پھولوں سے لدا ہونا +

بنا مطلب سمجھے پڑھنا بے سود ہے

۲۹۔ ہمارے ملک کے لوگوں کا اب کچھ ایسا حال ہو گیا ہے کہ اپنے دھرم سے بالکل بیخبر ہیں اور نہ یہ ہمت

(۴) چاروں ورنوں کے اُصول تینوں لوکوں (یعنی لطیف، کثیف اور روشن عالم) کا علم۔ چاروں آشرم کے قواعد۔ ماضی۔ حال اور مستقبل کا حال الغرض سب باتیں ویدوں ہی سے نکلی ہیں۔"

[منوسمرتی۔ ادھیائے ۱۲۔ شلوک ۹۷]

پس جب آریاورت کے تمام اعلیٰ درجہ کے عالم اور خصوصاً ویدوں کے مطالب سمجھنے والے رشی متفق اللفظ اِس بات کو مانتے ہیں کہ تمام علوم ویدوں سے نکلے ہیں[۵۱]۔ تو پھر اُنکے سامنے ویدوں کے بدخواہوں کی رائے کیا وقعت رکھ سکتی ہے۔ اسلئے ثابت ہوا کہ ویدبذاتِ خود مکمل ہیں اور تمام دُنیا میں جس قدر علم مشہور و جاری ہوا ہے وہ سب انہیں سے نکلا ہے۔ یہ بات اسی سے ظاہر ہے کہ آیُرید وغیرہ چار اُپ وید اور شکشا وغیرہ چار براہمن تِیکشا وغیرہ چھ ویدانگ اور نیائے شاستر وغیرہ چھ اُپانگ سب ویدوں کے حوالے دیتے ہیں۔ شنکر آچاریہ جی فرماتے ہیں کہ "اگرچہ ویدوں کے مطالب کی تفصیل کے لئے پانینی وغیرہ عالموں نے دیاکرن وغیرہ شاستر (علمی کُتب) بنائے۔ مگر ویدوں میں اس سے بھی زیادہ گیان کا ذخیرہ ہے"[۵۲] ویدوں میں قرآن وغیرہ کی طرح دوسری کتابوں کا حوالہ نہیں ہے اور نہ اُن میں کوئی بات کسی کتاب سے نقل کیگئی ہے۔ دُنیا کی کوئی الہامی یا دیگر کتاب ویدوں کی طرح اس قدر مکمل نہیں ہے کہ اُس سے تمام علوم پیدا ہوسکیں۔ بلکہ ۶۶ انجیلیں اپنے ترجموں اور قرآن اپنی حدیثوں اور روایتوں سمیت بھی دُنیا کے تمام علم چھوڑ کسی ایک شاخ کے مخزن ہونے کا دعوےٰ نہیں کرسکتے۔

۲۷۔ ویدوں کو باعنی پڑھنے کی تاکید خود ویدوں میں کیگئی ہے۔ اور نِرکت[۵۳] وغیرہ میں بھی اس امر کی تاکید[۵۴] ہے۔ چونکہ ویدوں میں تمام علوم کو اصول کے طور پر بیان کیا ہے۔ اور پھر اُنہیں علوم کی تشریح مفصل طور پر ویدکے انگوں اور اُپانگوں وغیرہ میں کیگئی ہے۔ اسلئے اُن کو کماحقہٗ سمجھنے کے لئے لازم ہے کہ اوّل وید کے انگ اور اُپانگ پڑھے جاویں تاکہ اُن کے پڑھنے کے بعد وید کے مطالب بخوبی ذہن میں آسکیں۔ ویدوں کے پڑھنے کے لئے جن کتابوں کا اوّل پڑھنا ضروری ہے اُنکو سوامی جی نے "پڑھنے پڑھانے" کے مضمون کے اخیر میں بیان کردیا ہے۔ اگر انسان اوّل اِن کتابوں کو عبور کرلیوے تو اُس کو ویدوں کے سمجھنے کا مادہ حاصل ہوسکتا ہے۔ سنسکرت کی مروجہ کتابیں پڑھنے سے وید

ویدوں کو باعنی پڑھنے کی ضرورت

---

۵۱ اہل یورپ اگرچہ ویدوں میں تمام علوم کو نہیں مانتے مگر سنسکرت زبان میں تمام علوم کا موجود ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ مگر ایک بات کے ماننے سے دوسری بات بھی اُسی میں آجاتی ہے۔ کیونکہ رشیوں نے تمام علوم کو ویدوں سے ظاہر کیا ہے۔

۵۲ دیکھو شنکر آچاریہ کی شرح ویدانت درشن ادھیایہ اپاد آ۔ سُوتر ۳ پر۔ نیز دیکھو صفحہ ۲۳ ترجمہ ہذا۔

۵۳ دیکھو صفحہ ۱۹۶ لغائت ۱۹۸ ترجمۂ بھومکا۔

۵۴ نیز دیکھو منوسمرتی ادھیایہ ۲ شلوک ۱۶۸ جہاں لکھا ہے کہ جو شخص وید کو نہ پڑھے اور دوسری جگہ محنت کرے وہ جلد اپنے خاندان سمیت شودر کے درجہ کو پاتا ہے۔

ہیں اُسکی عدم موجودگی کب گوارا ہوسکتی ہے۔ کہتے ہیں کہ مُروجہ قرآن کے مقابلہ پر فیضی نے بے نقطہ قرآن لکھا تھا مگر اس کو کسی نے الہام نہ مانا۔ انجیل کی بابت تمام دُنیا جانتی ہے کہ اُس میں ہزاروں ترمیمیں کی گئیں اور سدھانت کچھ کے کچھ بدل گئے۔ انجیلوں کے تحریف اور سدھانتوں کے بدل جانے سے رومن کیتھلک اور پروٹسٹنٹ دو بڑے اور سینکڑوں چھوٹے چھوٹے فرقے بن گئے۔ اس کے خلاف آغازِ دُنیا سے لیکر ابتک ویدوں میں ایک نقطہ تک کا فرق نہیں ہوا ہے[۱۵]۔ کیونکہ ویدوں کے سینہ بسینہ چلے آنے کے علاوہ چھند (عروض) بھی اُن کی حفاظت کا باعث ہیں۔ پس جب ان تمام باتوں پر غور کیا جاتا ہے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ویدوں کے سوائے اور کوئی کتاب الہامی نہیں ہوسکتی۔

۸۔ بہم وجوہ مکمل اور مستند بالذات ہو

۲۶۔ ویدوں میں اصول کے طور پر تمام علوم کا بیان ہے۔ اکثر لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ سوامی جی کی اختراع ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ جو لوگ سوامی جی کی باتوں کو انوکھی سمجھ کر اچنبھا کرتے ہیں وہ عموماً پرانے شاستروں سے واقف نہیں ہوتے۔ آجکل اس ملک میں ویدوں کا رواج نہیں ہے اور اگر اہل یورپ ویدوں پر کچھ لکھتے ہیں تو اُن کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس ملک کی موجودہ جہالت اور خصوصاً مذہبی کتابوں کی بے خبری سے ناواجب فائدہ اُٹھایا جاوے۔ اسلئے جب سوامی جی نے ویدوں کے سچے مطالب کو ظاہر کرنا شروع کیا تو ان کی بات پھیکی پڑنے لگی جس پر غصہ آنا ایک قدرتی نتیجہ تھا۔ پس اگر وہ سوامی جی کو جھٹلانے کی کوشش کریں تو سمجھو کہ اُنہیں اپنی بات کی سچ ہے۔ جھوٹے قرار پانیکا خیال اور خصوصاً اپنے ملک مذہب کی بیجا حمایت کب گوارا کرسکتی ہے کہ وہ سچ کو مان سکیں۔ ویدوں میں تمام علوم کا موجود ہونا گُرو تم منی۔ واتسیاین رشی اور منو مہاراج کے مندرجہ ذیل حوالوں سے ثابت ہے۔

(۱) "ویدا اسی طرح مستند ہیں جس طرح آیُروید (علم طب وغیرہ کی علمی کتابیں) مستند ہیں"

[نیائے شاستر ادھیائے ۲۔ اہنک ۱۔ سُوتر ۶۷]

(۲) جو لوگ ویدوں کے مطالب کو کما حقہٗ سمجھنے والے (رشی یا درشٹا) ہوئے ہیں وہی تمام علوم کو ایجاد یا بیان کرنے والے (پرُوکتا) ہوئے ہیں"۔ [واتسیاین رشی کی شرح سُوتر مذکور پر]

گویا بالفاظ دیگر رشیوں نے تمام علوم کو ویدوں سے نکالا ہے۔

(۳) ویدوں میں انست (بے پایاں) گیان ہے۔ یعنی اگرچہ وید کے الفاظ محدود ہیں۔ مگر بصورتِ معنی وید بے پایاں ہیں"۔ [تیتریہ براہمن]

---

[۱۵] اس ملک کے لوگ کہتے ہیں کہ سوامی جی نے وید ملک کے منتروں کو بدل ڈالا ہے۔ مگر یہ اُن کی ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ ویدوں کے بدلنے کی ابتک کسی کو مجال نہیں ہوئی۔ بلکہ یُورپ کے سنسکرت دان عالموں نے کچھ گڑبڑ کرنے کی کوشش کی تھی مگر پیش نہ چلی۔ چنانچہ میکس میولر صاحب اس بات کا ذکر اپنی رگوید سہنتا کی جلد اوّل کے دیباچہ میں صفحہ ۴۴ پر کرتے ہیں۔

لکھیں[۵۱] اور منوسمرتی وغیرہ کتابوں میں تحریف بھی کی۔ مگر ویدوں کے مقابلہ میں کوئی نیا وید بنانے یا اُس کے اندر تحریف کرنیکی کسی کو مجال نہیں ہوئی۔ یہ وجہ نہیں ہے کہ اُن کی عزت و تعظیم کے خیال سے ایسا نہیں کیا گیا کیونکہ چارواک جیسے بہادر بھی ہندوستان میں ہو چکے ہیں جو ویدوں کو بھانڈوں کی گپ بتا گئے ہیں مگر اُن کی یہ مجال نہ ہوئی کہ جہاں اپنے آگم اور تنتر کے شاستر بنائے۔ ایک وید بھی اپنے خیالات کا بنا جاتے بلکہ اصلی وجہ یہی ہے کہ عروض کا وہ کمال اور الفاظ کا لغوی معنی میں قائم رکھنا انسان کی طاقت سے باہر ہے اور ویدوں کی حفاظت کا انتظام ایشور کی قدرت سے ہر زمانہ میں قائم رہتا ہے۔ تمام علوم جو ساڑھے اُنتیس ہزار سے کم منتروں میں بیان کر دئے گئے۔ اُسکی وجہ یہی ہے کہ لفظوں کو لغوی معنی میں رکھا گیا اور شلیش النکار (صنعت کثیر المعانی) کے ذریعہ سے ایک ہی لفظ سے دس دس علمی باتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ سوامی جی لکھتے ہیں کہ "اگر ایسا نہ کیا جاتا (یعنی صنعت کثیر المعانی کو استعمال نہ کیا جاتا) تو کروڑوں شلوک یا منتر اور ہزاروں کتابیں بنا دیتے تب بھی علم کا بیان میں آنا ممکن نہ تھا[۵۲]۔ واضح رہے کہ ویدوں میں اکثر نہایت باریک علمی اصول کو انکاروں یعنی ایسے قدرتی واقعوں کی تمثیل سے جو روزمرہ ہماری آنکھوں کے سامنے واقع ہوتے رہتے ہیں بیان کر دیا ہے جو علم کا درجۂ کمال ہے۔ کیونکہ جب انسان کسی علمی اصول کی تہ کو پہنچ جاتا ہے تب اُس کو یہ ملکہ حاصل ہوتا ہے کہ اُس کو تمثیلوں اور استعاروں میں بیان کر سکے۔ تمثیل یا تلازمہ کا یہ فائدہ ہے کہ اُس کے ذریعہ سے معمولی عقل کا انسان بھی باریک سے باریک علمی بات کو بآسانی سمجھ لیتا ہے۔ چنانچہ نیائے شاستر میں درشٹانت (تمثیل) کی تعریف یہی کی ہے کہ جس سے دُنیا کے عام لوگوں اور متبصر یعنی دلیل و عقل سے باریک علمی باتوں کو دریافت کرنے یا سمجھنے والوں کی عقل ایک سطح پر آجائے اُسے درشٹانت کہتے ہیں دیکھو نیائے شاستر ادھیائے ۱ - اہنک ۱ سوتر ۲۵) گویا جسکے ذریعہ سے اعلےٰ سے اعلےٰ علمی اصول عوام الناس کی سمجھ میں آسکیں وہ درشٹانت ہے اور ہر ایک انکار اور اُپما النکار بھی محض درشٹانت ہیں۔ اس سے ایشور کے رحیم کامل ہونیکا بھی ثبوت ملتا ہے۔ ویدوں میں تمام علمی اصول کا آسان عبارت اور مختصر الفاظ کے اندر مکمل بیان ہونا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ اُن کا صانع ایشور ہے نہ کہ انسان۔ ویدوں کے سوائے اور کسی کتاب میں یہ نشان نہیں پایا جاتا۔ کس انسان کی مجال ہے کہ صنعت لفظی کے کمال کے ساتھ صنعت معنوی کو نباہ سکے۔ قرآن وغیرہ میں صرف سجع اور مقفےٰ عبارت ہے۔ عروض کا کچھ تعلق نہیں اور نہ انجیل میں عروض کو دخل ہے۔ پس جس صورت میں ہم عروض کو زبان کا کمال تصور کرتے ہیں تو الہامی کتاب

---

[۵۱] دیکھا جاتا ہے کہ زمانہ حال میں عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے ہر نئے مت والے نے اپنی اپنی کتابیں بنائیں اور اُن کو پرانی کتابوں کے نام سے مشہور کر دیا۔ مثلاً جینیوں کے ہاں اپنی قسم پران رامائن اور سلوتر گیتا وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ ۱۲

[۵۲] دیکھو صفحہ ۲۱۴ +

امن امان۔ علوم کی ترقی اور دھرم کے عروج کا زمانہ تھا۔ مگر مہابھارت کے بعد جب سے ویدوں کا رواج بند ہوا تب سے اب تک برابر دُنیا پر آفتیں نازل ہو رہی ہیں اور آگے بھی جب تک وید کی ہدایت پر عمل شروع نہ ہوگا دنیا کو امن یا راحت نصیب ہونا مشکل ہے۔ مہابھارت کو جیسا کہ ہم ابھی اُوپر ذکر کر چکے ہیں پانچ ہزار برس کے قریب گذرتے ہیں۔ عام طور پر اس سے پیشتر کا کوئی الہام تسلیم نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ دنیا کی عمر اس وقت نو ارب کے قریب ہے پس ظاہر ہوا کہ اس سے پیشتر دو ارب سال کے قریب تک برابر وید ہی کا رواج تھا۔ اور اس عرصہ میں برابر اُس کی تعمیل ہوتی رہی کبھی اُس کی ہدایتوں کو منسوخ وغیرہ کرنے کی ضرورت نہ پڑی۔ نہ اب تک وید کا ایک حرف تک بدل سکا۔ یہ بات دوسری ہے کہ اب براہ راست اُس پر عمل نہیں ہے۔ مگر سوامی جی فرماتے ہیں کہ جس قدر سچا علم و معرفت روئے زمین پر کسی کتاب یا کسی کے سینے میں پایا جاتا ہے وہ سب وید[۵۱] ہی سے نکلا ہے"۔ یہ بالکل سچ ہے کیونکہ وید دُنیا کی سب سے پُرانی کتاب ہے پس ایک طرح دیکھا جاوے تو جو نیک اصول دُنیا میں اس وقت جاری ہیں اور جن پر عمل کیا جاتا ہے وہ سب وید ہی کی تعمیل ہے۔ جہاں دیگر ایسی کتابوں میں جو الہام مانی جاتی ہیں ہزاروں اختلافات ہیں اور ایک دوسرے کو رد کرنے والے اصول و احکام پائے جاتے ہیں۔ وہاں ویدوں میں ایک بات بھی ایسی نہیں جس کے خلاف دوسری جگہ کچھ اور لکھا ہو یا جو صرف ایک خاص زمانہ تک اثر رکھ کر بعد میں بے اثر ہو گئی ہو۔ ویدوں کے غیر فانی ہونے پر سوامی جی نے اس بھومکا میں بڑی عالمانہ بحث کی ہے جو قابل دید ہے۔ قرآن اور انجیل وغیرہ میں جو باہمی اختلافات ہیں وہ اس قدر مشہور ہیں کہ اُنکے بیان کرنیکی ضرورت نہیں اور نہ اس مختصر دیباچہ ہی میں اُنکی تفصیل کی گنجایش ہے۔

۲۵۔ ویدوں میں عروض کا کمال۔ الفاظ کا کثیر المعانی ہونا۔ لفظوں کا مصدری یا لغوی معنی رکھنا اور الفاظ کی بندش اُن کے الہامی ہونے کا اعلیٰ ثبوت ہیں۔ یہ بات کمال انسانی کے احاطہ سے باہر ہے جس کا سب سے بڑا ثبوت یہی ہے کہ اگرچہ آج کے دن سنسکرت زبان میں کوئی پُرانی کتاب ایسی نہیں ملتی جس کے مقابلہ میں اُسی طرز پر نئی کتاب دلکھی گئی ہو یا خود اُس کتاب کے اندر کچھ تحریف کی گئی ہو۔ مگر وید اس سے بری[۵۲] ہیں۔ براہمنوں کے مقابلہ میں بنا دٹی براہمن۔ اُپنشدوں کے مقابلے میں فرضی اُپنشد شاستروں کے مقابلہ میں جھوٹے شاستر۔ الغرض ہر قسم کی کتابیں پُرانی کتابوں کے مقابلہ میں سمپردائیوں نے

۷۔ انسانی تصانیف سے تنزہ ہونے کی بندش اُن کے الہامی ہونے کا اعلیٰ ثبوت ہیں۔

۵۱ دیکھو صفحہ ۱۹۸ و ۱۹۹۔

۵۲ کرشن یجروید کی نسبت پنڈت گوردت بھی لکھتے ہیں کہ وہ صرف براہمن ہے وید نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ براہمنوں کی عبارت پر بھی اکثر سُور لگائے جاتے ہیں۔ مثلاً جرمنی کے چھپے ہوئے شتپتھ براہمن میں سُور لگے ہوئے ہیں۔ مگر اس سے براہمن وید نہیں بن سکتے کیونکہ سُور سنسکرت کی ہر کتاب پر لگائے جا سکتے ہیں۔ ۱۲

۳- قانون قدرت کے خلاف نہ ہو

میں تمام طبعی اور روحانی علم بدرجۂ کمال بیان کیا گیا ہے۔ اوّل اس وید بھاشیہ بھومکا کے مطالعہ سے ہی ظاہر ہو جائیگی اور نیز جب تمام و کمال تفسیر وید کو پڑھا جائیگا تو یہ بات ضرور ہی درجہ ثبوت کو پہنچ جائیگی۔ ویدوں کے سوائے دیگر تمام الہامی کتب خود قانون قدرت کے خلاف پیدا ہوئی ہیں اور اُن میں اکثر عقل و قیاس سے باہر باتیں بنام نہاد معجزہ[1] بیان کی گئی ہیں جن کا کوئی علمی ثبوت نہیں ملتا۔ ویدوں کی نسبت منوجی کہتے ہیں کہ "پرمیشور نے پیدائش عالم کے وقت وید کے الفاظ کے مطابق سب چیزوں کے نام۔ اُن کے کام اور صورتیں قائم کیں (منو ۱-۲۱) پس جب کہ قانون قدرت جو ویدوں کے مطابق ہے تو پھر وید قانون قدرت کے خلاف کس طرح ہو سکتے ہیں۔ وید دراصل علم الٰہی ہے اور ایشور کائنات کو اپنے علم (وید) کے مطابق بناتا ہے۔ اسلئے وید اور قانون قدرت دونوں دراصل ایک ہی ہیں۔

۲۲- ویدوں میں کہانیوں کا نہ ہونا۔ مستند و غیر مستند کتابوں کے مضمون سے ثابت ہو جائیگا

۴- اس میں کہانیاں نہ ہوں

اس بات سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ انجیل اور قرآن وغیرہ میں کہانیاں بھری ہیں اور ویدوں میں فسانے بتانا گویا روئے آفتاب کو مشت خاک سے مکدر کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ آج کے دن ویدوں کے سوائے جن کتابوں کو الہامی مانا جاتا ہے اُن کا بڑا جزو قصہ کہانیاں ہیں۔ اور کہانیوں کا ہونا صاف ثابت کرتا ہے کہ وہ ابتدائے عالم سے بہت مدت بعد تصنیف کی گئیں۔ کیونکہ جن انسانوں چیزوں جگہوں کا ذکر ہے۔ وہ خود اُن سے پرانی نہیں ہو سکتیں +

۲۳- ویدوں کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اُن میں خصوصاً اُن باتوں کا بیان ہے جو انسان کے لئے نہایت

۵- اسمیں مفید و کارآمد باتیں ہوں

ضروری ہیں یعنی ویدوں میں زندگی کے ہر مرحلے کے لئے ہدایتیں اور روزانہ فرائض بیان کئے گئے ہیں۔ بلکہ سائنس آچاریہ وغیرہ اور نیز اہالیان یوروپ کی تو یہی رائے ہے کہ ویدوں میں محض گیہ کا بیان ہے پس گیہ سے پنچ مہایگیہ (پانچ روزانہ فرائض) اور راشٹرمیدھ (انتظام سلطنت) وغیرہ اور نیز وہ تمام رفاہ عام کے نیک کام مراد ہیں جن سے سب کی بہبودی اور بہتری مقصود ہو۔ اس کے خلاف دیگر الہامی کتابوں میں بیگناہ جانوروں کے مارنے اور جہاد وغیرہ سے دُنیا کو دُکھ پہنچانے کی ہدایت بھی پائی جاتی ہے۔

۲۴- ویدوں کی سب باتیں دوامی یعنی سب زمانوں کے لئے یکساں اثر رکھنے والی ہیں۔ ابتدائے آفرینش سے

۶- سب زمانوں میں یکساں اثر پذیر ہوں

لیکر رشبھدیو کے زمانہ تک اُن کی ہدایت پر عمل ہوتا رہا اور یہ زمانہ دنیا میں

[1] شق القمر ہونا۔ ہنومان کا سورج نگلنا۔ موسیٰ کے لئے دریا کا ٹھہر جانا اور عیسیٰ کا مُردوں کو زندہ کرنا وغیرہ تمام باتیں ایشور کے بانٹھے ہوئے قانون قدرت کے خلاف ہیں۔ ایشور کسی خاص انسان کی رعایت کے لئے اپنے قانون کو نہیں بدلتا۔ اُس کا قانون سب کے لئے یکساں ہے اور یہی اُس کے عادل و منصف ہونیکا ثبوت ہے +

بعد میں جو شخص عالم یا مصنف بنتا ہے وہ ضرور کسی سے تعلیم پانے یا کتابوں کا مطالعہ کرنیکا نتیجہ ہے حضرت محمدؐ اور مسیحؑ وغیرہ جس قدر پیغمبر مانے جاتے ہیں وہ ضرور تعلیم و تربیت پاکر یا عالموں کی صحبت سے اُس کمال کو پہنچے پچھلے جنم کے سنسکاروں (اثر و خیال) کی وجہ سے موجودہ جنم میں تعلیم و تربیت اور مطالعہ کے نتیجے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ پس ذرا سے اشارہ سے بہت کچھ سمجھ جانا۔ تھوڑے سے مطالعہ سے عالم بنجانا چند روزہ یا ایکبارہی ہدایت پاکر دھرم پر قائم ہوجانا اور دوسروں کو ہدایت کرنے لگنا صرف پچھلے جنم کے ابھیاس (مشق) سنسکار (اثر و خیال) اور مطالعہ کی محنت کا نتیجہ ہے۔ جو لوگ ایک ہی جنم مانتے ہیں وہ اس بات کو نہیں سمجھتے اور اسی وجہ سے وہ کسی خاص انسان میں جودتِ طبع۔ ذہن کی رسائی اور قول فعل اور خیال کی پاکیزگی کو معجزہ۔ کرامت یا خرق عادت سے منسوب کرتے ہیں۔ اگر ایک ہی جنم مانا جاوے تو ایک انسان کو بلا محنت کمالات بالا کا حاصل ہوجانا اور دوسرے شخص کو باوجود محنت و مشقت خاک نہ آنا ایشور کی ناانصافی پر محمول ہوگا جو ہرگز ٹھیک نہیں ہے پس کئی جنموں کا ماننا اور محنت سابقہ کا نتائج موجودہ پر عاید کرنا ایک نہایت علمی اور معقولیت کی بات ہے جسے راستی شعار اور حق پسند انسان ضرور مانینگے۔ مگر جنکی طبیعت میں عقل اور قانون قدرت کے خلاف تعلیم و ہدایت کے اثر اور ضد و تعصب کی عادت سے اُلٹا خیال جم چکا ہے وہ نہیں تو کچھ عجب نہیں ہے۔ اب بھی یوگ کے مدارج کو طے کرکے انسان درجہ کمال حاصل کرتے ہیں۔ مگر جب وہ اُستاد کی تعلیم اور کتابوں کے مطالعہ سے تقویت حاصل کرلیتے ہیں تب اُن کو وہ کمال حاصل ہوتا ہے۔ ابتدائے آفرینش میں جبکہ اُس سے بیشتر کوئی معلم انسان یا انسان کی بنائی ہوئی کتاب موجود نہیں تھی۔ اگر کوئی شخص تمام علوم کو اپنے آئینۂ دل میں جلوہ گر دیکھے۔ اور اُن کو بیان کرنا شروع کردیوے تو وہ آجکل کے کمال یوگ کی مثال نہیں ہوگی۔ بلکہ اُسے ایشور کی طرف سے الہام خاص ماننا پڑیگا پس وید ہی الہام ہے۔ انجیل و قرآن وغیرہ کے بشکل کتاب نازل ہونے کی وجہ سے اُن کو الہام ماننے کی تردید ہم پہلے کرچکے ہیں۔

۲۱۔ یہ بات کہ ویدوں میں تمام باتیں ایشور کے باندھے ہوئے قانون قدرت کے مطابق ہیں اور اُن

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰ ابھی ایشور کا ہونا ثابت ہے (۷) ویدوں کے جملے اور الفاظ دنیا کے جملوں اور الفاظ کے مورث ہیں پس وید کی تمام دنیا کی زبانوں اور الفاظ کا مورث ہونا بھی ایک اعلےٰ ثبوت ہے یا وید بھی کسی پرش کا کلام ہونا چاہیئے چونکہ وید مثل بھارت وغیرہ جلوں کا مجموعہ ہے۔ پس جب کوئی انسان اُس کا مصنف نہیں ہے تو ضرور ایشور اس کا مصنف ہوگا (۸) دنیا میں دو دو پرالوں (ذرّوں) کے اتصال وغیرہ سے دو دو تک کا پیدا ہونا اعداد خاص کو ظاہر کرتا ہے۔ پس دو تک تر سرینو وغیرہ کا پرالوں کی خاص خاص تعداد سے مرکب ہونا ایشور کو ثابت کرتا ہے کیونکہ اگر دنیا کا صانع کوئی علیم کل ذات نہ ہوتی تو مرکبوں میں خاص مقررہ تعداد ذرّوں کی نہ پائی جاتی۔" (دیکھو نوٹ ۱ صفحہ ۸۳)

---

۱ نبوت یا پیغمبری کا دعوےٰ روحانی علم کی درمیانی یا ادنیٰ حالت اور تھوڑی سی طاقت یا علم پر غرور ہوجانے سے پیدا ہوتا ہے اور جاہلوں اور دشمنوں کے درمیان ہی اُسکا سکہ جم سکتا ہے۔ اس لئے میں زمانہ حال کے اندر لگی ہوتری اور قادیانی مرزا کا دعوےٰ الہام اور نبوت کی ڈیگ اس امر کی زندہ مثالیں ہیں ۔

تصنیف سے تمیز ہو سکے۔

(۸) وہ بنفسہ مکمل ہو اور تکمیل کے لئے محتاج بالغیر نہو بلکہ اور سب اپنی صداقت اور تکمیل کیلئے اُسکے محتاج ہوں اگر ان میں سے تمام شرائط پر بہیئت مجموعی یا فرداً فرداً غور کیا جائے تو ویدوں کے سوائے کوئی کتاب الہامی نہیں ٹھیر سکتی۔ کیونکہ

۱۹۔ ویدہی دنیا کی سب سے پُرانی کتاب ہے یعنی جب دُنیا آباد ہوئی اُسی وقت وید کا الہام سب سے

۱۔ ابتدائے دنیا میں ہو

پہلے انسانوں میں سے چار رشیوں کو ہوا اور تب سے ابتک اُس کا برابر رواج چلا آتا ہے۔ اگر یورپ کے عالموں کی طرح ابتدائے آفرینش میں جہالت کا زمانہ مانیں تو اس وقت بھی انسان کے ورثہ میں جہالت ہی آتی۔ علم و ہنر کا ہونا ناممکن تھا۔ کیونکہ دیکھا جاتا ہے کہ وحشی قومیں جب تک اُنکے درمیان کوئی شائستہ اور عالم انسان نجانے خود بخود ہرگز ترقی نہیں کر سکتیں۔ یہ بھی ایشور کی قدرت کاملہ کا ایک ثبوت ہے کہ وید دُنیا کے شروع سے ابتک برابر قائم رہے اُن میں سرمو فرق نہیں آنے پایا۔ وجہ یہ ہے کہ ویدوں کا علم سینہ بسینہ چلا آتا ہے لکھی کتابوں پر ہی دارومدار نہیں ہے۔ اگر وید کاغذوں میں بند ہوتے تو آج کے دن اُن کا نشان ملنا مشکل تھا۔ دکن میں ابتک رواج ہے کہ براہمن ویدوں کو حرف بحرف زبانی یاد کرتے ہیں۔ اُسکے مقابلہ میں انجیل و قرآن وغیرہ صرف ایک ہی دو ہزار برس کی تصنیفات انسانی ہیں کیونکہ ڈاکٹر پین اور گبن صاحب انجیل کی تصنیف سنہ عیسوی کے شروع میں بتلاتے ہیں اور اسی طرح قرآن بھی تقریباً ۱۳۱۵ برس کی تصنیف ہے۔ اسکے علاوہ جین وغیرہ جسقدر نئے متوں کی کتابیں ہیں وہ سب زمانہ حال کی پیدایش ہیں اور اسی وجہ سے وہ قدیم یا سچی نہیں ہو سکتیں۔

۲۰۔ دوسری شرط تب ہی پُوری ہو سکتی ہے جبکہ الہام کا سب سے پہلے انسانوں کو ہونا مانا جائے۔ درمیانی

۲۔ الہام دل میں ہونا چاہیئے۔

زمانہ میں جو شخص الہام کا دعوےٰ کرتا ہے وہ ہرگز ایشور کا الہام نہیں ہو سکتا بلکہ تعلیم و مطالعہ کا نتیجہ سمجھا جائیگا۔ ابتدائے آفرینش کے بعد برابر تعلیم اور تصنیف کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور

لہ اُدین آچاریہ نے ایشور کی ہستی کے ثبوت میں ایک بڑی مدلل کتاب سنسکرت انجلی نام لکھی ہے اُسکے پانچوں اِن دھیائے کے شروع میں اُدین آچاریہ جی لکھتے ہیں کہ کارپوں (معلول) پدارتھوں (ذرتوں) کے سنیوگ (اتصال) زمین وغیرہ) کے آکاش کے اندر مستقل قائم رہنے سے سینہ بسینہ ہمزوں۔ پرماؤں (دلائل) اور دیدوں۔ اُسکے بچنوں اور خاص عدووں سے علیم کل اور لایزال ایشور کا ہونا ثابت ہے۔ اسی پر بدیس بھاچاریہ اپنی شرح میں لکھتے ہیں کہ (۱) زمین وغیرہ کا کوئی صانع ضرور ہونا چاہیئے کیونکہ وہ گھڑے کی طرح معلول ہے (۲) سنیوگ (اتصال) ایک کرم (فعل) ہے۔ اور ابتدائے آفرینش میں دو ذرات کے ملاپ سے دو جُز کا بننا وغیرہ جس سے اتصال پیدا ہوا ضرور کسی چیتن (ذی شعور ذات) کے پریتن (ارادہ یا فعل) سے واقع ہوا ہوگا (۳) زمین کسی ذات کے سہارے سے قائم ہی ہو اُسے ارادتاً گرنے سے باز رکھتا ہے جس طرح چڑیا اپنی چونچ میں لکڑی لیکر اُڑتی ہوئی اُسے گرنے نہیں دیتی (۴) ہر ایک صنعتیں جو سینہ بسینہ چلی آتی ہیں مثلاً گھڑا بنانا وغیرہ ضرور کسی ستنتر پُرش یعنی ایسی ذی شعور ذات سے جو کسب ہنر کے لئے کسی دوسرے کی محتاج نہ ہو اور نہ اپنے قوت یا فعلوں میں کسی کی مدد کی خواہاں ہو چلی ہوئی ہیں (۵) پرمان (دلیل) سے یعنی ویدوں سے جو اصل ہونیوالا علم ہیں معقولیت سے اُسکی سچائی کا یقین آتا ہے پس اُسکے ثبوت کا یقین ایشور کی ہستی کا ثبوت ہے (۶) ویدوں کے آپورُشیہ کی مثال سچا اور سب کی بہبودی کرنیوالا علم ہونے سے

بھی وید کیوں نہیں کہتے کیونکہ اُن میں بھی ویدوں کا حوالہ آتا ہے۔ براہمن ویدوں کی عام شرح ہیں اور شاستر ایک ایک مضمون کو بیان کرتے ہیں ٭

۱۷۔ ویدوں کے کہیں تین اور کہیں چار کہنے سے صرف مضمونوں کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ کتابوں کی طرف نہیں

وید چار ہی ہیں

کیونکہ وید کے معنی علم ہیں۔ اسلئے جب تریٔی ودیا (تین علوم) کہیں تو اُس سے چاروں وید مُراد ہونگے۔ کیونکہ اُن میں تین علموں کا بیان ہے۔ اگرچہ علم بیشمار ہیں مگر اُن کی سب سے بڑی تقسیم تین حدوں میں ہو جاتی ہے۔ علم عمل اور عبادت اور اِن تینوں کے نتیجے کا نام عرفان یا معرفت ہے۔ اِس لئے اسکو چاہے الگ گناؤ یا نہ گناؤ۔ کچھ ہرج نہیں ہے۔ اس مضمون پر آریہ سدھانت میں بہت لمبی بحث کی گئی ہے (دیکھو آریہ سدّھانت بھاگ ۶۔ انک ۷ تا ۱۲۔ اور بھاگ ۷۔ انک ۱ تا ۱۲ میں تریٔی ودیا کا مضمون[1])

۱۸۔ اب ہم الہام کی معیار یا شرائط بیان کرتے ہیں تاکہ سب کو اس امر کے تحقیق کرنیکا موقع مل سکے کہ

الہام کی معیار اور شرائط

اصلی الہام کونسا ہے۔ انجیل و قرآن وغیرہ یا وید؟ شرائط مذکورہ یہ ہیں :-

(۱) الہام کا ابتدائے عالم میں ہونا لازم ہے۔

(۲) الہام وہ علم ہے جو ایشور کی طرف سے کسی انسان کے دل میں آوے۔ اور جس علم کو اُس نے کسی دوسرے انسان سے نہ پایا ہو اور نہ کسی کتاب کے مطالعہ وغیرہ سے حاصل کیا ہو۔

(۳) ایشور کا اصلی یا سچّا الہام وہی ہو سکتا ہے جسمیں کوئی بات ایشور کے قائم کئے ہوئے قوانین قدرت کے خلاف نہو اور اُس میں اُن طبعی اور روحانی علوم کا بیان ہو جو انسان اپنی محدود قوّتِ ذہن یا عقل سے تعلیم پانے کے بغیر از خود حاصل نہیں کر سکتا۔

(۴) الہامی کتاب میں کسی خاص انسان چیز یا جگہ کا بیان یعنی کوئی قصّہ یا کہانی نہیں ہونی چاہیئے۔

(۵) الہام میں وہ ہدایتیں ہونی چاہئیں جن سے سب کی اعلےٰ بہبودی مقصود ہو اور جو انسان کے لئے نہایت ضروری ہوں وہ کسی خاص گروہ یا متنفس کی طرفداری۔ رورعایت یا حمایت سے پاک اور سب کے لئے یکساں اور پُر انصاف ہونا چاہیئے۔

(۶) اُس کی سب باتیں دوامی یعنی سب زمانوں میں یکساں اثر رکھنے والی اور کبھی منسوخ رد یا بے اثر نہ ہونے والی ہونی چاہئیں ٭

(۷) اُس کی صنعت اور الفاظ و معنی کی بندش ایسی ہونی چاہیئے جو شانِ ایزدی کے شایاں ہو اور انسان کی

---

[1] بعض پنڈت اور پروفیسر لیمس وغیرہ اہل یورپ تیتریہ سہنتا یا کرشن یجُروید کے نام سے پانچواں وید بھی مانتے ہیں۔ مگر یہ مثل اُس گپ کے جو اُسکی پیدائش کی نسبت مشہور کی جاتی ہے بالکل لغو ہے۔ بات یہ ہے کہ جس کو تیتریہ سہنتا کہتے ہیں وہ بقول پنڈت گوردت صرف ایک براہمن ہے اور جسے مکمل یجُروید کہتے ہیں وہی اصلی یجُروید ہے۔

اوصیاے ۲۔ کھنڈ ۴ میں گتی गति کا مترادف بتایا ہے اور خود گتی गति مصدر کے معنی گیان (علم) گمن (رفتار یا حرکت) اور پراپتی (سرائیت) ہیں۔ پس کال سے علیم کل و محیط کل پرمیشور مراد ہے پرش کے متعلق بھومکا میں پرش سوکت کا ترجمہ کرتے ہوئے سوامی جی نے کئی حوالے درج کئے ہیں (دیکھو صفحہ ۶) جن سے اس امر میں ذرا شک نہیں رہتا کہ پرش سے پرمیشور ہی مراد ہے۔ میمانسا شاستر کے تمام جب ویدوں کا نتیہ (یعنی ہمیشہ سے اور ہمیشہ کے لئے موجود رہنا یا بالفاظ دیگر غیر فانی ہونا) اُن کے ایشوری گیان (الہام الٰہی) ہونیکا اور بھی پختہ ثبوت ہے۔ کیونکہ جب ایشور غیر فانی ہے تو اُس کا کلام بھی غیر فانی ہونا چاہیئے۔ کلام کے غیر فانی ہونے سے اُس کا راست مطلق ہونا مفہوم ہوتا ہے۔ اسلئے راست مطلق کلام ایشور کے سوائے کسی انسان وغیرہ کا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ چھاندوگیہ اُپ نشد پر پاٹھک ۷۔ کھنڈ ۱ میں کہا ہے کہ यो वै भूमा तत्सुखं नाल्पे सुखमस्ति भूमैव सुखं भूमात्वेव विजिज्ञासितव्य इति भूमानं भगवो विजिज्ञास इति "جس کو وگیان (علم کامل) ہے وہی سچ بولتا ہے"۔ پس چونکہ انسان کا علم کبھی کامل۔ بھرا اور راست مطلق نہیں ہوسکتا اسلئے انسانوں کی بنائی ہوئی کتابیں کبھی الہام کے پایہ کو نہیں پہنچ سکتیں۔ آخر میں رشیوں کو منتروں کا مصنف بتانا ایک بڑی بھاری غلطی ہے منتروں کے شروع میں دیوتا۔ رشی۔ چھند۔ اور سوَر دیئے ہوئے ہیں۔ سوامی جی نے دلیلوں اور حوالوں سے ثابت کردیا ہے کہ اُن سے ترتیب وار منتر کا مضمون۔ اوّل مستند مفسر۔ بحر اور مُراد ہے۔ اگر رشی کو مصنف کہا جاتا ہے تو دیوتا کو مصنف کیوں نہیں بتلاتے؟ واضح رہے کہ ویدوں کے منتروں کو الہام مانا جاتا ہے نہ کہ اُن کے عنوان کو بھی۔ یہ عنوان بعد میں صرف یادداشت کے لئے طیار کیا گیا ہے۔

۱۶۔ ویدوں میں چھند۔ بھاگ اور منتر بھاگ قائم کرنا اہل یورپ کی ایک بڑی بھاری غلطی ہے۔ جو اُن کے ترجموں کی غلطی سے پیدا ہوئی ہے۔ علاوہ ازیں چار مختلف مضمونوں (یعنی علم۔ عمل۔ عبادت اور عرفان) کے لحاظ سے ویدوں کا چار حصوں پر تقسیم کیا جانا یہ ہرگز ثابت نہیں کرسکتا کہ اُن کو مختلف وقتوں میں مختلف مصنفوں نے بنایا۔ انسان کی بنائی ہوئی کتابوں میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ کہیں دقیق مضمون ہوتا ہے کہیں آسان اور خصوصاً جبکہ ویدوں سے تمام علوم کا بیان کرنا مقصود ہے تو اُس کے مضامین کا بلحاظ اُس علم کے جس کا بیان کیا جاوے آسان یا مشکل ہونا ایک امر ظاہر ہے۔ پھر میکسمولر وغیرہ کا مضمون کی دقاقت اور سلاست کے لحاظ سے ویدوں کا دو حصوں[1] میں تقسیم کرنا اور اُن میں سے ہر حصہ کو ایک مختلف زمانہ سے منسوب کرنا بالکل فضول اور بیمعنی ہے۔ اسی طرح برہمن اور اُپ نشدوں کو ویدوں کا بھاگ بتانا بھی سخت غلطی ہے۔ یہ سب بعد کی کتابیں ہیں کیونکہ اُن میں اتہاس پائے جاتے ہیں۔ جو لوگ برہمنوں اور اُپ نشدوں کو وید بتاتے ہیں وہ اُپ ویدوں اور چھ شاستروں کو

[1] اور اگر چھند اور منتر بیدوں کے دو مختلف نام ہونے سے ویدکے بھاگ مانے جاتے ہیں تو شرُتی۔ برہم آمنایہ۔ ترئی ودیا۔ شاستر اور منتر بھی مختلف بھاگ ہونے چاہئیں کیونکہ وہ بھی ویدوں کے نام ہیں۔

الہام کی ہدایت پر چلتے تھے؟ اور اگر اُس سے پیشتر الہام ہی نہیں تھا تو یہ بات ایشور کے الہام دینے کے بعید ہے کہ اُن لوگوں کو اپنے الہام سے محروم رکھا۔ دوم انسان کا علم کبھی غلط نہیں ہوتا اسلئے وہ قابل تسلیم نہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ سچا الہام دراصل وہی ہے جو ایشور کی طرف سے کسی کے دل میں ہو اور وہ شخص جس کو الہام ہوا جانے اُس کا کیا معنے

۱۴۔ اگنی۔ وایو۔ آدتیہ اور انگرس چار رشیوں کی آتما میں ویدوں کا گیان ہونا بالفاظ مختلف جگہ جگہ

الہام ویدکی نسبت غلط بیانی

بیان کیا گیا ہے جس کو سر مونیر ولیمس صاحب اختلاف بیان سمجھتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ "ویدوں کے الہام کی نسبت حسب ذیل مختلف رائیں ہیں:۔

(۱) ویدسوئیمبھو (قایم بالذات) پرمیشور سے مثل سانس پیدا ہوئے (۲) ویدبرہم سے اس طرح نکلے جیسے ایندھن میں سے دھواں (۳) وید اگنی (آگ) وایو (ہوا) وغیرہ عناصر سے پیدا ہوئے۔ (۴) ویدگایتری میں سے نکلے۔ (۵) اتھروید۔ کانڈ ۱۹۔ انوواک ۵۴ میں اُن کی پیدایش کال سے بتائی ہے۔ (۶) شتپتھ براہمن میں اگنی (آگ)۔ وایو (ہوا) اور روی (سورج) سے ترتیب وار رگ۔ یجر اور سام وید کی پیدایش لکھی ہے اور منوسمرتی ادھیائے ۱ شلوک ۲۳ میں بھی یہی بتایا ہے۔ (۷) پرش سوکت (یجروید ادھیائے ۳۱) کے بموجب پرش سے وید پیدا ہوئے (۸) شیما نشا میں وید کو شرتی یا نتیہ شبد بتایا ہے (۹) پھر منتروں کے ساتھ اُن کے مصنف رشیوں کے نام لکھے ہیں"۔

۱۵۔ مونیر ولیمس کو صرف دھوکا ہوا ہے ورنہ ان نو کے نو فقروں کا ایک ہی منشا ہے۔ واضح رہے

اُس کی تردید

کہ جس طرح انسان محدود العقل اور کم علم ہونے کی وجہ سے بڑی دماغ سوزی اور فکر و غور سے کسی علمی بات کو بیان کرتا ہے ایشور میں یہ بات نہیں ہے۔ چونکہ وہ علیم کل ہے اسلئے وہ ہر علم کو بآسانی بلا فکر و تامل بیان کرتا ہے۔ پس شاستروں میں ہر جگہ اس بات کو ظاہر کیا ہے کہ ایشور نے ویدوں کو اس طرح بلا پس و پیش بہ کمال آسانی رشیوں کے دلوں میں ظاہر کیا۔ جس طرح انسان کے جسم میں سے بلا جد و جہد خود بخود سانس جاری رہتا ہے یا جس طرح آگ میں سے بلا کوشش اپنے آپ دھواں اُٹھتا رہتا ہے تیسرے اور چھٹے فقروں میں اگنی۔ وایو۔ روی وغیرہ اُن رشیوں کے نام ہیں جن کو ویدوں کا الہام ہوا اسم معرفہ کا ترجمہ کرنا۔ انگریزوں کی لیاقت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ ان سے لوسائن ہی اچھا رہا۔ جو ان سے جیو و ویش[1] (انسان) مراد لیتا ہے۔ چوتھے۔ پانچویں اور ساتویں فقروں میں گایتری۔ کال اور پرش سے پرمیشور مراد ہے۔ گایتری۔ گایتی سے بنا ہے۔ اور گایتی۔ ارچتی गायति अर्चति بمعنی پوجا کرنا" کا مترادف ہے (دیکھو نگھنٹو۔ ادھیائے ۳۔ کھنڈ ۱۴)۔ پس گایتری سے معبود کل مراد ہے (دیکھو نرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۶)۔ اسی طرح کال بھی ایشور کا نام ہے۔ کیونکہ کالیتی (कालयति) کو نگھنٹو۔

[1] دیکھو ہمارا نوٹ صفحہ ۱۰

رشیوں کی آتما میں ہُوا اُسی کو وید کہتے ہیں۔ مگر مسٹر مونیئر ولیمس کا یہ طعنہ کہ وید غیر مکتوب علم مانا جاتا ہے عجیب لطف سے پُر ہے۔ انجیل کی پابندی نے اُن کو اس درجہ تک صداقت کا مخالف بنا دیا ہے کہ وہ اس سیدھی سادی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے کہ علم ہمیشہ ہی غیر مکتوب ہوتا ہے۔ آتما اُس علم کو حاصل و معلوم کرتی ہے نہ کہ کاغذ اگر کاغذ پر لکھی ہوئی نوشت کا نازل ہونا ماننیں تو اُس نوشت کے سمجھنے کا علم مقدم مطلوب ہوگا۔ پس اس صورت میں اُس کتاب کے سمجھنے کا علم جو کتاب سے مقدم ہے الہام ہوا نہ کہ کتاب اور اگر کتاب کے سمجھنے کا علم مقدم نہو تو حصول الہام قطعی ناممکن ہے اور چونکہ حضرت محمدؐ کو اُمّی[1] کہا جاتا ہے اسلئے وہ مُلہم نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جب تک آتما الہام کو قبول نہ کرے تو وہ کاغذی تحریریں اُس سے کچھ علاقہ نہیں رکھ سکتی نہ وہ اُس سے الہام پانے والے ثابت ہو سکتے ہیں۔ الہام ہونیکا مقدم نشان اُس الہام کا براہ راست دل میں علم و آگاہی ہونا ہے پس جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ الہام وہ ہے جو کتاب کی شکل میں آسمان سے اُترے وہ بالکل غلطی پر ہیں۔ اوّل تو آسمان کی چھت یا مکان کا نام نہیں ہے کہ وہاں ایشور بیٹھا ہو۔ دوم۔ آسمان لوح و قلم اور عرش و کرسی وغیرہ کا ماننا ایشور کو انسان کی طرح ایک جگہ محدود و غیر ساری اور محتاج بالغیر بنانا ہے۔ سوم جو چیز بہت اونچے سے گرتی ہے تو آکاش کے اندر سے گذرتی ہوئی گرم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ گینوز فزکس میں لکھا ہے کہ "شہاب (جسے تارا ٹوٹنا کہتے ہیں) چند مرکب دھاتوں کا سرد پنڈ ہے جو تیزی سے گرنیکی وجہ سے گرم ہو کر شعلہ کی طرح بھڑک اُٹھتا ہے۔ اس قسم کا مادّہ کسی ایک ستارے سے دوسرے ستارہ کی کشش غالب آجانے پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ مکہ کا کالا پتھر جسے حجرالاسود کہتے ہیں اسی قسم کا شہاب ہے جو آسمان سے گرا ہوگا مگر مسلمان لوگ اُس کو خدا کی طرف سے آیا ہوا سمجھتے ہیں۔ اس میں پتھر کا جُز و زیادہ ہوتا ہے۔ اسی قسم کا ایک پتھر فرانس میں پیرس کے عجائب خانہ میں موجود ہے"۔ پس علم طبعیات کے بموجب مسلمانوں کا الہام شہابہ ہو تو ہو۔ کتاب نہیں۔ کیونکہ کوئی کتاب اتنے اُونچے سے گرے تو ضرور ہے کہ راستے ہی میں کام آوے۔ زمین تک پہنچنے بھی نہ پائے۔ علم طبعیات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ۲۳ ہزار فیٹ کی بلندی پر کاغذ بھر جاتا ہے۔ چنانچہ گینوز فزکس میں غبارے کے بیان میں لکھا ہے کہ "جب غبارہ ۲۳۰۰۰ فیٹ سطح سمندر سے اونچا پہنچ گیا تو اُس مقام پر اس درجہ خشکی تھی کہ کاغذ اور پارچمنٹ (چرمی دھلی) بالکل سوکھ گئے اور اس طرح بھربھر کر گر پڑے کہ جیسے اُنہیں آگ کی لپٹ چھو گئی ہو"۔ پس سالم کتاب کا آسمان سے گرنا جہالت کی بات نہیں تو کیا ہے۔ کبھی کسی نے آسمان سے کتابیں برستی دیکھی ہیں؟ اسی طرح جو پارسی اور عیسائی وغیرہ ایسے لوگوں کی تصنیف کی ہوئی کتابوں کو الہام مانتے ہیں جو ابھی ایک ہی دو ہزار برس کے اندر گذرے ہیں وہ ہرگز الہام نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ اوّل تو یہ اعتراض ہے کہ دو ہزار برس سے پیشتر کے لوگ کس

[1] اس امر کی شہادت موجود ہے کہ حضرت محمدؐ در اصل اُمّی نہیں تھے۔ علاوہ ازیں وہ عرب کے ایسے خاندان سے تھے کہ یقین نہیں ہو سکتا کہ اُن کو تعلیم سے محروم رکھا گیا ہو +

اور "آریہ درت میں لکھنا کب چلا" یہ دو مضمون بھی قابل غور ہیں۔

۱۰۔ یہ دُنیا اور وید ہمعصر ہیں۔ اس بات کو آجکل کے عالم بھی عموماً تسلیم کرتے ہیں مگر اُنکی مذہبی پابندی اُنکو سچائی کے قبول کرنے سے روکتی ہے۔ دُنیا کا زمانہ سُوریہ سدھانت وغیرہ جیوتش کی کتابوں کے مطابق سوامی جی نے اس "تمہید تفسیر وید" میں بیان کر دیا ہے۔ پس خود انالیان یوروپ کے بموجب ویدوں کا بھی وہی زمانہ سمجھنا چاہیئے جب وید اپنا زمانہ آپ بتلاتے ہیں تو پھر دوسری شہادت کا تلاش کرنا فضول ہے۔ چنانچہ اتھر وید میں لکھا ہے کہ

वर्तं तेऽयुतं हायनान् द्वे युगे त्रीणि चत्वारि कृताय। अथर्व० प्र० ८ अनु० १ मं० २१

دُنیا کے قائم رہنے کا زمانہ اس طرح حاصل ہوتا ہے کہ "دس ہزار سینکڑوں (یعنی دس لاکھ کے درجے) تک صفر دیکر اُس پر ۴-۳-۲ اور ۴ کو ترتیب وار ایزاد کرنا چاہیئے" [اتھر وید۔ پرپاٹھک۔ انوواک ۱۔ منتر ۱۱]

اس طرح دُنیا کے قائم رہنے کا زمانہ چار ارب تینتیس کروڑ سال ہوتا ہے جس میں سے ۱۸۹۸ء تک ایک ارب پچانوے کروڑ اٹھاون لاکھ چوراسی ہزار نوسو تہتر سال گذر چکے اور ۲۳۶۴۱۱۵۰۰۱ سال باقی ہیں۔ ۵۱

۱۱۔ جب ویدوں کی نسبت یہ ثابت ہے کہ وہ اتنی پُرانی کتابیں ہیں جتنی پُرانی یہ دُنیا ہے تو اس سوا لکا ایشور کیطرف سے ہونا خود بخود ثابت ہے۔ کیونکہ آغاز آفرینش میں بجز اُس آدی گرو (معلم اول) پرمیشور کے اور کوئی دوسرا ہدایت دینے والا نہیں تھا۔ مگر الہام کے متعلق بہت کچھ غلط خیالی ہے جس کا اسقدر صاف کر دینا مناسب ہوگا

الہام پر بحث

۱۲۔ سر مونیر ولیمس (Sir Monier Williams) "انڈین وزڈم" (Indian Wisdom.) میں لکھتے ہیں کہ:۔ (۱) مسلمانوں کا قرآن ایک ہی جلد اور ایک مصنف کا کام ہے۔ اور اُس کی نسبت مسلمان یہ مانتے ہیں کہ وہ ماہِ رمضان میں شب قدر کو سالم آسمان سے اُترا۔

الہام کی مختلف صورتیں

(۲) اوستا کو (جس کے معنی کتاب مقدس ہیں) زورسٹر Zoraster نے (جو عام طور پر زردشت کے نام سے مشہور ہے) بنایا

(۳) عبرانی عہد عتیق سمہ خالدی ترجموں اور شرحوں کے جنہیں ترگم (Targums) کہتے ہیں دیا گیا تھا۔

(۴) مگر وید کے معنی علم ہیں اور اُن سے وہ غیر مکتوب علم الٰہی مراد ہے جو سوئمبھو (قائم بالذات) پرمیشور سے سائنس کی طرح ظاہر ہوا۔ اُس کا رشیوں کو الہام ہوا اور بعد میں بڑھتے بڑھتے موجودہ ضخامت کو پہنچ گیا ویدوں کو مختلف شاعروں یا مصنفوں نے باوقات مختلف کئی صدیوں میں تصنیف کیا"

۱۳۔ الہام اُس علم کو کہتے ہیں جو ایشور کیطرف سے دِل میں پیدا ہو۔ پس جو علم ابتدائے آفرینش میں ایشور کی طرف سے

۵۱ جیوتش شاستر کے مطابق یہ عدد ٹھیک ہے۔ سوامی جی نے زمانہ وید کے مضمون میں عمر دُنیا کی ۱۸۹۸ء تک ایک ارب چھیانوے کروڑ آٹھ لاکھ بانوے ہزار نوسو چھہتر برس لکھی ہے اُس میں سات سندھیوں کا زمانہ یعنی ۱۲۰۹۶۰۰۰ برس جمع ہونے سے رہ گئے ہیں۔ اسلئے فرق رہا۔ علاوہ اسکے سوریہ سدھانت مدھیادھکار شلوک ۲۴ اور ۲۵ کیمطابق ۴۷۰۴ دویہ برس گھٹا کر سرشٹی کال نکالنا چاہیئے چنانچہ جو زمانہ ہمنے لیا لکھا ہے وہ اسی طرح سوریہ سدھانت کے مطابق نکالا گیا ہے۔

۲۵۰ء اور ۵۰۰ برس قبل مسیح کے درمیان وہ کلٹ (Kelt.) آرمینی (Armenians.) ایرانی (Irenians) یونانی (Greeks.) سلیو (Slave) اور جرمن (German) کی شاخوں میں منقسم ہو گئے (صفحہ ۴۹۱) اور سندھ پر ۴۰۰۰ برس قبل مسیح کے قریب پہنچے اور نصف صدی بعد باختر یہ میں زردشت کی شاخ نکلی۔ اُنکی رائے میں (صفحہ ۵۸۴) آریوں کی سلطنت وسط ایشیا۔ شمالی میڈیا۔ کابل اور قندھار تک ۵۰۰۰۔ اور ۴۰۰۰ برس قبل مسیح میں قایم تھی۔" اس رائے سے اگر پکے عیسائی متفق نہ ہوں تو کچھ حیرت کی بات نہیں۔ حالانکہ ہمارے حساب میں یہ بھی دریا میں سے قطرہ بھی نہیں ہے۔

۷۔ ڈاکٹر طامس پین۔ Thomas Paine. اپنی کتاب "ایج آف ریزن۔ Age of Reason. میں لکھتے ہیں کہ الہام کا سلسلہ ۴۰۰۰ قبل مسیح سے شروع کر کے ۱۸۰۰ قبل مسیح میں ختم ہو جاتا ہے۔ مگر ایشور نے ۱۸۰۰ برس قبل مسیح کے بعد کوئی الہام کیوں نہیں دیا؟ اس کی وجہ پادریوں ہی کو معلوم ہو گی (صفحہ ۸۴)۔

الہامی کتابوں کی قلعی

اصل یہ ہے کہ درمیانی زمانے کا الہام کبھی الہام ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ علم و عقل کا دفتر ہمیشہ سے موجود ہے آریہ ورت (ہندوستان میں) علم و ہنر کی روشنی اُس زمانہ میں بڑی آب و تاب سے چمک رہی تھی جبکہ باقی تمام ملکوں اور قوموں میں جہالت کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ چنانچہ اس بات کو سر مونیر ولیمس اپنی کتاب انڈین ورڈم کی تمہید کے شروع میں تسلیم کرتے ہیں پس ممکن ہے کہ اُس زمانہ میں جو تھوڑے بہت علم والے بھی اس ملک سے دوسرے ملکوں میں بذریعہ جسمانی یا روحانی نقل مکان کے چلے گئے۔ بڑی آسانی سے پیغمبر بن گئے ہوں۔ کیونکہ وحشی قوموں کے درمیان پیغمبری کا درجہ پالینا کچھ مشکل نہیں ہے۔

۸۔ الغرض اِن زمانۂ حال کے عالموں کی مختلف رایوں کو دیکھ کر یہ یقین ہوتا ہے کہ جب تاریخی معاملہ ہی میں ان کے درمیان اس قدر اختلاف ہے تو پھر اُنکی باقی رائیں بھی کیا وقعت رکھ سکتی ہیں۔ اس اختلاف رائے سے یہ بات بھی بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ انجیل پر دیانت اور سچائی کو تصدق کر دینا اُن کا دین ایمان ہے۔ اس موقع پر سوامی دیانند سرسوتی جی کے مندرجہ ذیل الفاظ موزوں آتے ہیں:۔

اختلاف رائے کا نتیجہ

"جس ایک ایک کے برخلاف نو نو سو ننانوے شہادت دیتے ہوں تو وہ ہزار کے ہزار جھوٹے ہیں۔ اُن میں سے ایک بھی سچا نہیں ہو سکتا۔ سچی بات وہی ہے جو ایک ہو اور ہمیشہ یکساں رہے۔"

[منقول از چیون چرتر سوامی دیانند سرسوتی]

پس اہالیان یورپ کی رائیں ویدوں کی نسبت گیارہ[۵۱] ہزار قبل مسیح سے لیکر ۴۵۰ برس قبل مسیح تک شاید ہزار کے لگ بھگ ہونگی اور ہر ایک کی رائے دوسرے کے خلاف ہے پس سوامی جی کی مذکورۂ بالا دلیل کے مطابق یہ سب نامعتبر اور ناقابل یقین ہیں۔

۹۔ پنڈت لیکھرام جی مرحوم نے تاریخ دُنیا حصۂ اول و دوم میں دُنیا کی پیدائش کے زمانے اور مختلف ملکوں کی قوموں کی نسبت عمدہ تحقیقات کی ہے جو قابل دید ہے۔ اُسی کتاب میں دیدک زمانہ کی تحقیقات

پنڈت لیکھرام جی کی تحقیقات

[۵۱] کرشن شاستری نے ایک رتھ پر سو فیٹ میں ایک لمبا چوڑا مضمون دیا تھا جس میں کچھ جیوتش کے حساب سے یہ ثابت کیا تھا کہ وید بیس یا تیس ہزار برس قبل مسیح میں بنائے گئے تھے دیکھو تھیوسوفسٹ از اگست ۱۸۸۱ء تا فروری ۱۸۸۲ء +

ویدوں کی تاریخ پر اہل یورپ کی رائے

اور سنسکرت لٹریچر (Sansorit Literature.) میں آپ فرماتے ہیں کہ "رگوید تقریباً ۱۲۰۰ برس قبل مسیح میں تصنیف ہوا" پھر ایک اور موقع پر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "شاید یہ زمانہ ۱۰۰۰ اور ۱۵۰۰ قبل مسیح کے درمیان ہو" ایک ہی شخص کی اتنی مختلف رائیں دیکھ کر ہنسی آتی ہے۔ کہ ان کی عقل کو کیا ہوا؟ سچ ہے کہ "دروغ گو را حافظہ نباشد" اور کیوں نہ ہو۔ یہ لوگ اپنی انجیل کے دائرہ سے کب نکل سکتے ہیں اور کب اس امر کو گوارا کر سکتے ہیں کہ دُنیا کی کوئی کتاب انجیل سے اور کوئی الہام انجیلی الہام سے پُرانا ثابت ہو سکے چنانچہ عام تواریخوں میں ویدوں کا زمانہ ۳۲-۳۱ یا ۲۹ سو برس لکھا جاتا ہے تاکہ جو لوگ تعلیم پاویں وہ بھی ان کے مقلد ہو کر گمراہ ہو جاویں۔ اور بعض پادری اتنے متعصب ہیں کہ ویدوں کی تحریر کا زمانہ ۴۵۰ یا ۵۰۰ برس قبل مسیح سے پُرانا نہیں مانتے۔

۵۔ اب انہیں اہالیان یورپ میں کچھ ایسے بھی ہیں جو انجیل کے دائرہ سے باہر قدم رکھنے میں گناہ نہیں سمجھتے انکی

انجیلی حلقہ سے نکلی

رائیں بھی یہاں نقل کی جاتی ہیں تاکہ اوپر کی رایوں سے اُنکا مقابلہ ہو سکے۔

پروفیسر ولسن (Wilson.) اور لسن (Lassen.) صاحب کی رائے ہے کہ کل یُگ ۳۱۰۱ قبل مسیح میں شروع ہوا" جو بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ جیوتش کے حساب سے معلوم ہوا ہے کہ کل یُگ ۲۰ فروری ۳۱۰۲ قبل مسیح کو ۲ بجے پر ۲۰ منٹ ۳۰ سیکنڈ گذرنے پر شروع ہوا تھا۔ مگر اس کا بیٹلی صاحب کی رائے سے مقابلہ کیجئے جو کل یُگ کا آغاز ۵۴۰۰ قبل مسیح سے مانتے ہیں۔ ایکاد ونبسن صاحب ہیں جو کل یُگ کی ابتدا ۳۱۶۶ یا ۳۱۷۶ قبل مسیح سے مانتے ہیں جس کو اپنی رائے پر خود اعتبار نہیں وہ دوسروں کو کیا یقین دلا سکتا ہے؟

بی ایچ۔ بیڈن پاول B.H Baden Powell صاحب "پنجاب مینوفیکچرز" (Punjab Manufactures.) جلد دوم مطبوعہ ۱۸۷۴ء کے صفحہ ۱۹۵ پر لکھتے ہیں کہ "کوہ نور کی نسبت روایت ہے کہ یہ میرا بھا بھارت کے زمانہ میں راجہ کرن کے زیب تن تھا جس سے پایا جاتا ہے کہ وہ تقریباً ۵۰۰۰ برس کا پُرانا ہے" پس خیال کرنیکا مقام ہے کہ جب کل یُگ کی ابتدا مہا بھارت کا زمانہ ۳۱۰۲ برس قبل مسیح ثابت ہے تو پھر ستیہ یُگ، ترینا اور دواپر کا تو کیا ٹھکانہ ہے[1]

۶۔ یورپ کے بعض عالم خیال کرتے ہیں کہ جب آریہ لوگ وسط ایشیا کے قطعات مُرتفع سے اُتر کر پنجاب میں آئے۔ تو

قوم آریہ کا نقل مکان

ویدوں کو اپنے ساتھ لائے۔ مگر اس نقل مکان کے زمانہ کی نسبت بہت کچھ اختلاف ہے۔

چولیر بنسن Caevalier Bunsen صاحب اپنی کتاب "اجپٹس پلیس اِن یونیورسل ہسٹری" کی جلد ۴ صفحہ ۴۸۷ پر لکھتے ہیں کہ آریہ اپنے اصلی وطن سے تخمیناً ۱۲ ہزار ورش ہزار قبل مسیح کے درمیان روانہ ہوئے اور

[1] ایس اے سیکی اسٹرڈ نومر نے یگوں کی تعداد زمانہ حال کے علم ہیئت کے موسے ایک کھ ۹ ہزار ۲ کے ۱۹ ہزار - ۳ لاکھ ۲۴ ہزار اور ۴ لاکھ ۳۲ ہزار ثابت کی ہے یا وہ یگوں میں ۱ و ۳ و ۴ کی نسبت کو مانتا ہے۔ مگر کسی غلطی کی وجہ سے اول کو آخر سمجھ بیٹھا ہے ورنہ حساب بالکل مطابق تھا (دیکھو سیکرٹ ڈوکٹرن صفحہ ۳۵۵ تا ۳۵۸) +

Egypt's place in Universal History.

D. A. Mackey.

الہام نہیں مانتے پس عیسائی مذہب کے پابند عالموں سے یہ کب امید ہو سکتی ہے۔ کہ وہ کسی بات کو اس زمانہ سے تجاوز کرنے دیں مگر جس کی طبیعت میں کسی قدر سچائی ہوتی ہے وہ کب گوارا کر سکتا ہے کہ ایک صریح لغو بات کو آنکھیں بند کر کے مان لے اسلئے انہیں عیسائی عالموں میں چند ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو تاریخوں کے قائم کرنے میں زمانہ انجیل کے دائرے سے بہت دور نکل جاتے ہیں۔ اس طرح انکی رائے میں بہت بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ جو مندرجہ ذیل رایوں سے جو ان عالموں نے دنیا اور ویدوں کی نسبت دی ہیں بخوبی ظاہر ہو جائیگا۔

۳۔ اوّل ہم اُن لوگوں کی رائے لکھتے ہیں جو عیسائی مذہب کی آنکھیں بند کر کے پیروی کرتے اور علمی شہادت سے

انجیلی دائرہ | نفرت رکھتے ہوئے دُنیا کی تمام باتوں کو انجیلی زمانہ کے اندر ہی ختم کر دیتے ہیں۔

بینٹلی (Bentley.) صاحب جو ہیئت داں ہونے کے باوجود عیسائی اعتقاد کے دائرہ سے باہر قدم نہیں رکھ سکتے۔ چارُیگوں کی تاریخ اس طرح قرار دیتے ہیں کہ کرت[1] یا ستیہ یُگ ۱۹ اپریل ۳۳۵۲ قبل مسیح کو۔ ترتا ۲۸ اکتوبر ۲۵۲۰ قبل مسیح کو۔ دواپر ۱۸ ستمبر ۹۰۱ قبل مسیح کو اور کل یُگ ۵۴۰۰ قبل مسیح کو شروع ہوا۔ آپ کی صفائی کو دیکھئے کہ چاروں زمانے انجیلی دُنیا سے بھی ذرے ہی ختم کر دئے۔ اُس کی پوری حد تک بھی نہ جانے دئے۔ یہی صاحب فرماتے ہیں کہ سنسکرت کی کتابوں میں ۱۴۴۲ برس قبل مسیح کے آسمانی ہیئت کا ذکر آتا ہے۔ اس امر کو ذکر کرتے ہوئے الفنسٹن Elphinstone صاحب اپنی رائے دیتے ہیں کہ ہندوستان میں جیوتش ۱۵۰۰ برس قبل مسیح سے پایا جاتا ہے (الفنسٹن بک ۲ چیپٹر ۱ صفحہ ۱۲۷) کیسینی Cassini. بیلی Bailey. اور پلے فیئر Playfair. صاحبان علم ہیئت کی رُو سے رائے دیتے ہیں۔ کہ سنسکرت کی کتابوں میں اکثر ۳۰۰۰ برس قبل مسیح سے پہلے کی آسمانی ہیئتوں کا بیان ہے بعض عیسائی مُقلدوں نے "۳۰۰۰ برس قبل مسیح سے پہلے" کو صحیح عدد میں تحویل کرنیکے لئے ۱۰۰۰ قبل مسیح لکھا ہے جو اُن کی ایمانداری کا اعلیٰ ثبوت ہے مگر بینٹلی صاحب سے پوچھنا چاہئے کہ آپنے چاروں یُگ ۳۳۵۲ قبل مسیح تک پورے کر دئے۔ پھر یہ ۳۰۰۰ قبل مسیح سے پہلی آسمانی ہیئتوں کا بیان موجودہ کُتب زبان سنسکرت میں کہاں سے آگیا؟ ایک آدر بنسن Bunsen صاحب ہیں جو یُگوں کا آغاز آریوں کے سندھ پر آنے سے لیتے ہیں۔ اُنکے خیال میں پہلا یُگ تو فرضی ہے جس کا زمانہ قائم نہیں ہو سکتا دوسرا ۲۴۰۰ یا ۲۳۰۰ قبل مسیح سے لیکر ۱۹۰۰ یا ۱۸۰۰ قبل مسیح تک رہا تیسرا یُگ ۱۹۰۰ یا ۱۴۸۶ قبل مسیح سے لیکر ۱۰۰۰ یا ۹۸۷ قبل مسیح تک رہا۔ واہیات اور اٹکل پچو تخمینوں کی مثال اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتی ہے۔ جیوتش وغیرہ کی کتابیں وید سے پُرانی ہرگز نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ جیوتش شاستر ایک ویدانگ ہے جو بہت مدت کے بعد ویدوں سے اخذ کر کے بنایا گیا تھا۔ پھر جب سُوریہ سدھانت جو جیوتش کی مستند کتاب ہے خود اپنی تاریخ تصنیف ۳۰۲۱ قبل مسیح بتاتا ہے تو یہ ماننا لازم آیا کہ وید اُس سے بھی پُرانے ہیں۔

۴۔ میکس مُلر Max Muller. صاحب لکھتے ہیں کہ وید ۱۰۰۰ اور ۸۰۰ برس قبل مسیح کے درمیان لکھے گئے

[1] دیکھو ہمارا نوٹ صفحہ ۲۶ پر

اوم

دیباچۂ مترجم

دھرُوں اوم کو پہلے میں دھیان میں	دئے وید جس نے رشی گیان میں
گُن اُس کے بیاں کس طرح ہو سکیں	نہیں طاقت ہر گز یہ انسان میں

قدامتِ وید

عجب لُطف کی بات ہے کہ جو زمانہ آجکل عموماً ویدوں کی پیدایش کا خیال کیا جاتا ہے وہ دراصل ویدوں کے رواج بند ہونیکا زمانہ ہے۔ ویدوں کو دنیا کی سب سے پُرانی کتاب[1] مانتے ہوئے بھی اُن کو چند ہزار برس کی تصنیف بتانا گویا دنیا کی عمر کو کوتاہ کرنا ہے۔ اِس تنگ دائرہ کے اندر دنیا اور ویدوں کو محدود کرنے کی وجہ انجیل وغیرہ کی پابندی ہے۔ عیسائی عالم اپنے مذہب کی پاسداری سے دنیا کی کُل باتوں کو اُس تنگ زمانہ کے اندر کُوٹ کر بھرنا چاہتے ہیں جو اُن کے مذہب کی رُو سے دنیا کی پیدایش کو گزرا ہے۔ پس جو عمر وہ دنیا کی سمجھتے ہیں وہ کسی کتاب کو اس سے پُرانی قرار نہیں دے سکتے۔ مگر تاریخی معاملوں اور خصوصاً سنسکرت زبان کی کتابوں اور زیادہ تر ویدوں کی تاریخ کی نسبت آجکل کے عالموں کا بدبخت اختلاف رائے ہے وہ قابل دید ہے۔ اسلئے اوّل ہم اُن کے باہمی اختلاف کو دکھلاتے ہیں ٭

عیسائی دُنیا اور الہام کی تاریخ

۲- آرک بشپ اُشر (Arch Bishop Ussher.) - بلیئر (Blair.) وغیرہ عیسائی مذہب کے اعلےٰ رُکنوں نے انجیل کی بناء پر دنیا کی پیدایش ۴۰۰۴ برس قبل مسیح میں قرار دی ہے۔ ہٹن (Hutton.) صاحب ۴۰۰۷ قبل مسیح بتاتے ہیں۔ ڈاکٹر ہیلز (Dr Hales.) پیدایش دنیا کی تاریخ ۵۴۱۱ قبل مسیح بتاتے ہیں۔ یہی کیا پیدایش دنیا کی ۱۴۰ مختلف تاریخیں بتائی جاتی ہیں جو ۳۶۱۶- اور ۶۹۸۵ قبل مسیح کے درمیان ہیں۔ عیسائیوں کا اعتقاد ہے کہ موسےٰ کی کتاب ۱۴۹۰ یا ۱۹۰۰- اور ۲۰۰۰ قبل مسیح کے درمیان لکھی گئی۔ گویا یہ لوگ ۲۰۰۰ برس قبل مسیح سے پُرانا کوئی

[1] دیکھو پروفیسر میکسمیولر کے ترجمۂ رگوید سنہتا کا دیباچہ مطبوعہ ۱۸۶۹ء صفحہ ۱۰۰ جہاں وہ لکھتے ہیں کہ "مجھے یقین ہے کہ عالموں کو ویدوں پر کئی صدیاں صرف کرنی پڑینگی قبل از آنکہ اُن کے مطالب حل ہوں۔ وید بنی نوع کے کتب خانہ میں سب سے پُرانی کتابیں ہیں"

مضمون	حوالہ صفحہ
سائن آچاریہ کی غلطیاں	۲۰۰
مہی دھر کی غلطیاں	۲۰۱
اُصول تفسیر ہذا کا بیان	
کرم کانڈ وغیرہ اور بھوگ کی تفصیل نہیں کی گئی	۲۰۹
منتروں کے چھند اور سُوَر بھی لکھے گئے ہیں	۲۰۹
ہر منتر کی تفسیر میں علمی مضامین کی تشریح کر دی گئی ہے	۲۱۰
تفسیر سنسکرت اور بھاشا میں مع حوالہ صرف و نحو لکھی گئی ہے	۲۱۰
مُروّجہ ترجموں کی غلطیاں دکھائی گئیں ہیں	۲۱۰
بعض منتروں کے کئی کئی ترجمے کئے گئے ہیں	۲۱۰
ویدوں کے متعلق چند سوالوں کا جواب	
وید چار کیوں ہیں؟	۲۱۱
ویدوں کی اندرونی تقسیم اور اُنکی ترتیب شمار	۲۱۱
منتروں کے رشی دیوتا۔ چھند اور سُوَر کیا ہیں؟	۲۱۲
ویدوں میں اگنی وغیرہ کی ترتیب و شمار	۲۱۳
ویدوں میں اگنی۔ وایو وغیرہ سے ایشور مراد ہے	۲۱۴
الفاظ وید کے متعلق چند خاص خاص قواعد جو مدرجہ مُرکت	
ویدوں میں ضمیروں کا خاص استعمال	۲۱۶
ویدوں کے سُوَروں پر بحث	
سور کی قسمیں اور اُن کے ادا کرنے کا طریق	۲۱۷
خاص خاص قواعد صرف و نحو متعلقہ وید	
ایک ہی لفظ کی دو اصطلاحیں	۲۱۹
معنی مُقدّم ہیں	۲۱۹
ہم معنی الفاظ	۲۱۹
فعل اور اُپسرگ میں فاصلہ ہو جانا	۲۲۰
ششٹھی اور چتُرتھی کا بدل	۲۳۰
آدَ مصدر کے لئے خاص قاعدہ	۲۳۰
فعل مُستقبل کے لئے خاص قاعدے	۲۳۱
فعل امر کے لئے خاص قاعدے	۲۳۱
ویدوں کے گیارہ ذیبے	۲۳۱
[illegible] وغیرہ علامتیں	۲۳۲
ویدوں میں ماضی سب باتوں میں آتی ہے	۲۳۴
ویدوں میں مُستقبل اور مضارع کے قواعد	۲۳۴
علامتوں کا بیان	۲۳۴
مصدروں کا کثیر المعانی ہونا	۲۳۷
چند متفرق قواعد	۲۳۷
سَاس کے خاص قواعد	۲۳۸
وِبھکتیوں کے لئے خاص قواعد	۲۳۸
مُتفرق قواعد	۲۳۰
[illegible] وغیرہ علامتوں کے قواعد اور اُنکا مکمل ہونا	۲۳۱
تمام اسم مصدر سے نکلتے ہیں	۲۳۲
النکار صنایع وبدایع کا بیان	
اُپما النکار	۲۳۴
رُوپک النکار	۲۳۵
شلیشا النکار	۲۳۵
لفظ دو آدت ؛؛ کے دو معنی	۲۳۷
علامات مستعملہ تفسیر وید کا بیان	
علامات مُستعملہ تفسیر ویدوں کا بیان	۲۳۸ ۲۳۹
خاتمہ	
خاتمہ	۲۴۰

مضمون	حوالہ صفحہ
گرہ آشرم	۱۵۱
بان پرستھ آشرم	۱۵۲
سنیاس آشرم	۱۵۳
عالم شخص ہی سنیاسی ہو سکتا ہے	۱۵۴
پنچ مہایگیہ یعنی پانچ روزانہ فرایض کا بیان	
۱ برہم یگیہ یا سندھیو پاسن	۱۵۶
۲- دیو یگیہ یا اگنی ہوتر	۱۵۶
ہون کرنے کا طریقہ اور اُس کے منتر	۱۵۷
لفظ اگنی ہوتر کی تشریح اور اُس کا مقصد	۱۵۹
۳- پتر یگیہ	۱۷۰
دیو تر پن	۱۶۱
رشی تر پن	۱۶۱
پتری تر پن	۱۶۱
پتروں کے درجے	۱۶۵
۴- بلی ویشو دیو ہوم کے منتر	۱۶۷
نتیہ شرادھ	۱۶۸
۵ اتتھی یگیہ	۱۷۰
مستند و غیر مستند کتابوں کا بیان	
مستند بالذات اور مستند بالغیر کی تشریح	۱۷۱
وید برہمن۔ شاکھائیں انگ اور اپانگ مستند ہیں	۱۷۱
مستند اپ نشد	۱۷۲
غیر مستند اور قابل ترک کتابیں	۱۷۳
غیر مستند کتابوں کا جھوٹ	۱۷۴
تلازمات وید کی غلط علمی سے پجاریوں کی گئیں	۱۷۵
تلازمہ آفتاب و افق	۱۷۵
بادل اور زمین کا تلازمہ	۱۷۵
تلازمہ آفتاب و زمانین	۱۷۶

مضمون	حوالہ صفحہ
سورج اور رات کا تلازمہ	۱۷۶
سورج اور بادل کا تلازمہ	۱۷۷
سورج اور بادل کی لڑائی اور سورج کی فتح	۱۷۷
جنگ دیوآسر کا تلازمہ	۱۷۹
کشیپ رشی کی کھاگی اصلیت	۱۸۲
گیا شرادھ کی حقیقت اصلی	۱۸۲
دراصل وشنو پد سے کیا مراد ہے؟	۱۸۳
پچھے تیرتھ کیا ہیں؟	۱۸۴
گنگا جمنا سے کیا مراد ہے؟	۱۸۶
مورتی پوجا کی تردید اور الیشور کا نام لینے کی اصلی منشاء	۱۸۷
لفظ پرتما پر بحث	۱۸۸
گرہ پیڑا کی تردید	۱۸۹
تحصیل علم کے استحقاق و عدم استحقاق پر بحث	
ویدوں کے پڑھنے اور سننے کا سب کو حق ہے	۱۹۳
ورن آشرم کا دار و مدار گن۔ کرم پر	۱۹۴
ورن۔ اول بدل سکتا ہے	۱۹۴
پڑھنے اور پڑھانے کا بیان	
حروف کو اُن کے مخرج سے باقاعدہ ادا کرنا چاہئے	۱۹۵
غلط تلفظ سے مطلب فوت ہو جاتا ہے	۱۹۵
ہر علم کو با معنی سمجھ کر پڑھنا لازم ہے	۱۹۶
با معنی سمجھ کر پڑھنے کے فوائد	۱۹۷
تکمیل تعلیم وید کے لئے ضروری کتابیں	۱۹۸
تفسیر ہذا کی ضرورت پر بحث	
یہ تفسیر قدیم رشیوں کی منشا کے مطابق ہے	۲۰۰
مروجہ تفسیریں غلط ہیں	۲۰۰

مضمون	حوالہ صفحہ
۴۰- بروے وید	۱۲۲
جہاز اور غبارے وغیرہ کے علم کا بیان	
جہاز کی سواری اور اُس کے فواید	۱۲۳
لفظ آشون کی تشریح	۱۲۴
حرارت سے تیزی پیدا کرنے کا بیان	۱۲۴
بھاپ کا بیان	۱۲۵
جہاز وغیرہ بنانے کا مصالحہ اور اندرونی تفصیل	۱۲۶
علم تار برقی کے اصول کا بیان	
بجلی کے گُن اور آلہ برقی کے فواید	۱۲۸
علم طب کے اصول کا مختصر بیان	
استعمال دوا اور پرہیز	۱۲۹
پُنرجنم یعنی تناسخ کا بیان	
اگلے جنم میں انسانی جسم اور اُسکے ملنے کی انتجا	۱۳۰
جیو اپنے اعمال کے مطابق مختلف جونوں میں پڑتا ہے	۱۳۱
پتری یان اور دیو یان کا بیان	۱۳۱
مرنیکا عالمگیر خوف تناسخ کی تصدیق کرتا ہے	۱۳۲
انسان کا کمزور حافظہ پچھلے جنم کی بات یاد نہیں کر سکتا	۱۳۲
دُکھ سُکھ کے نسبب و فراز سے تناسخ ثابت ہے	۱۳۲
بیاہ کا بیان	
بیاہ کا مقصد	۱۳۴
اصول خانہ داری	۱۳۴
نیوگ کا بیان	
خاوند بیوی کو سفر میں ساتھ رہنا چاہیئے	۱۳۵
نیوگ بیوہ اور رنڈوے کا اور بیاہ گنوارے کنواری کا ہوتا ہے	۱۳۵
دوسری شادی صرف شودروں میں ہوتی ہے	۱۳۵
نیوگ بیاہ کیطرح برادری کے سامنے کیا جاتا ہے	۱۳۶
نیوگ کی اولاد	۱۳۶
اولاد کی تعداد	۱۳۶
نیوگ کے خاوند	۱۳۶
عورت کے لیے نصیحت	۱۳۷
مہابھارت سے نیوگ کی شہادت اور نظیریں	۱۳۷
راجہ اور رعیت کے فرائض کا بیان	
تین سبھائیں سلطنت کا انتظام کریں	۱۳۸
اراکین سبھا	۱۳۹
برہمنوں اور کشتریہ باہم ملکر فرائض سلطنت انجام دیں	۱۳۹
رسم تخت نشینی	۱۴۰
راجہ اور اراکین سبھا کا سراپا	۱۴۰
سلطنت کی بنیاد انیشور اور دھرم پر قایم ہے	۱۴۱
اراکین سبھا کے فرائض	۱۴۱
ایشور نیکوں کا حامی ہے	۱۴۲
اصول جہانداری کے دو پہلو	۱۴۳
برہمنوں اور کشتریوں کے فرائض متعلقہ سلطنت	۱۴۴
راجہ کیسا ہونا چاہیئے	۱۴۵
اشوسیدھ یگیہ سے کیا مراد ہے؟	۱۴۶
شخصی حکومت سے رعیت پر ظلم ہوتا ہے	۱۴۷
وَرن اور آشرم کا بیان	
وَرن	۱۴۸
آشرم	۱۴۹
برہمچاری کے فرائض اور برہمچریہ کے فواید	۱۴۹

مضمون	حوالہ صفحہ
مُرتّع کائنات بشکل بیضہ	۸۱
ہر دُنیا کے گرد سات کُرے اور کائنات کی ۱۲۱ اجزاء پر تقسیم	۸۱
عبادت سے موکش ملتی ہے	۸۲
عناصر کی پیدائش	۸۳
ایشور کا جاننا ہی اصلی گیان ہے	۸۳
مُرتّع عالم	۸۴
پرمیشور سب کا خالق ہے	۸۵
زمین وغیرہ کی گردش کا بیان	
زمین اور چاند وغیرہ کُروں کی گردش	۸۶
زمین سورج کے گرد پھرتی ہے	۸۷
چاند زمین کے گرد گردش کرتا ہے	۸۷
کشش مابین اجسام اور ایشور کی قوت جاذبہ کا بیان	
کشش مابین اجسام اور ایشور کی قوت جاذبہ کا بیان	۸۸-۹۰
روشن وغیر روشن کُروں کا بیان	
روشن وغیر روشن کُروں کا بیان	۹۰-۹۱
علم ریاضی کا بیان	
علم حساب	۹۲
جبر و مقابلہ	۹۲
علم مساحت	۹۳
ایشور کی سُتتی۔ پرارتھنا۔ یاچنا سمرپن اور اُپاسنا وِدیا کا بیان	
ایشور کی سُتتی اور پرارتھنا	۹۴
لفظ "سوا ہا" کی تشریح	۹۵
ایشور نیکوں کا معاون ہے	۹۵
مختلف پرارتھنائیں اور یاچنائیں	۹۵
ایشور سمرپن	۹۶
ایشور اُپاسنا	۹۶-۱۰۱
اُپاسنا کا طریق	۱۰۱

مضمون	حوالہ صفحہ
مرتیاں یعنی طبیعت کی حالتیں	۱۰۲
ایشور کیا ہے؟	۱۰۳
ایشور علیم کُل اور سب کا گرو ہے	۱۰۴
ادم خاص ایشور کا نام ہے •	۱۰۵
اُپاسنا کا پھل	۱۰۶
یوگ میں خلل ڈالنے والی باتیں	۱۰۶
طبیعت کی نکیوئی ابھیاس سے ہوتی ہے	۱۰۷
پرانایام سے دل ٹھیر جاتا ہے	۱۰۸
یوگ کے آٹھ درجے ا۔	
۱۔ یم	۱۰۹
۲۔ نیم	۱۱۰
یم اور نیم کا پھل	۱۱۱
۳۔ آسن اور اُس کا پھل	۱۱۲
۴۔ پرانایام کا پھل	۱۱۳
۵۔ پرتیاہار اور اُس کا پھل	
۶۔ دھارنا	۱۱۴
۷۔ دھیان	۱۱۴
۸۔ سمادھی	۱۱۴
سنیم کا بیان	۱۱۵
اُپاسنا کے مضمون پر آپ نشدوں کے حوالے	۱۱۵
سُکشن اور نرگُن اُپاسنا	۱۱۶
مُکتی (نجات) کا بیان	
مُکتی کا بیان	
۱۔ بروے درشن ہائے	۱۱۷
پانچ کلیشوں سے چھوٹ جانا مُکتی ہے	۱۱۷
رجیا گیان کے زایل ہونے سے مُکتی ہوتی ہے	۱۱۹
۲۔ بروے آپ نشد	۱۲۰
مُکتی میں پاک قوتیں قایم رہتی ہیں	۱۲۰
۳۔ بروے برہمن	۱۲۱

مضمون	حوالہ صفحہ
دیوتا اور ہستی کی تشریح	۴۲
سب دیوتا پرمیشور کی قدرت کے مظہرات ہیں	۴۲
تمام کائنات کی تقسیم ۳۳ دیوتاؤں پر نام و تفصیل	۴۴
وہی تقسیم تین مدّوں میں ہے	۴۵
وہی تقسیم دو حصّوں میں	۴۵
سب کا معبود پرمیشور ان سے الگ ۳۴ واں دیوتا ہے	۴۶
آریہ خدا پرست ہوتے تھے	۴۶
دیو کے لغوی معنے	۴۶
ویدوں میں عناصر پرستی نہیں ہے	۴۷
مجسّم و غیر مجسّم دیوتا	۴۸
قدیم آریوں کی خدا پرستی کا ثبوت ویدوں سے	۴۸
ایضاً " " اُپ نِشدوں سے	۴۹
چھند اور منتر وید کے دو حصّے نہیں ہیں	۵۰
ایشور، گرو، بھگوان وغیرہ کے آنے سے منتر نئے نہیں ہو سکتے	۵۱
ویدوں کے سمجھنے کے لئے خوض فکر اور عقل کی ضرورت	۵۲
رگوید کے دوسرے منتر میں لفظ پُرو اور نوتن کی تشریح	۵۲
ویدوں ہی کو چھند، نگم، منتر اور شرُتی بھی کہتے ہیں	۵۳
اصطلاح ۲ وید کا پر بحث	
وید صرف منتر سنہتا کا نام ہے براہمنوں کا نہیں	۵۵
ویدوں میں کہانیاں نہیں	۵۶
پُران۔ اِتہاس وغیرہ براہمن ہیں نہ کہ بھاگوت وغیرہ	۵۶
براہمنوں میں وید منتروں کی شرح درج ہے	۶۰
پاتنجل اور مانئی منّی براہمنوں کو وید سے جدا مانتے ہیں	۶۰
لفظ براہمن کی تشریح	۶۱
براہمن کی سند تصدیق وید کی محتاج ہے	۶۱
برہم ودیا (علم الٰہی) کا بیان	
ویدوں میں تمام علوم ہیں اور ان میں علم الٰہی مقدم ہے۔	۶۲
ویدوں کی وحدانیت	۶۲

مضمون	حوالہ صفحہ
ویدوں کے مطابق دھرم کا بیان	
اتفاق۔ علمی گفتگو۔ بحث و جلسے	۶۳
اتفاق رائے۔ اتحاد و محبّت	۶۴
تمام قوت نیک کاموں میں لگانی چاہیئے	۶۵
سچ اور جھوٹ کی قدر کی تمیز	۶۶
باہم محبّت سے مل کر رہنا چاہیئے	۶۶
نیک ارادوں میں ایشور بھی مدد کرتا ہے	۶۷
ہمّتِ مرداں مددِ خدا	۶۷
سچائی کا انعام	۶۸
تپ۔ رِت۔ ستیہ۔ ستری وغیرہ	۶۸
دھرم کے اصول	۶۸
رِت۔ تپ۔ شم۔ دم وغیرہ	۷۱
اُستاد کی نصیحت شاگرد کی تعلیم ختم ہونے پر	۷۲
تپ کی تعریف	۷۳
ستیہ کی مہما	۷۳
دھرم کی تعریف	۷۴
پیدائش عالم کا بیان	
حالت قبل از پیدائش عالم	۷۵
عالم کی پیدائش۔ قیام اور فنا پرمیشور کے ہاتھ ہے	۷۶
پرمیشور سب کے اندر اور باہر موجود ہے	۷۶
صانع قدرت سب کی علت فاعلی اور خود غیر مولود ہے	۷۷
کائنات محسوس سے سہ چند کائنات غیر محسوس ہے	۷۸
پرمیشور ان دونوں سے بالا و برتر ہے	۷۸
پہلے زمین بن لبتی ہے تب جیو پیدا ہوتے ہیں	۷۹
جیو کے لئے ایشور نے اناج گھی اور دودھ کو پیدا کیا	۷۹
پالتو حیوانات درندے چرند اور پرند کو بھی ایشور ہی نے پیدا کیا ہے	۷۹
پرمیشور معبود مطلق ہے	۸۰
تقسیم نی نوع بلحاظ عادات صفات و افعال	۸۰
سورج چاند آگ وغیرہ سب چیزوں کو ایشور نے اپنی اپنی طاقت سے بنایا	۸۰

رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا

مضمون	صفحہ حوالہ
ایشور پرارتھنا (مناجات باری)	
ایشور پرارتھنا (مناجات باری)	۱-۵
ویدوں کی پیدائش کا بیان	
چاروں ویدوں کا ظہور پرمیشور سے ہوا	۶
ایشور ہاتھ پاؤں کے بغیر بھی دُنیا اور وید کو رچتا ہے	۷
الہام کی ضرورت	۸
عقل حیوانی تعلیم کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی	۸
وید کیوں بنائے گئے؟	۹
ویدوں کا الہام کس طرح اور کس کو ہوا؟	۱۰
وید کا الہام صرف چار رشیوں کو کیوں ہوا؟	۱۱
برہما یا ویاس نے وید نہیں بنائے	۱۲
منتروں کے رشیوں سے کیا مراد ہے؟	۱۲
الفاظ وید اور رشی کی تشریح	۱۳
وید اور دُنیا کی پیدائش کا زمانہ	۱۴
یورپین و دیگر مفسران حال کی رائے نسبت زمانہ وید غلط ہے	۱۷
ویدوں کے غیر فانی ہونے پر بحث	
وید کے لفظ غیر فانی ہیں	۱۸
ایشور کا علم غیر متغیر ہے	۱۹
لفظ کے غیر فانی ہونے کا ثبوت:-	
۱- ویاکرن سے	۱۹
۲- کپ رد یہ انسا سے	۲۱
۳- وشیشک درشن سے	۲۱
۴- نیائے شاستر سے	۲۲
۵- یوگ شاستر سے	۲۲
۶- سانکھیہ درشن سے	۲۳
۷- ویدانت درشن سے	۲۳
۸- خود ویدوں سے	۲۴
ویدوں کے غیر فانی ہونے کا ثبوت دلائل سے	۲۵
مضامین وید پر بحث	
وید کے چار مضمون	۲۸
۱- وگیان کانڈ یا علم آلہی	۲۸
وگیان کانڈ کی دیگر مضامین پر سبقت	۲۹
۲- کرم کانڈ یا عمل:-	۳۰
فعل کی تقسیم بلحاظ نیک کام و سکام مارگ	۳۰
یگیہ کا بیان	۳۱
ہون کے فوائد	۳۲
قدرتی اور مصنوعی یگیہ	۳۳
یگیہ نہ کرنا پاپ ہے	۳۰
یگیہ کرنا انسان کا فرض ہے	۳۳
یگیہ کرنے سے سامان ہوم کا نقصان نہیں ہوتا	۳۴
غیر محسوس ہو جانے سے چیز کھوئی نہیں جاتی	۳۵
عطر وغیرہ خوشبوئیں ہون کا کام نہیں دے سکتیں	۳۶
ہون کی ہوئی چیز کے گم نہ ہونے کا ایک اور ثبوت	۳۷
ہون میں وید کے منتر پڑھنے کا فایدہ	۳۷
یگیہ پاتروں کی ضرورت	۳۸
دیوتاؤں سے کیا مراد ہے؟	۳۹
دیوتاؤں کے نام	۳۹
دیوت کی تشریح	۳۹
رچاؤں یا منتروں کی تین قسمیں	۴۰
منتروں میں دیوتاؤں کی تمیز	۴۰
کرم کانڈ کے دیوتاؤں کے نام	۴۱
لفظ دیو، منتر اور چھند کی تشریح	۴۱

نمبر شمارہ	مضمون	حوالہ صفحہ
۴۸	۴- بلحاظ قوت وصحت دلیل	۳۰
۴۹	سائن سی وغیرہ وغیرہ ایسے شرائط میں قاصر ہیں	۳۱
۵۰	ویدیا کرن کے تابع نہیں	۳۱
۵۱	ویدک الفاظوں کی خصوصیتیں	۳۲
۵۲	اور اُن کی پابندی کی ضرورت	۳۵
۵۳	سنسکرت زبان کی دیگر زبانوں پر فوقیت	۳۶
۵۴	زبان کی اصلیت	۳۶
۵۵	اہل یورپ کے لئے سنسکرت سیکھنا آفت ہے	۳۷
۵۶	سنسکرت زبان کے صرف ونحو کا کمال	۳۷
۵۷	سنسکرت کے مکمل ہونے کا ثبوت	۳۸
۵۸	یورپ کے عالموں کا ویدوں کی نسبت اعلیٰ کا اقرار	۴۰
۵۹	ویدوں کے مروجہ ترجموں کے بنانیوالے	۴۰
۶۰	سوامی دیانند کی فتح کے آثار	۴۰
۶۱	مختلف ترجموں کا مقابلہ	۴۱
۶۲	منتر نمبر ۱ کا منتر	۴۱
۶۳	ترجمہ کرنے کے مختلف طریقے	۴۱
۶۴	۱- سائن کا ترجمہ	۴۱
۶۵	۱ (ا) اُس پر اعتراض	۴۲
۶۶	۲- پروفیسر متیس ڈیوڈر کا ترجمہ	۴۲
۶۷	۳- پروفیسر ولسن کا ترجمہ	۴۳
۶۸	۴- پروفیسر لینگ لوے کا ترجمہ	۴۳
۶۹	۵- سٹیوکسن صاحب کا ترجمہ	۴۳
۷۰	۶- پروفیسر بنفی صاحب کا ترجمہ	۴۴
۷۱	۷- پروفیسر راتھ کا ترجمہ	۴۴
۷۲	۸- پروفیسر یولنسن کا ترجمہ	۴۵
۷۳	اہل یورپ کے ترجموں پر عام رائے	۴۵
۷۴	مندرجہ بالا ترجموں کا سوامی جی کے ترجمہ سے مقابلہ	۴۶
۷۵	۹- مہرشی دیانند کا ترجمہ	۴۶
۷۶	سوامی جی کے وید بھاشیہ پر اعتراض	۴۷
۷۷	اعتراضوں کی وجہ	۴۸
۷۸	۱- مسٹر گریفتھ صاحب کے اعتراضوں کا جواب	۴۸
۷۹	۲- مسٹر ٹائی صاحب کے اعتراضوں کا جواب	۴۹
۸۰	۳- پنڈت گور پرساد کے اعتراضوں کا جواب	۴۹
۸۱	۴- پنڈت رکھی کیش کے اعتراضوں کا جواب	۴۹
۸۲	۵- پنڈت بھگوداس کے اعتراضوں کا جواب	۴۹
۸۳	انڈین مرر کی رائے	۵۰
۸۴	۶- مسٹر ہیوم کے اعتراضات	۵۰
۸۵	۷- پنڈت مہیش چندر کے اعتراضات	۵۱
۸۶	دیگر متفرق اعتراضات	۵۲
۸۷	وید بھاشیہ بھومکا اور اُس کے ترجمہ کی ضرورت	۵۲
۸۸	اصلی کتاب سنسکرت میں ہے	۵۳
۸۹	اس لئے سنسکرت کا ترجمہ کیا گیا	۵۳
۹۰	مترجم کی مشکلات	۵۳
۹۱	سوامی جی کا اصول	۵۴
۹۲	سوامی جی کا پرمان رشیوں کے برابر ہے	۵۴
۹۳	ہمارے ترجمہ کے اصول	۵۵
۹۴	بھومکا میں دوسری کتابوں کے حوالے	۵۶
۹۵	مضامین کی ترتیب	۵۶
۹۶	ویاکرن کا مضمون	۵۷
۹۰	معذرت	۵۷
۹۸	طبع ثانی کا ذکر	۵۸
۹۹	مشکریہ امداد	۵۸

فہرست مضامین

دیباچۂ مترجم

نمبر فقرہ	مضمون	حاشیہ	صفحہ
۱	قدامت وید	۱	۲۵
۲	عیسائی دنیا اور الہام کی تاریخ	۱	۲۶
۳	انجیلی دائرہ	۲	۲۷
۴	ویدوں کی تاریخ پر اہل یورپ کی رائے	۳	۲۸
۵	انجیلی حلقہ شکنی	۳	۲۹
۶	قوم آریہ کا نقل مکان	۳	۳۰
۷	انجیلی الہام کی قافیہ تنگی	۴	۳۱
۸	اختلاف رہنے کا نتیجہ	۴	۳۲
۹	پنڈت لیکھرام جی کی تحقیقات	۴	۳۳
۱۰	وید اور دنیا کی صحیح تاریخ	۵	۳۴
۱۱	الہام پر بحث	۵	۳۵
۱۲	الہام کی مختلف صورتیں	۵	۳۶
۱۳	الہام کی تعریف اور بنا دٹی الہام کی تردید	۵	۳۷
۱۴	الہام وید کی نسبت غلط خیالی	۷	۳۸
۱۵	اُس کی تردید	۷	۳۹
۱۶	وید میں کوئی بھاگ نہیں ہے	۸	۴۰
۱۷	وید چار ہی ہیں	۹	۴۱
۱۸	الہام کی معیاری شرائط	۹	۴۲
۱۹	۱- ابتدائے دُنیا میں ہو	۱۰	۴۳
۲۰	۲- الہام دل میں ہونا چاہئے	۱۰	۴۴
۲۱	۳- قانونِ قدرت کے خلاف نہ ہو	۱۲	۴۵
۲۲	۴- اُس میں کہانیاں نہ ہوں	۱۲	
۲۳	۵- اُس میں مفسدہ و کارآمد ہدایتیں ہوں	۱۲	۴۶
۲۴	۶- سب بانوں میں یکساں اثر پذیر ہو	۱۲	۴۷
۱۳	۷- انسانی تصنیف سے متمیز ہو سکے		۴۵
۱۵	۸- بہمہ وجوہ مکمل اور مستند بالذات ہو		۴۶
۱۶	ویدوں کو باسنی پڑھنے کی ضرورت		۴۷
۱۷	بنا مطلب سمجھے پڑھنا بے سُود ہے		۴۸
۱۸	صحیح و معتبر ترجمے کی ضرورت		۴۹
۱۹	ویدک دھرم		۵۰
۱۹	ویدوں میں ایشور کی پوجا لکھی ہے		۵۱
۲۰	ویدوں کی تفسیر میں ذاتی اعتقاد کا دخل		۵۲
...	بیہودہ قربانی نہیں ہے		۵۳
۲۲	سوم شراب نہیں ہے		۵۴
۲۳	سوم کی نسبت اہل یورپ کی رائے		۵۵
۲۴	اور اُس کی غلطی		۵۶
۲۴	[illegible] کے اصلی معنے		۵۷
۲۵	مہی دھر کے گندہ خیالات		۵۸
۲۵	سایں کی غلط فہمیاں		۵۹
۲۵	یم- گندھرو اور اپسرا کیا ہیں؟		۶۰
۲۶	صحت معنی کس طرح ہو		۶۱
۲۷	ویدوں کے سمجھنے کے لئے ضروری شرائط		۶۲
۲۷	اُن کا خلاصہ		۶۳
۲۸	حال کے مفسروں کی ناقابلیت		۶۴
۲۸	سوامی دیانند کی قابلیت		
	۱- بلحاظ صداقت		
۲۹	۲ بلحاظ علمیت		
۳۰	۳- مجموعی تعلق عزت گورنمنٹ سے استغنائی کی وجہ سے		

پر اُس کی نظر ثانی کی گئی جو بوجہ عدیم الفرصتی صرف سرسری ہو سکی ہے۔ پبلک کو طبع ثانی کے نکلنے کا جو ایک عرصہ دراز سے انتظار ہو رہا ہے مترجم اُس سے ناواقف نہیں ہے۔ مگر اُن کے اشتیاق کو جلد پورا کرنے میں دو امر مانع رہے ہیں۔ ایک مترجم کی خود دوسرا اڈیشن نکالنے کی عدم گنجائش۔ اور دوسرے کسی ایسے شخص کا جلد نہ ملنا جو اس کام کو اپنے ذمہ لے مگر ایشور کا دھنیہ واد ہے کہ اب اپنی کتاب کا سرپرست پیدا ہو گیا ہے اور امید ہے کہ آئندہ پبلک کو کوئی موقع شکایت عدم دستیابی کتاب کا نہ ہوگا +

مُترجم

ناظرین !

اس اڈیشن کو آریہ پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور نے لالہ تولارام سب اڈیٹر آریہ پتر کا لاہور سے اجازت لے کر اپنے اہتمام سے چھپوایا اور بنظر اشاعت آریہ دھرم کے قیمت گھٹا کر صرف بارہ آنہ مقرر کر دی ہے ٭

المشتہر

متھرا داس پوری مینیجنگ ڈائریکٹر آریہ پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ

لاہور (انارکلی)

डा० बख्शी लाल भारतीय
...कालय
...६०
...

دیباچہ طبع ثانی

پہلے اڈیشن کی ہزار جلدیں سنہ ۱۹۰۰ء میں ہی ختم ہو چکی تھیں۔ اس عرصے میں اکثر اصحاب کی فرمائشیں کتاب کے لئے آئیں مگر بوجہ عدم استطاعت مترجم طبع ثانی کے جلد نکالنے کا انتظام نہ کر سکا۔ اس ترجمہ کے اوّل مرتبہ شائع ہونے پر شریمان موہن لال وشنولال پنڈیہ منتری شریمتی پرودھکارنی سبھا نے مترجم کو ایک لمبی چٹھی تحریر کی تھی جس میں علاوہ دیگر امور کے مترجم کو ایک یہ بھی صلاح دی گئی تھی کہ اس ترجمہ کو آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب سے پسند کرا کر اُن کے پاس بھیجا جاوے۔ تاکہ وہ پرودھکارنی سبھا سے منظور ہو کر کسی پرتی ندھی کی طرف سے شائع کرایا جائے۔ اس کی تعمیل میں کتاب ۱۴ مئی سنہ ۱۸۸۸ء کو بغرض پسند شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی خدمت میں بھیجی گئی۔ مگر وہ دن ہے اور آج۔ صدائے برنخاست۔ پرودھکارنی سبھا کی خدمت میں بھی اطلاع دی گئی تھی کہ آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے مگر اُنہوں نے بھی دوبارہ دریافت نہ کیا۔ دو نو طرف سے سکوت دیکھ کر مترجم بھی خاموش ہو رہا۔ پچھلے سال آریہ جنرل ٹریڈنگ پبلشنگ کمپنی کے ساتھ کتاب کے متعلق خط و کتابت ہوئی۔ مگر سال کے خاتمہ پر یہ خط و کتابت بند ہو گئی۔ سال رواں کے شروع میں لالہ تولا رام جی سب اڈیٹر آریہ پتر کا لاہور نے کاپی رائٹ کے متعلق دریافت کیا اور مترجم نے اُن کو بھی اُن شرائط پر جو کمیٹی مذکور کے ساتھ قرار پائی تھیں کاپی رائٹ کا دینا منظور کیا۔ چنانچہ بذریعہ اقرار باہمی کتاب ہذا کا کاپی رائٹ لالہ صاحب موصوف کے نام منتقل ہو چکا ہے جس کے متعلق ایک علیحدہ نوٹس بھی کتاب ہذا کے سرورق پر چھاپا گیا ہے +

اس مرتبہ مترجم نے اپنے دیباچہ میں کئی جگہ مضمون کی ایزادی کی ہے۔ اور اصلی ترجمہ کو بھی جگہ جگہ درست کیا ہے۔ علاوہ ازیں بہت سے نوٹ بڑھائے گئے ہیں۔ مگر یہ تمام بڑھیاں کاپی نویس نے اس طرح کھپا دی ہیں کہ مضمون کی تعداد میں کچھ بھی فرق نہیں پڑا۔ اس لئے اگرچہ بادی النظر میں کتاب بلحاظ تعداد صفحات وضخامت واملا بالکل طبع اوّل کے مطابق معلوم ہوتا ہے تاہم بغور مطالعہ کرنے سے پہلے اور دوسرے اڈیشن میں بہت سا فرق معلوم ہوگا۔ مترجم کا اڈیشن ہذا کی ترمیم و تزئید سے کچھ تعلق نہ تھا۔ مگر لالہ تولا رام صاحب موجودہ مالک کاپی رائٹ کی فرمائش

خوشی رام کا تہی سایۂ اجمیر

ی آرین پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

سرمایہ ایک لاکھ روپیہ

منقسمہ بر چہار ہزار حصص فی حصہ ۲۵ روپیہ

طریق ادائیگی

ہمراہ درخواست ۵ روپیہ فی حصہ مابقا بحساب ۵ روپیہ فی دفعہ بوقت طلبی بذریعہ نوٹس آئندہ

بورڈ ڈائرکٹران

(۱) لالہ روشن لال صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔ پریسیڈنٹ آریہ سماج لاہور (چیرمین)

(۲) ن۔ سب پلیڈر چیفکورٹ پنجاب۔ پریسیڈنٹ آریہ سماج جالندھر شہر

(۳) پنڈت رام بھجدت صاحب۔ بی۔ اے پلیڈر چیف کورٹ پنجاب
پریذیڈنٹ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب (مشیر قانونی)

(۴) لالہ جیون داس صاحب گورنمنٹ پنشنر وارئس پریسیڈنٹ آریہ سماج لاہور

(۵) پنڈت آتمارام صاحب ویدی۔ سب ڈویژنل آفیسر پبلک ورکس
ڈیپارٹمنٹ فیروزپور چھاؤنی۔

(۶) لالہ گنیش داس صاحب وگ۔ پریذیڈنٹ آریہ سماج کوئٹہ۔

(۷) لالہ متھرا داس صاحب پوری (مالک ہندو ہوٹل لاہور) مینجنگ ڈائرکٹر

गुरु विरजानन्द दण्डी
आर्ष [illegible] पुस्तकालय
पु परिग्रहण संख्या .....
दयानन्द महिला महाविद्य

جملہ حق کاپی رائٹ محفوظ ہے

رگوید آدی بھاشیہ بھومکا

مصنفہ

مہرشی سوامی دیانند سرسوتی

دیناک....

مترجمہ

مطبع مفید عام لاہور میں طبع ہوئی

خسب فرمائش آریہ پرتنگ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

۲۵ نومبر ۱۹۰۲ء